	جلد	شمارہ	ماہ	سال
۱	۱۶	۲	اپریل	۹۲۵
۲	۱۶	۳	مارچ	"
۳	۱۶	۵	مئی	"
	۱۶	۶	جون	"
	۱۶	۷	جولائی	"
	۱۶	۸	اگست	"
	۱۶	۹	ستمبر	"
	۱۶	۱۰	اکتوبر	"
	۱۶	۱۱	نومبر	"
۱	۱۶	۱۲	دسمبر	"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام

جالندھر

جلد ۱۶ | اپریل سنہ ۱۹۴۵ء ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۴

مُخْتَصَر ابْنِ اَبِی جَمْرَة

(۳۲۲)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَحَاضَتْ بِسَرِفٍ قَبْلَ اَنْ
تَدْخُلَ مَكَّةَ وَهِيَ تَبْكِي. فَقَالَ: مَا لَكِ اَنَفِسْتِ
قَالَ: اِنَّ هٰذَا اَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ آدَمَ
فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْحَاجُّ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ
فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى اُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ. فَقُلْتُ: مَا هٰذَا
قَالُوا ضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهِ

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت نبیِّ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور وہ مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مقام سرف میں حائض ہو گئی تھیں اور رو رہی تھیں، پوچھا: کیا ہوا؟ پھول آ گئے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: یہ چیز تو اللہ نے دختران آدم کی تقدیر میں لکھدی ہے، سو تم جو (مناسک) حج کرنے والے ادا کرتے ہیں ادا کرو، بجز اس کے کہ خانۂ کعبہ کا طواف نہ کرو۔ پھر جب ہم منیٰ میں تھے تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا۔ میں نے پوچھا: یہ کیسا ہے؟ (لانیوالوں نے) کہا: رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے یہ گائے قربان کی ہے۔

تشریح:-

ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ اَزْوَاجِہٖ: پیغمبرِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی دی یعنی ان کی اجازت سے، اسلئے کہ انسان کا اپنے غیر کی طرف سے قربانی دینا بجز اسکے اذن کے درست نہیں ہوتا۔ اور جمہور نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ آدمی کا قربانی دینا اسکے اور اسکے اہل کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے۔ اس بارے میں حنفیہ نے خلاف کیا ہے اور طحاوی نے کہا ہے کہ یہ مخصوص یا منسوخ ہے، اور اس پر کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ قرطبی نے کہا ہے کہ ایسا کہیں منقول نہیں کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے ہر ایک کو قربانی کا حکم فرمایا ہو، حالانکہ سال بہ سال قربانیاں دی گئیں اور بیویاں بھی متعدد تھیں، اگر ایسا وقوع میں آتا تو عادتاً منقول ہوتا جیسا کہ اور واقعات منقول ہوتے ہیں، اور اس کی مؤید وہ حدیث ہے جو ابن ماجہ اور ترمذی نے تخریج کی ہے اور عطا بن یسار کے طریق سے اس کی تصحیح کی ہے: میں نے ابو ایوب سے پوچھا: پیغمبرِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں قربانیوں کی کیا کیفیت تھی؟ کہا: مرد اپنی اور اپنے اہلِ بیت کی طرف سے قربانی کرتا تھا اور کھاتے اور کھلاتے تھے یہانتک کہ لوگ ایک دوسرے کو باز رکھنے

لگے جیسا کہ دیکھ رہے ہو۔
ذکرہ البخاری فی باب الاضحیۃ للمسافر والنساء +

۲۴۳

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ (رض) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ: اَلزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ کَھَیْئَتِہٖ یَوْمَ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ، اَلسَّنَۃُ اثْنَا عَشَرَ شَھْرًا مِنْھَا اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ، ثَلَاثٌ مُتَوَالِیَاتٌ ذُو الْقَعْدَۃِ وَذُوالْحِجَّۃِ وَ الْمُحَرَّمُ وَ رَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَ شَعْبَانَ، قَالَ: اَیُّ شَھْرٍ ھٰذَا؟ قُلْنَا اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ قَالَ اَلَیْسَ ذُو الْحِجَّۃِ؟ قُلْنَا بَلٰی. قَالَ اَیُّ بَلَدٍ ھٰذَا قُلْنَا اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ. قَالَ اَلَیْسَ الْبَلْدَۃَ؟ قُلْنَا بَلٰی. قَالَ: فَاَیُّ یَوْمٍ ھٰذَا؟ قُلْنَا اَللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ، فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ سَیُسَمِّیْہِ بِغَیْرِ اِسْمِہٖ، قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ؟ قُلْنَا بَلٰی. قَالَ فَاِنَّ دِمَاءَکُمْ وَ اَمْوَالَکُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَ اَحْسِبُہٗ قَالَ وَ اَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَۃِ یَوْمِکُمْ ھٰذَا، فِیْ

بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضَلَالًا لَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ، ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟ مَرَّتَيْنِ +

ترجمہ :- از ابوبکرہ (رض) انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، فرمایا: زمانہ گھوم کر اپنی اسی حالت پر آ گیا ہے جیسا کہ اس وقت تھا جب اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں جن میں سے چار حرمت والے ہیں، تین پے در پے ہیں: ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم، اور رجب مُضَر جو جمادی اور شعبان کے بیچ میں ہے۔ فرمایا: یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، پھر خاموش رہے، یہانتک کہ ہمنے خیال کیا کہ اس کا کچھ اور نام رکھینگے۔ فرمایا: کیا یہ ذوالحجہ نہیں ہے؟ ہمنے عرض کیا: کیوں نہیں۔ فرمایا: یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا: خدا و رسول خوب جانتے ہیں۔ پھر آپ خاموش رہے یہانتک کہ ہمنے گمان کیا کہ اس کا کوئی دوسرا نام رکھینگے۔ فرمایا: کیا یہ شہر (مکہ نہیں ہے؟) ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے پیغمبر کو بہتر معلوم ہے۔ پھر آپ چپ رہے یہانتک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کا کوئی اور نام رکھینگے۔ فرمایا: کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن، یوم عید) نہیں ہے؟ ہم نے کہا: کیوں نہیں۔ فرمایا: بیشک تمہارے خون اور تمہارے مال، کہا محمد (ابن سیرین) نے (جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں) میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے فرمایا) اور تمھاری آبروئیں تم پر حرام ہیں اسی طرح جیسے تمہارے اس دن

کی حرمت ہے تمھارے اس شہر میں، تمھارے اس مہینے میں، اور تم ملوگے اپنے رب سے (قیامت کے دن) تو وہ پوچھیگا تم سے تمھارے اعمال کے بارے میں۔ سو تم میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا، تم میں سے بعض بعض کی گردنیں نہ ماریں۔ سنو جی، جو حاضر ہے وہ غائب کو یہ (پیغام) پہنچادے، کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے کہ جس کو (یہ پیغام) پہنچتا ہے وہ اس کو اس سے جس نے اسکو سنا ہے زیادہ محفوظ رکھنے والا ہو۔ پھر فرمایا: سنو! کیا میں نے پیغام پہنچادیا ہے؟ دو بار۔

(ذکرہ البخاری فی باب من قال الاضحیٰ یوم النحر)

(۲۲۴)

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ اَتیٰ عَلیٰ بَابِ الرَّحْبَۃِ بِمَاءٍ فَشَرِبَ قَائِمًا فَقَالَ اِنَّ نَاسًا یَکْرَہُ اَحَدُھُمْ اَنْ یَشْرَبَ وَ ھُوَ قَائِمٌ وَ اِنِّیْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَ کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ فَعَلْتُ ÷

ترجمہ:۔ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ وہ میدانِ (کوفہ) کے دروازے پر پانی لے کر آئے اور اس کو کھڑے ہو کر پیا۔ پھر فرمایا: کئی لوگ ہیں کہ ان میں کا ایک کھڑے ہو کر پینا مکروہ سمجھتا ہے اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسا ہی کرتے دیکھا ہے جیسا تم نے مجھکو کرتے دیکھا ہے ÷

تشریحات:۔

رَحْبَۃ: جائے فراخ: المکانُ المتّسع۔

اس حدیث سے اخذ کیا جاتا ہے کہ عالم پر واجب ہے کہ جب لوگوں کو دیکھے کہ وہ کسی

چیز سے پرہیز کرتے ہیں اور اسکو معلوم ہو کہ وہ جائز ہے، تو وہ اسکے بارے میں جو وجہ درست ہو اسکی وضاحت کردے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہوتے ہوتے لوگ اسکو حرام ہی سمجھنے لگ جائیں۔ اور جب اسکو اس امر کا اندیشہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ حکم صحیح بیان کرنے کا اقدام کرے، اگرچہ لوگ اس سے دریافت نہ کریں، اور اگر اس سے دریافت کیا جائے تو بیان کرنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ کسی میں ناپسند بات دیکھے تو اس کا نام لیکر نہ کہے، بلکہ کنایہ کے طریق پر کہے جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور العمل تھا۔

اور اس حدیث سے کھڑے کھڑے پانی پی لینے کے جائز ہونے پر بھی استدلال کیا ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے، اور ایک قوم نے حدیث انس (عند مسلم) کے سبب اس کو مکروہ قرار دیا ہے۔ حدیث یہ ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے پر ڈانٹا ہے۔ اور مسلم میں بروایت ابی ہریرہ یہ حدیث بھی آئی ہے کہ: لَا يَشْرَبَنَّ اَحَدُكُمْ قَائِمًا فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ (تم میں سے کوئی کھڑا ہو کر نہ پئے، اور اگر بھول کر پی لے تو قے کردے) اور ایک لفظ میں یوں آیا ہے: لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْ يَشْرَبُ لَاسْتَقَاءَ: (اگر وہ کھڑے ہو کر پیتا ہے جان لے تو قے کردے)۔ وعند احمد فی حدیثہ: اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَشْرَبُ قَائِمًا فَقَالَ لَهُ: قِهْ، قَالَ لِمَهْ؟ قَالَ اَيَسُرُّكَ اَنْ يَشْرَبَ مَعَكَ الْهِرُّ؟ قَالَ: لَا۔ قَالَ قَدْ شَرِبَ مَعَكَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مِنْهُ، اَلشَّيْطَانُ، (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھڑے کھڑے پانی پیتے دیکھا، فرمایا: قے کردو۔ کہا: کیوں؟ فرمایا: کیا تو خوش ہوگا کہ تیرے ساتھ بلا پئے؟ کہا: نہیں۔ فرمایا: تیرے ساتھ تو اس نے پیا ہے جو اس سے بھی بُرا ہے، شیطان نے)۔

اور مسلم نے قتادہ از انس رض کے طریق سے نکالا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے۔ قتادہ نے کہا، پس ہم نے انس رض سے کہا: تو کھانا (کھڑے ہو کر)؟

کہا: یہ اس سے بھی بدتر اور خبیث تر ہے۔ کھانے کو بدتر اسلئے قرار دیا کہ کھانے میں زیادہ وقت لگتا ہے۔ بظاہر کھڑے ہو کر پینے کی حدیثیں جواز کو بیان کرتی ہیں اور مناہی کی حدیثیں کراہت تنزیہی پر ہیں۔ زیادہ اچھا اور بہت کامل بیٹھ کر پینا ہے کیونکہ کھڑے ہو کر پینے میں کچھ نہ کچھ ضرر ہوتا ہے، اسی لئے اسکو ناپسند کیا گیا، کیونکہ ایسی خلط کو تحریک کرتا ہے قے ہی جس کی دوا ہوتی ہے۔

اور گزشتہ حدیث میں جو فَمَنْ نَسِیَ کا لفظ آیا ہے، اس کا کوئی مفہوم نہیں بلکہ جان کر پینے والے کے لئے یہ بطریق اَولیٰ مستحب ہوگا۔ بھول کر پینے والے کا جو خاص طور پر مذکور ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن سے مناہی کے بعد ایسا واقع نہیں ہونا چاہئے۔ ہاں اگر بھولے سے ایسا ہو جائے تو اور بات ہے۔ قال الحافظ: کبھی نسیان کے لفظ سے ترک مراد ہوتا ہے تاکہ سہو و عمد دونوں کو شامل ہو سکے تو گویا یوں کہا گیا کہ مَنْ تَرَكَ امتثال الامر فشرب قائماً فلیستقیٔ وقد انشد الحافظ

اِذَا رُمْتَ تَشْرِبُ فَاقْعُدْ تَفُزْ ٭ بِسُنَّةِ صَفْوَةِ اَهْلِ الْحِجَازِ
وَقَدْ صَحَّحُوْا شُرْبَهُ قَائِماً ٭ وَلٰكِنَّهُ لِبَيَانِ الْجَوَازِ

اور جیسا کہ کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے ایسا ہی پیالے کے سوراخ یا شگاف سے پینے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اور اسی طرح کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

(ذکرہ البخاری فی باب الشرب قائماً)

(۲۲۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ وَ

الْقِرْبَةِ، وَاَنْ يَمْنَعَ الرَّجُلُ جَارَهُ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَهُ فِيْ دَارِهِ +

ترجمہ :- از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا : پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا مشک کے منہ سے (منہ لگا کر) پینے سے اور آدمی کے اپنے پڑوسی کو اپنے گھر (یا دیوار) میں لکڑی گاڑنے سے روکنے سے +

تشریحات :- علّت نہی میں اختلاف ہے :-

(۱) بعض نے کہا کہ منع اسلئے کیا ہے کہ پانی جو مشک کے اندر ہے اسکے ساتھ کوئی زہریلا کیڑا منہ میں نہ چلا جائے - اس لحاظ سے اس نہی کا تعلق اس شخص سے نہ ہو گا جو دیکھ بھال کر احتیاط سے مشک بھرے اور اس کا منہ مضبوطی سے باندھ کر رکھے

(۲) بعض نے کہا اسلئے کہ ایسا کرنے سے پانی گندہ ہو جاتا ہے - بدیں لحاظ اس نہی کا تعلق خاص اسی شخص سے ہو گا جو برتن کے اندر سانس لے یا مشک کے اندر منہ ڈال کر پئے، لیکن جو شخص مشک کے منہ سے اپنے منہ میں پانی انڈیل کر پئے اس کے ساتھ نہی کا تعلق نہ ہو گا -

(۳) بعض نے کہا : جو شخص مشک کے منہ سے منہ لگا کر پیتا ہے، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پانی غلبہ کر کے ضرورت سے زیادہ گر پڑتا ہے جس سے یا تو اس کا دم گھٹ جاتا ہے یا کپڑے بھیگ جاتے ہیں اور نہی تنزیہ کے لئے ہے -

ابن عربی کہتے ہیں جو وجہیں بیان کی گئی ہیں ثبوتِ کراہت کے لئے ان میں سے ایک بھی کافی ہے، انکے مجموعے سے کراہت اور بھی بڑھ جاتی ہے -

ابن ابی جمرہ کہتے ہیں : بعید نہیں کہ نہی ان تمام باتوں کی وجہ سے ہو - ان میں سے کچھ تو کراہت کو چاہتی ہیں اور کچھ تحریم کو اور قاعدہ اس قسم کے امور میں یہ ہوتا ہے کہ تحریم

کو ترجیح دی جائے اھ۔ نووی کہتے ہیں: اتفاق اس پر ہے کہ نہی یہاں تحریم کے لئے نہیں، تنزیہ کے لئے ہے، لیکن اس اتفاق کے ذکر کرنے میں تامل ہے۔ مالک سے منقول ہے کہ انھوں نے مشکوں کے مونہوں سے پینے کی اجازت دی اور کہا کہ مجھ کو اس بارے میں نہی کی خبر نہیں پہنچی اور ابن بطال نے اس قول کی تردید میں مبالغہ کیا اور ابن منیر نے مالک کی طرف سے یہ اعتذار کیا کہ وہ اس مسئلے میں نہی کو تحریم محمول نہ کرتے تھے۔ اور نووی نے کہا کہ نہی کے تنزیہی ہونے کی تائید رخصت کی حدیثیں کرتی ہیں۔ حافظ نے اس کا تعقّب کرتے ہوئے کہا کہ مرفوعہ میں سے کوئی ایسی حدیث نہیں پاتا جو جواز پر دلالت کرتی ہو مگر فعلی حدیث، اور نہی کی حدیثیں سب قولی ہیں اور یہ ارجح ہیں جب ہم نہی کی علت پر نظر کریں، کیونکہ جو کچھ اس باب میں علماء نے بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں محفوظ ہیں، اولاً اپنی عصمت اور طیبِ نکہت کے سبب اور ثانیاً پانی انڈیلنے میں نرمی و آہستگی کے باعث۔

حافظ نے کہا: ان احادیث میں سے جو جواز کے متعلق ہیں، ترمذی کی حدیث از عبدالرحمن بن ابی عمرہ عن جدتہ کبشہ ہے، قالت:

دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسلم فَشَرِبَ مِنْ فِی قِرْبَۃٍ معلقۃ:

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو لٹکی ہوئی مشک کے منہ سے پانی پیا)۔

ہمارے شیخ نے شرح ترمذی میں لکھا ہے: اگر اسمیں کسی عذر کی وجہ سے ہو فرق کیا جائے، جیسے مشک لٹکی ہوئی ہو، اور پانی پینے کو برتن میسّر نہ ہو اور اوک سے پیا نہ جا سکتا ہو تو کوئی کراہت نہ ہوگی اور اسی پر مذکورہ حدیثیں محمول کی جا سکتی ہیں، اور اسمیں جو بلا عذر ہو تو محمول کیا جائیگا احادیثِ نہی پر۔ اسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جواز کی سب حدیثوں میں یہی آیا ہے کہ مشک لٹکی ہوئی تھی، اور لٹکی ہوئی مشک سے پینا، مطلق مشک سے پینے سے خاص تر ہے، اور احادیثِ جواز میں مطلق رخصت پر کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ صرف اسی صورت پر ہے۔ اور دونوں خبروں کو جمع کرنے کے لئے ضرورت کی حالت پر محمول کرنا نسخ سے بہتر ہے واللہ اعلم۔

رجال الهند وقادة فكرها

(از کتاب حاضر مسلمی الهند وغابرهم)

(از حضرت مولنا مسعود عالم ندوی)

(۶)

لسان العصر اکبر حسین الاله ابادی

۱۸۴۶ — ۱۹۲۱

ان الذین ذکرتهم الآن کلهم کانوا من زملاء سید احمد أو علی شاکلته. و الآن نتحدث عن رجل وقف حیاته وشعره لمناهضة سید احمد و فکرته التعلیمیة، وما برح یستهزئ طول حیاته بعقائد سید احمد وتعالیمه وکلیته المسلمة. و استعان فی ذلک بشعره الرصین البلیغ الممزوج بالفکاهة و

بقیہ صفحہ ۹ : (السِقَاء) بروزن کساء بکری (یا بھیڑ) کے یکسالہ بچے کی کھال پانی اور دودھ رکھنے کے کام آتی ہے۔ جمع اسقیہ و اسقیات و اساقی

(و القِربَةُ) عطف تفسیر۔

(فی داره) ولابی ذرّ فی جداره۔

تنزیہ پر محمول ہے، مستحب اسکو یہ ہے کہ منع نہ کرے۔

(ذکره البخاری فی باب الشرب من فم السقاء)

الدعاية. وما كان ممن يرسلون الكلام على عواهنه، بل كان يملأ شعره درًا وحكمةً، تهتز لها القلوب اهتزازا. وكان دائما ينتقد التمدن العصري و يبين مساوئه من السفور واختلاط الجنسين والتعليم العقيم اللاديني. وقد تأثر المترجم بما شاهده من تدهور في الاخلاق و انحطاط في المجتمع وتنكب الناشئة والاغنياء عن الدين، فقذف بشعره الفكاهي حممًا على حصون اللادينية في هذه البلاد. وكان له أثر بالغ في نفوس القراء، لتهافتهم على شعره، حُبًّا في المجون و الفكاهة.

وله دواوين عديدة، لايخلو شعر منها عن القدح في سيد احمد خان و استهزاء بتعاليمه وتحذير المسلمين عن اتباعه وكشف عن عورات الحضارة العصرية. ومما يزيدك تعجبا ان المتنورين من الناشئة الذين استهزأبهم هم الذين يحفظون أبياته و ينشدونه ولا يزال المتعلمون يدرسون شعره، مع ان الشعر الهندستاني الحديث قد بلغ القمة في سموالافكار وقوة التخييل.

(۷)

شبلی النعمانی

۱۸۵۷ — ۱۹۱۴

اخذت القلم بیدی لأصور لك شبلی الرجل و فکرته و مهمته الاسلامیة التی ادّاها بغایة النجاح والکمال، و ذلك فی بضعة اسطر حبًّا فی الایجاز و نظرا الی ضیق نطاق المقام.

و ماذا اقول عن رجلٍ احدث انقلابا عظیما فی مختلف نواحی الحیاة الاسلامیة من الدین و العلم والتعلیم و الاجتماع والسیاسة؟ أ أصف لك شبلی العالم الذی کان متضلعًا من علوم القرآن والسنة فألف کتبا جمةً، منها کتابُه الممتعُ الذی بدأ بتألیفه(۱) فی السیرة النبویة. أو أتکلم عن شبلی المحقق الذی فتح بابًا جدیدا للبحث و التدقیق و فك اسار التقلید العقیم و اطلق العقول من ربقة الایمان بکل ما ترك شیئا مکتوبا من المتقدمین. أم أعرّفك العالمَ المصلحَ الذی تفطّن لادواء الامة و وصف لها دواء ناجعا بالدعوة الی ندوة العلماء و تربیة لفیف من الشبان، عادوا فیما بعد کواکب فی سماء العلم والتجدید و الاصلاح، و اصبحوا مفخرة للاسلام فی هذا العصر المظلم کالامامین ابی الکلام

(۱) اتمّ منه جزءین حتی قضی نحبه فاخذ باتمامه الاستاذ العلّامة السید سلیمان الندوی، وقد نشرت منه الان ستة مجلدات ضخمة علی القطع الکبیر، لا یقل مجلد عن ستمائة صفحة۔

و السيد سليمان .

نشأ شبلى على حب الدين و العلم، مُتَمَسِّكاً بتقليد ابى حنيفة، مُغاليا فيه ، شان اهل عصره، ثم صادف أن اتّصل بالسر سيد احمد خان ، فتفرس فيه عبقريا لم يظهر بنوغه بعدُ و عيّنه معلما للغتين العربية والفارسية فى كليته . وما لبث ان القى عصاه بعيلكره ، حتى عكف على القراءة ومطالعة الكتب و احتكّ بالسيد احمد و زملائه و اساتذة الكلية كالدكتور ارنلڈ، فاتسعت مداركهُ و نضج عقله وجعل يكتب و يدُون، و اول كتاب ظهر له ، هو سيرة مامون العباسى. ثم سافر الى مصر و الشام و الآستانة ليزور خزائن الكتب فى العواصم الاسلامية و يشاهد احوالها .

و لما كمُل نُضجه و حصافته وعرف الناس من علمه وفضله، أبى ان يقتنع بالاقامة فى عليكره فاستقال منها ثم سافر الى حيدرآباد و لبث بها زمنا يستمتع بوظيفة عالية حتى نبت بها الديار رنالت نفسه الكريمة الوثابة الى الحرية فى العمل وخدمة الدين والعلم بما يلائم هواه و افكاره . فاختار دار العلوم لندوة العلماء بلكهنؤ وتعهد على القيام بها و تنمية مواردها العلمية و المادية . وما زال بها حتى فاضت روحه وانتقل الى الدار الآخرة .

ترعرع شبلى و نشأ فى ظلال البيئة القديمة الجامدة وتخرج على شيوخ واساتذة ما كانوا ينظرون الى حركة عليكره التعليمية

بعين الاستحسان، ثم شاء ربك ان يتصل بكلية عليگره و مؤسسها و يتأثر بشخصيته الجذابة ويكون من انصار حركته التعليمية. و لما شاهد بعينه ما فيها من المحاسن والمساوى، استيقنت نفسه أن كلية عليگره لا يمكن ان تكون دواءً لامراض المسلمين الدينية والاجتماعية أو تجعل من شبابهم مسلمين صالحين عارفين بحاجات الأمة ومقتضيات العصر. ومن ثَمَّ انجذبت نفسه الى ندوة العلماء، حينما بدأ بتاسيسها بعض المصلحين من العلماء حيث وجد فيها ضالته المنشودة. وما زال ياخذ بنصيبه من حفلاتها وموتمراتها حتى اصبح من كبار دُعاتها، وما ندوةُ العلماء اليوم إلا صنيعة من صنائعها.

كان شبلى فى اول الامر من اتباع سيد احمد فى السياسة، ولكنه سرعان ما تبدلت فكرته و تغيرت وجهة نظره، حينما شاهد تقلب الاحوال وتنكُّر وجه الحكومة للمسلمين. و هذه قصائده فى حروب طرابلس و بلقان وكارثة كانپور تشهد له بالسبق في هذا المضمار، مضمار ايقاظ الامة من رقادها وتنبيهها من غفلتها القاضية عليها. فهو اول من جعل الشعر آلة لاظهار العواطف السياسية بين المسلمين.

كان شبلى عالما و ایَّ عالم، وله منزلة فى التاريخ لا يُشَقُّ له فيها غبارٌ، وكفاه فخرا انه اول من بدأ بتدوين ماثر التاريخ الاسلامى فى اللغة الهندستانية، و ترك مؤلفات فى سير اعاظم الرجال، ترجمت بمعظم اللغات الشرقية. و كذلك

لا تُنسى خدماتُه للادب الهندُستانى، فانه قد اجمع المحققون على أنه كان اكثر نفعا للادب الهندستانى الاسلامى من جميع زملاء سيد احمد، الذين يُعدون اقطاب اللغة الهندستانية.

لكن سِرّ عظمته الحقيقية انما ينحصر فى ما ادّاه المترجم من خدمة فِى سبيل تحرير العقول من داء التقليد العقيم والايمان بكل شىء مكتوب بجموع بين الدفتين. فانه هو الّذى حذّر المشتغلين بالعلم من التمسك بقول كل حاطب ليل، و هو اول من اجترأ على انتقاد كثير من الفقهاء المتأخرين والعلماء غير المحققين. و هو الذى استشهد فى جميع مؤلفاته بالكتابِ والسُّنَّةِ و لم يُعط لاقوال الغزالى و الرازى وغيرهما من العلماء، المقام الّذى لا يستحقونه و أبى ان يؤمن بها من غير تمحيص و تدقيق. وكفاه ذلك مثوبة وأجرا.

و يمتاز شبلى من بين معاصريه بأن اعمالهم انقطعت بانقطاع حبل حياتهم و ما تركوا من بعدهم جماعة أو نحيا لا يتعهدون بالقيام على مهمتهم فى الحياة و يسعون لتعميم دعوتهم. فلا تعرفهم الامة اليوم الا ببعض مؤلفاتهم و آثار قرائحهم، التى ربما لا يكاد يطيق اكثرها ان يصبر زمنًا على تقلبات الافكار. اما شبلى فقد ترك جماعة[1]

(۱) اريد بذلك الاشارة الى اعمال جمعية ندوة العلماء و دار العلوم التابعة لها وجمعية دار المصنفين التى يرأسها خليفة المترجم، الاستاذ العلامة السيد سليمان الندوى حفظه الله - بل الجم الغفير من مستخرجى دار العلوم المنتشرين فى جميع انحاء البلاد -

من نجباء تلامیذہ، لا تزال ساعیۃ وداء الوصول الی غایتھا، ثابتۃ علی الخطۃ التی انتھجھا لھم المترجَم، فکانوا خیر خلفٍ لخیر سلفٍ۔

ترجمہ :-

(۶)

لسان العصر اکبر حسین الٰہ آبادی

جن کا راقم نے اب تک ذکر کیا ہے وہ یا تو سرسید کے رفقاء تھے یا ان کے ہمنوا، اور اب ہم ایک ایسے شخص کا حال بیان کر رہے ہیں جنھوں نے اپنی زندگی اور شاعری سید احمد اور ان کی تعلیمی سکیم کی مخالفت میں وقف کر دی اور جو عمر بھر سید احمد کے عقائد و تعلیمات اور محمدن کالج کا مذاق اڑاتے رہے اور اسکے لئے اپنی ظرافت آمیز اور مؤثر شاعری کو استعمال کیا۔ وہ ان شعراء میں سے نہیں تھے کہ جو کچھ زبان پر آتا ہے کہہ ڈالتے ہیں بلکہ ان کے اشعار کو حکمت و دانش کے جواہر ریزوں سے تشبیہ دی جاسکتی ہے جنھیں سُنکر دل وجد کرنے لگتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ جدید تہذیب پر تنقید کرتے تھے اور بے پردگی، مرد و زن کے میل جول، اور غیر مفید لادینی تعلیم کی برائیوں کو بیان کیا کرتے تھے۔ ممدوح اخلاق کے بگاڑ، سماج کے انحطاط، نوجوان طبقہ اور دولتمندوں کے دین سے اعراض کرنے کی حالت کو دیکھکر بے حد متاثر ہوتے تھے۔ اس ملک میں اپنے مزاحیہ اشعار سے لامذہبیت کے قلعوں کو مسمار کرنے لگے اور قارئین کے ظرافت و خوش طبعی کے دلدادہ ہونے کی وجہ سے اُن کے کلام پر ٹوٹے پڑتے تھے، اسلئے ان کے کلام کا دلوں پر کافی اثر تھا۔

ممدوح کے متعدد دیوان ہیں، جن میں عموماً ایسے شعر پائے جاتے ہیں جن میں سید احمد خاں

اور اُن کی تعلیمی پالیسی کا مذاق اُڑایا گیا ہے، مسلمانوں کو اُنکی اقتدار سے منع کیا گیا ہے اور تہذیب حاضر کے عیوب ہویدا کر دئے ہیں۔ عجیب بات یہ ہے کہ نوجوانوں کا وہ روشن خیال طبقہ جس کا انھوں نے مذاق اڑایا ہے یاد کرتا اور مزے لے کر پڑھتا ہے اور تعلیمیتہ حضرات بھی شوق سے پڑھتے ہیں، باوجودیکہ جدید ہندوستانی شاعری افکار کی بلندی اور تخیل کی بلند پروازی میں حد کمال کو پہنچ گئی ہے۔

(۷)

شبلی نعمانی

۱۸۵۷ —— ۱۹۱۴

اب میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے علامہ شبلی کا ذکر کروں اور ان کے وہ کارنامے پیش کروں جو انھوں نے نہایت کامیابی کے ساتھ انجام دئے ہیں، وہ بھی اختصار اور مقام کی تنگی کے لحاظ سے صرف چند ہی سطور میں۔

میں اس شخص کا کیا حال بیان کروں جس نے دین و دانش، تعلیم و تدریس، اجتماع و سیاست وغیرہ اسلامی زندگی کے مختلف گوشوں میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا کر دیا۔ کیا آپ کے سامنے اس دانشور کے اوصاف پیش کروں جو قرآن و سنۃ کے علوم میں ماہر کامل تھا اور اس نے اس باب میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور ان ہی میں سے ایک اس کی وہ مفید تصنیف ہے جسے انھوں نے سیرۃ النبی پر لکھنا شروع[1] کیا تھا، یا میں اس محقق شبلی کا حال لکھوں جس نے بحث و تحقیق کا ایک نیا دروازہ

---

[1] اور اس کے دو ہی حصے پورے کرنے پائے تھے کہ پیغام اجل آپہنچا، اور اسکی تتمیم کا کام استاذ علامہ سید سلیمان ندوی نے ہاتھ میں لیا، اور اسوقت تک اسکی چھ بڑی بڑی جلدیں بڑی تقطیع پر شائع ہو چکی ہیں، جن میں سے کوئی جلد بھی چھ سو صفحے سے کم مقدار میں نہیں ہے۔

کھولا اور بے نتیجہ تقلید کے بندھنوں کو توڑ دیا۔ عقلوں کو ہر اس چیز پر ایمان لانے کے پھندے سے آزاد کر دیا جس کو پہلے بزرگ لکھ کر چھوڑ گئے تھے، یا ٹمکو اس عالم مصلح سے روشناس کروں جس نے قوم کے امراض کو بھانپ کر ایک کارگر نسخہ بتا دیا، یعنی اُسے ندوۃ العلماء کی طرف دعوت دی اور جوانوں کی ایک جماعت کی تربیت کی جو بعد میں آسمانِ علم و تجدید کے کوکبِ تابان بن کر نمایاں ہوئے اور اس دورِ تاریک میں اسلام کے لئے باعثِ فخر ثابت ہوئے، جیسے مولٰنا ابوالکلام آزاد اور مولٰنا سید سلیمان، متعنا اللہ بطول حیاتہما۔

علامہ شبلی کی زندگی دین و علم کی محبت میں گذری۔ اپنے زمانے کی روش کے مطابق امام ابوحنیفہؒ کے غالی مقلد تھے۔ پھر اتفاقاً سرسید احمد خاں کی معیت میں رہنے کا اتفاق ہوا، اور انھوں نے آپ میں جوہرِ کمال پاکر جو ابھی ظاہر نہیں ہوا تھا اپنے کالج میں عربی اور فارسی کا پروفیسر مقرر کر دیا۔ علیگڑھ میں آتے ہی وہ کتابوں کے درس و مطالعہ کی طرف مائل ہوئے۔ سید احمد خان، ان کے ساتھیوں اور کالج کے پروفیسروں جیسے ڈاکٹر آرنلڈ وغیرہ سے سابقہ ہوتا رہا جس کی وجہ سے علم میں وسعت اور عقل میں پختگی پیدا ہو گئی اور کتابوں کی تصنیف و تدوین میں مصروف ہو گئے۔ ان کی پہلی تصنیف جو منظرِ عام پر آئی سیرتِ مامون عباسی تھی۔ پھر اسلامی ممالک کے کتبخانوں کو دیکھنے کے لئے مصر، شام اور قسطنطنیہ کا سفر کیا۔

جب اُن کی عقل و فکر کی پختگی حدِ کمال کو پہنچ گئی اور لوگوں نے انکے علم و فضل کے آثار ملاحظہ کر لئے، تو علیگڑھ کی اقامت پر قناعت نہ ہو سکی۔ وہاں سے مستعفی ہو کر حیدرآباد کا سفر کیا اور وہاں کچھ مدت ٹھہرے۔ انھیں گرانقدر وظیفہ بھی وہاں مل رہا تھا۔ آخر وہاں کی آب و ہوا موافق نہ آئی اور ان کے پُرجوش دل میں اپنے ذوق و فکر کے مطابق "عمل میں آزادی" اور علم و دین کی خدمت کا ولولہ پیدا ہوا۔ اس کے لئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کو پسند کر کے وہاں قیام فرمایا اور اسکے علمی و مادی سرچشموں کی افزائش کا

ذمہ لیا یہانتک کہ دار آخرت کا سفر پیش آگیا۔
شبلی پرانے بے حس ماحول میں پل کر جوان ہوئے، اور ایسے اساتذہ سے علم حاصل کیا جو علیگڑھ کی تعلیمی تحریک کو بنظر استحسان دیکھتے نہیں تھے۔ پھر خدا کو یہ منظور ہوا کہ ان کا علیگڑھ کالج اور اس کے بانی سے تعلق ہوا اور وہ ان کی پُرکشش شخصیت سے متاثر ہو کر اسکی تعلیمی تحریک کے معاون و مددگار رہوں۔ اور اس تعلیم کی بھلائیوں اور برائیوں کا جو کچھ مشاہدہ انھوں نے اپنی آنکھوں سے کیا، اس سے انکو یقین ہو گیا کہ علیگڑھ کالج نہ تو مسلمانوں کے دینی و اجتماعی امراض کا علاج ہو سکتا ہے اور نہ وہ مسلمان نوجوانوں کو اس قابل بنا سکتا ہے کہ وہ قوم کی ضروریات اور زمانہ کے مقتضیات معلوم کر کے انھیں پورا کر سکیں اور اسی وجہ سے ان کا دل ندوۃ العلماء کی طرف کھنچا جبکہ بعض علماء مصلحین نے اس کی تاسیس کا آغاز کیا، اسی جگہ انھوں نے اپنا گمشدہ مطلوب پایا اور وہ برابر اس کے جلسوں اور اجتماعوں میں حصہ لیتے رہے، یہانتک کہ اس کے بہت بڑے داعی ہو گئے، اور آج ندوۃ العلماء ان کے کارہائے نمایاں میں سے ایک کارنامہ ہے۔
شبلی پہلے پہلے تو سیاست میں سید احمد خاں کے مسلک پر کاربند رہے۔ مگر حالات کا تغیر اور حکومت کی مسلمانوں سے بے التفاتی ملاحظہ کر کے جلد ہی ان کے خیالات کا رُخ بدل گیا۔ جنگ طرابلس اور بلقان اور کانپور کے المناک حادثوں پر جو قصائد مولٰنا نے قوم کو اس کے خواب گراں سے بیدار کرنے اور مہلک غفلت سے چونکانے لئے لکھے ہیں وہ اس میدان میں ان کی اوّلیت و افضلیت کے شاہد ہیں۔ بنابریں وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے مسلمانوں میں اپنے سیاسی جذبات کو ظاہر کرنے کے لئے اردو نظم کو ذریعہ بنایا۔
شبلی ایک بلند پایہ عالم تھے علم تاریخ میں اُن کا جو مرتبہ ہے اس میں کسی کو کلام کی گنجائش نہیں۔ یہی فخر ان کو بس ہے کہ وہ پہلے آدمی ہیں جنھوں نے اردو زبان میں تاریخ

اسلامی کے کارنامے لکھنے شروع کئے اور بزرگترین شخصیتوں کی سیرتوں پر کئی ایسی تصانیف چھوڑیں جن کا ترجمہ اکثر مشرقی زبانوں میں بھی ہو چکا ہے۔ اسی طرح اُن کی ادبِ اُردو کی خدمات بھی فراموش نہیں ہو سکتیں اور اس پر محققین کا اجماع ہے کہ وہ اُردو کے اسلامی ادب کو نفع پہنچانے میں سید احمد خاں کے ان تمام ساتھیوں میں فائق تھے جو زبانِ اُردو کے اقطاب کہلاتے تھے۔

لیکن اُنکی حقیقی عظمت کا راز ان خدمات میں منحصر ہے جو انھوں نے عقل کو بے سُود تقلید کے مرض سے نجات دلانے اور کتاب میں لکھی ہوئی ہر بات پر ایمان لانے سے بچانے کے سلسلے میں انجام دی ہیں۔ وہی تھے جنھوں نے علم کا شغل رکھنے والوں کو ہر غلط گو کی بات کو حجت سمجھنے سے منع کیا۔ وہی پہلے شخص ہیں جنھوں نے اکثر فقہائے متاخرین اور علماء نامحققین پر تنقید کرنے کی جرأت کی۔ وہی ہیں جنھوں نے اپنی تصنیفات میں کتاب و سنت سے استشہاد کیا ہے، اور غزالیؒ و رازیؒ وغیرہ علماء کے اقوال کو وہ درجہ نہ دیا جس کے وہ مستحق نہ تھے اور اُن پر بغیر تحقیق کے اعتقاد کرنے سے انکار کر دیا۔ اور یہ ان کو اجر و ثواب کے لحاظ سے کافی ہے۔

اور شبلی اپنے معاصرین میں اس حیثیت سے بھی ممتاز ہیں کہ ان کے اعمال تو رشتۂ زندگی کے قطع ہونے کے ساتھ ہی منقطع ہو گئے اور ان کے بعد کوئی ایسی جماعت یا ایسے افراد نہیں رہے جو انکی زندگی کے اہم کام کو انجام تک پہنچائیں اور ان کی دعوت کو عام کرنے میں سرگرم ہوں۔ آج قوم انکو جانتی ہے تو انکی بعض تصانیف اور چند نتائج و افکار کی وجہ سے جنمیں سے اکثر خیالات کی تبدیلی کے سامنے زیادہ دیر ٹھہرتے نظر نہیں آتے۔ لیکن شبلی نے اپنے بعد شاگردان رشید کی ایک ایسی جماعت[1] چھوڑی ہے جو موصوف کے پروگرام پر قائم ہے اور اُسے کامیابی کی منزل تک پہنچانے میں مصروف ہے اور وہ اپنے خوش قسمت پیشرو کی بہترین جانشینی کے قابل ہے*

[1] اس سے مجلس ندوۃ دار العلوم، ادارۂ دار المصنفین کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے جسکے منتظم*

* علامہ ممدوح کے لائق جانشین علامہ سید سلیمان ندوی حفظہ اللہ اور دار العلوم کے وہ منتہی فضلاء جو اطراف ملک میں پھیلے ہوئے ہیں، اسکے علاوہ ہیں

اَلدُّرُوسُ العَرَبِيَّةُ

اَلْإِيثَارُ عَلَى النَّفْسِ

(۱) حُكِيَ أَنَّ رَجُلًا فَقِيرًا مَكَثَ وَ زَوْجَتُهُ وَ أَوْلَادُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَ لَمْ يَطْعَمُوا طَعَامًا. فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: يَا هٰذَا. أَمَا تَرَى هٰؤُلَاءِ الْأَوْلَادَ قَدِ اصْفَرَّتْ مِنْهُمُ الْوُجُوهُ وَ ذَابَتِ الْأَكْبَادُ. وَ لَيْسَ لَهُمْ صَبْرٌ وَ لَا قُوَّةٌ مِثْلَنَا.

(۲) فَقَالَ لَهَا: وَ اللّٰهِ لَقَدْ طُفْتُ عَلَى مَنْ يَسْتَأْجِرُنِي بِدِرْهَمَيْنِ لِأَقُوتَهُمْ بِهَا. فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا. وَ إِنَّ النَّارَ فِي كَبِدِي لِأَجْلِهِمْ.

(۳) فَقَالَتْ لَهُ: خُذْ قِنَاعِي هٰذَا فَبِعْهُ بِمَا يَكُونُ وَ اشْتَرِ لَهُمْ بِثَمَنِهِ مَا يَأْكُلُونَ. فَأَخَذَ الْقِنَاعَ فَبَاعَهُ بِدِرْهَمَيْنِ عَلَى التَّمَامِ. وَ سَارَ لِشِرَاءِ الطَّعَامِ فَسَمِعَ فِي طَرِيقِهِ رَجُلًا يَقُولُ أَكْرِمُونِي لِوَجْهِ اللّٰهِ وَ لِمَحَبَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ. يَا مَنْ يُقْرِضُ اللّٰهَ الْغَنِيَّ فَوَ اللّٰهِ مَا مَعِيَ مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ.

(٤) فَقَالَ لَهُ خُذْ هٰذَيْنِ الدِّرْهَمَيْنِ لِوَجْهِ اللّٰهِ.

ثُمَّ اسْتَحْيَا مِنْ زَوْجَتِهِ اَنْ يَعُوْدَ اِلَيْهَا بِلَا طَعَامٍ خَشْيَةَ اَنْ تُؤْذِيَهُ بِقَطِيْعِ الْكَلَامِ ۔

(۵) وَ لَمَّا اَقْبَلَ اللَّيْلُ ، مَضٰى اِلٰى زَوْجَتِهِ وَ اَوْلَادِهٖ وَ قَدْ فَاتَ سَعَادُ مَجِيْئِهٖ ۔ فَقَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ : مَاذَا فَعَلْتَ بِالْقِنَاعِ ، وَ قَدْ تَرَكْتَ اَوْلَادَنَا جِيَاعًا ۔ فَاَخْبَرَهَا بِمَا جَرٰى لَهٗ مِنْ اَعْمَالِهٖ ، وَ عَنِ السَّائِلِ وَ اِجَابَةِ سُؤَالِهٖ ۔ فَقَالَتْ اِنْ كُنْتَ عَامَلْتَهٗ فَهُوَ غَنِيٌّ وَ فِيٌّ ، وَ نِعْمَ مَا فَعَلْتَ مَعَ الْمَلِكِ الْعَلِيِّ ۔

(۶) ثُمَّ قَالَتْ خُذْ هٰذَا الْعِدْلَ فَبِعْهُ وَ اشْتَرِلَنَا بِهٖ طَعَامًا ۔ فَطَافَ بِهٖ فَلَمْ يَشْتَرِهٖ اَحَدٌ ۔ فَحَصَلَ لَهٗ بِهٖ غَايَةُ التَّكَدُّرِ ۔ فَاَرَادَ الْعَوْدَ بِهٖ اِلَيْهَا ، وَ اِذَا بِصَيَّادٍ مَعَهٗ سَمَكَةٌ عَظِيْمَةٌ يُنَادِيْ عَلَيْهَا ۔ فَقَالَ لَهٗ يَا اَخِيْ خُذْ هٰذَا الَّذِيْ كَسَدَ اِلَيْكَ ۔ وَ اَعْطِنِيْ هٰذِهِ الَّتِيْ كَسَدَتْ عَلَيْكَ ۔ فَقَبِلَ الصَّيَّادُ مِنْهُ مَا قَالَ ، وَ دَفَعَ السَّمَكَةَ فِي الْحَالِ ۔

(۷) فَاَتٰى زَوْجَتَهٗ بِهَا ۔ فَلَمَّا رَاَتْهَا ظَهَرَ فِيْ وَجْهِهَا اَثَرُ الْبَهَاءِ ۔ فَبَادَرَتْ اِلٰى شَقِّهَا فَرَاَتْ فِيْ جَوْفِهَا ذَخِيْرَةً لَمْ تَعْرِفْهَا فَاَخَذَهَا الرَّجُلُ وَ ذَهَبَ بِهَا اِلَى التُّجَّارِ ۔ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْا هٰذِهٖ هِيَ جَوْهَرَةٌ يَتِيْمَةٌ لَا تُعَادَلُ بِمَالٍ وَ لَا تُقَوَّمُ بِقِيْمَةٍ ، وَ تَغَالَوْا فِيْهَا فَبَاعَهَا بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ دِرْهَمٍ ۔

(۸) وَ لَمَّا دَخَلَ بِهَا عَلٰى زَوْجَتِهٖ فَرِحَا بِذٰلِكَ كُلَّ الْفَرَحِ وَ زَالَ عَنْهُمَا الْهَمُّ وَ التَّرَحُ. وَ اِذَا بِسَائِلٍ عَلَى الْبَابِ يَقُوْلُ : يَا اَهْلَ اللّٰهِ. اَعْطُوْنِيْ مِمَّا اَعْطَاكُمُ اللّٰهُ. فَخَرَجَ اِلَيْهِ عَاجِلًا فَقَالَ لَهٗ : كُلُّنَا لَنَا النِّصْفُ، وَ لَكَ وَحْدَكَ النِّصْفُ. فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُرْضِيْكَ وَ اِلَّا فَنَحْنُ نُزِيْدُكَ وَ نُعْطِيْكَ.

(۹) فَقَالَ قَدْ رَضِيْتُ، وَ ذَهَبَ لِيَاْتِيَ بِحَمَّالٍ لِيَحْمِلَ عَلَيْهِ حَظَّهٗ فَلَمْ يَعُدْ، وَ فِيْمَا الرَّجُلُ يَنْتَظِرُ عَوْدَهٗ نَامَ، فَرَاٰهُ فِي النَّوْمِ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ لَهٗ يَا هٰذَا مَا اَنَا بِسَائِلٍ. اَنَا مَلَكٌ اَرْسَلَنِيَ اللّٰهُ اِلَيْكَ لِيَعْلَمَ صَبْرَكَ فِيْمَا اَتَاكَ. وَ اُبَشِّرُكَ بِاَنَّ اللّٰهَ قَدْ قَبِلَ مِنْكَ الدِّرْهَمَيْنِ. وَ اَعْطَاكَ بَدَلًا مِنْهُمَا هٰذِهِ الدَّرَاهِمَ وَ اَعَدَّ لَكَ فِي الْاٰخِرَةِ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ. وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ، لِاَنَّكَ عَامَلْتَهٗ مُخْلِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ، وَ هُوَ لَا يُخَيِّبُ مَنْ عَامَلَهٗ

(۱۰) وَ قَدْ قِيْلَ فِيْ بَعْضِ الْكُتُبِ: لَوْ لَمْ يُسَلِّطِ اللّٰهُ ثَلَاثًا عَلٰى ثَلَاثٍ لَمْ يَنْتَظِمْ اَمْرُ الدُّنْيَا. فَسَلَّطَ الصَّبْرَ عَلٰى قَلْبِ الْمُصَابِ، وَلَوْلَاهُ لَمَاتَ جَزَعًا. وَ سَلَّطَ الرَّائِحَةَ الْكَرِيْهَةَ عَلَى الْمَيِّتِ وَ لَوْ لَاهَا مَا دُفِنَ مَيِّتٌ. وَ سَلَّطَ السُّوْسَ عَلَى الْبُرِّ، وَ لَوْ لَاهُ لَكَنَزَهُ الْمُلُوْكُ كَالذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ.

ترجمہ

اپنی ذات پر غیر کو ترجیح

(۱) کہتے ہیں: ایک فقیر اور اس کے بیوی بچے تین دن اس حال میں رہے کہ انھیں کھانے پینے کو کچھ نہ ملا۔ اسکی بیوی نے اس سے کہا: میاں! تم ان بچوں کو نہیں دیکھتے کہ چہرے ان کے زرد ہو رہے ہیں اور کلیجے پگھل گئے ہیں، ہماری طرح ان میں بھی نہ تو صبر (باقی) رہ گیا ہے نہ قوت۔

(۲) اس نے کہا: خدا کی قسم ہے، میں تو (بہت) گھوما ہوں کہ کوئی مجھکو دو درہم پر مزدور لگالے، مگر کوئی (ایسا شخص) نہ ملا۔ میرے جگر میں ان بچوں کی وجہ سے آگ (لگ رہی) ہے۔

(۳) اس نے کہا: یہ لو میرا نقاب اور جتنے کو بکے، اس کے داموں سے کوئی چیز ان کے کھانے کو خرید لاؤ۔ فقیر نے نقاب لیا اور اسے کل دو درہم میں فروخت کردیا، اور کھانا خریدنے کو چل پڑا۔ راستے میں ایک شخص کو کہتے سنا: اللہ کے واسطے اور رسولؐ خدا کی محبت کی خاطر مجھ پر کرم کرو! اے خدائے بے نیاز کو قرض دینے والو! خدا کی قسم میرے پاس دنیا کی کوئی شے نہیں ہے۔

(۴) اس نے اس کو کہا: خدا کے لئے یہ دو درہم لے لو۔ پھر اس کو بیوی کے پاس بلا طعام جانے سے شرم آئی، اس ڈر سے کہ وہ اسے کوس کوس کرستائیگی۔

(۵) جب رات ہوئی، آنے کا وقت گزر جانے کے بعد بیوی بچوں کے پاس آیا، بیوی نے پوچھا: میری اوڑھنی کو کیا کیا، کہ اپنی اولاد کو بھوکے رکھا۔ اس نے جو کچھ کیا تھا اپنی بیوی سے کہہ دیا اور سائل اور اس کا سوال قبول کرنے کی بات بتادی۔ اس نے کہا: اگر تم نے اللہ سے یہ معاملہ کیا ہے تو وہ صاحبِ غنا بڑا باوفا ہے، جو کچھ تو نے اس بادشاہ برتر کے ساتھ کیا خوب کیا ہے۔

(۶) پھر اس نے کہا: یہ بوری لے لو اور اسکو بیچ کر ہمارے لئے کھانا خرید لو۔ وہ اس کو لیکر گھوما کیا۔ مگر اس کو کسی نے نہ لیا۔ اس سے اس کو بہت دُکھ ہوا اور اس نے اس کو لے کر بیوی کے پاس لوٹنا چاہا۔ اتنے میں دیکھا کہ ایک ماہی گیر کے پاس بہت بڑی مچھلی ہے اور وہ اس پر صدا لگا رہا ہے۔ فقیر نے کہا: تو میرا مندا مال لے لے اور یہ اپنا مندہ مال مجھ کو دیدے۔ شکاری نے اس کی بات مان لی اور جھٹ پٹ مچھلی اسکو دے دی۔

(۷) مچھلی کو لے کر وہ اپنی بیوی کے پاس آیا، جب بیوی نے اسکو دیکھا تو اسکے چہرے پر رونق سی آگئی اور لپ جھپ اسکو چیرنے پھاڑنے لگی۔ اس کے پیٹ میں اسکو ایسا خزانہ دکھائی دیا جو اُس نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ مرد اسکو لے کر سوداگروں کے پاس گیا۔ جب انھوں نے اسکو دیکھا تو کہا: یہ تو دُرِ یتیم ہے، یہ امول مال ہے۔ اس کی کوئی قیمت نہیں لگ سکتی۔ انھوں نے گراں قیمت پر اسکو خریدنا چاہا اور فقیر نے چودہ ہزار درہم کو اسے بیچ دیا۔

(۸) جب وہ یہ دولت لیکر فکر و غم سے آزاد خرم و شاد بیوی کے پاس آیا، تو یکایک ایک سائل دروازے پر یہ کہتا سنائی دیا: اے اللہ والا جو کچھ اللہ نے تم کو دیا ہے، اس میں سے مجھ کو بھی دو۔ وہ جلدی نکل کر اس کے پاس پہنچا اور کہا: آدھا ہم سب کا اور آدھا تیرا اکیلے کا۔ اگر یہ تم کو پسند آئے تو خیر ورنہ ہم تم کو اور بھی زیادہ دینگے۔ اس نے کہا: میں اس پر راضی ہوں اور وہ اپنا حصہ اٹھوانے کے حمّال کو لینے چلا گیا اور پھر واپس نہ آیا۔

(۹) فقیر مرد اسکی واپسی کا انتظار کرتے کرتے سو گیا، تو سائل کو خواب میں دیکھا۔ اُس نے نہ آنے کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا: اے صاحب! میں سائل نہیں ہوں، فرشتہ ہوں، اللہ نے مجھ کو بھیجا تھا تا کہ جو کچھ اس نے تجھ کو عطا کیا ہے اس

میں تیرا صبر دیکھے، اور میں تجھ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دو درہم قبول کر لئے ہیں، اور دو کے عوض تم کو اتنے درہم دئے ہیں، اور آخرت میں تیرے لئے وہ کچھ مہیا کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی بشر کے دل پر گزرا۔ کیونکہ تم نے اسکی ذاتِ گرامی کی خاطر اخلاصمند ہو کر اس کے ساتھ (یہ) معاملہ کیا ہے، اور وہ اس شخص کو نامراد نہیں کرتا جو اس سے (ایسا) معاملہ کرتا ہے

(۱۰) اور بعض کتابوں میں کہا گیا ہے کہ: اگر اللہ تعالیٰ تین کو تین پر مسلط نہ کر دے تو دنیا کا انتظام نہ رہے۔ پس اس نے صبر کو مصیبت زدہ کے دل پر مسلط کر دیا ہے، ورنہ وہ غم کے مارے مرجائے۔ اور اس نے بدبو کو مردے پر مسلط کر رکھا ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو کوئی مُردہ دفن نہ کیا جائے۔ اور اس نے کیڑے کو گیہوں پر مسلط کیا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو بادشاہ اس کو سونے چاندی کی طرح گاڑ رکھا کریں۔

(۱)

جَمَعَتْ قِطَّةٌ اَوْلَادَهَا ذَاتَ يَوْمٍ، لِتُرْشِدَهُمْ اِلٰى مَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ.

فَقَالَتْ: يَا اَوْلَادِىْ لَا تَخْدِشُوْا صِغَارَ الْاَطْفَالِ الَّذِيْنَ يُدَاعِبُوْنَكُمْ وَ لَا تَسْرِقُوا الطَّعَامَ. وَ لَا تَاْكُلُوْا صِغَارَ الدَّجَاجِ وَ الْاَرَانِبِ وَ الْحَمَامِ. وَ نَظِّفُوا الْبُيُوْتَ مِنَ الْفِيْرَانِ وَ الْعَقَارِبِ وَ الْحَيَّاتِ.

فَاَطَاعَ الْاَوْلَادُ نَصِيْحَةَ اُمِّهِمْ وَ عَمِلُوْا بِهَا فَكَانُوْا مَحْبُوْبِيْنَ.

ترجمہ

(۱)

جمع کئے بلّی نے اپنے بچے ایک دن، تاکہ ان کو سمجھائے کیا کیا واجب ہے ان پر۔

پس (بلّی نے) کہا: اے میرے بچّو! مت لو چھوٹے چھوٹے بچّوں کو جو تم سے کھیلتے ہیں، اور مت چراؤ کھانا، اور مت کھاؤ بچے مرغیوں اور خرگوشوں اور کبوتروں کے، اور صاف کرو گھروں کو چوہوں، بچھوؤں اور سانپوں سے۔

پس مان لی بچوں نے نصیحت اپنی ماں کی، اور عمل کیا اس پر، پس وہ ہو گئے چھے۔

اَلْجِهَاتُ الْاَرْبَعَةُ

اَلْجِهَةُ الَّتِیْ تَشْرُقُ مِنْهَا الشَّمْسُ صَبَاحًا، هِیَ الشَّرْقُ۔

وَالَّتِیْ تَغْرُبُ فِیْهَا مَسَاءً، هِیَ الْغَرْبُ۔

وَ اِذَا جَعَلْتَ الشَّرْقَ اَمَامَكَ فَالْجِهَةُ الَّتِیْ عَلٰی یَمِیْنِكَ هِیَ الْجَنُوْبُ، وَالْجِهَةُ الَّتِیْ عَلٰی یَسَارِكَ هِیَ الشِّمَالُ۔

وَ اِذَا عَرَفْتَ تِلْكَ الْجِهَاتِ سَهُلَ عَلَیْكَ مَعْرِفَةُ اِتِّجَاهِ الطُّرُقِ وَمَوَاقِعِ الْبِلَادِ +

لغات:-

اَلْ : وہ ۔ جِهَةٌ : طرف ۔ اَلَّتِيْ مِنْهَا : جس سے ۔
اَل شَمْسُ : سورج ۔ صَبَاحًا : صبح کو ۔ تَشْرُقُ : نکلتا ہے ۔
هِيَ : وہ ۔ اَلْ شَرْقُ : مشرق ہے ۔ وَ : اور ۔ اَلَّتِيْ فِيْهَا : جس میں
مَسَاءً : شام کو ۔ تَغْرُبُ : ڈوبتا ہے ۔ هِيَ : وہ ۔ اَلْغَرْب : مغرب ہے
وَ : اور ۔ اِذَا : جب ۔ اَلْ شَرْقَ : مشرق کو ۔ لَكَ : اپنے ۔
اَمَامَ : سامنے ۔ جَعَلْتَ : تُو کرلے ۔ فَ : تو ۔ اَلْ جِهَةُ : وہ طرف
اَلَّتِيْ : جو ۔ لَكَ : تیرے ۔ عَلٰى يَمِين : دائیں ہے ۔ هِيَ الجَنُوْبُ : وہ
جنوب ہے ۔ وَ : اور ۔ اَلْجِهَةُ اَلَّتِيْ : جو طرف ۔ لَكَ : تیرے ۔
عَلٰى يَسَارِ : بائیں ہے ۔ هِيَ : وہ ۔ اَلْ شِمَالُ : شمال ہے ۔
وَ : اور ۔ اِذَا : جب ۔ تِلْكَ : ان ۔ اَلْ جِهَات : طرفوں کو ۔
عَرَفْتَ : تو پہچان لے ۔ اَلْ طُرُق : راستوں کے ۔ اِتِّجَاہِ : رُخ ۔
وَ : اور ۔ اَلْبِلَادِ : ملک کے ۔ مَوَاقِع : موقعوں کی ۔ مَعْرِفَةُ : پہچان
عَلَيْكَ : تجھ پر ۔ سَهُلَ : آسان ہو جائیگی ۔

اَلصَّبِيُّ وَالْكَلْبُ

(۱) كَانَ صَبِيٌّ فَقِيْرٌ جَالِسًا فِي الطَّرِيْقِ يَأْكُلُ قِطْعَةَ خُبْزٍ.
(۲) فَرَاٰى كَلْبًا نَائِمًا بَعِيْدًا عَنْهُ فَدَعَاهُ وَ اَظْهَرَ لَهُ الْخُبْزَ
(۳) حَتّٰى ظَنَّ الْكَلْبُ اَنَّهُ سَيُعْطِيْهِ.
(۴) فَقَرُبَ مِنْهُ لِيَتَنَاوَلَ الْخُبْزَ.

(۵) وَ اِذَا بِالصَّبِیِّ ضَرَبَهُ بِعَصًا عَلٰی رَأْسِهٖ ۔
(۶) فَفَرَّ الْکَلْبُ صَارِخًا مِنْ شِدَّۃِ الْاَلَمِ ۔
(۷) وَ کَانَ رَجُلٌ فِی ذٰلِکَ الْوَقْتِ یَطِلُّ مِنْ شُبَّاکِ بَیْتِهٖ ۔
(۸) فَرَاٰی کُلَّ مَا حَصَلَ ۔
(۹) فَاَخَذَ الْعَصَا وَ وَقَفَ بِالْبَابِ ۔
(۱۰) وَ دَعَا الصَّبِیَّ وَ اَبْرَزَ لَهُ قِرْشًا ۔
(۱۱) فَمَدَّ الصَّبِیُّ یَدَهُ لِیَاْخُذَ الْقِرْشَ ۔
(۱۲) فَضَرَبَهُ الرَّجُلُ عَلٰی اَصَابِعِهٖ ضَرْبَۃً جَعَلَتْهُ یَصْرُخُ اَشَدَّ مِنْ صُرَاخِ الْکَلْبِ ۔
(۱۳) ثُمَّ قَالَ لِلرَّجُلِ : کَیْفَ تَضْرِبُنِیْ وَ اَنَا لَمْ اَطْلُبْ مِنْکَ شَیْئًا ۔
(۱۴) فَاَجَابَهُ الرَّجُلُ : وَ کَیْفَ تَضْرِبُ الْکَلْبَ وَ هُوَ لَمْ یَطْلُبْ مِنْکَ شَیْئًا ۔

ترجمہ :-

لڑکا اور کتا

(۱) کوئی محتاج لڑکا راستے میں بیٹھا ایک روٹی کا ٹکڑا کھا رہا تھا ۔
(۲) اس نے ایک کتا دیکھا جو اس سے فاصلے پر سو رہا تھا ۔ اس نے اسکو بلایا اور اور روٹی کا ٹکڑا اسکو دکھایا ۔
(۳) یہانتک کہ کتا سمجھا کہ وہ اسکو وہ (ٹکڑا) دے دیگا ۔
(۴) پس وہ روٹی لینے کے لئے اسکے نزدیک آیا ۔

(۵) تو لڑکے نے یکایک لاٹھی اسکے سر پر مار دی۔
(۶) پس کتا درد کی سختی سے چلاتا ہوا بھاگا۔
(۷) اسی وقت ایک آدمی اپنے گھر کی کھڑکی سے جھانک رہا تھا۔
(۸) سو جو کچھ ہوا اُس نے دیکھا۔
(۹) وہ لاٹھی لے کر دروازے پر جا کھڑا ہوا۔
(۱۰) اور لڑکے کو بلایا اور اسکو ایک دونی دکھائی۔
(۱۱) پس لڑکے نے اپنا ہاتھ دونی لینے کے لئے پھیلایا۔
(۱۲) تو اس آدمی نے اسکی انگلیوں پر ایسی چوٹ لگائی جس سے وہ کتے کی چیخ سے زیادہ چلانے لگا۔
(۱۳) پھر اس نے اس رو سے کہا: تم مجھے کیسے پیٹتے ہو، میں نے تو کچھ تم سے مانگا نہ تھا۔
(۱۴) اس مرد نے اسکو جواب دیا: تم کیسے اس کتے کو پیٹتے ہو، اس نے تو کچھ تم سے مانگا نہ تھا۔

کلیات

(۱) لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ۔
(۲) وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ رَسُوْلٌ۔
(۳) وَ لِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوْا۔
(۴) وَ لِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا۔
(۵) لِكُلِّ شَيْءٍ طَرِيْقٌ، وَ طَرِيْقُ الْجَنَّةِ الْعِلْمُ۔

(٦) لِكُلِّ شَيْءٍ عَرُوسٌ ، وَعَرُوسُ الْقُرْاٰنِ الرَّحْمٰنُ ۔
(٧) لِكُلِّ شَيْءٍ مَعْدِنٌ وَمَعْدِنُ التَّقْوٰى قُلُوْبُ الْعَارِفِيْنَ۔
(٨) لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ وَمِفْتَاحُ السَّمٰوٰتِ قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔
(٩) لِكُلِّ شَيْءٍ مِفْتَاحٌ ، وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْمَسَاكِيْنِ وَ الْفُقَرَاءِ ۔
(١٠) لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ ، وَدَوَاءُ الذُّنُوْبِ الْاِسْتِغْفَارُ ۔
(١١) لِكُلِّ اُمَّةٍ حَصَادٌ ، وَحَصَادُ اُمَّتِيْ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى السَّبْعِيْنَ ۔
(١٣) لِكُلِّ شَيْءٍ حِلْيَةٌ ، وَحِلْيَةُ الْقُرْاٰنِ الصَّوْتُ الْحَسَنُ ۔
(١٣) لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ ۔
(١٤) لِكُلِّ شَيْءٍ زَكٰوةٌ وَزَكٰوةُ الدَّارِ بَيْتُ الضِّيَافَةِ ۔
(٥) لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَاِنَّ سَنَامَ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَفِيْهَا اٰيَةٌ هِيَ سَيِّدَةُ اٰيِ الْقُرْاٰنِ: اٰيَةُ الْكُرْسِيِّ
(٦) لِكُلِّ شَيْءٍ صَفْوَةٌ وَصَفْوَةُ الصَّلٰوةِ التَّكْبِيْرَةُ الْاُوْلٰى

ترجمہ :-

کلیات

(۱) ہر امت (کے خاتمہ) کا ایک معین وقت ہے ۔
(۲) اور ہر امت کا کوئی پیغمبر (ہوتا) ہے ۔
(۳) ہر ایک کے لئے درجے ہیں بلحاظ ان کے اعمال کے ۔
(۴) ہر ایک کا ایک رُخ (قبلہ) ہوتا ہے جسکی طرف وہ جھکتا ہے ۔
(۵) ہر چیز کا ایک راستہ ہے اور بہشت کا راستہ علم ہے ۔

(۶) ہر چیز کا ایک دولھا ہے اور قرآن کا دولھا سورۂ الرحمٰن ہے۔
(۷) ہر چیز کی کوئی کان ہے اور پرہیزگاری کی کان عارفوں کے دل ہیں۔
(۸) ہر چیز کی ایک چابی ہے اور آسمانوں کی چابی لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ کہنا ہے۔
(۹) ہر چیز کی کوئی چابی ہے اور جنت کی چابی فقیروں اور مسکینوں کی محبت ہے۔
(۱۰) ہر بیماری کی کوئی دوا ہے اور گناہوں کی دوا استغفار ہے۔
(۱۱) ہر شے کی ایک کٹائی ہے اور میری امت کی کٹائی ساٹھویں اور ستروں کے بیچ ہے۔
(۱۲) ہر چیز کا ایک زیور ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے۔
(۱۳) ہر شے کی ایک زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔
(۱۴) ہر چیز کی ایک زکوٰۃ ہے اور گھر کی زکوٰۃ مہمانخانہ ہے۔
(۱۵) ہر چیز کا ایک کوہان ہے اور قرآن کا کوہان سورۂ بقرہ، اور اس میں ایک آیت قرآن کی آیتوں کی سردار آیۃ الکرسی ہے۔
(۱۶) ہر چیز کا ایک بہترین حصہ ہوتا ہے اور نماز کا بہترین حصہ پہلی تکبیر ہے۔

الحَجَّاجُ وَالْفِتْيَةُ الثَّلَاثَةُ

أَمَرَ الْحَجَّاجُ صَاحِبَ حَرَسِهِ أَنْ يَطُوفَ بِاللَّيْلِ فَمَنْ رَآهُ بَعْدَ الْعِشَاءِ سَكْرَانَ ضَرَبَ عُنُقَهُ. فَطَافَ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِي فَوَجَدَ ثَلَاثَةَ فِتْيَانٍ وَعَلَيْهِمْ آثَارُ الشَّرَابِ. فَأَحَاطَتْ بِهِمُ الْغِلْمَانُ وَقَالَ لَهُمْ صَاحِبُ الْحَرَسِ: مَنْ أَنْتُمْ

حَتّٰی خَالَفْتُمْ اَمْرَ الاَمِیْرِ وَ خَرَجْتُمْ فِی مِثْلِ هٰذَا الْوَقْتِ. فَقَالَ اَحَدُهُمْ:

اَنَا ابْنُ مَنْ دَانَتِ الرِّقَابُ لَهٗ
مَا بَیْنَ مَخْزُوْمِهَا وَ هَاشِمِهَا
تَأْتِیْهِ بِالرَّغْمِ وَ هِیَ صَاغِرَةٌ
یَأْخُذُ مِنْ مَالِهَا وَ مِنْ دَمِهَا

فَاَمْسَكَ عَنْهُ، وَ قَالَ لَعَلَّهٗ مِنْ اَقَارِبِ الاَمِیْرِ، ثُمَّ قَالَ لِلْاٰخَرِ وَ مَنْ اَنْتَ؟ فَقَالَ:

اَنَا ابْنُ الَّذِی لَا یُنْزِلُ الدَّهْرُ قِدْرَهٗ
وَ اِنْ نَزَلَتْ یَوْمًا فَسَوْفَ تَعُوْدُ
تَرَی النَّاسَ اَفْوَاجًا اِلٰی ضَوْءِ نَارِهٖ
فَمِنْهُمْ قِیَامٌ حَوْلَهٗ وَ قُعُوْدُ

فَاَمْسَكَ عَنْهُ وَ قَالَ لَعَلَّهٗ مِنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ. ثُمَّ قَالَ لِلثَّالِثِ مَنْ اَنْتَ؟ فَقَالَ:

اَنَا ابْنُ الَّذِی خَاضَ الصُّفُوْفَ بِعَزْمِهٖ
وَ قَوَّمَهَا بِالسَّیْفِ حَتّٰی اسْتَقَلَّتِ
رِکَابَاهُ لَا تَنْفَكُّ رِجْلَاهُ مِنْهُمَا
اِذَا الْخَیْلُ فِی یَوْمِ الْکَرِیْهَةِ وَلَّتِ

فَاَمْسَكَ عَنْهُ، وَ قَالَ لَعَلَّهٗ مِنْ فُرْسَانِ الْعَرَبِ، وَ احْتَفَظَ بِهِمْ، حَتّٰی اَصْبَحَ فَرَفَعَ اَمْرَهُمْ اِلَی الاَمِیْرِ. فَاَحْضَرَهُمْ وَ کَشَفَ عَنْ حَالِهِمْ وَ اِذَا

اَلْاَوَّلُ ابْنُ حَجَّامٍ، وَ الثَّانِی ابْنُ فَوَّالٍ، وَ الثَّالِثُ ابْنُ حَائِكٍ. فَتَعَجَّبَ مِنْ فَصَاحَتِهِمْ وَ قَالَ لِجُلَسَائِهِ عَلِّمُوْا اَوْلَادَكُمُ الْاَدَبَ، فَوَاللّٰهِ لَوْ لَا فَصَاحَتُهُمْ لَضَرَبْتُ اَعْنَاقَهُمْ، ثُمَّ اَنْشَدَ:

كُنِ ابْنَ مَنْ شِئْتَ وَاكْتَسِبْ اَدَبًا
يُغْنِيْكَ مَضْمُوْنُهُ عَنِ النَّسَبِ
اِنَّ الْفَتٰى مَنْ يَقُوْلُ هَا اَنَا ذَا
لَيْسَ الْفَتٰى مَنْ يَقُوْلُ كَانَ اَبِیْ

ترجمہ: —

حجّاج اور تین نوجوان

حجّاج نے اپنے گارد افسر کو حکم دیا کہ رات کو گشت کرے اور عشاء کے بعد جسکو مستِ شراب پائے اسکی گردن اڑا دے۔ ایک رات اس راتوں میں سے اس نے گشت کی تو تین نوجوانوں کو لڑکھڑاتے پایا جن پر شراب کے آثار (نمایاں) تھے (گارد) کے نوجوانوں نے ان کو گھیر لیا اور گارد کے افسر نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہ تم نے حاکم کے حکم کی مخالفت کی اور ایسے وقت میں باہر نکلے۔ ان میں سے ایک بولا: —

میں اُس شخص کا فرزند ہوں جس کے آگے
مخزومیوں سے لیکر ہاشمیوں تک کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں
وہ اس کے حضور ذلیل و حقیر ہو کر آتے ہیں
وہ اُن سے اُن کا مال بھی لیتا ہے اور خون بھی

یہ سُن کر وہ اس سے باز رہا، اور (دل میں) کہا: شاید یہ حاکم کے اقربا میں سے ہو۔
پھر دوسرے سے پوچھا: تو کون ہے؟ وہ بولا:

میں اس کا بیٹا ہوں زمانہ جس کی دیگ نہیں اتارتا
اگر اسکی دیگ کسی دن اُتر بھی جائے تو پھر چڑھ جاتی ہے
تم لوگوں کو فوج در فوج اسکی آگ کی روشنی کے پاس دیکھو گے
کہ اس کے گرد بعض کھڑے ہیں اور بعض بیٹھے ہیں

وہ اس سے بھی باز رہا اور کہا، یہ اشرافِ عرب میں سے ہو گا۔ پھر تیسرے سے پوچھا: اور تم کون ہو؟ اس نے کہا:۔

میں اس کا پسر ہوں جو اپنے عزم کے ساتھ صفوں میں گھس جاتا ہے
اور تلوار سے اُن کو درست کرتا ہے یہانتک کہ وہ اُٹھ جاتی ہیں
اس کے پاؤں اسکی رکابوں سے الگ نہیں ہوتے
جب لڑائی کے دن گھوڑے بھاگ نکلتے ہیں

پس وہ اس سے بھی باز رہا اور کہا: شاید یہ عرب کے شہسواروں میں سے ہو۔ صبح تک ان کو حفاظت میں رکھا، پھر ان کا معاملہ حاکم کے سامنے پیش کیا۔ حاکم نے ان کو حاضر کیا اور ان کے حال کی چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ پہلا حجام کا بیٹا ہے، دوسرا چنے بیچنے والے کا لڑکا اور تیسرا جولاہے کا پوتا۔ حاکم نے ان کی فصاحت سے حیران ہو کر اپنے درباریوں سے کہا: اپنی اولاد کو عربی علوم سکھاؤ، بخدا اگر ان کی (یہ) فصاحت نہ ہوتی تو میں ان کی گردنیں اڑا دیتا۔

پھر پڑھا:

تو جس کا چاہے بیٹا ہو اور ادب حاصل کر
اس کا مضمون تجھ کو نسب سے بے نیاز کر دے گا

نوجوان وہی ہے جو کہے اے لو میں ہوں
وہ نہیں جو کہے میرا باپ تھا

دِيْنُ الْاِسْلَامِ

هُوَ دِينِ الْفِطْرَةِ اتیٰ به محمد صلّی الله علیه وسلم من عند الله بعد اندراس ما اُوتِی النبیون من قَبْلِهِمْ لیخرج به الناس من الظلمات الی النور و یهدی به من اتبع رضوانه سبل السّلام و یُزَکّیهم من الارجاس و یطهرهم تطهیرا و الاسلام هو دین یجعل رأسه التوحید ای و لم یتخذ الانسان الهًا من دونه سبحان ربك رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمدُ لله رب العلمین.

فمن اتبع هذا الدین و استقام علیه فلا یصیبه عذاب و یؤتیه فوز فی الدنیا و الآخرة .

لغات :-

اَلْفِطْرَةُ : سرشت ۔ اَلْاِنْدِرَاسُ : مٹ جانا۔
اَلتَّزْكِيَةُ : پاک صاف کرنا۔ اَلْاِرْجَاسُ ج رِجْس : میل۔
اَلْاِسْتِقَامَةُ : قائم رہنا ۔ اَلْاِصَابَةُ : پہنچنا۔

عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۸۱ وَيُحِقُّ اللّٰهُ

اَلْ	اَللّٰهُ	يُحِقُّ	وَ	۸۱	مُفْسِدِيْنَ	اَلْ	عَمَلَ
	اللہ	ثابت کرتا ہے	اور	۸۱	فسادیوں کا		کام

کام نہیں بنا تا - (۸۱) - اور اللہ حق کو حق ہی

الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۸۲ ع

مُجْرِمُوْنَ	اَلْ	كَرِهَ	وَلَوْ	هٖ	كَلِمٰتِ	بِ	حَقَّ
گنہگاروں کو		ناگوار ہوں	اگرچہ	اپنی	باتوں کے	ساتھ	حق

کر دکھائے گا، مجرم برا مانیں تو مانا کریں۔ (۸۲)۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ

ذُرِّيَّةٌ	اِلَّا	مُوْسٰى	لِ	اٰمَنَ	مَا	فَ	۸۲
کچھ لڑکے	مگر	موسیٰ پر		ایمان لائے	نہ	پس	۸۲

پھر موسیٰ پر بجز اس کی قوم کے چند نوخیزوں کے کوئی بھی

مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ

مَلَاْ	وَ	فِرْعَوْنَ	مِنْ	خَوْفٍ	عَلٰى	قَوْمِ هٖ	مِنْ
سرداروں سے	اور	فرعون	—	ڈرتے ہوئے		اسکی قوم کے	—

ایمان نہ لایا، وہ بھی فرعون اور اپنے حاکموں سے ڈرتے ڈرتے کہ کہیں انکو

اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ؕ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ

لَ	فِرْعَوْنَ	اِنَّ	وَ	هُمْ ؕ	يَفْتِنَ	اَنْ	هِمْ
	فرعون	بے شبہ	اور	ؕ	کہ مبادا تکلیف پہنچائیں انکو		اپنے

مصیبتوں میں مبتلا نہ کردیں ؕ اور (ایسا ہونا بھی بعید نہ تھا) اسلئے کہ فرعون

فِى الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ

مِنَ	لَ	هٗ	اِنَّ	وَ	فِى الْاَرْضِ ۚ	عَالٍ
ایک	البتہ	وہ	یقیناً (تھا)	اور	زمین میں ۚ	چڑھ رہا تھا

زمین میں بڑا سرکش (بادشاہ) تھا اور بڑے ستمگاروں میں

الْمُسْرِفِيْنَ ۸۳ وَقَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ

اَلْ مُسْرِفِيْنَ	۸۳	وَ	قَالَ	مُوْسٰى	يَا	قَوْمِ
حد سے گزرنے والوں کا	۸۳	اور	کہا	موسیٰ نے	اے	میری قوم

شمار ہوتا تھا - (۸۳) - اور موسیٰ نے کہا: اے میرے لوگو!

اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ

اِنْ	كُنْتُمْ	اٰمَنْتُمْ	بِ اللّٰهِ	فَ	عَلٰى هِ	تَوَكَّلُوْا	اِنْ
اگر	ہو تم	ایمان لائے	اللہ پر	تو	اسی پر	بھروسا کرو	اگر

اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اُسی پر بھروسا بھی رکھو، اگر مسلمان ہو،

كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۸۴ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا

كُنْتُمْ	مُسْلِمِيْنَ	۸۴	فَ	قَالُوْا	عَلَى اللّٰهِ	تَوَكَّلْنَا
ہو تم	فرمانبردار	۸۴	تب	انھوں نے کہا	اللہ پر ہی	ہمنے بھروسا کیا

- (۸۴) - تب انھوں نے کہا: ہمنے اللہ پر ہی بھروسہ کر لیا ہے

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ

رَبَّ	نَا	لَا تَجْعَلْ	نَا	فِتْنَةً	لِ	اَلْ	قَوْمِ
اے پروردگار	ہمارے	نہ بنا	ہمکو	پامال ستم	—	اس	قوم

اے رب ہمارے! ہم کو اس ظالم قوم کا تختۂ مشق نہ بنا

الظّٰلِمِيْنَ ۸۵ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ

اَلظّٰلِمِيْنَ	۸۵	وَ	نَجِّ	نَا	بِ	رَحْمَةِ	كَ
ستمگار کا	۸۵	اور	چھڑالے	ہمکو	ساتھ	مہربانی کے	اپنی

- (۸۵) - اور ہم کو اپنی مہربانی سے ان کافر لوگوں

مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۸۶ وَاَوْحَيْنَآ

مِنْ	اَلْ	قَوْمِ	اَلْ	كَافِرِيْنَ	۸۶	وَ	اَوْحَيْنَا
—	اس	قوم		کافر سے	۸۶	اور	ہمنے وحی بھیجی

(کے ہاتھ سے) نجات دے - (۸۶) - اور ہم نے

إِلَىٰ مُوسَىٰ وَأَخِيهِ أَن تَبَوَّآ لِقَوْمِكُمَا

اِلیٰ	مُوْسیٰ	وَ	اَخِیْ	ہٖ	اَنْ	تَبَوَّآ	لِ
کو	موسیٰ	اور	بھائی	اسکے	کہ	بنا لو	—

موسےٰ اور اس کے بھائی کو وحی کی کہ تم مصر میں

بِمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ

قَوْمِ	کُمَا	بِ	مِصْرَ	بُیُوْتًا	وَ	اِجْعَلُوْا	بُیُوْت
قوم کے لئے	اپنی	—	مصر میں	گھر	اور	ٹھہرا لو	گھروں کو

اپنی قوم کے لئے کچھ گھر تیار کرو اور اپنے گھروں کو مسجدیں

قِبْلَةً وَّأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ ۗ وَبَشِّرِ

کُمْ	قِبْلَةً	وَ	اَقِیْمُوْا	اَلْ	صَلٰوةَ	وَ	بَشِّرِ
اپنے	مسجدیں	اور (وہیں)	بجا لاؤ		نماز ط	اور	خوشخبری سنا

ٹھہرا لو اور (ان میں) نماز پڑھا کرو ط اور مومنوں کو

الْمُؤْمِنِينَ ۸۷ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا إِنَّكَ

اَلْ	مُؤْمِنِیْنَ	۸۷	وَ	قَالَ	مُوْسیٰ	رَبَّنَا	اِنَّ
	مومنوں کو	۸۷	اور	کہا	موسیٰ نے	رب ہمارے!	بیشک

خوشخبری سنادو۔ (۸۷) ۔ اور موسیٰ نے کہا: اے رب ہمارے!

آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَّ

کَ	اٰتَیْتَ	فِرْعَوْنَ	وَ	مَلَاَ	ہٗ	زِیْنَةً	وَ
	تو نے دیا	فرعون	اور	سرداروں کو	اس کے	آرائش	اور

تونے تو فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زیبائش کا سامان

أَمْوَالًا فِي الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوا

اَمْوَالًا	فِی	اَلْحَیٰوةِ	اَلدُّنْیَا	رَبَّ	نَا	لِ	یُضِلُّوْا
طرح طرح کے مال	—	زندگی میں	دنیوی	رب	ہمارے	تاکہ	گمراہ کریں

اور قسم قسم کے مال دے رکھے ہیں، اے رب ہمارے (کیا یہ) اسلئے (ہے) کہ

عَنْ سَبِيْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ

عَنْ	سَبِيْلِ	كَ	رَبَّ	نَا	اِطْمِسْ	عَلٰى	اَمْوَالِ
سے	راہ	تیری	رب	ہمارے	مٹا ڈال		مال

کہ وہ تیری راہ سے گمراہ کریں اے رب ہمارے! انکے مالوں کو ملیا میٹ کردے

وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا

هِمْ	وَ	اُشْدُدْ	عَلٰى قُلُوْبِ	هِمْ	فَ لَا يُؤْمِنُوْا
ان کے	اور	سختی ڈال	دلوں پر	ان	کہ نہ ایمان لائیں

اور ان کے دلوں کو سخت کردے کہ جب تک عذاب دردناک

حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۸۸ قَالَ قَدْ

حَتّٰى	يَرَوْا	اَلْ	عَذَابَ	اَلْاَلِيْمَ	۸۸	قَالَ	قَدْ
تاوقتیکہ	دیکھیں		عذاب	دردناک	۸۸	فرمایا	گئی

نہ دیکھ لیں ایمان نہ لانے پائیں - (۸۸) - فرمایا اچھا

اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ

اُجِيْبَتْ	دَعْوَتُ	كُمَا	فَ	اِسْتَقِيْمَا	وَ لَا تَتَّبِعَانِّ	سَبِيْلَ
قبول کرلی	دعا	تم دونوں کی	سو	تم دونوں ثابت رہو	اور نہ پیروی کرو	راستے کی

تم دونوں کی دعا قبول ہوئی، سو تم سیدھے رہو اور ان لوگوں کی راہ

الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۸۹ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

اَلَّذِيْنَ	لَا يَعْلَمُوْنَ	۸۹	وَ	جَاوَزْنَا	بِ	بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ
ان کے جو	نہیں جانتے	۸۹	اور	پار کیا ہمنے	لیکر	بنی اسرائیل کو

نہ چلو جو انجان ہیں - (۸۹) - اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار

الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ

اَلْ	بَحْرَ	فَ	اَتْبَعَ	هُمْ	فِرْعَوْنُ	وَ	جُنُوْدُ
	سمندر	سو	پیچھا کیا	ان کا	فرعون	اور	لشکر نے

اتارا تو فرعون اور اس کی افواج نے شرارت اور

بَغْيًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَدْرَكَهُ

ہُ	بَغْيًا	وَ	عَدْوًا	حَتّٰى	اِذَا	اَدْرَكَ	ہٗ
اسکے	شرارت	اور	تعدی سے	یہانتک کہ	جب	آ لیا	اس کو

تعدی سے ان کا پیچھا کیا ۔ یہانتک کہ جب غرق ہونے لگا

الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ

اَلْ	غَرَقُ	قَالَ	اٰمَنْتُ	اَنَّ	هٗ	لَا	اِلٰهَ
	ڈباؤنے	کہا	میں ایمان لایا	کہ		نہیں	کوئی معبود

تو بولا : میں نے مان لیا کہ سوا اس کے جس پر بنی اسرائیل

اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا

اِلَّا	الَّذِی	اٰمَنَتْ	بِ ہٖ	بَنُوْا	اِسْرَائِیْلَ	وَ	اَنَا
مگر	وہ کہ	ایمان لائے	اس پر	بنی	اسرائیل	اور	میں ہوں

ایمان لائے اور کوئی معبود نہیں اور میں بھی مسلمانوں (یعنی فرمانبرداروں)

مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۹۰ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ

مِنْ	اَلْ مُسْلِمِیْنَ	۹۰	ءَ	اَلْ اٰنَ	وَ	قَدْ
میں سے	فرمانبرداروں	۹۰	کیا	اب (ایمان لاتا ہے)	اور	—

میں شامل ہوں -(۹۰)- اب ایمان و اسلام کا) کونسا وقت ہے

عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ۹۱

عَصَیْتَ	قَبْلُ	وَ	كُنْتَ	مِنَ	اَلْ مُفْسِدِیْنَ	۹۱
سرکشی کی تو	اس سے پہلے	اور	تھا تو	میں سے	فسادیوں	۹۱

اس سے پہلے تو نافرمانی ہی کی اور مفسدوں میں داخل رہا -(۹۱)-

فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ

فَ	اَلْ یَوْمَ	نُنَجِّی	كَ	بِ	بَدَنِ	كَ	لِ
سو	آج	ہم اونچی ڈالینگے	تجھ کو	سمیت	بدن کے	تیرے	تاکہ

سو آج ہم تیری لاش کو باہر ڈال دیں گے تاکہ تو

لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ؕ وَاِنَّ

تَكُوْنَ	لِ	مَنْ	خَلْفَ	كَ	اٰيَةً ؕ	وَ	اِنَّ
تُو ہو	لیئے	انکے جو	پیچھے ہوں	تیرے	نشان ؕ	اور	بیشک

اپنے پچھلوں کے لئے ایک نشان (عبرت) ہو ؕ اور بہت سے

كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۹۲ ع

كَثِيْرًا	مِنْ	اَلْ نَاسِ	عَنْ	اٰيَاتِ نَا	لَ	غَافِلُوْنَ
بہت سے	میں سے	آدمیوں سے ہیں	سے	ہمارے نشانوں	البتہ	غفلت کرنیوالے

لوگ ہمارے نشانوں سے البتہ غافل ہیں۔(۹۲)

وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ

۹۲	وَ	لَ	قَدْ بَوَّاْ نَا	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	مُبَوَّاَ
۹۲	اور	البتہ	تحقیق ہمنے جگہ دی	بنی اسرائیل کو	جگہ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو عمدہ جگہ رہنے کو دی

صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا

صِدْقٍ	وَ	رَزَقْنَا	هُمْ	مِنْ	اَلْ	طَيِّبٰتِ ۚ	فَ
راست	اور	ہمنے دیں	ان	کچھ		ستھری چیزیں	پس

اور ستھری چیزیں کھانے کو عطا کیں ۚ پس انھوں نے جبھی

اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ

مَا	اخْتَلَفُوْا	حَتّٰى	جَآءَ	هُمُ	اَلْ	عِلْمُ ؕ	اِنَّ
نہ	پھوٹے وہ	یہانتک کہ	آیا	انکے پاس		علم ؕ	بیشک

اختلاف کیا کہ انکے پاس علم آیا ؕ قیامت کے دن

رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا

رَبَّكَ	يَقْضِيْ	بَيْنَ	هُمْ	يَوْمَ	اَلْ	قِيَامَةِ	فِيْمَا
تیرا رب	فیصلہ کریگا	درمیان	اُن کے	دن		قیامت کے	اس میں کہ

تیرا رب ان کے درمیان ان مسائل کا فیصلہ کرے گا

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۹۳ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ

كَانُوْا	فِيْهِ	يَخْتَلِفُوْنَ	۹۳	فَ	اِنْ	كُنْتَ	فِيْ
تھے وہ	اسمیں	پھوٹ رہے	۹۳	پھر	اگر	ہو تو	میں

جن میں وہ اختلاف کرتے رہے۔ (۹۳) - پھر اگر تو اس (کتاب) کی

شَكٍّ مِّمَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ

شَكٍّ	مِنْ	مَا	اَنْزَلْنَا	اِلَيْكَ	فَ	اِسْئَلْ	اَلَّذِيْنَ
شک	طرف سے	اسکی جو	ہمنے اتارا	تیری طرف	تو	پوچھ	ان سے جو

طرف سے شک میں ہو جو ہمنے تیری طرف اتاری ہے تو ان سے پوچھ جو

يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ

يَقْرَءُوْنَ	اَلْ	كِتَابَ	مِنْ	قَبْلِ	كَ	لَ	قَدْ
پڑھتے ہیں		کتاب		پہلے	تجھ سے	البتہ	چکا

پہلے کی کتابیں پڑھتے ہیں پوچھ دیکھ بیشک یہ سچائی تیرے

جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا

جَاءَ كَ	اَلْ	حَقُّ	مِنْ رَبِّ	كَ	فَ	لَا
آ تیرے پاس		حق	رب کی طرف سے	تیرے	سو	نہ

رب کی طرف سے تیرے پاس آئی ہے سو دیکھنا

تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۹۴ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

تَكُوْنَنَّ	مِنْ	اَلْ مُمْتَرِيْنَ	۹۴	وَ لَا تَكُوْنَنَّ	مِنْ
ہونا	میں سے	شک لانے والوں	۹۴	اور نہ ہونا	میں سے

نہ تو اُن سے ہونا جو شک لاتے ہیں۔ (۹۴) - اور نہ ان میں سے جنھوں نے

الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ

اَلَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِ	اٰيَاتِ	اللّٰهِ	فَ	تَكُوْنَ	مِنْ
ان جنھوں نے	جھٹلایا	—	آیتوں کو	اللہ کی	کہ	ہو جاؤ	—

اللہ کے نشانوں کو جھٹلایا کہ (ایسا کرنے سے) تو بھی

الْخٰسِرِيْنَ ۹۵ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ

كَلِمَتُ	عَلَيْهِمْ	حَقَّتْ	الَّذِيْنَ	اِنَّ	۹۵	خٰسِرِيْنَ	اَلْ
بات	ان پر	ثابت ہوئی	وہ لوگ کہ	تحقیق	۹۵	خسارہ پانے والوں میں سے	

خراب ہو۔(۹۵)۔ یقیناً جن لوگوں پر اللہ کی بات پوری ہوئی

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۹۶ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ

كُلُّ	هُمْ	جَآءَتْ	وَ لَوْ	۹۶	لَا يُؤْمِنُوْنَ	كَ	رَبِّ
ساری	انکے پاس	آجائیں	اگرچہ	۹۶	ایمان نہ لائینگے	تیرے	رب کی

وہ ایمان نہ لائینگے۔(۹۶)۔ اگرچہ ان کے پاس ہر ایک ثبوت

اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۹۷

فَ	۹۷	اَلْ اَلِيْمَ	اَلْ عَذَابَ		يَرَوُا	حَتّٰى	اٰيَةٍ
سو	۹۷	دردناک	عذاب		دیکھ لیں	یہانتک کہ	نشانیاں

پہنچ جائے یہانتک کہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیں۔(۹۷)۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ

هَا	اِيْمَانُ	هَا	فَ نَفَعَ	اٰمَنَتْ	قَرْيَةٌ	كَانَتْ	لَوْ لَا
اسکے	ایمان نے	اسکو	پھر نفع دیا ہو	کہ ایمان لائی ہو	کوئی بستی	ہوئی	کیوں نہ

پھر کیوں نہ ہوا کہ قوم یونس کو چھوڑ کوئی بستی بھی ایمان لاتی اور اسکا ایمان

اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ

عَنْهُمْ	كَشَفْنَا	اٰمَنُوْا	لَمَّا	يُوْنُسَ	قَوْمَ	اِلَّا
ان سے	ہمنے کھول دیا	وہ ایمان لائے	جب	یونس کے	قوم	بجز

اس کو کام آتا ط جب (قوم یونس کے لوگ) ایمان لے آئے تو ہم نے

عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى

اِلٰى	هُمْ	مَتَّعْنَا	وَ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	الْخِزْيِ	عَذَابَ
تک	ان کو	بہرہ مند کیا	اور	دنیوی زندگی میں	رسوائی کا	عذاب

دنیا کی زندگی میں رسوائی کا عذاب ان پر سے ہٹا لیا، اور انکو ایک وقت تک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیام اسلام

جالندھر شہر

نمبر ۳	ربیع الاول سنہ ۱۳۶۴ھ	مارچ سنہ ۱۹۴۵ء	جلد ۱۶

مختصر ابن ابی جمرۃ

(۲۱۸)

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ نَہَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اَکْلِ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ ⁜

ترجمہ: ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (اللہ ان سے راضی ہوا) کہ: نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کچلی والے درندے کے کھانے سے منع فرمایا۔

تشریحات:

نہی: نہی تحریم ⁜

ذِی ناب : کچلیوں والا، درندہ، جو دوسرے جانوروں کو شکار کرتا ہے جیسے شیر، چیتا، بھیڑیا، ریچھ، ہاتھی اور بندر وکذلک یحرم ذو مخلب من الطیور، اسی طرح شکاری پرندے بھی حرام ہیں، جیسے باز، شاہین، شکرہ اور گدھ۔

(وھٰذا الحدیث ذکرہ البخاری فی باب اکل ذی ناب من السباع)

(۲۱۹)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِشَاۃٍ مَیِّتَۃٍ فَقَالَ ھَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ بِاِھَابِھَا، قَالُوْا اِنَّھَا مَیِّتَۃٌ، فَقَالَ اِنَّمَا حَرُمَ اَکْلُھَا ۔

ترجمہ :- عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردہ بکری پر سے گزرے، فرمایا: تم نے اس کی کھال سے نفع کیوں نہ اٹھایا؟ جواب دیا: یہ مردہ ہے۔ فرمایا: اس کا صرف کھانا حرام ہے۔

تشریحات :-

مَیتہ : تشدید و تخفیف یا کے ساتھ۔

ھَلَّا اسْتَمْتَعْتُمْ : یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری والوں سے فرمایا: تَمَتَّعْتُمْ وَانْتَفَعْتُمْ ۔

اِھَاب : بروزن کِتاب، کھال جب رنگی ہوئی نہ ہو۔ جمع اُھُب بروزن کُتُب

(۲۲۰)

عَنْ مَیْمُوْنَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ فَارَۃً وَقَعَتْ فِیْ سَمْنٍ فَمَاتَتْ، فَسُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْہَا فَقَالَ اَلْقُوْھَا وَمَا حَوْلَہَا وَ کُلُوْہُ ۞

ترجمہ:۔ میمونہ رضؓ سے روایت ہے کہ ایک چوہیا گھی میں گر کر مر گئی۔ پس نبیؐ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا، فرمایا: اس کو (نکال کر) پھینک دو جو اس کے گرد (گھی) ہے اسکو بھی۔

تشریحات:۔

عَنْ مَیْمُوْنَہ: بنت الحرث اِحدٰی اُمَّھَاتُ المؤمنین۔

فَاْرَۃٌ: چوہا۔ چوہیا۔ بڑا موذی جانور ہے۔ یہی فُوَیْسِقہ ہے جس کے مار ڈالنے کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حل وحرم میں حکم دیا ہے اور اس کا یہ نام اسلئے رکھا کہ یہ اپنے بل سے لوگوں پر نکلتی ہے اور اصل فسق ہے جَور او نکلنا استقامت سے۔ بعض جانوروں کو فواسق کہا گیا، استعارہ کے طور پر بوجہ ان کے خبث کے۔

کہتے ہیں کہ اس نے اپنے جور خبیث کی ابتدا کی کشتیٔ نوحؑ کے رسّے کاٹنے سے۔ یہ بڑا مکّار اور موذی جانور ہے۔ کپڑوں اور کتابوں کو کترتا ہے، دانوں، کھیتوں اور بہنے والی چیزوں کو کھا جاتا ہے اور ان کو خراب کرنے کے لئے اپنی مینگنیاں ان میں ڈال دیتا ہے اس کی اور بچھّو کی آپس میں دشمنی ہے۔ جب چوہے کو بچھّو کے ساتھ کسی شیشے میں ڈال دیا جائے تو ان میں سخت لڑائی چھڑ جاتی ہے۔ بچھّو چوہے کے ڈنک مارتا ہے اور چوہا اس کا ڈنک پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ بچھّو اسکو پکڑتے نہیں دیتا اور مارتا رہتا ہے۔ پھر اگر چوہا اس کا ڈنک پکڑ لیتا ہے، اس پر غالب آجاتا ہے اور اگر بچھّو زیادہ ڈنک مار لیتا ہے تو اسکو مار ڈالتا ہے۔ چوہے کی ایک قسم درہموں اور دیناروں کو بہت چاہتی ہے۔ انکو چرا لے جاتی اور ان سے کھیلا کرتی ہے، اکثر ان کو اپنے بل سے نکال کر ان سے کھیلتی اور ان پر ناچتی ہے۔ پھر ان کو ایک ایک کرکے اپنے بل میں لے جاتی ہے۔

فَمَاتَتْ : پھر وہ مرگئی (گھی میں)
فَسُئِلَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم : پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا : کہ اس سے گھی پلید اور اس کا کھانا ممنوع ہوا ہے یا نہیں ؟
فَقَالَ : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
اَلْقُوْھَا : اسکو یعنی چوہیا کو گھی سے نکال کر پھینک دو -
وَمَا حَوْلَھَا : اور جو (گھی) اس کے ارد گرد ہے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھی جما ہوا تھا - کیونکہ بہنے والے اور پگھلے ہوئے گھی کا نکال پھینکنا ممکن نہیں - مسند اسحاق بن راھویہ میں آیا ہے : اِنْ کَانَ جَامِدًا فَاَلْقُوْھَا وَمَا حَوْلَھَا وَ کُلُوْہُ - وَاِنْ کَانَ ذَائِبًا فَلَا تَقْرَبُوْہُ - یعنی اگر گھی جما ہوا ہو تو چوہیا کو اور اسکے ارد گرد کے گھی کو باہر پھینک دو اور باقی گھی کھا لو ، اور اگر وہ پگھلا ہوا تو اسکے قریب نہ جاؤ - اس مفصل روایت کی بنا پر بعض نے استدلال کیا ہے کہ اس سے کسی طور فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے - پس جو لوگ کھانے کے سوا کسی اور کام میں اسکا استعمال جائز قرار دیتے ہیں جیسے امام شافعی یا اسکی فروخت جائز قرار دیتے ہیں جیسے حنفیہ ان کو اس حدیث کے متعلق جواب دینے کی ضرورت ہے - کیونکہ انھوں نے جامد اور مائع میں امتیاز کرنے کے لئے اس حدیث سے حجت پکڑی ہے - ممکن ہے کہ انھوں نے حدیث ابن عمرؓ عند البیہقی سے حجت پکڑی ہو کہ : اگر گھی پتلا ہو تو اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اسکو مت کھاؤ - اور حدیث ابن عمر سے کہ فارۃ وقعت فی زیت استصبحوا بہ و ادھنوا بہ ، چوہیا روغنِ زیتون میں گر پڑی تو اس روغن کو چراغ میں جلایا اور لگایا ، تو لَا تَقْرَبُوْہُ کا مطلب ہوا لَا تَقْرَبُوْہُ فِی الْاَکْلِ - یعنی کھانے کی غرض سے اس کے پاس نہ پھٹکو -
کسی صحیح طریق میں اس روغن کی جو پھینکا جائے حد معلوم نہیں ہوئی ، ہاں ابن ابی

شیبہ نے عطاء بن یسار کے مسند سے بسندِ صحیح نکالا ہے کہ اَنَّهٗ یَکُوْنُ قَدْرَ
الکَفِّ اور حدیث میں گھی اور چوہیا کا بغیر کسی قید کے مذکور ہوا ہے، برخلاف ابن حزم کے
کہ اس نے فرق کرنا جامد اور سائع کے درمیان فارہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے، اگر جنس موش
کے سوا کوئی اور جانور پتلے گھی میں گر جائے تو وہ بجز تغیّر کے ناپاک نہیں ہوتا اور اس نے
فَمَاتَتْ کے لفظ سے استدلال کیا ہے کہ اسکی تاثیر پتلے گھی میں اسکے اس میں مرجانے سے
ہوتی ہے، اگر اس میں گر کر بلا موت نکل آئے تو مضر نہ ہوگی۔ مالک کی روایت میں مرنے کی
تخصیص واقع نہیں ہوئی۔ پس لازم آتا ہے کہ جو شخص مطلق کو مقید پر حمل کرنے کا قائل نہ ہو،
وہ تاثیر کا قائل ہو اگرچہ اس میں سے چوہیا زندہ نکل آوے۔ وقد التزمہ ابن حزم
فخالف الجمہور ایضا۔

وَکُلُوْهُ: اردگرد کا گھی پھینک دینے کے بعد جو گھی بچے اسکو کھالو۔

ذکرہ البخاریُّ فی باب اِذا وقعت الفارۃ فی السمن الجامدِ اوِ الذّائب۔

(۲۲۱)

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا نَبْدَاُ بِهٖ فِیْ یَوْمِنَا هٰذَا نُصَلِّیْ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ، مَنْ فَعَلَهٗ فَقَدْ اَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ فَاِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهٗ لِاَهْلِهٖ، لَیْسَ مِنَ النُّسُكِ فِیْ شَیْءٍ۔

ترجمہ:۔

بَرَاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا، فرمایا پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: پہلے جس کام کا آغاز ہم اپنے اس دن (یعنی عید النحر کے دن) کرتے ہیں (وہ یہ ہے کہ) ہم نمازِ (عید) پڑھتے ہیں۔ پھر (نماز پڑھ کر) عیدگاہ سے واپس گھر لوٹ آتے ہیں، پھر نحر کرتے ہیں۔جو شخص اس طرح کرے (یعنی بعد نماز اور خطبتین کے ذبح و نحر کرے) تو اس نے ہمارے طریق کو پالیا، اور جس نے اس سے پہلے ذبح کر لیا تو وہ قربانی تو کچھ نہ ہوئی، وہ تو محض گوشت ہے جو گھر والوں کے آگے لا دھرا ÷

تشریح:۔

حاصل یہ کہ قربانی، بلاخلاف، دین کی شریعتوں میں سے ہے۔شافعیہ اور جمہور کے نزدیک سنّت مؤکدہ عَلَی الکفایہ ہے اور شافعیہ کی ایک وجہ میں فرض کفایہ ہے اور کہا صاحب ہدایہ نے (جو فقہائے حنفیہ میں عالی پایہ ہیں) قربانی ہر مسلم مقیم مالدار پر اپنے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے واجب ہے اور مالک سے بھی ایک ایسی ہی روایت ہے۔لیکن اس میں مقیم کی قید نہیں ہے، اور اوزاعی اور ربیعہ اور لیث سے بھی اسی کی مانند منقول ہے۔اور کہا شیخ خلیل نے مشہور یہ ہے کہ وہ سنّت ہے اور احمد نے باوجود مقدرت کے اس کا ترک کرنا مکروہ کہا ہے اور ان سے منقول ہے کہ واجب ہے۔

اَلدِّیۡنُ الۡقَیِّمُ

(از ابن الانور حضرت محمد ازہر شاہ قیصر کشمیری دیوبند)

دورِ ماضی کے گذرے ہوئے واقعات کو یاد رکھنا اور اندازے، تخمینے اور گمان کے آئینہ میں مستقبل میں پیش آنے والے حالات کی کوئی جھلک اور کوئی عکس پالینا بشری فطرت کا ایک طبعی رجحان ہے۔ ہر کام کی ابتدا، ہر عمل کے شروع، ہر چیز کے آغاز اور ہر شے کے مآل اور ہر فعل کے انجام پر واقف ہونا انسانی فطرت کا ایک فطری خاصہ ہے۔ شروع میں یہ خیال اپنے متعلق اپنی نسل و اصل کے متعلق، اپنے حسب و نسب کے متعلق ہوتا ہے۔ پھر کچھ پھیل کر اپنے کنبہ اور خاندان کے گذرے ہوئے اور آنے والے حالات کے تجسس پر محیط رہتا ہے اور وہ انسان کی عقل آفرینیوں کی آخری منظر ہے کہ جب وہ من و تو کی تمام جزئی تقسیمات و تفریقات سے بلند ہو کر ساری نوعِ انسانی کے آغاز و انجام کے متعلق اس کھوج میں لگتا ہے کہ وہ کہاں سے آیا؟ کب آیا؟ کیوں آیا؟ اسے کس نے پیدا کیا؟ کس طرح پیدا کیا؟ اسے کہاں جانا ہے؟ آگے کیا کرنا ہے؟ دنیا کی اس چند یومیہ زندگی پر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے یا اس زندگی کے بعد کسی اور عالم اور کسی اور صورت میں یہ قیدِ ہستی اس پر مسلط رہتی ہے؟ اور یہی وہ سوال ہیں جو ہماری فطرت کی گہرائیوں سے اُبل اُبل کر ہمیں مذہب کے قریب لانے اور اپنی بے یقین و بے چین روح کو مذہب کی حقیقت آفرینیوں اور بصیرت افروزیوں کی آغوش میں آسودگی اور آرام حاصل کرنے کی طرف کشاں کشاں لئے جاتے ہیں۔

آغاز و انجامِ عالم کے متعلق انسانی عقل کے ان معرکۃ الآراء سوالات کا تسلی بخش جواب تو صرف مذہب نے دیا اور مذہب ہی دے سکتا ہے کہ اسکی نگہِ بصیرت پر محسوسات و غیر محسوسات

کے سب اسرار پنہاں ظاہر، ہستی و عدم کی سب تفصیلات عیاں اور ماضی و مستقبل کا ہر ہر جزو روشن ہے، اسکی نظر اُس عالمِ غیب کے کاروبار کو اس یقین و اعتبار سے دیکھ پاتی ہے جس طرح وہ اس دنیائے شہادت کے نظارہ ہائے نو بنو اور جلوہ ہائے رنگ برنگ سے مزہ لیتی ہے۔ وہ جس طرح تاریخ کی روشنی میں ہمارے ماضی کے ہر ہر واقعہ کو فرفر سنا دینے کی قدرت رکھتا ہے، اسی طرح اس کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ وہ مستقبل کے متعلق بھی وحی والہام کی بنا پر کچھ نشان دہی کر دے، لیکن فلسفہ کی ایک شاخ مابعد الطبیعات (میٹا فزکس) نے ان سوالات کو بھی چھیڑنے کی جرأت کی ہے جن کی گرہ کشائی کا حق صرف مذہب کو تھا۔ تاریخ، ریاضی، ہندسہ، کیمیا، طب اور ان تمام میکانکی علوم و صنائع نے نہ کبھی مذہب کے میدان میں قدم رکھا اور نہ کبھی ان سے مذہب کو اختلاف ہوا۔ صرف فلسفہ ہی ایک ایسا فن ہے جس میں غیبی حقائق اور مذہبی امور کو عقل کی گرفت میں لانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس کوشش میں وہ اکثر مذہب سے متصادم بھی رہا ہے اور یہی وہ تصادم ہے جس کی بنا پر اب بھی کہا جاتا ہے، اور فلسفہ سے مرعوب ذہنیتوں نے پہلے بھی کہا ہے کہ فلسفہ نے مذہب کی بنیادیں ہلا دیں۔ اپنی تحقیقات سے مذہبی حقائق کے سارے تانے بانے کو ادھیڑ کر رکھدیا اور ہستی انسان کے آغاز و انجام کے متعلق مذہب نے جھوٹ کے جو پلندے باندھ باندھ کر رکھے تھے، فلسفہ نے اپنے دستِ قوی سے ان سب کو کھول کر پھینک دیا۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ اسلئے کہ انسان کی ہستی و عدم کے متعلق فلسفہ کے سارے بیانات صرف اسکے اندازے تخمینے اور ظنون پر مشتمل ہیں، ہر شخص اپنی دماغی خصوصیت موروثی اثرات اور ماحول کے غیر شعوری تقاضوں کے ماتحت ایک چیز سوچتا ہے جو دوسرے سوچنے والوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اس اختلافِ خیالات کا صحیح اندازہ فلسفہ کی تاریخ اور فلسفہ کے مختلف اسکولوں کے ذخیرۂ کتب کے پڑھنے سے بخوبی ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ فلسفیوں کی ساری موشگافیاں صرف فہم انسانی کی پے در پے الجھنیں، مبہم دقتیں، فرضی احتمالات اور شیطانی وساوس ہیں جن میں یقین و اذعان کو کوئی دخل نہیں بلکہ وہ سراسر شک و ارتیاب ہے،

فلسفی چونکہ وحی و الہام کے ذریعہ معلومات سے محروم ہے، اسلئے یقینی طور پر نہ اسے کچھ معلوم ہوتا اور نہ ان کی روح ان بنیادی اور عظیم الشان سوالات کا اطمینان بخش جواب پا سکتی ہے۔ اُردو کے ایک شاعر نے بڑی بات کہی ہے اور بالکل سچ کہا ہے کہ ؎

ترے جذبات ہیں مغلوب دانش ✦ تری فطرت محبت ناچشیدہ
مری نور س کلی جانِ گلستاں ✦ ترا سیبِ تفکر نارسیدہ
تری دنیا مہ و خورشید و افلاک ✦ مری دنیا فضائے بزم لولاک
ترا جوشِ عمل تعمیرِ اوہام ✦ مری سعیِ عمل تشکیلِ ادراک

مذہب اور اہلِ مذہب کی کوششیں :-

مذہب دراصل انسانی زندگی کے انھی اہم اور بنیادی سوالات کا ایک بالکل آخری اور انسان کی بے چین روح کو تسلی بخشنے والا جوابِ باصواب ہے۔ اس نے انسانی عقل کو شک و ارتیاب اور انکار و بے یقینی کے جانگسل درد سے بچا کر اسے یقین و اطمینان کی ایک دولت اور عرفان و اسلام کی ایک نعمت عطا کی ہے۔ اسکے پاس اس سلسلہ میں نہ فلسفیانہ موشگافیاں ہیں اور نہ بیفائدہ تفصیلات و تشریحات کا ایک انبار، ہر مسئلہ کے ضمن میں اسکے چند کلمات خیر، شک و بے اطمینانی کی سب منزلوں سے گذار کر انسانوں کو دلی اطمینان عطا کرتے ہیں۔ قدیم زمانہ میں ان مذہبی حقائق کی تفصیل پر علمائے اسلام نے اپنا بڑا وقت خرچ کیا، بہت کچھ بولے اور بہت کافی لکھا۔ اور پھر جب فلسفیوں کی نکتہ طرازی نے انسانی دماغ کو شک و انکار کی طرف متوجہ کر دیا اور تمام دنیا فلسفہ کی تشکیکانہ آوازوں سے گونج اٹھی، تو یہ بھی علمائے اسلام کا ایک قدرتی فرض ٹھہرا کہ وہ ان حقائق کی شرح و تفصیل کے ساتھ فلسفیوں کی ان نامکمل تحقیقات کا رد بھی کریں۔ چنانچہ ابن رشد و سینا، امام رازی و حضرت غزالی، حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی، اور سیدنا مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی بہت سی تصانیف اسی مضمون

پر معرضِ وجود میں آئی ہیں۔

زمانہ کی ہر کروٹ اور دنیا کی ہر جنبش انسانی تخیل و تفکر میں انقلاب پیدا کرتی ہیں اور جس طرح مادی حالات ہر روز تیزی سے بدلتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ہر عصرِ نو علوم و افکار کے ذخیرہ میں تغیر پیدا کر دیتا ہے۔ مغربی علوم نے اس دورِ حاضر میں ہم پر اثر ڈالا تو ان مسائل الٰہیات میں فلسفیوں کے شک و انکار نے بھی نئی صورت اختیار کر لی۔ نئی نئی باتیں پیدا ہوئیں اور نئی الجھنیں سامنے آ گئیں۔ گویا بڑی شدت کے ساتھ یہ ضرورت پیدا ہو گئی کہ علمائے اسلام فلسفیوں کی تردید و ابطال کے جس میدان کو پہلے طے کر چکے تھے۔ اب پھر اس میدان کی راہ نوردی اور قدم پیمائی پر مراجعت کریں۔ پہلے حکمائے یونان کے اکاذیب و اباطیل انکے پیشِ نظر تھے۔ اب ہیوم، اسپنسر، ہکسلے، کانٹ کی خرافات پر بحث ہو، اس سلسلہ میں حضرت مولنا شبلی نعمانی، حضرت مولنا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی، مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی اور اس دَور کے دوسرے اربابِ علم و فضل نے اپنی مختلف تصانیف میں کافی روشنی ڈالی اور ان مسائل میں الجھے ہوئے دماغوں کی اصلاح کے لئے زبردست علمی خدمت انجام دی۔ لیکن حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی اہلِ علم کے دلی شکریہ کے مستحق ہیں کہ آں محترم نے "الدین القیم" کے نام سے ابھی حال میں ایک سلجھی ہوئی کتاب لکھکر ان مسائل پر پھر ایک نظر ڈالی اور ان فلسفیانہ شکوک و شبہات کے ازالہ میں ان تمام کوششوں کو صرف کر دیا جو اگلوں نے پچھلوں کے لئے باقی چھوڑی تھیں۔

الدین القیم :-

الدین القیم ۲۷۰ صفحہ کی ایک کتاب ہے جو چھوٹی تقطیع پر تمام مروجہ خوبیوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ یہ دراصل مولانا گیلانی کی اُن یادداشتوں کا مجموعہ ہے جو آپ نے جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کی تعلیمِ دینیات کے سلسلہ میں اپنے عزیز طلبہ کے لئے ارتجالاً قلمبند فرمائے تھے

مۂ دراز تک یہ حضرت مولانا کے دوسرے مآثر علیہ کی طرح گوشۂ گمنامی میں پڑے رہے۔ پھر
ضرت مولانا کے ایک دو شاگردوں کے شوق و رغبت سے ترتیب و اشاعت کے قابل بنے،
اب یو۔ پی کے ایک مذہبی مکتبہ نے انھیں کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ علم کلام کے
لسلہ میں ان حقائق اصلیہ پر دوسرے متکلمین اسلام بھی بہت کافی کام کر چکے ہیں لیکن
ضرت مولانا کی یہ علمی خرق اپنے نفع و فائدہ کے اعتبار سے اسلئے ممتاز ہے کہ حضرت مولانا نے
وجہ زبان اور زبان کے پسندیدہ اسلوبِ نگارش کے تمام کمالات کو باقی رکھتے ہوئے
ہاں اصل مسائل پر پوری بحث فرمائی ہے، وہاں ان کی تیز دکار گر نظر اس دور کے نوجوانان
سلام کے دلوں میں چھپے ہوئے ان چوروں تک بھی جا پہنچی ہے جن کا، ایک محبوبہ خوش ادا
لی حیثیت سے ان کے خلوت کدۂ دل کی گہرائیوں میں رچ بس کر رہ جانا، مغربی مفکرین کی
علمی کاوشوں کا اثر لازمی ہے، مولانا نے ابتدائے کتاب میں فلسفہ کے چار مشہور اسکولوں
کے افکارِ علمی کا تجزیہ کیا ہے۔ پھر ان حقائق غیبی کی گرہ کشائی میں فلسفہ کے عجز و نارسائی اور
درماندگی و بے چارگی کی دلنشین الفاظ میں تفصیل کی ہے اور بتایا ہے کہ مغرب کے وہ فلسفی
جواب سے تین ہزار برس پیشتر کے حکیم دیمقراطیس کے تھوکے ہوئے لقموں کو پھر سے چبا
رہے ہیں اور ان مسائل میں اس کے پیدا کردہ شک و ارتیاب اور انکار و بے اطمینانی کے
مقلد محض ہیں، کن کن راہوں اور کیسی عجیب چالبازی سے دین و ایمان کی سنگین عمارت
میں نقب لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کتاب کے ۷۰ صفحات تک مولانا نے بڑی خوبصورتی
کے ساتھ ان تمام تمہیدی امور کو بیان کیا ہے جو اصل مسائل کو سمجھنے اور ان مسائل میں دین و
ایمان کے فیصلے کی اہمیت و عظمت کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے ہیں پڑھنے والوں کی پوری مدد
کرتے ہیں۔ انھی صفحات میں علم و وہم کے فرق، انسان کے علمی ذرائع، عقل کا حواس سے تعلق
اور روح و مادہ کی حقیقت اور ان دونوں کے متعلق مختلف اربابِ فکر کا اختلاف، اور اخیر میں
اس سلسلہ میں اسلامی نقطۂ نظر کی وضاحت کی گئی ہے، بتایا گیا ہے کہ ان الجھے ہوئے مسائل

کے حل کی فطری اور بہترین راہ کیا ہے؟ وحی سے منقطع ہو کر دوسرے ذرائع سے مقصد باری ممکن ہے کہ نہیں؟ مذہب اور فلسفہ میں کیا فرق ہے؟ ان عنوانات پر گفتگو فرما کر آپ نے

(۱) وجودِ باری۔　　(۲) اثباتِ خدا کے متعلق مذہب کی رائے۔

(۳) مسئلۂ توحید۔　　(۴) مسئلہ صفات۔

(۵) خدا نے عالم کو کس طرح پیدا کیا؟　　(۶) مسئلۂ وحدت الوجود کی حقیقت

یہ چھ معرکۂ آرا موضوع ہیں جن پر کثیر ضمنی اور ذیلی سرخیوں کے تحت میں انیر تک بحث کی گئی ہے مولانا کی یہ کتاب گو ظاہری نظر سے مختصر اور اپنے اجمال و اختصار کے لحاظ سے "دریا بہ کوزہ" کہے جانے کی مستحق ہے اور اس خیال سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ ہم اس دریائے ناپیدا کنار کی تہ تک جا پہنچیں اور اپنے ساتھ اپنے قارئین کو بھی ان دریائی مناظر کی سیر و تفریح کے لئے لے چلیں۔ لیکن اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے وقت یہ مشکل پیش سامنے آئی کہ اس مختصر سے اور چھوٹے سے دریا میں ہر چہار طرف ہمیں جو موتی اور درہائے شہوار نظر پڑے وہ سب کے سب سچے، اصلی اور بیش قرار معلوم ہوئے۔ ہمارے لئے ان موتیوں میں انتخاب کرنا ناممکن ہو گیا، ہر موتی پر للچائی ہوئی نظریں پڑیں، ہر گوہر آبدار کو تہ دامن چھپا لینے کا شوق دامنگیر ہوا اور ہر درّ مکنون کو حاصل کرنے پر دل بیتاب ہو گیا۔ مگر دامانِ نگہ تنگ تھا اور گل حسن کثیر نعمتوں اور لذتوں کی کثرت تھی اور فقیرِ راہ نشین کا کشکولِ گدائی محدود، سارے موتیوں کو سمیٹ لینے کی تمنا تھی، لیکن جب وقت آیا تو گلچین بہار اپنے جیب و دامان کی تنگی کا گلہ گیر تھا۔ اسلئے ہم سفارش کرتے ہیں کہ ان مسائل سے دلچسپی رکھنے والے حضرات "الدین القیم" کو خود حاصل کر کے مطالعہ کریں، انشاء اللہ وہ اس کتاب سے اپنی توقع سے بہت زائد نفع پائینگے "الدین القیم" ایک تجارتی کتاب نہیں بلکہ بڑی سنجیدگی سے اسکے متعلق یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ وہ ان کتابوں میں سے جو اجلائے امت اور علمائے ملت کی برسوں کی دیدہ ریزی اور جگر کاوی کے بعد صورتِ تخلیق پاتی ہیں "سیرت ابو ذر غفاری" میں جس مصنف کی مجذوبانہ

مستیوں، عاشقانہ داستان سرائیوں اور متصوفانہ جذب و سلوک کا مزہ چکھا جا
چکا ہے، "الدین القیم" میں اسی دیوانہ در دیوانہ ساز مصنف کی ہوشمندی اور نکتہ سنجی کی
ایک ادائے قاتلانہ بھی ملاحظہ ہو کہ مابعد الطبیعات کے ان ٹھوس اور خشک حقائق
پر مولانا کا کلام فرما جگر کی شاعرانہ زبان میں اس بات کا دعویٰ ہے کہ

رند جو ظرف کو سمجھتے ہیں انھیں ہوش نہیں
میکدہ ساز ہوں میں میکدہ بردوش نہیں

نوٹ: یہ کتاب مکتبہ علیمیہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر سے بھی مل سکتی ہے۔ قسم اول ۲ء قسم دوم ۱ء

انجمن مدرسۃ البنات کا بیسواں سالانہ جلسہ

انجمن کا مردانہ سالانہ جلسہ بتواریخ ۷، ۸، ۹ اپریل ۱۹۴۵ء منعقد ہونا قرار پایا ہے
خدا نے چاہا تو اس کو کامیاب بنانے میں کوئی کوشش نہ چھوڑی جائیگی۔ علماء کرام
اور فاضل مقرروں کو بلایا جائیگا۔ مشہور اور باوقار شاعر جلسے کی رونق و لطف میں
اضافے کا موجب ہونگے۔ مہمانوں کی خدمتگذاری اپنی استطاعت کے موجب بجا لائی جائیگی
مستورات کیلئے پردے کا اہتمام علیحدہ ہوگا۔

باہر سے تشریف لانے والی معزز بہنیں اور محترم بھائی جناب جنرل سیکرٹری انجمن
مدرسۃ البنات جالندھر شہر کے پتے پر اپنی آمد کی تاریخ اور گاڑی کا پتا ضرور دیں اور
بستر ہمراہ لائیں +

ایڈیٹر

اَلدُّرُوْسُ الْعَرَبِیَّۃُ

لَطِیْفَہ

دَخَلَ جَمَاعَۃٌ مِنَ الدَّھْرِیَّۃِ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یُرِیْدُوْنَ قَتْلَہٗ فَقَالَ لَھُمْ مَکَانَکُمْ اِصْبِرُوْا عَلَیَّ حَتّٰی اَسْأَلَکُمْ عَنْ مَسْئَلَۃٍ ثُمَّ اَفْعَلُوْا مَا بَدَا لَکُمْ. فَقَالُوْا لَہٗ: سَلْ مَا تُرِیْدُ. فَقَالَ لَھُمْ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ سَفِیْنَۃٍ تَجْرِیْ فِیْ وَسَطِ بَحْرٍ عَلٰی اَحْسَنِ مَا یَکُوْنُ. اَلَیْسَ یَکُوْنُ ذٰلِکَ وَ لَیْسَ فِیْھَا مَنْ یُدَبِّرُ اَمْرَھَا؟ فَقَالُوْا ھٰذَا مُحَالٌ. فَقَالَ لَھُمْ: اِذَا کَانَتْ ھٰذِہٖ سَفِیْنَۃً فَکَیْفَ بِالدُّنْیَا وَ بِالسَّمٰوٰتِ وَ بِالْاَرْضِ فَاَقْبَلُوْا عَلَیْہِ یُقَبِّلُوْنَ اَقْدَامَہٗ وَ تَابُوْا وَ رَجَعُوْا عَنْ اِعْتِقَادِھِمِ الْفَاسِدِ بِبَرَکَۃِ الْاِمَامِ رض.

لَطِیْفَہ

رُوِیَ اَنَّ الْاِمَامَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ دَخَلَ الْحَمَّامَ فَرَاٰی اِنْسَانًا مَکْشُوْفَ الْعَوْرَۃِ فَاَغْمَضَ

اَبُوحَنِیْفَۃَ بَصَرَہٗ فَدَاسَہٗ فَقَالَ لِاَبِیْ حَنِیْفَۃَ: مَتٰی اَخَذَ اللّٰہُ بَصَرَکَ؟ فَقَالَ اَبُوحَنِیْفَۃَ مِنْ حِیْنَ کَشَفَ اللّٰہُ السَّتْرَ عَنْکَ وَ تَرَکَہٗ وَ مَضٰی ؎

ظریفہ

سُئِلَ الْاِمَامُ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنْ اَسْنَانِ بَنِیْ اٰدَمَ فَقَالَ: یُقَالُ لِلْمَرْءِ صَبِیٌّ اِلٰی اِثْنَتَیْ عَشَرَۃَ سَنَۃً ثُمَّ غُلَامٌ اِلٰی اَرْبَعٍ وَ عِشْرِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ حَدَثٌ اِلٰی سِتٍّ وَّ ثَلَاثِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ شَابٌّ اِلٰی ثَمَانٍ وَاَرْبَعِیْنَ ثُمَّ کَھْلٌ اِلٰی سِتِّیْنَ ثُمَّ شَیْخٌ اِلٰی ثَمَانِیْنَ ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِکَ ھَرِمٌ وَ خَرِفٌ ؎

ظریفہ

رُوِیَ اَنَّ اِنْسَانًا رَفَعَ قِصَّۃً اِلٰی یَحْیٰی بْنِ خَالِدِ الْبَرْمَکِیِّ یَقُوْلُ فِیْھَا اِنَّ رَجُلًا تَاجِرًا غَرِیْبًا قَدْ مَاتَ وَ خَلَفَ جَارِیَۃً حَسَنَاءَ وَ وَلَدًا رَضِیْعًا وَ مَالًا کَثِیْرًا وَ الْوَزِیْرُ اَحَقُّ بِذٰلِکَ فَکَتَبَ یَحْیٰی عَلَی الْقِصَّۃِ اَمَّا الرَّجُلُ فَیَرْحَمُہُ اللّٰہُ وَ اَمَّا الْجَارِیَۃُ فَصَانَھَا اللّٰہُ وَ اَمَّا الْوَلَدُ فَرَعَاہُ اللّٰہُ وَ اَمَّا الْمَالُ فَاَحْرَزَہُ اللّٰہُ وَ اَمَّا السَّاعِیْ اِلَیْنَا فَلَعَنَہُ اللّٰہُ ؎

مَلِیحَہ

رُئِیَ اَعْرَابِیٌّ یَغْطِسُ فِی الْبَحْرِ وَ مَعَہٗ خَیْطٌ وَکُلَّمَا غَطَّسَ غَطْسَۃً عَقَدَ عُقْدَۃً. فَقِیْلَ لَہٗ: مَا ھٰذَا؟ قَالَ جِنَابَاتُ الشِّتَاءِ اَقْضِیْھَا فِی الصَّیْفِ ؞

بَدِیعَہ

سَرَقَ اَعْرَابِیٌّ صُرَّۃً فِیْھَا دَرَاھِمُ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ یُصَلِّیْ وَکَانَ اِسْمُہٗ مُوْسٰی. فَقَرَاَ الْاِمَامُ وَمَا تِلْکَ بِیَمِیْنِکَ یَا مُوْسٰی؟ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ: وَ اللّٰہِ اِنَّکَ لَسَاحِرٌ. ثُمَّ رَمَی الصُّرَّۃَ وَ خَرَجَ ؞

نَادِرَہ

صَلّٰی اَعْرَابِیٌّ مَعَ قَوْمٍ فَقَرَاَ الْاِمَامُ: قُلْ اَرَاَیْتُمْ اِنْ اَھْلَکَنِیَ اللّٰہُ وَمَنْ مَعِیَ اَوْ رَحِمَنَا، فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ: اَھْلَکَ اللّٰہُ وَحْدَکَ، اِیْش کَانَ ذَنْبُ الَّذِیْنَ مَعَکَ فَقَطَعَ الْقَوْمُ الصَّلَاۃَ مِنْ شِدَّۃِ الضِّحْکِ ؞

عَجِیبَہ

قِیْلَ دَخَلَتْ اَعْرَابِیَّۃٌ عَلٰی قَوْمٍ یُصَلُّوْنَ فَقَرَاَ الْاِمَامُ: فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَآءِ، وَجَعَلَ

يُرَدِّدُهَا فَجَعَلَتِ الأَعْرَابِيَّةُ تَعْدُوْ وَ هِيَ هَارِبَةٌ حَتّٰى جَاءَتْ لِأُخْتِهَا، فَقَالَتْ: يَا أُخْتَاهُ! مَا زَالَ الإِمَامُ يَأْمُرُهُمْ أَنْ يَنْكِحُوْنَا حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يَقَعُوا عَلَيَّ ۔

غَرِيْبَه

صَلّٰى أَعْرَابِيٌّ خَلْفَ إِمَامٍ، فَقَرَأَ الإِمَامُ: أَلَمْ نُهْلِكِ الأَوَّلِيْنَ، وَ كَانَ فِي الصَّفِّ الأَوَّلِ فَتَأَخَّرَ إِلَى الصَّفِّ الآخِرِ فَقَرَأَ الإِمَامُ: ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الآخِرِيْنَ، فَتَأَخَّرَ، فَقَرَأَ الإِمَامُ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ، وَ كَانَ اسْمُ الْبَدَوِيِّ مُجْرِمًا، فَتَرَكَ الصَّلٰوةَ وَ خَرَجَ هَارِبًا وَ يَقُوْلُ: وَ اللهِ مَا الْمَطْلُوْبُ غَيْرِيْ فَوَجَدَهُ بَعْضُ الأَعْرَابِ، فَقَالَ لَهُ مَا لَكَ يَا مُجْرِمُ؟ فَقَالَ إِنَّ الإِمَامَ أَهْلَكَ الأَوَّلِيْنَ وَ الآخِرِيْنَ وَ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَنِيْ فِي الْجُمْلَةِ وَ اللهُ لَا رَأَيْتُهُ بَعْدَ الْيَوْمِ ۔

مَلِيْحَه

رَفَعَتِ امْرَأَةٌ زَوْجَهَا إِلَى الْقَاضِيْ تَبْغِي الْفُرْقَةَ وَ زَعَمَتْ أَنَّهُ يَبُوْلُ فِي الْفِرَاشِ كُلَّ لَيْلَةٍ. فَقَالَ الرَّجُلُ لِلْقَاضِيْ: يَا سَيِّدِيْ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ حَتّٰى

اَقُصُّ عَلَيْكَ قِصَّتِيْ : اِنِّيْ اَرٰى فِيْ مَنَامِيْ كَاَنِّيْ فِيْ جَزِيْرَةٍ فِي الْبَحْرِ وَ فِيْهَا قَصْرٌ عَالٍ وَ فَوْقَ الْقَصْرِ قُبَّةٌ عَالِيَةٌ وَ فَوْقَ الْقُبَّةِ جَمَلٌ وَ اَنَا ظَهْرِ الْجَمَلِ يُطَاطِئُ بِرَاْسِهٖ لِيَشْرَبَ مِنَ الْبَحْرِ فَاِذَا رَاَيْتُ ذٰلِكَ بُلْتُ مِنْ شِدَّةِ الْخَوْفِ . فَلَمَّا سَمِعَ الْقَاضِيْ ذٰلِكَ بَالَ فِيْ فِرَاشِهٖ وَ ثِيَابِهٖ وَ قَالَ : يَا هٰذَا ! اَنَا قَدْ اَخَذَنِيَ الْبَوْلُ مِنْ هَوْلِ حَدِيْثِهٖ فَكَيْفَ بِمَنْ يَرَى الْاَمْرَ عِيَانًا ؂

ترجمہ :-

لطیفہ (اچھی بات)

دہریوں کی ایک جماعت ’بارادۂ قتل‘ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گھس آئی۔ انھوں نے فرمایا: اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور مجھے مہلت دو تاکہ تم سے کچھ باتیں دریافت کرلوں، پھر جو چاہو سو کرو۔ انھوں نے کہا: پوچھو جو پوچھنا چاہتے ہو۔ فرمایا: کیا کہتے ہو اس کشتی کے بارے میں جو نہایت اچھی چال سے سمندر میں چل رہی ہے، تو کیا یہ بات ممکن نہیں ہے کہ اُس اُس کا ناخدا نہ ہو؟ انھوں نے کہا: یہ تو غیر ممکن ہے۔ فرمایا اُن سے: جب کشتی کا یہ حال ہے تو کیا حال ہوگا دنیا اور آسمانوں اور زمین کا بغیر صانع قادر کے۔ پس وہ دوڑ کر ان کے پاؤں چومنے لگے اور توبہ کی اور اپنے بُرے عقیدے سے باز آئے، امام کی برکت سے، خدا اُن سے خوش رہے ؂

لطیفہ

منقول ہے کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حمام میں گئے تو دیکھا تو ایک

شخص کو برہنہ دیکھا۔ ابو حنیفہؒ نے اپنی نگاہ نیچی کرلی اور اُسے رَوندا۔ اُس نے ابُو حنیفہؒ سے کہا : خدا نے تیری بصارت کب چھین لی ؟ ابو حنیفہؒ نے فرمایا : جب سے اللہ نے تیرا ستر برہنہ کیا ، اور اسکو چھوڑ کے چلتے ہوئے ۔

ظریفہ

کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بنی آدم کی عُمروں کی بابت سوال کیا ۔ فرمایا : مرد کو بارہ سال کی عمر تک بچہ کہتے ہیں ، پھر چوبیس برس کی عمر تک لڑکا ، پھر نوجوان چھتیس برس کی عمر تک ، پھر جوان اڑتالیس برس کی عمر تک ، پھر اُدھیڑ ساٹھ برس کی عمر تک ، پھر بوڑھا اسّی برس کی عمر تک ، پھر اسکے بعد کہن سال و پیرِ بے عقل ۔

ظریفہ

نقل ہے کہ ایک شخص نے یحییٰ بن خالد برمکی کو عرضی لکھی ۔ اس میں بیان کیا کہ ایک شخص سوداگر مسافر نے وفات پائی ہے اور پیچھے چھوڑے ایک حسین لونڈی اور ایک شیرخوار بچہ اور بہت سا مال ، اور وزیر اس کا زیادہ حقدار ہے ۔ یحییٰ نے عرضی پر لکھ دیا کہ سوداگر پر خدا رحم کرے اور لونڈی کو خدا بچا وے اور لڑکے کی خدا نگہداشت کرے اور مال کو خدا سنبھالے اور ہمارے پاس چغلی کھانے والے پر خدا لعنت کرے ۔

ملیحہ (مزیدار بات)

کسی نے ایک بدوی کو دیکھا کہ دریا میں غوطہ لگاتا ہے اور اسکے ساتھ ایک ڈورا ہے ۔ جب غوطہ لگاتا ہے ڈوبنے میں گرہ دیتا جاتا ہے ۔ پوچھا گیا : یہ کیا کرتا ہے ؟ کہا : سردیوں کی جنابتوں کی قضا گرمیوں میں کرتا ہوں ۔

بدلیعہ

ایک بدوی نے ایک ہمیانی چرائی، اس میں درہم تھے۔ پھر مسجد میں جا کر نماز پڑھنے لگا اور اس کا نام بھی موسیٰ تھا۔ پس امام نے پڑھا: اور یہ کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ میں اے موسیٰ؟ بدوی نے کہا: بخدا تو ساحر ہے۔ پھر ہمیانی پھینک دی اور نکل بھاگا۔

نادرہ (بے مثل بات)

ایک بدوی نے ایک جماعت کے ساتھ نماز پڑھی، تو امام نے پڑھا: تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر ہلاک کرے اللہ مجھکو اور میرے ساتھ والوں کو یا ہم پر رحم کرے، تو بدوی نے کہا: تجھے تنہا ایک کو ہلاک کرے اللہ، کیا گناہ ہے تیرے ساتھیوں کا۔ یہ سن کر جماعت نے نماز توڑ ڈالی، ہنستے ہنستے کثرت خندہ کے۔

عجیبہ (عجب بات)

کہتے ہیں کہ ایک بدوی عورت ایک قوم کے پاس سے گذری جو نماز میں تھی، تو امام نے پڑھا: نکاح کرو جو تم کو خوش لگے عورتوں میں سے، اور بار بار اسی کو پڑھنے لگا تو بدویہ بے تحاشا گرتے پڑتے بھاگی یہانتک کہ اپنی بہن کے پاس آئی اور کہا: اے بہن! امام بار بار قوم کو حکم کرنے لگا ہم سے نکاح کرنے کا حتیٰ کہ میں اس بات سے ڈر گئی کہ کہیں مجھ پر نہ سب کے سب ٹوٹ پڑیں۔

غریبہ (نادر بات)

ایک بدوی نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی، تو امام نے کہا: کیا ہم نے ہلاک نہیں کیا اگلوں کو، بدوی پہلی صف میں تھا، تو ہٹ آیا صفِ دوم میں، پھر پڑھا امام نے: پھر بھیجتے ہیں ہم ان کے پیچھے پچھلے لوگوں کو، تو بدوی اور بھی پیچھے ہٹ آیا، پھر

امام نے پڑھا: ہم اسی طرح کرتے ہیں مجرموں کے ساتھ، اور بدوی کا نام بھی مجرم تھا۔ پس نماز چھوڑ کر بھاگ نکلا، کہتا ہوا: واللہ بجز میرے اور کوئی مطلوب نہیں (یعنی میری ہلاکت مقصود ہے) - راہ میں اسے بعض بدوی ملے اور پوچھا: یہ تیرا کیا حال ہے اے مجرم؟ کہا: امام نے ہلاک کیا اگلوں کو اور پچھلوں کو اور انھیں میں مجھکو بھی ہلاک کیا چاہتا تھا، قسم خدا کی آج کے بعد پھر کبھی اسے نہ دیکھونگا +

ملیحہ

نالش کی ایک عورت نے اپنے شوہر پہ قاضی کے پاس، فارغ خطی کے ارادے سے، اور اس کا ظن غالب تھا کہ وہ ہر شب بچھونے میں پیشاب کر دیتا ہے - اسکے شوہر نے قاضی سے کہا: اے میرے سردار! میرے مقدمہ میں جلدی نہ کیجئے جبتک کہ میں تمھارے پاس اپنا قصّہ نہ بیان کر لوں - میں اپنے خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں ایک جزیرہ میں ہوں دریا میں، اسمیں ایک بلند محل ہے اور محل پر ایک بلند گنبد ہے اور گنبد پر ایک اونٹ ہے اور میں اونٹ کی پیٹھ پر ہوں، اونٹ دریا میں پانی پینے کو سر جھکاتا ہے - جب میں یہ دیکھتا ہوں تو شدت خوف سے پیشاب کر دیتا ہوں - قاضی نے جب یہ سنا تو اپنے بچھونے اور کپڑوں میں پیشاب کر دیا - اور کہا: اے عورت! میں نے یہ قصہ سنتے ہی خوف سے بے اختیار ہو کر پیشاب کر دیا، تو اس کا کیا حال ہوگا جو یہ بات ظاہر میں کھُلّم کھلّا دیکھے +

حکایات

(۱)

إنَّ يَوْمًا جَاءَ فَقِيرٌ سَائِلٌ إلى أمِيرِ المُؤْمِنِينَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَ تَوَقَّعَ مِنْهُ شَيْئًا. فَوَقَّفَهُ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَشَتَمَ الْفَقِيرُ لِأمِيرِ المُؤْمِنِينَ. فَقَالَ الْحُسَيْنُ: قَدْ مَلَلْتَ مِنْ فَقْرِكَ فَمُشَاهَرَتِيْ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ لَكَ فَأنْشَدَ شِعْرًا

نَحْنُ الْجِبَالُ الرَّاسِخَاتُ
لَا تُزْعِجُهَا الرِّيَاحُ الْعَاصِفَاتُ

(۲)

كَانَ رَجُلٌ سَاحَ مُدَّةً عَلَى الْمَرْكَبِ فِي الْبِحَارِ، فَلَمَّا طَلَعَ عَلَى السَّاحِلِ سَأَلُوا عَنْهُ: مَا رَأَيْتَ مِنَ الْعَجَائِبِ فِي سِيَاحَتِكَ؟ قَالَ هٰذَا عَجَبٌ عُجَابٌ: إنِّيْ رَجَعْتُ سَالِمًا مِنْ لُجَّةِ الْعُبَابِ.

(۳)

قِيلَ إنَّهُ كَانَ بَيْتُ لُقْمَانَ أحْقَرَ الْبُيُوتِ وَ أوْهَنَ مِنْ بَيْتِ الْعَنْكَبُوتِ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ. فَقَالَ هٰذَا كَثِيرٌ لِمَنْ يَمُوتُ ❖

(۴)

سُئِلَ الحَکِیمُ دِیُوجَانِسُ : اَیُّ وَقتٍ خَیرٌ لِلاَکلِ ؟ قَالَ : لِلغَنِیِّ اِذَا اشتَهٰی وَ لِلفَقِیرِ اِذَا وَجَدَ ۔

(۵)

قِیلَ اِنَّ الاِسکَندَرَ زَارَ یَومًا دِیُوجَانِسَ کَلبِی مَعَ کَوکَبِهِ السُّلطَانِیَّةِ وَ هُوَ مُنزَجِرٌ عَنهُ فَسَئَلَهُ مَاذَا یَحتَاجُ اِلَیهِ الفَیلسُوفُ حَتّٰی یَتَهَیَّأَ لَهٗ۔ فَاَجَابَهٗ اَن لَا تَحُولَ بَینِی وَ بَینَ الشَّمسِ وَکَانَ اِذ ذَاکَ یَتَشَمَّسُ الحَکِیمُ وَ اِسکَندَرُ حَالَ بَینَهٗ وَ بَینَ الشَّمسِ ۔

(۶)

رُوِیَ اَنَّ الحَکِیمَ دِیُوجَانِسَ الفَیلسُوفَ حَضَرَ مَرَّةً فِی ضِیَافَةٍ فَجَاءُوا لَهٗ بِکُوزٍ مِنَ الخَمرِ فَاَخَذَ المُؤَبِّدُ الکُوزَ وَ رَمَاهُ حَتّٰی انکَسَرَ وَضَاعَ الخَمرُ، فَقَالُوا قَد ضَاعَ الرَّحِیقُ الطَّیِّبُ . فَقَالَ الحَکِیمُ : قَد ضَاعَ الاٰنَ المُدَامُ وَحدَهٗ وَ لٰکِن اِن کُنتُ شَرِبتُهٗ صَارَت نَفسِی ضَایِعَةً اَیضًا ۔

(۷)

قِیلَ اِنَّ ظَبیًا هَرَبَ مَخَافَةً مِّنَ الصَّیَّادِ وَ اَوٰی اِلٰی مَغَارَةٍ فَدَخَلَهَا اَسَدٌ فَافتَرَسَهٗ فَقَالَ

الظَّبْیُ فِیْ نَفْسِہٖ وَیْلٌ لِّیْ، اَنَا شَقِیٌّ جِدًّا، لِاَنِّیْ هَرَبْتُ مِنَ النَّاسِ وَ وَقَعْتُ فِیْ یَدِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ بِالْبَاْسِ مَنْ یَّفِرُّ عَنْ بَلَاءٍ یَسِیْرٍ رُبَّمَا یَقَعُ فِیْ بَلَاءٍ کَبِیْرٍ ؂

(۸)

حُکِیَ اَنَّ امْرَأَةً کَانَتْ لَهَا دُجَاجَةٌ تَبِیْضُ کُلَّ یَوْمٍ بَیْضَةَ فِضَّةٍ فَقَالَتِ الْمَرْأَةُ فِیْ نَفْسِهَا اِنْ کَثَّرْتُ فِیْ طُعْمَتِهَا تَبِیْضُ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ بَیْضَتَیْنِ فَلَمَّا کَثَّرَتْ طُعْمَتُهَا شَقَّتْ حَوْصَلَتُهَا فَمَاتَتْ ۔ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ یُفْقِدُوْنَ رَاسَ مَالِهِمْ بِطَمَعِ رِبْحٍ کَثِیْرٍ ؂

(۹)

اِتَّفَقَ مَرَّةً اَنَّ غَزَالًا عَطَشَ فَجَاءَ اِلٰی عَیْنِ مَاءٍ لِیَشْرَبَ وَکَانَ الْمَاءُ فِیْ جُبٍّ عَمِیْقٍ فَنَزَلَ فِیْهِ ثُمَّ اِنَّهٗ لَمَّا قَصَدَ الطُّلُوْعَ لَمْ یَقْدِرْ، فَرَاٰهُ ثَعْلَبٌ فَقَالَ لَهٗ یَا اَخِیْ اَسَأْتَ فِیْ فِعْلِكَ اِذْ لَمْ تَعْرِفْ سَبِیْلَ طُلُوْعِكَ قَبْلَ نُزُوْلِكَ، عَلَیْكَ اَنْ تُقَدِّمَ الْخُرُوْجَ قَبْلَ الْوُلُوْجِ ؂

(۱۰)

مَرَّ اَرْنَبٌ عَلٰی لَبْوَةٍ مَرَّةً قَائِلًا اَنَا اُنْتِجُ فِیْ سَنَةٍ اَوْلَادًا کَثِیْرَةً وَ اَنْتِ اِنَّمَا تَلِدِیْنَ فِیْ

عُمْرِكَ وَلَدًا وَاحِدًا اَوْ اِثْنَيْنِ. فَقَالَتْ لَهُ اللَّبُوَةُ: صَدَقْتَ غَيْرَ اَنَّ وَلَدِى وَ اِنْ كَانَ وَاحِدًا فَهُوَ سَبُعٌ، وَ اِنَّ وَلَدًا وَاحِدًا رَشِيْدًا خَيْرٌ مِنْ اَوْلَادٍ كَثِيْرَةٍ اَغْوِيَاءَ ÷

(۱۱)

اِتَّفَقَ اَنَّ بَعُوْضَةً قَعَدَتْ عَلٰى قَرْنِ ثَوْرٍ، فَظَنَّتْ اِنَّمَا ثَقُلَتْ عَلَيْهِ. فَقَالَتْ لَهُ: اَيُّهَا الثَّوْرُ: اِذَا كُنْتُ قَدْ ثَقُلْتُ عَلَيْكَ فَاَعْلِمْنِىْ حَتّٰى اَطِيْرَ عَنْكَ. فَقَالَ الثَّوْرُ: يَا هٰذَا مَا شَعَرْتُ مَتٰى مَا طَلَعْتَ وَ لَوْ اَحُسُّ اِذَا طِرْتَ، اِنَّ النَّزَلَ الَّذِىْ لَا مَجْدَ لَهُ وَلَا فَضْلَ، اِنْ طَلَبَ الْمَجْدَ وَ الْكَرَامَةَ لِنَفْسِهٖ يَخْجَلُ ÷

(۱۲)

كَانَ رَجُلٌ يَحْمِلُ جَزْرَةَ حَطَبٍ فَثَقُلَتْ عَلَيْهِ، فَلَمَّا اَعْيٰى وَ ضَجِرَ مِنْ حَمْلِهَا رَمَاهَا عَنْ كَتِفِهٖ وَ دَعَا مَلَكَ الْمَوْتِ لِيَقْبِضَ رُوْحَهٗ فَحَضَرَ لَهٗ شَخْصٌ قَائِلًا اِنَّهٗ مَلَكُ الْمَوْتِ وَ سَئَلَهٗ لِمَاذَا دَعَوْتَنِىْ، فَقَالَ الرَّجُلُ لِتُعِيْنَنِىْ فِىْ وَضْعِ هٰذِهٖ جِزْرَةَ الْحَطَبِ عَلٰى كَتِفِىْ.

اَلْاِنْسَانُ حَرِيْصٌ عَلٰى حَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ لَوْ مَسَّهُ الضَّرُّ ÷

(۱۳)

حُکِیَ اَنَّ زَنْجِیًّا خَلَعَ ثِیَابَهٗ وَ تَعَرّٰی ثُمَّ اَخَذَ الثَّلْجَ وَ یَعْرُكُ بِهٖ بَدَنَهٗ فَاَتٰی اِلَیْهِ رَجُلٌ حَكِیْمٌ وَ سَأَلَهٗ: لِمَاذَا تَعْرُكُ جِسْمَكَ بِالثَّلْجِ؟ فَقَالَ لِكَیْ اَصِیْرَ اَبْیَضَ. فَقَالَ لَهٗ: یَا هٰذَا، لَا تَتْعَبْ نَفْسَكَ، لِاَنَّهٗ لَا یُمْكِنُ، اِنَّ جِسْمَكَ یُسَوِّدُ الثَّلْجَ وَ هُوَ لَا یَقْدِرُ اَنْ یَدْفَعَ السَّوَادَ عَنْكَ۔

اِنَّ الشَّرَّ الَّذِیْ جُبِلَ بِالطَّبِیْعَةِ لَنْ یَزُوْلَ بِالتَّعْلِیْمِ وَ التَّرْبِیَةِ ❖

(۱۴)

حُکِیَ اَنَّ اَسَدًا صَالَ مَرَّةً عَلٰی ثَوْرَیْنِ فَاجْتَمَعَا كِلَاهُمَا وَ جَعَلَا یَنْطَحَانِهٖ بِقُرُوْنِهِمَا فَلَمْ یُمْكِنْهُ الدُّخُوْلُ بَیْنَهُمَا فَانْفَرَدَ الْاَسَدُ یَخْدَعُهُمَا فَوَعَدَهُمَا اَنْ لَا یُعَارِضَهُمَا اِنْ یَتَخَلّٰی كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَنْ صَاحِبِهٖ فَیَتَخَلّٰی اَحَدُهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ فَافْتَرَسَ كِلَیْهِمَا۔

اِنَّ الْوِفَاقَ یُنْجِیْ مِنَ الْمَهَالِكِ وَ النِّفَاقُ یُوْبِقُ وَ یُهْلِكُ ❖

(۱۵)

قِیْلَ اَنَّ اِیَّلًا عَطَشَ مَرَّةً فَاَتٰی اِلٰی عَیْنٍ

مَاءٍ لِیَشْرَبَ فَرَأٰی ظِلَّهٗ فِی الْمَاءِ فَتَأَمَّلَهٗ زَمَانًا فَسُرَّ عَلٰی عَظْمِ قُرُوْنِهٖ وَ کِبْرِهَا وَ اِنْشِعَابِهَا وَ حَزِنَ عَلٰی دِقَّةِ قَوَائِمِهٖ وَ نَحَافَتِهَا، هُوَ کَذٰلِكَ یَتَفَکَّرُ فِیْ شَانِهٖ اِذْ خَرَجَ عَلَیْهِ الصَّیَّادُوْنَ فَهَرَبَ مِنْهُمْ اِلَی الْبَرِیَّةِ مَا دَامَ یَعْدُوْ فِی السَّهْلِ لَمْ یُدْرِکُوْهُ فَلَمَّا اَتٰی اِلَی الْجَبَلِ وَ الْغَیْضَةِ لَفَّ اَغْصَانُ الْاَشْجَارِ وَ النُّجُوْمِ بِقُرُوْنِهِ الْمُنْشَعِبَةِ فَبَقِیَ مُقَیَّدًا بِهَا فَلَحِقَهُ الصَّیَّادُوْنَ وَ قَتَلُوْهُ فَقَالَ الْاِیَّلُ عِنْدَ مَوْتِهٖ یَا وَیْلَتِیْ اِنَّ قَوَائِمِیَ الَّتِیْ اِسْتَهْجَنْتُهَا کَانَتْ تُنْجِیْنِیْ وَ لٰکِنَّ الْقُرُوْنَ الَّتِیْ اِسْتَحْسَنْتُهَا اَهْلَکَتْنِیْ.

اِنَّ الْحَقِیْرَ الَّذِیْ یَنْفَعُكَ وَ یُفِیْدُ خَیْرٌ مِنَ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ یُوْبِقُكَ وَ یُبِیْدُ ٭

ترجمہ :-

حکایات

(۱)

ایک دن ایک فقیر امیر المومنین حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سائل بنکر آیا اور اُن سے کسی چیز کی توقع کی تو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اسکو کہا کہ تُو توقف کرتا کہ کوئی چیز پیدا ہو۔ یہ سُنکر فقیر نے ان کو گالی دی

حضرت امیر المومنین نے فرمایا: کہ اے فقیر تو اپنی مفلسی اور تنگدستی سے آشفتہ و پریشان ہوگیاہے۔ میرا ماہوار وظیفہ جو بیت المال میں ہے، وہ میں نے تجھے بخشی۔ وہ فقیر شرمندہ ہوگیا۔ پھر حضرت نے شعر پڑھا

ہم بڑے جمے ہوئے پہاڑ ہیں
ہم کو سخت چلنے والی ہوائیں نہیں ہلاتیں

(۲)

ایک شخص مدت تک جہاز پر سمندروں میں سیر کرتا رہا۔ جب کنارے پر پہنچا تو لوگوں نے اس سے پوچھا: تو نے اپنے سفر میں کیا عجائبات دیکھے۔ اُس نے کہا: یہی بہت عجیب ہے کہ میں سمندر کی موجوں سے سلامت نکل آیا۔

(۳)

کہتے ہیں کہ حضرت لقمانؑ کا گھر بہت چھوٹا تھا اور مکڑی کے گھر سے بھی زیادہ نازک تھا۔ اُن سے اس کا سبب لوگوں نے پوچھا، انھوں نے کہا: یہ بھی مرنے والے کے واسطے بہت ہے۔

(۴)

کسی نے حکیم دیوجانس کو پوچھا کہ کونسا وقت کھانے کے لئے بہتر ہے۔ کہا: تو انگر کو جب بھوک لگے اور فقیر کو جب ملے۔

(۵)

کہتے ہیں کہ سکندر نے ایک دن دیوجانس کلبی سے اپنے لشکر سمیت جاکر ملاقات کی، مگر وہ حکیم اُس سے بیزار تھا۔ پھر حکیم سے پوچھا کہ جو کچھ آپ کو حاجت ہو فرماؤ۔ تاکہ تیار کردیں۔ اس نے جواب دیا: آفتاب کے اور میرے درمیان حائل مت ہو، کیونکہ اُسوقت حکیم دھوپ لے رہا تھا اور سکندر اسکے اور دھوپ کے درمیان حائل

ہو گیا تھا *

(۶)

روایت ہے کہ حکیم دیو جانس ایک دفعہ ضیافت میں گیا۔ اس کے پاس شراب کا کوزہ پینے کو لائے۔ اُس دانا نے کوزہ لیا اور پھینک دیا۔ وہ ٹوٹ گیا اور شراب ضائع ہو گئی۔ لوگوں نے کہا: عمدہ شراب ضائع ہو گئی۔ حکیم نے کہا: کہ ابھی تو فقط شراب ضائع ہوئی، لیکن اگر میں اسے پیتا تو میرا نفس بھی ضائع ہو جاتا *

(۷)

کہتے ہیں کہ ایک ہرن شکاری کے ڈر سے بھاگا اور ایک غار کی طرف پناہ لی۔ پھر اُس (غار) میں شیر داخل ہوا، پس اُس (ہرن) کو پھاڑ لیا۔ تب ہرن نے اپنے دل میں کہا: افسوس کہ میں کتنا بڑا بدبخت ہوں، کیونکہ میں آدمیوں سے بھاگا اور اوراسکے ہاتھ میں پڑا جو سخت تر ہے۔

جو شخص آسان بلا سے بھاگتا ہے کبھی بڑی بلا میں پڑ جاتا ہے *

(۸)

حکایت ہے کہ ایک عورت کے پاس ایک مرغی تھی۔ وہ ہر روز ایک چاندی کا انڈا دیتی تھی۔ اُس عورت نے اپنے دل میں کہا: اگر میں اسکی خوراک بڑھاؤں تو ہر روز دو انڈے دیگی۔ جب اسکی خوراک بڑھی تو اس کا پوٹا پھٹ گیا اور وہ مر گئی۔

بیشک بعض آدمی اپنی اصل پونجی بھی بہت سے نفع کی طمع سے کھو دیتے ہیں۔

(۹)

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہو کہ ایک پیاسا ہرن پانی کے چشمے کی طرف پانی پینے کے لئے آیا اور وہ پانی کے گہرے کنوئیں میں تھا۔ پس وہ اس میں اترا۔ جب اس نے اوپر

چڑھنا چاہا تو نہ چڑھ سکا۔ ایک لومڑی نے اسے دیکھ کر کہا: تونے اپنے کام میں خطا کی جب تُونے اوپر چڑھنے کا راستہ نہ جانا۔ تیرے اترنے سے پہلے تجھکو لازم تھا کہ باہر آنے کی راہ اندر جانے کی راہ سے پہلے تجویز کرلیتا ❖

(۱۰)

ایک خرگوش کا مادہ شیر کے پاس گذر ہوا۔ کہنے لگا کہ میں ہر سال بہت اولاد جنتا ہوں اور تو فقط ایک یا دو بچے ساری عمر میں جنتی ہے۔ شیر مادہ نے کہا: تونے سچ کہا، مگر میرا بیٹا اگرچہ ایک ہے لیکن وہ درندہ ہوتا ہے۔ یقیناً ایک لائق بیٹا بہت سی نالائق اولاد سے بہتر ہے ❖

(۱۱)

ایسا اتفاق ہوا کہ ایک مچھر بیل کے سینگ پر بیٹھا۔ پھر ایسا گمان کیا کہ میرا اسپر بوجھ پڑا ہوگا، تو کہنے لگا: اے بیل اگر تجھ پر میرا بوجھ پڑا ہو تو کہدے تاکہ میں تجھ سے اُڑجاؤں۔ بیل نے کہا: اے نادان مجھے معلوم بھی نہیں ہوا کہ تو کب آکر بیٹھا اور جب اُڑیگا تو بھی معلوم نہ ہوگا۔

جو مہمان کہ اسے لیاقت و بزرگی نہو، اگر وہ بزرگی و بڑائی اپنے واسطے طلب کریگا تو آخر شرمندہ ہوگا ❖

(۱۲)

ایک شخص لکڑیوں کا بوجھ اٹھائے چلا جاتا تھا۔ جب بھاری معلوم ہوا اور اسکے بوجھ سے بے طاقت ہو کر تھک گیا، اپنے کندھے پر سے نیچے پھینک دیا اور ملک الموت کو پکارا تاکہ اسکی روح قبض کرے۔ تب ایک شخص اسکے پاس آکر حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں ملک الموت ہوں اور پوچھا کہ تونے مجھے کس لئے بلایا۔ اس نے کہا کہ میں نے تجھے اس لئے بلایا کہ یہ لکڑیوں کا بوجھ اٹھا کر میرے کاندھے پر رکھدے۔

انسان حیاتِ دنیا کا اتنا حریص ہے کہ خواہ کیسی ہی تکلیف پہنچے مرنے کو راضی نہیں +

(۱۳)

حکایت ہے کہ ایک حبشی سب کپڑے اتار کر ننگا ہوا اور برف لے کر اپنے بدن کو اُس سے ملنے لگا۔ اس کے پاس ایک حکیم آیا اور پوچھا کہ تو اپنے جسم کو برف سے کیوں ملتا ہے؟ حبشی بولا: اس لئے کہ میں گورا ہو جاؤں۔ حکیم نے کہا: اے بھلے آدمی! اپنے آپ کو زحمت میں مت ڈال۔ یہ ہونا ناممکن ہے۔ بیشک تیرا جسم برف کو سیاہ کر دیگا، مگر برف تیرے جسم کی سیاہی رفع نہ کر سکے گی۔

بدی جو کچھ طینت میں ہے تعلیم و تربیت سے زائل نہیں ہوتی۔

(۱۴)

حکایت ہے کہ ایک دفعہ ایک شیر نے دو بیلوں پر حملہ کیا۔ وہ دونوں بیل مل کر اپنے سینگوں سے اُس کو مارنے لگے۔ تب شیر کو ان میں دخل دینا ناممکن ہوا۔ پھر شیر الگ ہوا کہ اُن کو دھوکا دے اور دونو کو وعدہ دیا کہ میں تم کو نہ چھیڑوں گا بایں شرط کہ تم دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جاؤ۔ جب وہ دونوں الگ ہو گئے تب دونوں کو پھاڑ ڈالا۔

بیشک اتفاق ہلاکت سے نجات دیتا ہے اور نفاق برباد اور ہلاک کر دیتا ہے +

(۱۵)

کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بارہ سنگے کو پیاس لگی اور پانی پینے کو چشمے کی طرف آیا۔ اس نے اپنا سایہ پانی میں دیکھا۔ دیر تک غور کرتا رہا۔ پھر اپنے

شاخ دار سینگوں کی بڑائی دیکھ کر خوش ہوا اور اپنے پاؤں کی نازک نلیاں دیکھ کر غمگین ہوا - وہ اسی طرح اپنے حال میں متفکر تھا کہ شکاری اس پر دوڑ آئے - وہ اُن کو دیکھ کر جنگل کی طرف بھاگا - جب تک میدان میں دوڑتا پھرتا تھا کوئی اُس کو پکڑ نہ سکا - جب پہاڑ کی جھاڑی کی طرف آیا، جھاڑوں کی ڈالیاں اور بیلیں اس کے شاخ دار سینگوں میں لپٹ گئیں - وہیں مقید رہا، تب شکاری آپہنچے اور انھوں نے اسے مار ڈالا - بارہ سنگے نے مرتے وقت کہا: ہائے افسوس! میرے پاؤں جن کو میں عیب دار کہتا تھا، مجھے بچاتے تھے، لیکن میرے سینگ جن کی میں تعریف کرتا تھا انھوں نے مجھ کو ہلاک کیا -

جو حقیر چیز تجھکو نفع اور فائدہ دیتی ہے، اس بڑی چیز سے جو تجھ کو خرابی اور گرفتاری میں ڈالتی ہے، بہتر ہے ÷

الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ط لَا

الْبُشْرٰى	فِى	الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا	وَ	فِى	الْاٰخِرَةِ ط	لَا
خوشخبری	میں	زندگانی	دنیا کی	اور	میں	آخرت ط	نہیں

بشارت ہے دنیا کے جینے بھی اور آخرت میں بھی ط خدا کی

تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

تَبْدِيْلَ	لِ	كَلِمٰتِ	اللّٰهِ ط	ذٰلِكَ	هُوَ	اَلْ	فَوْزُ
کوئی ادل بدل	کو	باتوں	اللہ کی	وہ	وہ ہے		مراد

باتیں بدلی نہیں جاتیں ط یہی بڑی کامیابی ہے

الْعَظِيْمُ ط وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ

الْعَظِيْمُ	۶۴ ط	وَ لَا	يَحْزُنْ	كَ	قَوْلُ	هُمْ ۘ	اِنَّ
بڑی	۶۴	اور نہ	غمگین کرے	تجھ کو	بات	ان کی ۘ	بے شبہ

۶۴ اور تجھ کو ان کی باتیں غمناک نہ کریں مر دراصل عزت

الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ط هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾

اَلْ	عِزَّةَ	لِلّٰهِ	جَمِيْعًا ط	هُوَ	السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ	۶۵
	عزت	اللہ کیلئے ہے	سب ط	وہی	سنتا	جانتا ہے	۶۵

سب اللہ کی چیز ہے ط وہی سنتا جانتا ہے۔ ۶۵

اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ

اَلَا	اِنَّ	لِلّٰهِ	مَنْ	فِى السَّمٰوٰتِ	وَ	مَنْ
سن رکھو	تحقیق	اللہ کا ہے	جو کوئی	آسمانوں میں ہے	اور	جو کوئی

دیکھو درحقیقت جو (لوگ) آسمانوں میں ہیں اور جو (لوگ)

فِى الْاَرْضِ ط وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

فِى الْاَرْضِ ط	وَ	مَا	يَتَّبِعُ	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ
زمین میں ہے ط	اور	یہ جو	پیروی کرتے ہیں	وہ جو	پکارتے ہیں

زمین میں ہیں اللہ ہی کا مال ہیں ط اور یہ جو پیچھے چلتے ہیں وہ لوگ جو اللہ کو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ

مِنْ دُوْنِ	اللّٰهِ	شُرَكَآءَ ؕ	اِنْ	يَتَّبِعُوْنَ	اِلَّا	الظَّنَّ
سوا	اللہ کے	شریکوں کو ؕ	نہیں	پیروی کرتے	مگر	گمان کی

چھوڑ (خیالی) شریکوں کو پکارا کرتے ہیں یہ تو محض اپنے خیال کے پیچھے چلتے ہیں

وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝۶۶ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ

وَ اِنْ	هُمْ	اِلَّا	يَخْرُصُوْنَ	۶۶	هُوَ	الَّذِيْ	جَعَلَ
اور نہیں	وہ	مگر	قیاسی باتیں کرتے	۶۶	وہ ہی ہے	جس نے	بنائی

اور صرف اٹکلیں دوڑاتے ہیں ۶۶ وہی ہے جس نے تمہاری

لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

لَكُمُ	الْ لَيْلَ	لِ	تَسْكُنُوْا	فِيْهِ	وَ	النَّهَارَ	مُبْصِرًا ؕ
تمہارے لئے	رات	تاکہ	آرام کرو	اس میں	اور	دن	دکھانیوالا ؕ

خاطر رات بنائی تاکہ اس میں آرام کرو اور دن بنایا دکھانے کو ؕ

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝۶۷ قَالُوا

اِنَّ	فِيْ	ذٰلِكَ	لَ اٰيٰتٍ	لِ قَوْمٍ	يَسْمَعُوْنَ	۶۷	قَالُوا
بیشک	ہیں	اس	نشانیاں	ان لوگوں کیلئے	جو سنتے ہیں	۶۷	انھوں نے کہا

یقیناً اس میں اپنے نشان ہیں ان لوگوں کیلئے جو سن سکتے ہوں ۶۷ بولے:

اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِيُّ ؕ لَهٗ

اِتَّخَذَ	اللّٰهُ	وَلَدًا	سُبْحَانَ	هٗ ؕ	هُوَ	الْغَنِيُّ ؕ	لَهٗ
بنا لیا	اللہ نے	ایک بیٹا	پاک ہے	وہ ؕ	وہ	بے نیاز ہے ؕ	اسی کا ہے

اللہ نے ایک بیٹا بنا لیا ؕ وہ پاک ہے وہ بے نیاز ہے ؕ جو کچھ

مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنْ

مَا	فِي الْ سَمٰوٰتِ	وَ	مَا	فِي الْ اَرْضِ ؕ	اِنْ
جو کچھ	آسمانوں میں ہے	اور	جو کچھ	زمین میں ہے ؕ	نہیں ہے

آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا (مال) ہے ؕ تمہارے

عِنْدَكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا ط اَتَقُوْلُوْنَ

عِنْدَ	كُمْ	مِنْ	سُلْطَانٌ	بِ	هٰذَا ط	اَ	تَقُوْلُوْنَ
پاس	تمہارے		کوئی دلیل	پر	اس ط	کیا	کہتے ہو

پاس اس (قول) کی کوئی بھی سند نہیں ط کیا اللہ پر ایسی باتیں

عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِيْنَ

عَلَى اللّٰهِ	مَا	لَا	تَعْلَمُوْنَ	٦٨	قُلْ اِنَّ	الَّذِيْنَ
اللہ پر	جو	نہیں	تم جانتے	٦٨	کہہ دو ، بیشک	جو لوگ

لگاتے ہو جن کا تم علم نہیں رکھتے ٦٨ کہہ دو ، ضرور ہے کہ جو لوگ

يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ

يَفْتَرُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ	اَلْ	كَذِبَ	لَا	يُفْلِحُوْنَ	٦٩	مَتَاعٌ
باندھتے ہیں	اللہ پر		جھوٹ	نہیں	کامیاب ہونگے	٦٩	کچھ بہرہ مندی ہے

اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں وہ فلاح نہ پائیں گے ٦٩ دنیا میں کچھ حظ

فِي الدُّنْيَا ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِيْقُهُمُ

فِي الدُّنْيَا	ثُمَّ	اِلَى	نَا	مَرْجِعُ	هُمْ	ثُمَّ	نُذِيْقُ
دنیا میں	پھر	طرف	ہماری	واپسی ہے	ان کی	پھر	ہم چکھائینگے

اٹھانا ، پھر ہماری ہی طرف ان کو لوٹ کر آنا ہوگا ، پھر ہم ان کو

الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾

هُمْ	اَلْعَذَابَ	اَلْ	شَدِيْدَ	بِ	مَا	كَانُوْا	يَكْفُرُوْنَ
ان کو	عذاب		سخت	بدلے	اس کے کہ	تھے وہ	کفر کرتے

سخت عذاب چکھائیں گے اس پر کہ وہ کفر کرتے رہے

ع ٧ / ١٢ الثلث

واتل الاٰية

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ اِذْ قَالَ

٧٠	وَ	اُتْلُ	عَلَيْهِمْ	نَبَاَ	نُوْحٍ	اِذْ	قَالَ
٧٠	اور	پڑھ کر سنا	ان کو	حال	نوح کا	جب	کہا اس نے

٧٠ اور ان کو نوح کا حال سنا دے ۳ جب اس نے اپنی

لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ

لِ قَوْمِ	هٖ	يَا	قَوْمِ	(ى)	اِنْ	كَانَ	كَبُرَ
قوم سے	اپنی	اے	قوم	میری	اگر	ہو	بھاری

قوم سے کہا، بھائیو! اگر تم پر میرا کھڑا ہونا اور

عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ

عَلَى كُمْ	مَقَامِ	ى	وَ	تَذْكِيرِ	ى	بِ	اٰيَاتِ
تم پر	کھڑا ہونا	میرا	اور	نصیحت کرنا	میرا	ساتھ	آیتوں کے

اللہ کی آیتوں سے سمجھانا شاق گزرتا ہے

اللّٰهِ فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ

اللّٰهِ	فَ	عَلَى اللّٰهِ	تَوَكَّلْتُ	فَ	اَجْمِعُوْا	اَمْرَ	كُمْ
اللہ کی	تو	اللہ پر	بھروسہ کیا ہے	سو	ٹھان لو	کام	اپنا

تو میں نے (بھی) اللہ پر ہی بھروسہ کر لیا ہے، پھر اپنے شریکوں

وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ

وَ شُرَكَاءَ كُمْ	ثُمَّ	لَا يَكُنْ	اَمْرُ	كُمْ	عَلَيْكُمْ	غُمَّةً
اور ساتھ لو اپنے شریک	پھر	نہ رہے	کام	تمہارا	تم پر	پوشیدہ

سمیت اپنے ارادے پر تل جاؤ پھر تمہارا ارادہ (کسی پہلو سے) تم پر مخفی

غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾

ثُمَّ	اقْضُوْا	اِلَى	ى	وَ	لَا	تُنْظِرُوْنِ (ى)
پھر	کر گزار	طرف	میری	اور	نہ	مہلت دو مجھ کو

نہ رہے، پھر جو کچھ میرے خلاف کرنا ہو کر گزرو، اور مجھ کو مہلت بھی نہ دو

فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ط

٧٢	فَ اِنْ	تَوَلَّيْتُمْ	فَ مَا	سَاَلْتُ	كُمْ	مِنْ	اَجْرٍ ط
٧٢	پھر اگر	تم روگردانی کرو	تو نہیں	مانگا میں نے	تم سے	کوئی	معاوضہ ط

٧٢ پھر اگر تم روگردانی کرو گے تو میں نے تم سے کوئی اجرت تو مانگی نہیں

اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ

اِنْ	اَجْرِیَ	اِلَّا	عَلَی اللّٰهِ	وَ	اُمِرْتُ	اَنْ	اَکُوْنَ
نہیں	میرا معاوضہ	مگر	اللہ پر	اور	مجھکو حکم ہوا ہے	کہ	رہوں میں

میری اجرت ہے تو صرف اللہ پر لا اور مجھ کو حکم یہ ہے کہ فرمانبرداروں

مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۷۲﴾ فَکَذَّبُوْهُ

مِنْ	اَلْ	مُسْلِمِیْنَ	۷۲	فَ	کَذَّبُوْا	هُ	فَ
میں سے		فرمانبرداروں	۷۲	پھر	انھوں نے جھٹلایا	اسکو	پھر

میں (فرمانبردار ہوکر) رہوں ۷۲ پھر انھوں نے اس کو جھٹلایا ہو

نَجَّیْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْکِ

نَجَّیْنَا	هُ	وَ	مَنْ	مَعَ	هٗ	فِی	اَلْ
ہمنے نجات دی	اس کو	اور	جو	ساتھ تھے	اس	میں	

ہم نے اس کو اور جو اس کے ساتھ کشتی میں (سوار) تھے ان کو تو بچا لیا

وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِیْنَ

فُلْکِ	وَ	جَعَلْنَا	هُمْ	خَلَائِفَ	وَ	اَغْرَقْنَا	اَلَّذِیْنَ
کشتی	اور	ہم نے کیا	ان	جانشین	اور	ڈبا دیا	انکو جنھوں نے

اور ان کو جانشین بھی کیا اور ان کو جنھوں نے ہماری آیتوں کو

کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ

کَذَّبُوْا	بِ	اٰیَاتِ	نَا	فَ	اُنْظُرْ	کَیْفَ	کَانَ
جھٹلایا	کو	نشانیاں	ہماری	سو	دیکھ	کیسا	ہوا

جھٹلایا تھا غرق کر دیا ؂ پھر دیکھ کیا انجام ہوا ان کا جن کو

عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ

عَاقِبَةُ	اَلْ مُنْذَرِیْنَ	۷۳	ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْ بَعْدِ	هٖ
انجام	ڈرائے ہوؤں کا	۷۳	پھر	ہمنے بھیجے	بعد	اس کے

ڈر سنایا گیا تھا ۷۳ پھر نوح کے بعد ہم نے اور رسول

رُسُلًا اِلٰی قَوْمِھِمْ فَجَآءُوْھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ

بِالْبَیِّنَاتِ	ھُوْ	جَاءُوْ	فَ	ھِمْ	اِلٰی قَوْمِ	رُسُلًا
کھلی نشانیاں لے کر	ان کے پاس	آئے	پس	ان کی	قوم کی طرف	پیغمبر

ان کی قوم کے پاس بھیجے، پھر وہ ان کے پاس روشن ثبوت لے کر آئے،

فَمَا کَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا کَذَّبُوْا بِہٖ مِنْ قَبْلُ

مِنْ قَبْلُ	بِہٖ	بِمَا کَذَّبُوْا	لِ یُؤْمِنُوْا	فَ مَا کَانُوْا
اس سے پہلے	اس کو	اسپر کہ جھٹلایا تھا	کہ ایمان لائیں	سو نہ ہوئے

پھر وہ جس کو پہلے جھٹلا چکے تھے اسے کا ہم کو ماننے لگے تھے

کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِ الْمُعْتَدِیْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ

ثُمَّ	۷۴	الْمُعْتَدِیْنَ	عَلٰی قُلُوْبِ	اللّٰہُ	یَطْبَعُ	کَذٰلِکَ
پھر	۷۴	حد سے گزرنے والوں کے	دلوں پر	اللہ	ہم مہر کرتے ہیں	اسی طرح

اسی طرح اللہ سرکشوں کے دلوں پر مہر لگا دیا کرتا ہے ۷۴ پھر

بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِھِمْ مُّوْسٰی وَھٰرُوْنَ اِلٰی

اِلٰی	ھٰرُوْنَ	وَ	مُوْسٰی	ھِمْ	بَعْدِ	مِنْ	بَعَثْنَا
طرف	ہارون کو	اور	موسےٰ	ان کے	بعد		ہم نے بھیجا

ہم نے ان کے بعد موسیٰ اور ہارون کو اور فرعون اور

فِرْعَوْنَ وَمَلَائِہٖ بِاٰیٰتِنَا فَاسْتَکْبَرُوْا

اِسْتَکْبَرُوْا	فَ	نَا	اٰیَاتِ	بِ	ہٖ	وَ مَلَأُ	فِرْعَوْنَ
انھوں نے تکبر کیا	پس	اپنی	نشانیوں کے	ساتھ	اس کے	اور سرداروں کی	فرعون

اس کے سرداروں کے پاس اپنے پتے نشان دے کر بھیجا، اس پر انھوں نے تکبر کیا

وَکَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَھُمُ

جَاءَ	لَمَّا	فَ	۷۵	مُجْرِمِیْنَ	قَوْمًا	کَانُوْا	وَ
آیا	جب	پس	۷۵	گناہگار	لوگ	وہ تھے	اور

اور وہ تھے ہی گناہگار لوگ ۷۵ پھر جب ان کے پاس

الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْٓا اِنَّ هٰذَا

هٰذَا	اِنَّ	قَالُوْا	نَا	مِنْ عِنْدِ	حَقُّ	اَلْ	هُمْ
یہ	بیشک	انھوں نے کہا	ہمارے	پاس سے	حق		انکے پاس

ہمارے پاس سے حق آیا تو بولے : یہ تو صریح

لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰٓى اَتَقُوْلُوْنَ

تَقُوْلُوْنَ	اَ	مُوْسٰى	قَالَ	۷۶	مُبِيْنٌ	سِحْرٌ	لَ
تم کہتے ہو	کیا	موسے نے	کہا	۷۶	صریح	جادو	

جادو ہے ۷۶ موسے نے کہا : کیا تم حق کو جب

لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَ

هٰذَا ؕ	سِحْرٌ	اَ	كُمْ ؕ	جَآءَ	لَمَّا	اَلْحَقِّ	لِ
یہ ؕ	جادو ہے	کیا	تمہارے پاس ؕ	آیا	جب	حق کو	

وہ تمہارے پاس آیا ایسا کہتے ہو ؕ کیا یہ جادو ہے

لَا يُفْلِحُ السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا

جِئْتَ	اَ	قَالُوْا	۷۷	اَلْ سَاحِرُوْنَ	يُفْلِحُ	لَا	وَ
تو آیا	کیا	وہ بولے	۷۷	جادوگر	کامیاب ہوتے	نہیں	اور

اور جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے ۷۷ کہنے لگے کیا تو اس

لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا

اٰبَآءَ	عَلَيْهِ	وَجَدْنَا	عَنْ مَا	نَا	تَلْفِتَ	لِ	نَا
باپوں کو	اس پر	ہم نے پایا	اس سے کہ	ہم کو	پھیر دے	تاکہ	ہمارے پاس

لئے ہمارے پاس آیا ہے کہ تو ہم کو اس (راہ ورسم) سے برگشتہ کردے جس پر ہم نے

وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ

فِى الْاَرْضِ ؕ	اَلْكِبْرِيَآءُ	كُمَا	لَ	تَكُوْنَ	وَ	نَا
زمین میں ؕ	سرداری	تم دونوں کے	لئے	ہو جائے	اور	اپنے

اپنے باپوں کو پایا ہے اور اس سرزمین میں تمہاری ہی سرداری ہو جائے

وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿٧٨﴾ وَ

وَ	مَا	نَحْنُ	لَكُمَا	بِ	مُؤْمِنِينَ	٧٨	وَ
اور	نہیں	ہم	تم دونو	کو	ماننے والے	٧٨	اور

اور ہم تو تم کو ماننے کے نہیں ٧٨ اور

قَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿٧٩﴾

قَالَ	فِرْعَوْنُ	ائْتُوْ نِي بِ	كُلِّ	سٰحِرٍ	عَلِيمٍ	٧٩
کہا	فرعون نے	لاؤ میرے پاس	ہر ایک	جادوگر	ماہر	٧٩

فرعون نے کہا لے آؤ میرے پاس ہر ایک جادوگر جو اپنے کام میں ماہر ہو ٧٩

فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ

فَ	لَمَّا	جَاءَ	اَلْ	سَحَرَةُ	قَالَ	لَهُمْ	مُوسَىٰ
پس	جب	آئے	جادوگر		کہا	ان کو	موسےٰ نے

پھر جب جادوگر آگئے تو موسےٰ نے ان کو کہا :

أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّا أَلْقَوْا

اَلْقُوْا	مَا	اَنْتُمْ	مُلْقُوْنَ	٨٠	فَ	لَمَّا	اَلْقَوْا
ڈالو	جو	تم کو	ڈالنا ہے	٨٠	پھر	جب	انھوں نے ڈالا

لاؤ ڈالو کیا تم ڈالتے ہو ٨٠ پھر جب انھوں نے ڈالا

قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط

قَالَ	مُوسَىٰ	مَا	جِئْتُمْ بِ	هِ	اَلْ	سِحْرُ ط
کہا	موسےٰ نے	جو کچھ	تم لائے ہو			جادو ہے ط

تو موسےٰ نے کہا : جو کچھ تم لائے ہو جادو ہے ط

إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهُ ط إِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ

اِنَّ	اَللّٰهَ	سَ	يُبْطِلُ	هُ ط	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُصْلِحُ
بیشک	اللہ		باطل کریگا	اس کو ط	بیشک	اللہ	نہیں سنوارتا

اللہ ضرور اس کو بگاڑ دے گا ط کیونکہ اللہ مفسدوں کا

مرویاتِ مولیٰ علیؑ

(۱)

عَلَیْکُمْ بِالْقُرْاٰنِ فَاتَّخِذُوْهُ اِمَامًا وَ قَائِدًا فَاِنَّهٗ کَلَامُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الَّذِیْ هُوَ مِنْهُ وَ اِلَیْهِ یَعُوْدُ فَاٰمِنُوْا بِمُتَشَابِهِهٖ وَ اعْتَبِرُوْا بِاَمْثَالِهٖ۔

(۲)

اَلْقُرْاٰنُ هُوَ الدَّوَاءُ

(۳)

مَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَحَفِظَهٗ فَاسْتَظْهَرَهٗ وَ اَحَلَّ حَلَالَهٗ وَ حَرَّمَ حَرَامَهٗ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَ شَفَعَهٗ فِیْ عَشَرَةٍ مِنْ اَهْلِ بَیْتِهٖ کُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ۔

(۴)

حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ هُمُ الْمُعَلِّمُوْنَ کَلَامَ اللّٰهِ وَ الْمُتَلَبِّسُوْنَ بِنُوْرِ اللّٰهِ مَنْ وَالَاهُمْ فَقَدْ وَالَی اللّٰهَ وَ مَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَی اللّٰهَ۔

(۵)

اَلْقُرْاٰنُ اَفْضَلُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ دُوْنَ اللّٰهِ وَ فَضْلُ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ کَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰی خَلْقِهٖ فَمَنْ وَقَّرَ الْقُرْاٰنَ فَقَدْ وَقَّرَ اللّٰهَ وَ مَنْ لَمْ یُوَقِّرِ

الْقُرْاٰنَ فَقَدِ اسْتَخَفَّ بِحَقِّ اللّٰهِ وَحُرْمَةُ الْقُرْاٰنِ
عِنْدَ اللّٰهِ كَحُرْمَةِ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ ، اَلْقُرْاٰنُ شَافِعٌ
مُشَفَّعٌ وَمَاحِلٌ مُصَدَّقٌ فَمَنْ شَفَعَ لَهُ الْقُرْاٰنُ شُفِّعَ
وَمَنْ جَعَلَ الْقُرْاٰنَ اِمَامَهٗ قَادَهٗ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَنْ
جَعَلَهٗ خَلْفَهٗ سَاقَهٗ اِلَى النَّارِ ، حَمَلَةُ الْقُرْاٰنِ هُمُ
الْمَحْفُوْفُوْنَ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ ، اَلْمُلْبَسُوْنَ نُوْرَ اللّٰهِ اَلْمُتَعَلِّمُوْنَ
كَلَامَ اللّٰهِ ، مَنْ عَادَاهُمْ فَقَدْ عَادَى اللّٰهَ وَمَنْ
وَالَاهُمْ فَقَدْ وَالَى اللّٰهَ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَا حَمَلَةَ
كِتَابِ اللّٰهِ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ بِتَوْقِيْرِ كِتَابِهٖ يَزِدْكُمْ حُبًّا
وَيُحَبِّبْكُمْ اِلٰى خَلْقِهٖ يُدْفَعُ عَنْ مُسْتَمِعِ الْقُرْاٰنِ سُوْءُ
الدُّنْيَا وَ يُدْفَعُ مِنْ تَالِى الْقُرْاٰنِ بَلْوَى الْاٰخِرَةِ وَ
لَمُسْتَمِعُ اٰيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ ثَبِيْرٍ ذَهَبًا
وَ تَالِىْ اٰيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَهٗ مِمَّا تَحْتَ اَدِيْمِ
السَّمَاءِ وَ اِنَّ فِى الْقُرْاٰنِ سُوْرَةً تُدْعَى الْعَظِيْمَةَ عِنْدَ
اللّٰهِ يُدْعٰى صَاحِبُهَا الشَّرِيْفَ عِنْدَ اللّٰهِ تَشْفَعُ لِصَاحِبِهَا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِىْ اَكْثَرِ مِنْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ وَهِىَ يٰسٓ ❊

(۶)

عَلَيْكُمْ بِتَعَلُّمِ الْقُرْاٰنِ وَ كَثْرَةِ تِلَاوَتِهٖ وَ كَثْرَةِ
عَجَائِبِهٖ تَنَالُوْنَ بِهِ الدَّرَجَاتِ فِى الْجَنَّةِ ❊

(۷)

يَا عَلِىُّ تَعَلَّمِ الْقُرْاٰنَ وَ عَلِّمْهُ النَّاسَ فَلَكَ بِكُلِّ

حَرفٍ عَشرٌ حَسَنَاتٍ ÷

ترجمہ

مرویاتِ مولیٰ علیؓ

(۱)

تم پر (تلاوتِ) قرآن لازمی امر ہے، تم اس کو اپنا امام اور پیشرو بناؤ کیونکہ وہ ربّ العالمین کا کلام ہے جو اُسی کے پاس سے آیا ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جائیگا، لہٰذا اسکی آیات متشابہات پر صرف ایمان رکھو اور اسکے ضرب الامثال سے عبرت حاصل کرو÷

(۲)

قرآن ہی (ہر مرض کا) علاج ہے۔

(۳)

جس نے قرآن پڑھا اور اُسکو حفظ کیا اور اُسکو ہر چیز پر غالب رکھا اور اسکے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا تو اللہ اسکو جنت میں داخل کریگا اور اُسکو گھر کے دس ایسے آدمیوں کا شفیع بنائیگا جن میں سے ہر ایک دوزخ کا مستحق قرار پا چکا ہو÷

(۴)

حفّاظِ قرآن اور عالم ہی کلام اللہ کی تعلیم دینے والے اور اللہ کے نور کا لباس پہننے والے ہیں۔ جس نے اُن سے دوستی کی اُسنے اللہ سے دوستی کی، اور جس نے اُن سے دشمنی کی اللہ سے دشمنی کی÷

(۵)

قرآن اللہ کے سوا ہر چیز سے افضل ہے اور قرآن کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ کی فضیلت اُسکی مخلوق پر۔ سو جس نے قرآن کی توقیر کی اُس نے اللہ کی توقیر کی اور جس نے قرآن کی توقیر نہ کی اُسنے اللہ کے حق کی ہتک کی۔ اللہ کے پاس قرآن کی عزت ایسی ہے جیسی

باپ کی عزت اُسکے بچے پر۔ قرآن شفاعت کرنے والا ہے اور اسکی شفاعت مقبول ہے اور شکایت کرنے والا ہے اور اُسکی شکایت سُنی بھی جائیگی۔ لہٰذا قرآن جسکی شفاعت کرے اسکی شفاعت قبول ہوگی، اور قرآن جسکی شکایت کرے اسکی شکایت کی بھی تصدیق کی جائیگی اور جس نے قرآن کو اپنا امام بنایا وہ اسکو جنت کی طرف لے جائیگا اور جس نے قرآن کو پسِ پشت ڈال دیا اسکو دوزخ کی طرف ہانک دیگا۔ قرآن کے حُفّاظ اور عالم ہی اللہ کی رحمت میں گھرے ہوئے، اسکے نور کا لباس پہنے ہوئے، اسکے کلام کی تعلیم دینے والے ہیں۔ جس نے اُن سے دشمنی کی اُسنے اللہ سے عداوت کی اور جس نے اُن سے دوستی کی اُسنے خدا سے دوستی کی۔ خدائے عزوجل کا ارشاد ہوگا: اے حُفّاظِ قرآن اور اسکے عالمو! اسکی کتاب کی عزت کرکے اللہ کے مقبول بنو، وہ تم سے محبت زیادہ کریگا اور تم کو اپنی مخلوق کا محبوب بنائیگا۔ قرآن کو سننے والے سے دُنیا کی بُرائی ہٹادی جائیگی اور تلاوتِ قرآن کرنے والے سے آخرت کا عذاب ہٹادیا جائیگا۔ کتاب اللہ کی ایک آیت بھی سننا کوہِ ثبیر کے برابر زرِ سرخ سے بہتر ہے، اور قرآن کی ایک آیت بھی پڑھنا آسمان کے نیچے کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔ قرآن میں ایک سورت ہے جسکا نام اللہ کے پاس "عظیمہ" ہے، اسکے حافظ کو اللہ کے پاس شریف کے لقب سے یاد کیا جائیگا۔ یہ سورۃ قیامت کے دن اسکے حافظ کی ایسی شفاعت کریگی جو قبیلۂ ربیعہ اور مضر کے لوگوں سے بھی زیادہ تعداد کیلئے کافی ہوگی اور وہ سورۂ یٰسٓ ہے ؁

(۶)

تم پر قرآن کا سیکھنا اور اسکی تلاوت کثرت سے کرنا اور اسکے عجائباتِ کثیرہ کو پیشِ نظر رکھنا لازم ہے، اسکی بدولت جنت میں تم کو بڑے بلند درجے ملیں گے ؁

(۷)

اے علی! قرآن کو سیکھو اور لوگوں کو اسکی تعلیم دو، تم کو ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملینگی ؁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۶	مئی ۱۹۴۵ء جمادی الاولیٰ ۱۳۶۴ھ	نمبر ۵

القرآن

الحمد للہ الذی نزل القرآن علی عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرًا وَ الصّلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الذی ارسل الی الناس کافّۃً منذرًا و بشیرا۔

و بعد فان القرآن کتاب اللہ عزّ وجلّ نزّلہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین بعثہ الی الناس نبیًّا و ایضًا انزل اللہ تعالےٰ علی رسلہ کتبا کثیرۃ والمشہور منھا اربعۃ الاوّل التوراۃ التی نزل علی نبیّنا موسی علیہ السلام و الثانی الزبور اوحی الیٰ نبیّنا داؤد علیہ السلام و الثالث الانجیل التی اتیٰ الی عیسٰی علیہ السلام والرّابع القرآن الذی کلامنا فیہ وما سوی ذالک صحف کثیرۃ کصحف ابراھیم وغیرہ من الانبیاء، وَ الثلاثۃ الاوّل نزلت دفعۃً واحدۃً

من لوح المحفوظ الی الرسل بخلاف القرآن فانه کان ینزل نجما
نجما عند الضرورة وهذا الایضا ربما جاء فی القرآن شهر
رمضان الذی انزل فیه القرآن الایة لان المراد منه نزل من
لوح المحفوظ الی السماء الدنیا دفعة واحدة ثم نزل بحسبما تقتضیه
الضرورة احکام القرآن نافذه الی یوم الدین و القرآن نسخ
الکتب السابقة فلما نزل الوحی علی رسول الله صلعم یکتبه الصحابة
کابوبکر الصدیق و عثمان و علیؓ و هذه الثلاثة کانوا مامورین علی
کتابة الوحی فی مکة و لما هاجر النبی صلعم الی المدینة فیکتبه زبیر
بن العوام و زید بن ثابت و عبد الله بن ارقم و معاویه و خالد بن
ولید رضی الله تعالیٰ عنهم فالحاصل کتب القرآن من اوله الی اخره
فی حیاة النبی صلعم و الصحابة کانوا حفاظا بالقرآن من اول الامر
الیٰ اخره وکانت اوراق القرآن متفرقة غیر مرتبة فی حیاة النبی
الی ان مات النبی صلعم وجاء عهد الصدیق وقتل اکثر حفاظ القرآن
فی وقعه مسیلمة الکذاب فخاف عمر بن الخطاب ان لا یضیع القرآن
و شاور فی ذالک مع ابی بکر الصدیق و اعده و هیاه لجمع القرآن
قام الصدیق رضؓ لزید بن ثابت بجمع القرآن فجمعه علی ترتیب
السور و الآیات بکمال الصحه من غیر تبدیل و تغیر موافقا بما
کاتبه النبی صلعم فالفخر بجمع القرآن لابی بکر الصدیق رضؓ و ما
هو مشهور عند الناس ان عثمان بن عفان جامع لآیات القرآن
فلوجه آخر لانه کان لقبائل العرب تلفظاة شتیٰ حتی ان بعضهم
یقرؤن حروف المضارع مکسورًا و باختلاف التلفظ لا یختلف

المعنی وان کان انزل القرآن علی لغة القریش لکن رسول اللہ صلعم اجاز لغیر القریش ان یقرؤا القرآن علی قرائتهم ولما اسلموا غیر العرب فی عهد خلافة عثمان رض وما کانت لغتهم عربیة صعب علیهم ان یقرؤا القرآن فی ای تلفظ حتی کان یقول احد ان یقرأ هذا اللفظ علی هذه الطریقة والاخر کان یخالفه فلهذه الصعوبة امر عثمان رض لزید بن ثابت وغیره من الصحابة ان ینقلون من المصحف الذی جامعه ابوبکر رض ثم بعد ذالك ارسل عثمان ارسل نقوله الی عمال بلاد الاسلامیة فلهذا الوجه اشتهر بین الناس ان هذا المصحف عثمانی ثم ارجع الی اصل المقصود وابین وجوه نزول القرآن کانت الاعراب قبل بعثت النبی صلعم یعبدون الاصنام فبعث اللہ رسوله لیعلم الناس الشرعیة الاسلامیة التی جاء بها القرآن فانزل اللہ تعالیٰ یا ایها الناس اعبدوا اللہ ولا تشرکوا به شیئًا فکفار العرب لما سمعوا هذا القول صاروا مخالفین لرسول اللہ لانهم کانوا یعبدون الاصنام من مدة مدیدة ویقولون کیف نترك عبادة الاصنام ولقد وجدنا علیه آبائنا وایضًا یقولون نحن علی ملة ابراهیم خلیل اللہ فرد اللہ قولهم ما کان ابراهیم یهودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفًا مسلمًا وما کان من المشرکین وما زال رسول اللہ صلعم یدعون الکفار الی الاسلام اعنی به من الایمان باللہ والی ارکانه وهی شهادة ان لا الٰه الا اللہ وحده لا شریك له وشهادة ان محمدًا عبده ورسوله واقام الصلوٰة وایتاء الزکوٰة والحج وصوم رمضان فامن بعضهم فالذین آمنوا بهم

رسول الله بالجنة والذين لم يومنوا فانذرهم بعذاب النار حتی آمنوا جميع كفار العرب عند وفات النبی صلعم و نزلت اليوم اكملت لكم دينكم و اتممت عليكم نعمتی و رضيت لكم الاسلام دينا و قد و قد تم مقصد بعثة النبی صلعم و نفذ احكام الاسلام و ما جاء به القرآن الی يوم القيامة ۔

و ان نظرنا بنظر دقيق نجد فی القرآن علوم كثيرة و كل الامور التی يتعلق بالسياسة والحكومة والقرآن يعلم العدالة والاعتدال والاقتصاد فی الامور و يحفظ عن الضلالة فالحاصل كل احكام القرآن مطابق للعقل والحكمة و فيه قال الشاعر

جميع العلم فی القرآن لكن
تقاصر عنه افهام الرجال

ضیاء الحسین القاسمی

متعلم دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند

خطباتِ مولٰنا عبید اللہ سندھی

پر ایک طائرانہ تبصرہ

(از حضرت ابن الانور سید محمد ازھر شاہ قیصر کاشمیری)

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی مرحوم اپنے مجاہدانہ اور حریت خواہانہ جذباتِ عمل اپنے مخصوص فلسفہ و فکر اور اپنے جداگانہ طرزِ زندگی کے اعتبار سے اس دور کے مشاہیر میں ایک انفرادیت رکھتے ہیں۔ مولانا مرحوم کا تعلق کسی سکھ گھرانہ سے تھا۔ قسمت نے مساعدت کی اور اوائلِ عمر ہی میں آپ شرف اندوزِ ایمان و اسلام ہو گئے اور پھر قدرتِ الٰہیہ نے آپ پر ایک اور احسان فرمایا اور وہ یہ کہ آپکو حضرت سیدنا شیخ الہند نور اللہ مرقدہ و طاب ثراہ کے قلعۂ تلامیذ میں داخل ہونے کا موقع ملا۔ حضرت شیخ الہند امام عصر حضرت مولٰنا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے شاگرد اور انکے اسرارِ علمی اور کمالاتِ باطنی کے امین تھے اور آپکے بعد دار العلوم سے قابلِ فخر علماء و فضلا کی جو ایک جماعتِ کثیر پیدا ہوئی اسکے استاذِ اعلیٰ، مرجعِ کل اور مرکزِ فیض تھے، حضرت شیخ الہند کا علم و فضل ایک چراغ تھا جس سے آگے چل کر حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا عبد الرحیم پوپلزئی، مولٰنا محمد سجاد بہاری، مولانا فضل ربی پشاوری اور مولٰنا مبارک علی صاحب نگینوی جیسے زبردست علماء و فضلا نے روشنی حاصل کی ہے ؎

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہر کجا می نگری و انجمنے ساختہ اند

مولانا سندھی مرحوم بھی براہ راست حضرت شیخ الہند کے فیض یافتہ تھے بلکہ حضرت شیخ الہند

کی سیاسی جد و جہد اور بالخصوص حصولِ حریت کی اس زبردست مگر خاموش تحریک کے رکن رکین رہ چکے ہیں جسکے ناکام ہو جانے کے بعد حضرت شیخ الہند کو انکے رفقاء کار کی ایک جماعت کے ساتھ حجاز میں گرفتار کیا گیا تھا، اور اس جماعت کے باقیماندہ افراد یا تو ہندوستان میں فرنگی دار و رسن کی نذر ہوئے یا انھیں جلا وطن کر دیا گیا تھا، مثلاً خود مولانا سندھی مرحوم اسی جرم کی پاداش میں ۱۹۱۵ء سے لیکر ۱۹۳۹ء تک کابل، ٹرکی، روس اور حجاز میں غریب الوطنی کی زندگی بسر کرتے رہے ہیں۔ ۳۹ء سے لیکر ۴۴ء تک مولانا عبید اللہ مرحوم اپنی اس طویل جلا وطنی سے واپس آکر ہندوستان میں تشریف فرما رہے اور اس عرصہ میں آپکا مخصوص مشن حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و سیاسی افکار کو جس طرح خود آپ نے سمجھا تھا اس طرح پھیلانا اور ان افکار کی نشر و اشاعت کے لئے جا بجا درسگاہیں، ادارے اور جمعیتیں بنانا رہا ہے۔ مولانا ممدوح عدم تشدد کے قائل اور اپنی سیاسی زندگی میں کانگرس کے ہمنوا تھے۔ افغانستان میں آپ نے سب سے پہلی غیر ملکی کانگرس کمیٹی کی صدارت بھی فرمائی تھی۔ لیکن اب ہندوستان واپس آکر آپ نے شاہ ولی اللہ کے فلسفہ پر اعتقاد رکھنے والی ایک جماعت کی صورت میں کانگرس کے پلیٹ فارم پر آنے کے خواہشمند تھے۔ گذشتہ چھ سال میں حضرت مولانا موقع بموقع کئی دفعہ دیوبند بھی تشریف لائے اور ہم خدام کو حضرت مولانا حسین احمد مدنی، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا محمد طیب کی مجلسوں کے علاوہ خود اپنے مقامات پر بھی حضرت موصوف کے خیالات کو کافی حد تک سننے اور پھر ان پر غور کرنے کا موقع ملا ہے۔ ان چھ سال میں حضرت مولانا نے اپنے جن مذہبی اور سیاسی افکار کا اظہار کیا اور جنھیں مذہبی اور سیاسی حلقوں نے اپنے لئے ناقابل قبول سمجھکر صرف رد ہی نہیں کیا بلکہ بہت سی دفعہ ان پر سختی سے تنقید بھی ہوئی۔ عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مولانا سندھی کے یہ تمام خیالات ان کے اس طویل تجربات کا نچوڑ ہیں جو ممالک غیر میں ۲۴ سال گزار کر اور وہاں کے سیاسی نشیب و فراز دیکھ کر، وہاں کی بڑی بڑی سلطنتوں کو مٹتے اور بگڑتے ہوئے پا کر اور عظیم الشان ممالک،

کہ ان انقلابات کے حقیقی عناصر و عوامل پر مبصرانہ واقفیت پیدا کر کے آپکو حاصل ہوئے
تھے اور خود حضرت مولانا یہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے اپنے ملک سے باہر رہ کر ان طریقوں کو
خوب جان اور پہچان لیا ہے جن سے آج کی دنیا میں زندگی باقی رہ سکتی ہے۔ ممالک غیر ہی
کے قیام نے ہمیں بتایا ہے کہ ہندوستان اُس منزل سے بمراحل بعید ہیں جہاں سے اس زمانہ
میں انقلاب کی حد شروع ہوتی ہے۔ حضرت مولانا کا دعویٰ تھا کہ اپنی اس جلاوطنی کے زمانہ
میں وہ ملت اسلامیہ کے جسمانی اور روحانی مرض کا صحیح علاج پا چکے ہیں اور اب ملت کیلئے
زندگی کا راستہ صرف وہی ہے جو مولانا تجویز فرمائیں۔

لیکن ہم یہاں یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت مولانا کے مذہبی اور علمی افکار پر یورپ
کے تعلیم و تمدن کا جو واضح اثر اور یورپی سیاسیات و اقتصادیات سے مرعوبیت کا جو بڑا
حصہ ملا ہوا تھا، یہ ان کے اس قیام یورپ ہی کا اثر نہ تھا بلکہ تمیزی طور پر اس کے بعض
حصے مولانا کے خیالات میں اسی وقت پائے جاتے تھے جب آپ ہندوستان سے باہر
تشریف نہیں لے گئے تھے بلکہ ۱۳۲۷ھ میں آپ نے اپنے استاذ حضرت شیخ الہندؒ کے حسب
ارشاد پوری جماعت دیوبند کے تعاون سے دارالعلوم دیوبند کے علمی مقاصد کی تکمیل کے
لئے دیوبند میں جو "جمعیۃ الانصار" قائم فرمائی تھی، اُس کامیاب اور طاقتور جماعت سے
آپکی علیحدگی کی وجوہات جہاں اور بہت سی باتیں تھیں وہاں آپکے مذہبی خیالات کی
یہ ناجائز جدت آرائی بھی بڑی حیثیت رکھتی تھی۔ اُس زمانہ میں جب ان اسباب کی بنا
پر حضرت مولانا جمعیۃ الانصار کے عہدۂ نظارت سے سبکدوش ہوئے تو جمعیۃ کے دوسرے
ارکان نے جن میں حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ
الکشمیری، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری، مولانا
محمد صاحب بھاگلپوری، مولانا عبدالسمیع صاحب دیوبندی، مولانا سراج احمد صاحب
رشیدی نے اخبارات میں اپنی ایک تحریر شائع کی، ہم اس تحریر کی دفعہ ۵ رسالہ القاسم

دیوبند بابت ماہ صفر ۱۳۳۳ھ سے یہاں نقل کرتے ہیں :-

(دفعہ ۵) نیز یہ بات بھی قابلِ لحاظ ہے کہ جمعیۃ (یعنی جمعیۃ الانصار) جس قسم کے لوگوں سے مرکب ہے اور جن سے مرکب رہے بغیر جمعیۃ الانصار کا وضعی مفہوم باقی نہیں رہ سکتا، ان کے عملیات بلکہ اعتقادیات میں بھی مولانا عبید اللہ صاحب کی جانب سے مختلف مواقع میں خلاف کا اظہار واقع ہوا ہے جو پہلے سے بالکل نامعلوم تھا اور جن سے اب تک بھی بعض اراکین کو بلاواسطہ واقفیت حاصل نہیں ہوئی، ان کی تفصیل عند الضرورت ان اراکین سے معلوم ہو سکتی ہے جن کو بکثرت مولوی صاحب موصوف سے دینی مسائل میں گفتگو کا موقع ملا ہے

یہاں خوب کان کھول کر یہ بات سُن لینا چاہیئے کہ ساری جمعیۃ الانصار نے مولنٰا عبید اللہ سندھی کے متعلق جب یہ اعلان کیا تو اسوقت سیدنا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ بقید حیات اور دیوبند میں تشریف فرما تھے، مگر آپ نے اشارۃً نہ مولنٰا عبید اللہ صاحب کی کوئی تائید فرمائی اور نہ جمعیۃ الانصار سے، جس کے سارے عناصر ترکیبی حضرت موصوف کے زیرِ اثر تھے، مولانا عبید اللہ سندھی سے اس وحشت و علیحدگی پر اظہارِ ناراضگی کیا، مولانا سندھی کے دینی افکار سے حضرت شیخ الہند کی بے تعلقی کا ایک بڑا ثبوت تو جمعیۃ الانصار کا یہی اعلان ہے اور اس زمانہ کے جماعت دیوبند کے معاملات سے واقفیت رکھنے والے حضرات خوب اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں صاف و برملا طریقہ پر جماعت دیوبند کا مولنٰا سندھی سے عقائد و مسائل میں تصادم و تخالف نہوا، مگر مولانا شیخ الہند نے اس سلسلہ میں مولنٰا سندھی کی کوئی تائید نہیں کی، مولانا سندھی کے مجموعۂ خطبات پر اپنے اختلافی اشارات قلمبند کرتے وقت بعض مصالح کے پیشِ نظر ہم نے ضروری سمجھا کہ اس غلط فہمی کو دُور کر دیں -

(۱) مولانا کے افکار میں یورپی اثرات کا جو غالب حصہ ہے وہ صرف قیامِ یورپ

میں مولانا کے ٹھوس تجربات ہی کا نتیجہ نہیں بلکہ مولانا کا ... ہی مذاق تھا اور ابتدا سے آپ کے ساتھ رہا ہے۔

(۳) مولانا سندھی کے ان خیالات کو نہ سیدنا حضرت شیخ الہند سے خفیف سا کوئی تعلق ہے اور نہ جماعت دیوبند سے۔ اور اس سلسلہ میں ان دونوں کی علیحدگی کا ... جماعت دیوبند کی طرف سے اس کی ... تحریر ... تحریر پر حضرت شیخ الہند کا ... ... بنتا ہے۔

ان تمہیدی گذارشات کے بعد ہم عرض کرینگے کہ کتابی صورت میں سب سے مکمل طریقہ پر حضرت مولانا عبیداللہ سندھی کے افکار و آثار ان کے لائق شاگرد پروفیسر محمد سرور صاحب نے اپنی ایک طویل کتاب "مولانا عبیداللہ سندھی" میں تعلیق کئے ہیں۔ وہیں مولانا کی ساری چیزیں بتمام و کمال حاصل ہوتی ہیں اور وہیں ان پر تنقید و تردید کا وسیع میدان ہے مگر پروفیسر سرور کی اس کتاب کو بار بار پڑھنے اور قدم قدم پر اس سے جماعت دیوبند کے مسلک و مقصد کے الجھنے اور بگڑنے کو محسوس کرنے کے باوجود ہم اس کتاب کو اسلئے نظر انداز کرتے ہیں کہ ملک کے مشہور اہل قلم مولانا مسعود عالم ندوی ابھی حال میں رسالہ معارف میں اس پر ایک سیر حاصل تبصرہ کر چکے ہیں، مولانا سندھی کے اس مجموعۂ خطبات میں اگرچہ ان کی ساری چیزیں نہیں ملتیں، مگر جتنی ملتی ہیں وہ سب مولانا کے اپنے زبان و قلم سے ہیں اور ہمیں حق ہے کہ ان سب چیزوں کو ناقل اور راوی کے تصرفات سے بالکل بری اور براہ راست مولانا کے ارشادات ہونے کی حیثیت سے موضوع بحث بنائیں۔

زیر بحث کتاب چھوٹے سائز کے ۲۴۴ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں ان چند خطبات کے علاوہ جو مولانا سندھی نے ہندوستان تشریف لاکر بعض جلسوں اور کانفرنسوں میں خود ارشاد فرمائے، ان کی چند ایسی تحریریں بھی شامل ہیں جن کی حیثیت ان کے ... اور سیاسی جدوجہد کے سلسلہ میں بنیادی اور اساسی ہے۔ پروفیسر محمد سرور نے

ان سب چیزوں کو ملا کر کتابی صورت میں چھاپ دیا ہے۔ اس چھوٹی سی کتاب میں ایسا بہت سا مواد موجود ہے جسے ہم کامل دیانتداری سے اپنے ملک اور اپنی قوم کے لئے مضر اور مہلک مانتے ہیں، مگر نہ سب کو بیان کرنے پر ہم قادر ہیں اور نہ سب کو ترک کر دینے پر ہم راضی، اسلئے محض اشارات کے طور پر اس کے چند مقامات کو ہم زیر بحث لائیں گے۔

(۱) جمعیۃ علماء بنگال کے خطبۂ صدارت میں مولانا نے فرمایا کہ

"یورپ نے مذہب کا استعمال سیاسیات میں چھوڑ دیا ہے، لیکن فلسفہ کو اسے استعمالی بنانے کیلئے مجبور ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے ملک میں ہندو مسلمان اور سکھ طوائف میں ایسے عالموں کی کمی نہیں کہ وہ اپنی مذہبی روح (یعنی فلسفہ) سے یورپین اقتصادیات کو تطبیق دے لیں۔ اس سے وہ عوام کو جلدی بیدار کر سکیں گے۔ مگر مذہبی مراسم کو نیشنل تحریکات کا خیرخواہ بنانا، خواہ وہ کسی نیک نیتی سے ہو ملک کو تباہی سے نجات نہیں دلائیگا۔"

مولانا ان جملوں میں ہر ہندوستانی قوم کو اپنے مذہبی فلسفہ کو یورپین اقتصادیات پر منطبق کرنے کا جو جدت آمیز مگر بیحد کٹھن اور بے فائدہ مشورہ دیا ہے، اس مشورہ کے ہلکے اور بے وزن ہونے سے قطع نظر کر کے آگے دیکھئے کہ مولانا نیشنل تحریکات کو مذہبی مراسم سے علیحدہ رکھنے کا جو ارشاد فرماتے ہیں، کیا یہ وہی بات نہیں جو سالہا سال تمام کمیونسٹ سوشلسٹ اور اسی طرح کے سب الحاد پسند سیاستدان ہمیں کہتے رہے ہیں؟ فرق صرف اتنا ہے کہ یہ مشورہ دینے والے لوگ ایسے تھے جن کی صورت و سیرت سب غیر اسلامی تھی اور دُور سے انھیں دیکھ کر پہچانا جا سکتا تھا کہ یہ طبعًا اور فطرۃً ایمان و مذہب سے ہر قسم کی بے تعلقی جائز رکھنے والے لوگ ہیں اور وہی بات اب اِن الفاظ میں ایک ایسے آدمی نے کہی ہے جس کا تعلق ملک کی ایک سرگرم اور سخت جان مذہبی جماعت سے بھی رہا ہے مولانا کے اس مشورہ کو قبول کرنے سے دین و ایمان کی روحِ لطیف پر جو خونچکاں زخم

اور دردناک ضربیں لگیں گی۔ ہم اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتے۔ صرف یہ آخری بات عرض کرتے ہیں کہ اب تک جن ملکوں اور قوموں نے اپنی نیشنل تحریکات کو اپنے مذہبی اثر سے خالی رکھا، ان میں سے کتنی ایسی قومیں اور کتنے ایسے ملک ہیں جو ان وقتی تحریکات کے بحر ظلمات سے باہر آکر بھی مذہب اور خدا پرست باقی رہے؟ کیا ترکوں میں اپنی سیاسی جدوجہد کے وقت مذہب کو بالائے طاق رکھ دینے کے بعد اب بھی مذہب اسی تندرستی اور توانائی کے ساتھ زندہ ہے؟ کیا روس میں آج بھی خدا خدا کے آسمان شکن نعرے اور ایمان و مذہب کے غلغلے بلند ہیں؟ خطۂ یورپ نے اپنے معاملات میں مذہب کو ثانوی حیثیت دی اور سیاست کو مذہب پر مقدم کیا، وہاں کیا آج بھی مذہب برسرِ اقتدار ہے؟ اور اگر ایسا نہیں تو مولانا پھر یہ کیسے توقع رکھتے ہیں کہ ہم آج اپنی غلط فہمی اور بے عقلی سے مذہب کو چھوڑ دینے اور ترک کر دینے ہی کی ضرورت سمجھکر اگر اسے ترک کر دیں گے تو کل از خود آکر ہمارے ساتھ ہو جائے گا؟ مذہب کیا کوئی ایسی چیز ہے کہ جب چاہا اسے اختیار کر لیا اور جب جی میں آیا اسے چھوڑ دیا؟ اسلام تو اس طرح کا ایک مذہب ہے جو زندگی کے سب اوقات میں اور سب ضروریات میں انسان کا سب سے بڑا رہنما اور اس کی آخری پناہ گاہ بنتا ہے۔ ہماری زندگی کا وہ کونسا شعبہ ہے جس کی رہنمائی کرنے سے اسلام عاجز ہے؟ کیا اس پر تعجب نہ ہو کہ حضرت مولانا نے اسلام کو ایک ایسا بے جان مذہب سمجھا ہے کہ ملکی سیاسیات اور وقتی انقلابات اس کی حدود سے باہر ہیں؟

فیا للعجب! (باقی باقی)
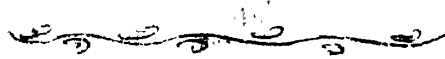
مختصر ابن ابی جمرۃ

(۲۲۶)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ یَقُوْلُ: لَنْ یُدْخِلَ اَحَدًا عَمَلُہُ الْجَنَّۃَ، قَالُوْا: وَ لَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ: وَ لَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِفَضْلِہٖ وَ رَحْمَتِہٖ فَسَدِّدُوْا وَ قَارِبُوْا وَ لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَزْدَادَ خَیْرًا وَ اِمَّا مُسِیْئًا فَلَعَلَّہٗ اَنْ یَسْتَعْتِبَ ÷

ترجمہ:۔ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا، مینے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ: کبھی کسی کو اس کا عمل بہشت میں داخل نہ کریگا۔ کہا (سننے والوں نے) اور نہ آپکو؟ یارسول اللہ! فرمایا: اور نہ مجھکو، مگر یہ کہ اللہ تعالی امجھ کو اپنے فضل و رحمت سے ڈھانپ لے، پس درستی طلب کرو، اور عمل میں میانہ روی کرو، اور تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے، کہ یا تو وہ نیکوکار ہو، تو شاید وہ نیکی میں ترقی کرلے، اور یا وہ بدکار ہو تو شاید وہ اللہ تعالی کو راضی کرلے ÷

تشریحات:۔

لَنْ یُّدْخِلَ اَحَدًا عَمَلُہُ الْجَنَّۃَ : اس پر اس آیت سے اشکال وارد کیا ہے کہ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ، (اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم ان کاموں کے سبب جو تم کرتے رہے وارث ہوئے ہو۔ اس اشکال کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں مراتب اور درجے اعمال کے سبب ملتے ہیں، کیونکہ جنت کے درجے متفاوت ہیں جس طرح اعمال متفاوت ہیں۔ اور حدیث کا مطلب ہے اصل جنت میں داخل ہونے سے۔ پھر اگر تم کہو کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (تم پر سلامتی ہو، داخل ہو جاؤ جنت میں ان اعمال کے بدلے جو تم کرتے رہے)۔ اس بارے میں صاف صریح ہے کہ جنت میں داخل ہونا بھی اعمال کے سبب ہوتا ہے، تو اس کا جواب یہ دیا گیا کہ لفظ مجمل ہے جس کو حدیث نے واضح کر دیا ہے، اور تقدیر یہ ہے کہ جنت کے منزلوں اور محلوں میں اپنے اعمال کے سبب داخل ہو جاؤ، اصل داخل ہونا مراد نہیں۔ (یہ جواب بہت ڈھیلے معلوم ہوتے ہیں)۔ یا اس سے یہ مراد ہے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ بدلے اسکے جو تم کرتے رہے اللہ کی رحمت اور اسکے فضل کے ساتھ، کیونکہ جنت کے منازل کا حصہ دار ہونا اسکی رحمت سے ہے، اصل جنت میں داخل ہونا بھی اسکی رحمت سے ہے، اسلئے کہ اسی نے عمل کرنے والوں کو وہ اعمال الہام فرمائے جن کی وجہ سے وہ جنت کے وارث ہوئے، اور کوئی چیز بھی جس کی جزا میں اللہ نے اپنے بندوں کو جنت نصیب کی ہے اسکے فضل و رحمت سے خالی نہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْمُلْكُ وَ لَہُ الْحَمْدُ۔

وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ : یعنی اور نہ آپکو اے پیغمبرِ خدا! آپ کا عمل باوجود اس عظمت و شان کے جنت میں داخل کریگا ؟

اِلاّ اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللہُ بِفَضْلِہٖ وَ رَحْمَتِہٖ : اور مستملی کی روایت میں ہے بِفَضْلِ رَحْمَتِہٖ ۔

یَتَغَمَّدَنِیْ : اَیْ یَلْبَسُنِیْ وَ یَسْتُرُنِیْ بِرَحْمَتِہٖ ماخوذ ہے غَمَدْتُ السَّیْفَ وَ اَغْمَدْتُہٗ سے ، یعنی اَلْبَسْتُہٗ غِمْدَہٗ وَ غَشَیْتُہٗ اور سہیل کی روایت میں ہے اِلاّ اَنْ یَتَدَارَکَنِیَ اللہُ بِرَحْمَتِہٖ ۔ اور ابن عون عند مسلم کی روایت میں ہے بِمَغْفِرَۃٍ وَ رَحْمَۃٍ ۔ اور حدیث جابر عند مسلم میں ہے : لَا یُدْخِلُ اَحَدًا مِنْکُمْ عَمَلُہُ الْجَنَّۃَ وَ لَا یُجِیْرُہٗ مِنَ النَّارِ وَلَا اَنَا اِلاّ بِرَحْمَۃِ اللہِ ۔

سَدِّدُوْا : ای اقصدوا السداد یعنی قصدِ صواب کرو ، یعنی سنت کا اتباع کرو کہ اللہ تمھارا عمل قبول کرے اور تم پر رحمت کرے ۔ المختار میں ہے : اَلتَّسْدِیْدُ التوفیقُ لِلسَّدادِ و ھو السداد و القصد من القول والعمل و سَدَّ یَسِدُّ من باب ضَرَبَ اھ مصباح ۔

قَارِبُوْا : ای تَوَسَّطُوْا فِی العَمَلِ و لا تُفْرِطوا فَتَجْھَدُوْا انفسکم فی العبادۃ لِئَلاَّ یُؤَدِّی ذٰلکَ الی المَلَلِ فتترکوا العمل و العبادۃ فیحصل منکم التفریط ، یقال شَیْءٌ مُقَارِبٌ ای وسط ۔

و فی روایۃٍ للحموی والمستملی : و قَرِّبُوْا ۔ وفی روایۃِ بشر عن ابی ھریرۃ رض عند مسلم : و لٰکِنْ فَسَدِّدُوْا ۔ ومعنی الاستدراک انہ قد یُفْہَم نفی المذکور نفی فائدۃِ العملِ فکانہ قیل بل لہ فائدۃ و ھی ان العمل عَلَامَۃٌ عَلٰی وجود الرحمۃ التی تُدْخِلُ العامل الجنۃ فاعملوا و اقصدوا بعملکم

لَا یَتَمَنَّیَنَّ : کشمیہنی کی روایت میں ہے : لَا یَتَمَنَّ اور ابوہریرہ کی روایت میں، لَا یَتَمَنَّیَنَّ ہی ہے اور آخر حدیث میں یہ لفظ زیادہ ہیں : وَلَا یَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَاْتِیَهٗ ۔ اس قید سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ حلول موت کے وقت اللہ سے لقا کی خوشی میں اسکی تمنا ممنوع نہیں ہے ۔

اور حکمت نہی کی یہ ہے کہ حلول موت سے قبل موت مانگنے میں ایک قسم کا اعتراض اور قدر کی مخالفت ہے، اگرچہ عمریں کم وبیش نہیں ہوتیں۔ نووی کہتے ہیں: اس حدیث میں تصریح ہے کہ دنیا میں کسی نقصان یا ضرر پہنچنے سے موت کی آرزو کرنا منع ہے ۔ مگر جب اپنے دین میں فتنے کا اندیشہ ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں اور سلف میں بعض نے ایسا کیا ہے ۔

اِمَّا مُحْسِنًا : هو بالنصب على الخبرية ليكون المقدر اى امّا ان يكون محسنا ۔

فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَسْتَعْتِبَ : اى يطلب العُتْبٰى ، اى الاسترضاء يعنی شاید وہ توبہ اور ردِّ مظالم کے ذریعے اللہ کی خوشنودی حاصل کرے ۔

(۲۱۷)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ، قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسلم : اَلشِّفَاءُ فِيْ ثَلَاثَةٍ : شُرْبَةِ عَسَلٍ ، وَ شَرْطَةِ مِحْجَمٍ ، وَ كَيَّةِ نَارٍ ، وَ اَنْهٰى اُمَّتِيْ عَنِ الْكَيِّ . رَفَعَ الْحَدِيْثَ +

ترجمہ :۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شفا تین میں ہے : شہد نوش کرنے میں ، اور پچھنے لگوانے میں ، اور آگ سے داغنے میں ، اور میں اپنی امت

تو منع کرتا ہوں داغنے سے اور حدیث کو رفع کیا۔

تشریحات :-

اَلشِّفَاءُ فِیْ ثَلَاثَۃٍ : شفا تین چیزوں میں ہے۔ شفاء کو تین چیزوں میں محصور کرنا مراد نہیں۔ ان تینوں کے سوا اور چیزوں میں بھی شفاء ہوتی ہے۔ ان تین کے ذکر سے علاج و درستی کے اصولوں پر تنبیہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ امراض دموی صفراوی بلغمی اور سوداوی ہوتے ہیں۔ دموی کی اصلاح خون نکالنے سے ہوتی ہے اور سینگی کھنچوانے کا ذکر خاص کر اسلئے کیا گیا کہ عرب اس کو بکثرت استعمال کرتے تھے اور باقی امراض کی درستی ہر خلط کے مناسب مسہل سے۔

شَرْبَۃِ عَسَلٍ : جر اس لئے آئی کہ ثلاثۃٍ سے بدل ہے۔ کہا گیا خاص طور پر پینا ہی مراد نہیں بلکہ فی الجملہ جس جس کیفیت سے اس کا استعمال مفید ہو، جیسے مسہل، معجونوں میں اس کو داخل کرنا وغیرہ۔

اور عسل کی جمع اعسال اور عسل اور عسوال اور عسلان ہے۔ بہتر اس میں سے ربیعی ہوتا ہے پھر صیفی، شتائی ردی ہوتا ہے۔ اور جو پہاڑوں اور درختوں سے حاصل کیا جاتا ہے وہ اس سے کھرا ہوتا ہے جو چھتوں سے لیا جاتا ہے۔ اسکی اچھائی برائی مکھیوں کی چراگاہوں کے مطابق ہوتی ہے۔

طبیعت شہد کی گرم خشک ہوتی ہے۔ کھانے سے وہ رطوبتوں کو تحلیل کرتا ہے اور بوڑھوں، بلغم والوں اور ان کو جن کا مزاج سرد تر ہو مفید ہوتا ہے۔ جس کو سردی ہو وہ اسکے دفع کرنے کے لئے اکیلا شہد استعمال کرے اور جس کو گرمی ہو وہ دیگر ادویہ سے ملا کر استعمال کرے، وہ حفظ کے لئے بہتر ہوتا ہے، بدن کو تقویت دیتا ہے۔ صحت کو محفوظ رکھتا، بدن کو موٹا کرتا ہے و یقوی الالعاظ و یزید فی الباہ لمن قام بہ البرد اور فالج کو اور

ان سر دردوں کو جو رطوبت کی وجہ سے سارے بدن میں پیدا ہو جاتے ہیں نفع دیتا ہے، اور نہار کھانا اس کا بلغم کو زائل کرتا ہے اور معدے کو دھوتا اور تقویت دیتا ہے اور اس میں اعتدال اور استحسان پیدا کرتا ہے - اور ملنے سے دانتوں کو سفید کرتا ہے اور ان کی صحت کو محفوظ رکھتا ہے۔ اس کی لیپ کرنا، جوؤں کو مارتا اور بالوں کو لمبا کرتا ہے اور گوشت کی حفاظت کرتا ہے اور بواسیر کو مفید ہے اور اس کی فضیلت کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ قول کافی ہے کہ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاس - حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ہمکو علی بن ابی طالب سے روایت پہنچی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص شفاء کا طالب ہو تو اللہ کی کتاب کی کوئی آیت کاغذ پر لکھے اور اس کو آسمان کے پانی سے دھوئے اور اپنی بیوی سے ایک درہم اس کی رضامندی سے لیکر اس سے شہد خریدے اور اس میں ملا کر پیئے - اس کو ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں بسندِ حسن ان الفاظ میں روایت کیا ہے: اِذَا اشتکیٰ احدُکم فلیستوھب من امرأتِہٖ من صُداقِھا فلیشتر بہٖ عسلاً ثُمَّ یأخذ مَاء السماء فیجمع ھنیئًا مریئًا شفاءً کاملًا - اللہ تعالیٰ نے اس کے معنیٰ میں کوئی اس سے افضل پیدا نہیں کی، نہ اس کی مانند اور نہ اس کے قریب قریب، کیونکہ وہ غذاؤں میں غذا، دواؤں میں دوا - شیرینیوں میں شیرینی، طلاؤں میں طلا، شرابوں میں شراب اور مفرحات میں مفرح ہے۔

شَرْطَةِ مِحْجَمٍ : یعنی اس کے ذریعے ہیجانِ خون کے وقت تبرید کے لئے خون کھینچے جو تمام اخلاط میں بڑی خلط ہے۔

مِحْجَم وہ آلہ جس میں خون چوس کر جمع کرتے ہیں - یہاں وہ لوہے کا آلہ مراد ہے جس سے سینگی لگانے کے مقام پر پچھنے لگاتے ہیں - پچھنے لگانا گرم

ملکوں میں زیادہ مفید ہوتا ہے اور فصد لینا ایسے دیار میں جو گرم نہ ہوں۔
کَیَّۃِ نَارٍ : آگ سے داغ دینا اس بلغمی خلط کے دفع میں استعمال ہوتا ہے جس کا مادہ منقطع نہ ہو، وَ آخِرُ دَوَاءِ الکَیُّ، وہ سب دواؤں سے انفع اور اعلیٰ ہے۔
وَ اَنْھٰی اُمَّتِیْ : نہی تنزیہی ہے، اس لئے کہ اس میں الم شدید اور خطر عظیم ہے
رَفَعَ الحدیث : ای سَنَدَہٗ ابن عباس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور "انھی امتی" کا لفظ شاہد ہے کہ یہ حدیث ابن عباسؓ پر موقوف نہیں ہے۔
(بخاری نے اس کو نقل کیا الشفا فی ثلاث کے باب میں)

جَامُوسَۃٌ فِی جَنَازَۃٍ

اَلْجَامُوْسَۃُ مُذَکَّرُھَا جَامُوْسٌ وَالْجَمْعُ جَوَامِیْسُ کَلِمَۃٌ فَارِسِیَّۃٌ (گاو میش)، وَ الْفِعْلُ مِنْھَا جَمَسَ بِمَعْنٰی جَمَدَ.
و الْجَنَازَۃُ بِفَتْحِ الْجِیْمِ و کَسْرِھَا الْمَیِّتُ اَوْ سَرِیْرُہٗ و یُتَجَوَّزُ بِھَا عَنِ الْمَیِّتِ وَ مَنْ یُشَیِّعُوْنَہٗ. وَ لَئِنْ تَعْجَبْ اَیُّھَا الْقَارِئُ مِنْ ھٰذَا الْعُنْوَانِ فَعَجَبٌ مَعْنَاہُ، وَ لَئِنِ اسْتَغْرَبْتَ مبناہُ، فَمَا اَغْرَبَ مَغْزَاہُ.
کَمْ نُشَاھِدُ نَعْشًا یَحْمِلُ جُثَّۃً خَاوِیَۃً یَتَقَدَّمُھَا الْجُنُوْدُ وَ صُفُوْفٌ و بُنُوْدٌ و صَدَقَاتٌ مِنْ طَعَامٍ

مَحْمُولٌ وَ جَوَامِيسُ تُقَادُ وَ النَّاسُ يَنْظُرُونَ وَ يَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ إِلَى اللهِ يَتَقَرَّبُونَ وَ يَفْدُونَ المَيِّتَ بِمَا يَذْبَحُونَ وَ يَذْكُرُهُمُ الأَهْلُ وَ الجِيرَانُ بِمَا يُحِبُّونَ وَ يُثْنُونَ عَلَيْهِمْ بِمَا يُظْهِرُونَ.

هٰذَا مَا يَتَوَخَّاهُ عَامَّةُ النَّاسِ فِي قُرُبَاتِهِمْ وَ مَا يَنْوُونَهُ فِي صَدَقَاتِهِمْ لٰكِنْ تَعَالَ مَعِيَ أَيُّهَا الأَخُ الصَّادِقُ الثَّاقِبُ الفِكْرِ! تَأَمَّلْ مَعِيَ وَ انْظُرْ وَ حَلِّ هٰذَا اللُّغْزَ المُعَمَّى حَلِّ مَعِي هٰذَا السُّطُورَ الأَرْبَعَةَ: النَّعْشَ و الجُنُودَ وَ الوُفُودَ وَ القُرْبَانَ، قُلْ لِي فَدَيْتُكَ: إِلَى مَا تُشِيرُ وَ مَا الَّذِي تَسْتَنْتِجُهُ بِنُورِ بَصِيرَتِكَ؟ سُطُورٌ أَرْبَعَةٌ لَهَا مَعَانٍ أَدَقُّ مِمَّا يَفْهَمُ الجَاهِلُونَ لَوْ كَانَتْ سُطُورًا فِي كِتَابٍ لَكَانَتْ أَقْرَبَ فَهْمًا وَ أَسْهَلَ تَنَاوُلًا يَفْهَمُهَا مَنْ أُوتِيَ حَظًّا مِنْ لُغَةِ التَّخَاطُبِ وَ لٰكِنَّهَا سُطُورٌ مُجَسَّمَةٌ مُصَوَّرَةٌ كَبُرَتْ كَلِمَاتٌ عَلَى العُقُولِ وَ عَزَّتْ مَعَانِيَ عَلَى الأَفْهَامِ.

لَعَلَّهَا تَهْدِينَا إِلَى أَخْلَاقِ ذَوِي الأَمْوَالِ وَ قَدْ كُتِبَتْ بِحُرُوفٍ مُكَبَّرَةٍ لِذَوِي البَصَائِرِ (إِنَّمَا يَتَقَرَّبُونَ وَ هُمْ مَيِّتُونَ) الجُثَّةُ الخَامِدَةُ فِي غِنًى عَنِ القُرْبَانِ وَ هٰذِهِ النُّفُوسُ بَخِلَتْ بِالمَالِ فِي حَيَاتِهَا وَ ادَّخَرَتْهُ وَ كَنَزَتْهُ فَجَاءَ الوَارِثُونَ فَاقْتَطَعُوا مِنْهُ قِطَعَاتٍ رِيَاءً لِلنَّاسِ وَ سُمْعَةً. عَجَبًا المَالُ مَالُ الوَارِثِ وَ

فَلَن يَفْضَ الْمَيِّتُ مِنْهُ يَدَيْهِ. وَ بَخِلَ هُوَ فَتَصَدَّقَ الْوَارِثُ وَ مَا نِسْبَةُ مَا يَصِلُهُ مِنَ الثَّوَابِ إِلَّا كَنِسْبَةِ مَا بَيْنَ جِسْمٍ ذِي حَيَاةٍ وَ جِسْمٍ خَامِدٍ خَاوٍ مِنَ الرُّوحِ.

هٰذَا ضَرْبُ مَثَلٍ لِلْأُمَمِ الْجَاهِلَةِ. مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ هٰذَا الْجَاهِلِ، كَنَزَ الْمَالَ فِي حَيَاتِهِ الْحَيَوَانِيَّةِ وَ هُوَ يُشَاهِدُ بِلَادَهُ تَتَخَطَّفُهَا الْأَيَادِي مِنْ كُلِّ جَانِبٍ وَ تَقْتَسِمُونَ الثَّرْوَةَ وَ الْغَلَّاتِ وَ الْحَاصِلَاتِ وَ قَدْ طَافَ طَائِفُ الْجَهَالَةِ عَلَى الْعُقُولِ فَبَخِلَ عَلَى الْكُلِّيَاتِ بِدَرَاهِمِهِ وَ عَلَى الْمُعْوِزِينَ بِطَعَامِهِ حَتّٰى إِذَا جَاءَ أَجَلُهُ وَ قَضٰى نَحْبَهُ وَ عَلِمَ الْوَارِثُ غَلَطَهُ وَ جَهْلَهُ تَصَدَّقَ بِدُرَيْهِمَاتٍ وَ كِسَرَاتٍ وَ صَنَعَ الْوَلَائِمَ وَ بَذَلَ النَّفَقَاتِ فَاسْتَبْدَلَ الَّذِي هُوَ أَدْنٰى بِالَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَ غَشِيَ عَلٰى عُقُولِ الْجُهَلَاءِ بِمَا جَهِلَ الْآبَاءُ.

لَيْسَ الْمَقَامُ فِي أَنَّ الْمَيِّتَ هَلْ يَنَالُهُ الثَّوَابُ؟ فَلَسْنَا فِي حَلِّ الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ، فَسَوَاءٌ وَصَلَهُ أَمْ لَمْ يَصِلْهُ فَنَحْنُ فِي مَقَامِ الْكَرَمِ وَ الْفُتُوَّةِ.

اَلْمَالُ كَكُرَةِ الْحَرِيرِ تَنْسِجُهَا الدُّودَةُ وَ تَنَامُ فِيهَا نَوْمَةً مُسْتَدْفِئَةً بِهَا فَإِمَّا أَنْ يَشْتَدَّ عَلَيْهَا الْحَرِيرُ فَتَمُوتُ وَ إِمَّا أَنْ تُجَاهِدَ وَ تَخْتَرِقَ

الحجب و تخلص الیٰ نسیم الجو و نعیم الحیوٰۃ و تتشکل تلک الدودۃ حشرۃ تطیر فی سعادۃٍ و حبور۔

فھکذا الغنی فان غفل فی سجین المال و نام فی ظلماته و نعس مستدفئا فی رباط حریرہ حتیٰ مات فلا ذکر له بعد موته و لا فَضْلَ لَهٗ علی اُمَّتِهٖ وَلَا سَعَادَۃَ لَهٗ فِی اٰخِرَتِهٖ ثُمَّ یَقْبِضُ الوَارِث علیٰ مَا نَسَجَهٗ فِیْ حَیَاتِهٖ فَیحلّه بِیَدَیْهِ و یَقْذِفُ بِتِلْکَ الجثۃِ الخَاوِیَۃِ اِلَی الهاویة ——

فَاَمَّا اُولٰئِک الذین اسعدوا نفوسهم بالانفاق و حَلّوُها من الوثاق فهُم الّذِین اخْتَرَقُوا الشھوات و انفقوا القُرُبات و قدَّمُوها بِاَیْدِیهم وَخَلَصَتْ بذٰلِک ارواحهم من الجمود و اخلال البخل وطار ارواحهم بعد موتهم الیٰ عالم سعادتها و نعیمها و اشبهت دودۃ الحریر اذ مَزَّقَتْ کرُتهَا و فَکَّتْ اَزْرِها و قطعت حریرتها و طَارَتْ بِاَجْنِحَتِها و انشدت تُغَنّی بما قال عنترۃ:

و لا تخترق فراشا من حریر
و لا تبک المنازل و البقاعا

کَمْ مِن قاریٔ یسمعُ هٰذا یقول: هٰذا ضربُ مثلٍ لا حقیقة له۔ نقولُ علیٰ رسلک، فلقد اثبت الفیلسوف اسپنسر المشابهه بین ارواحنا و دُقیها

و بین احوال هذه الحشرات اذ تكونُ دودة فتطير
حشرة فارواحنا تتربى الآن فى اجسامنا فاذا جاء
اجلها رجعت الى عالمها مظلمة او مضيئة غبية
او ذكية طالحة او صالحة.

المال قربانٌ لِأرواح الاحياء تنجو به من ظلمات
البخل و قوارع الذمّ و قوارص الكلامِ.

يقول فى الكتابِ ﴿ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنجِيكُم
مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ
فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ
لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۵ ﴾.

وَ مَثَلُ الأُمَّةِ كَمَثَلِ الشَّخْصِ الواحِدِ يقبضون
أَيْدِيَهم عن العَمَلِ و يجمدون على المال فتنحل
عصبيتهم و تذهبُ ريحُهم و تخرج روحهم وتحمل
جثتهم على اعناق رجالٍ مِنْ أُمَّةٍ أُخرىٰ و تفرق
اموالهم بايدى الّذين ورثوهم و يقال لهم

نرى فيئهم فى غيرهم متقسما
و أيديهم من فيئهم صفرات

تنادى الامم الخامدةَ الجاهلةَ القابضةَ على
اموالها ﴿ أَنفِقُوا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا لَّن يُتَقَبَّلَ مِنكُمْ
إِنَّكُمْ كُنتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴾.

وَ إِنِّي أُنذِرُكُمُ الطَّامَّةَ الكُبرىٰ و الصَّيْحَةَ

العظمٰی. أُنْذِرُكُمْ يومَ يُشيبُ فيه الوِلدانُ. يَوْمَ يُسحبُ ابناءُكم فِي نارِ الذُّلِّ علٰى وُجُوههم و يُقالُ لَهُم: ذُوقُوا مَسَّ سَقَرِ الاستعباد، ذوقوا ما كُنتم تَكسِبُونَ، ذُوقُوا عذَابَ الخزْيِ فِي الحياةِ الدُّنيا وَلَعَذَابُ الآخرةِ اَخْزٰى و هُمْ لا يُنصَرُونَ يوم تصير الامّة كالميّت المحمول و جنود بها يحيطون و اموالهم تفرق شذر مذر.

هٰذا ما يفهمه العاقلُ من تلك السطور الاربعة الجسيمة. وَ انها طلسم الامة و لغز يحله العاقلون فيوازنون بين حياة الرجل الجاهل و موته و جنازته و تفريق وارثه امواله بين حياة الامة الخاملة وموتها وجثتها الخامدة المحمولة على نعش امة قاهرة حوله الجنود و تفريق اموالها بأيدى أُولٰئك الوارثين من تلك الامة القاهرة.

انفاق المال

لعلّك تقول فى أىّ سبيل أُنفَقُ الاموال. كم تصادفنى عجوز قد حنى الدهر من عودها و انقض ظهرها و انكمش جلدها و خارت قواها فسألتنى درهما فأعطيتها و كم كسوت عاريًا و اطعمت جائعًا.

و لقد أنفقت على الكتاب و شيدته و سأوقفت

أطيانى على الحرمين الشريفين و ربما بنيت رباطا و شيدت مسجدًا۔ اقول هل أُنَبِّئُكَ بِخَيرٍ مِنْ ذٰلِكَ مثوبةً عند الله و الناس ذكر فى الدُّنيا و الاٰخرة.

أنفق مالكَ فى تأسيس الكلّيات الجامعة الاسلامية فو الله لأن تربى رجلاً واحدًا حرًّا عاملاً خيرٌ لكَ و أبقى من بناء كتابين و تشييد مدرستين صغيرتين و اطعام الفين و بناء تكيتين.

العلوم العصرية صارت واجبة على المسلمين فَعَلِّمْهُمْ بمالك فهو افضل و أبقى من أولٰئك الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ فى التكايا و هم نائمون رب رجلا فى مدرسة كليه يكفك مؤونة ألف عجوز هو يبنى لك المساجد يحيى الاَرْضَ بعد موتها يطبب الناس يقضى بينهم بالحق ينشر الفضيلة يشير لهٰذا حديث النبى صلى الله عليه وسلم (لان يهدى الله بك رجلاً واحدًا خيرٌ لكَ من حمر النعم) و المراد بها الابل الحمر و قد كانت أشرف أموال العرب تسألك العجوز كسرة خبز۔ الأُمة عجوز أبناء ها أيتام لا كافل لهم لا أب لهم يشفق عليهم و يعلّمهم فكن انت الرءوف بأبنائها الرحيم بهم الشفيق عليهم لتكن انت أباهم البر الرحيم.

ترجمہ :-

جنازے میں بھینس

جَامُوسَة (بھینس)، اس کا مذکر ہے جاموس (بھینسا)، اور جمع ہے جَوَامِیس (بھینسے)، (اصل اسکی) ایک فارسی لفظ گاؤ میش ہے، اور فِعل اس میں سے آتا ہے: جَمَسَ جَمَدَ کے معنوں میں (منجمد ہوا)۔

اور جَنَازَہ جیم کے زبر اور زیر سے مُردہ ہے یا اُسکی کھاٹ، اور مجازاً اسکے معنے لئے جاتے ہیں میّت اور جو اسکے ساتھ چلتے ہیں۔ اور اے پڑھنے والے اگر تجھ کو اس عنوان سے اچنبہ ہوتا ہے تو اسکے معنے بھی اچنبے کے ہیں اور اگر اسکے الفاظ عجیب و غریب ہیں، تو مطلب بھی کیا انوکھا ہے۔

ہم کتنی بار دیکھتے ہیں کہ ایک جنازہ ہے جو ایک کھوکھلے بیجان جُثّے کو اُٹھائے ہوئے ہے، اُسکے آگے آگے لشکر ہیں، قطاریں ہیں، جھنڈیاں ہیں، اور صدقے ہیں، کچھ کھانے کی چیزیں ہیں لدی ہوئی، اور کچھ بھینسیں ہیں پیچھے پیچھے چلتی ہوئی۔ لوگ دیکھتے اور کہتے ہیں: یہ لوگ اللہ کے ہاں قُرب حاصل کر رہے، اور ان حیوانوں کو ذبح کر کے میت کا فدیہ ادا کر رہے ہیں۔ خویش اور پڑوسی اپنی پسند کے مطابق اس کا چرچا کرتے ہیں، اور ان نمائشوں پر اُنکی تعریف کرتے ہیں۔

یہ ہے جس کی لوگ اپنی قربانیوں میں جستجو اور اپنے صدقوں میں نیت کرتے ہیں۔ لیکن اے راستگفتار، درخشاں فکر بھائی! آ میرے ساتھ، اور میرے ساتھ سوچ اور دیکھ، اور اس چیستانِ مُعَمّیٰ کو حل کر، اور میرے ساتھ ان چار سطروں کو حل کر: جنازہ، لشکر، وفود، قربانی۔

قربان جاؤں! مجھ کو بتا، یہ کیا اشارہ کرتی ہیں، اور تو اپنی نورِ بصیرت کی روشنی سے کیا نتیجہ نکالتا ہے؟ یہ چار سطریں ہیں جن کے معنے اس سے جو جاہل سمجھتے ہیں کہیں

بلند ہیں۔

اگر یہ کسی کتاب کی سطریں ہوتیں تو سمجھ کے زیادہ قریب اور ادراک کے لئے زیادہ آسان ہوتیں۔ جس کو بول چال کی زبان سے کچھ حصہ ملا ہوتا اُن کو سمجھ لیتا لیکن یہ مجسّم اور مصوّر شکلیں ہیں، ایسے کلمات کی جو عقلوں پر بھاری اور فہموں پر دشوار ہیں۔

شاید یہ ہم کو مالداروں کے اخلاق دکھاتی ہیں جو اہلِ بصیرت کے لئے جلی حرفوں میں لکھے ہوئے ہیں، وہ مر کر ہی قربانیاں دیتے ہیں۔ مُردہ جسم قربانی سے بے نیاز ہے۔ ان اشخاص نے اپنی زندگی میں کنجوسی کی اور مال جوڑ جوڑ کر خزانہ کرتے رہے۔ پھر وارث آئے تو انھوں نے لوگوں کے دکھاوے اور سناوے کو اس کے کچھ حصے بانٹ دئے۔ تعجب کی بات ہے، مال وارث کا مال ہے اور مُردہ اس سے اپنے ہاتھ جھاڑ چکا۔ اُس نے بخل کیا تو وارث نے خیرات کی۔ اس ثواب کی نسبت جو اس کو پہنچتا ہے وہی ہے جو جاندار جسم اور ٹھٹھرے ہوئے بے جان جسم میں ہو۔

یہ جاہل قوموں کی تمثیل ہے۔ ان کی مثل اس جاہل کی مثال ہے جس نے اپنی زندگی میں یہ دیکھتے ہوئے بھی مال کو سنبھال کر رکھا کہ اس کے ملک پر ہر طرف سے ہاتھ پڑ رہے ہیں اور اجنبی ملک کے لوگ دھن دولت اور اس کی پیداواروں کو آپس میں بانٹ رہے ہیں۔ اور جہالت کے بھوت نے عقلوں پر پھیرا کیا ہے۔ اس جاہل نے کالجوں سے اپنے درہموں کو اور ناداروں سے اپنے طعام کو بند رکھا، یہانتک کہ جب اس کی اجل آئی اور جان گئی اور وارث پر اس کی غلطی اور نادانی روشن ہوئی تو اس نے اس کے کچھ پیسے خیرات کئے، دعوتیں کیں، کچھ دیا دلایا اور اعلےٰ درجے کرادنی حاصل کر لیا، اور ان جہلا کی عقلوں پر بھی وہی پردہ پڑا جو آباء کی عقلوں پر پڑا تھا۔

یہ اس بحث کا موقع نہیں کہ مُردے کو ثواب پہنچتا ہے (یا نہیں پہنچتا) اس لئے

کہ ہم فقہی مسائل کو حل نہیں کر رہے ہیں۔ ثواب کا اس کو پہنچنا یا نہ پہنچنا دونو یکساں ہیں، ہم تو کرم اور فتوّت کے مقام پر ہیں۔

مال کا حال ریشم کے کوئے کا سا ہے جس کو ریشم کا کیڑا اپنے گرد (تن) بُن لیتا ہے اور اس میں مگن ہو کر سو رہتا ہے۔ اب یا تو یہ ہوگا کہ ریشم کے اس کے اوپر سخت ہو جانے سے وہ گھٹ کر مر جائیگا اور یا یہ ہوگا کہ وہ کوشش و محنت سے ان پردوں کو پھاڑ کر زندگی کی آسائش اور فضا کی نسیم میں نکل آئیگا اور وہی کیڑا تیتری بن کر خوش بختی اور خوشی کی ہوا میں اُڑتا پھریگا۔

سو یہی حال ہے مالدار کا، اگر مالدار سجین مال میں غافل ہو کر اس کی تاریکیوں میں سو جائے اور اس کی ریشمی رباط میں تادمِ مرگ محوِ خواب رہے، تو نہ تو موت کے بعد اس کی یاد ہوگی، نہ قوم میں اس کی کوئی فضیلت اور نہ آخرت میں کوئی سعادت۔ پھر جو کویا اس نے اپنی زندگی میں بُنا ہوگا، وہ وارث اس کو اپنے ہاتھوں سے کھولیگا، اور اس کے جثہ، خاویہ کو ہاویہ میں پھینک دیگا۔ پر وہ لوگ جنھوں نے اپنی جانوں کو خیرات کی بدولت خوش بخت بنا لیا ہوگا، اور اس کو حرصِ مال کے بندھن سے آزاد کر لیا ہوگا، تو یہی لوگ ہیں جنھوں نے خواہشوں کو چاک، اور مال کو نیک کاموں میں خیرات کیا، اور اس کو اپنے ہاتھوں سے آگے پہنچایا۔ اور اس طرح ان کی روحیں پاک ہو کر بعد فوت جہانِ سعادت و آسائش کی طرف پرواز کر گئیں اور ریشم کے کیڑے کی مانند ہو گئیں جب اس نے اپنے کوئے کو پھاڑ دیا، سکموں کو توڑ دیا اور اپنے حریر کو کاٹ دیا اور یہ شعر پڑھتا ہوا اڑ گیا

چنیں قفس نہ سزائے چو من خوش الحان است
روم بگلشن رضوان کہ مرغِ آن چمنم

کئی قاری اس بات کو سن کر کہینگے: یہ ایسی کہادت ہے جس کی کوئی حقیقت

نہیں۔ ہم کہتے ہیں: ٹھہریئے کہ فلسفی ہربرٹ سپنسر نے ہماری روحوں اور ان کی ترقی اور اس کیڑے کے احوال کے درمیان مشابہت ثابت کی ہے، کہ وہ پہلے تو ایک کیڑا ہوتا ہے اور پھر تیتری بن کر پرواز کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح ہماری روحیں بھی ہمارے جسموں میں پرورش پاتی رہتی ہیں۔ پھر جب ان کی اجل آجاتی ہے، تو تاریک یا روشن، غبی یا ذکی، طالح یا صالح ہوکر اپنے عالم کو لوٹ جاتی ہیں۔

مال قربانی ہے ارواحِ زندگان کے لئے، جس کے وسیلے سے وہ بخل کی تاریکیوں، بدگوئی کے کھٹکھٹوں اور باتوں کی چٹکیوں سے نجات پاتا ہے۔

خدائے پاک فرماتا ہے: (کیا تم کو ایسا بیوپار بتاؤں جو تم کو دردناک عذاب سے بچالے، خدا و رسولِ خدا پر ایمان رکھو، اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے مجاہدہ کرتے رہو۔ یہ تمھارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو) اور امت کی مثال شخصِ واحد کی مثال ہے۔ افرادِ امت کام سے ہاتھ روک کر مال پر دھنا مار بیٹھتے ہیں، اس سے پاسِ قومیت کا بندھن کھل جاتا ہے، ہوا اکھڑ جاتی ہے، جان نکل جاتی ہے اور اس امت کا جنازہ کسی دوسری امت کی گردنوں پر اٹھتا ہے، اور ان کے مال ان لوگوں میں بٹ جاتے ہیں جو ان کے وارث ہوتے ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے:

کوڑی کوڑی مایا جوڑی جوڑ زمیں میں دھرتا ہے
جس کا لہنا وہی کھادے پاپی بِرتھا مرتا ہے

جو امتیں ان کے مالوں پر قابض ہوتی ہیں وہ ان جاہل مردہ امتوں کو پکار پکار کر کہتی ہیں: (تم برغبت خرچ کرو یا باکراہ، تمھارے صدقات مقبول نہ ہوںگے، تم ایسے لوگ تھے جو بدمعاشی کرتے رہے)۔

میں تم کو ایک بڑی مصیبت اور کڑی جھنگھاڑ سے ڈراتا ہوں۔ میں تم کو ایسے دن

سے ڈراتا ہوں جس میں بچے بوڑھے ہو جائینگے - اور تمھارے بیٹے اوندھے منہ آتش
میں گھسیٹے جائینگے اور ان کو کہا جائیگا : غلامی کی دوزخ کا مزہ چکھو ، جو کچھ کماتے
رہے ہو اس کا مزہ چکھو ، دنیا کی زندگی میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھو ، اور آخرت
کا عذاب اور بھی رسوا کن ہے ، اور اُن کو نصرت نہ ملیگی جس دن امت اٹھائے ہوئے
جنازے کی مانند ہو جائیگی ، اور لشکر اس کو گھیرے ہوئے ہونگے اور ان کے اموال اِدھر
اُدھر متفرق ہو جائینگے -

یہ ہے جو مردِ عاقل ان چار مجسم سطروں سے سمجھتا ہے ، اور یہ ہے طلسمِ امت
اور ایک پہیلی جس کو عاقل حل کرتے ہیں ، اور جاہل مرد کی زیست و مرگ ، اس کے
جنازے اور وارث کے اس کے مال کو بانٹنے میں ، اور ایک بے قدر امت کی حیات و
موت اور اس کے مردہ جسم کے زبردست قوم کے کندھوں پر اُٹھے ہوئے اور لشکروں
میں گھرے ہوئے جنازے ، اور اس امتِ قاہرہ کے ہاتھوں جو امتِ مردہ کی وارث
ہوئی ہے اسکے مالوں کے بٹنے میں موازنہ کرتے ہیں -

انفاقِ مال

شاید تو کہے کہ میں کس راہ میں مالوں کو صرف کروں ، کئی بار کوئی بڑھیا
مجھے ملی ہے ، زمانہ نے جس کا قد خم کر دیا ہے اور کمر توڑ دی ہے ، اس کی جلد پر
جُھریاں پڑی ہوئی ہیں ، اس کے قویٰ سُست ہو گئے ہیں ، اُس نے مجھ سے کچھ پیسے
مانگے ہیں ، تو میں نے اس کو دے دیئے ہیں - میں نے کئی ننگوں کو پہنایا اور کئی بھوکوں کو کھلایا ہے
میں نے مکتب پر روپیہ صرف کیا ، اس کو پختہ بنایا ، اور میں اپنی جائیداد حرمین
شریفین پر وقف کرونگا ، اور میں نے رباط تعمیر کی ، اور ایک مسجد بنائی - میں کہتا
ہوں کیا میں خدا و خلق کے نزدیک اس سے بھی بہتر کام تجھ کو بتاؤں ؟

تو اپنا مال امتِ اسلامیہ کے لئے کالج بنانے میں صرف کر۔ بخدا اگر تو ایک شریف کارکن مرد کی تربیت کرے تو دو مکتبوں اور دو چھوٹے مدرسوں کو تعمیر کرنے دو ہزار کو کھانا دینے، اور دو تکیوں کو بنا کرنے سے بہتر ہے۔

علومِ عصریہ مسلمانوں پر واجب ہو گئے ہیں، سو تو اپنے مالوں سے مسلمانوں کو ان کی تعلیم دے، یہ تیرے لئے ان لوگوں سے جو تکیوں میں بیٹھے کھاتے ہیں، زیادہ بہتر اور پائدار ہے۔ ایک شخص کی کالج میں تربیت کر، وہ ہزار بوڑھیوں کو گزارہ دینے کے لئے کافی ہوگا، وہ تیرے لئے مسجدیں بنائیگا، زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کریگا، لوگوں کا معالجہ کریگا، ان میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کریگا، فضیلت کو نشر کریگا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث اشارہ کرتی ہے: (اگر اللہ تعالےٰ تیرے ذریعے ایک شخص کو راہ پر لے آئے تو وہ تیرے واسطے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے۔) یہ سرخ اونٹ عرب کا سب سے اچھا مال ہوتے تھے۔ تجھ سے بڑھیا روٹی کا ایک ٹکڑا مانگتی ہے۔ امت بڑھیا ہے، اس کے بچے یتیم ہیں۔ ان کا کوئی سرپرست نہیں، کوئی باپ نہیں جو ان پر ترس کھائے اور ان کو تعلیم دلائے اب تو ہی امت کے فرزندوں پر ہمدرد و مہربان ہو، تو ہی ان کا شفیق و مخیر باپ بن +

اَلدُّرُوسُ الْعَرَبِیَّۃ

س : یَا اَبَتِ عِظْنِی ؟
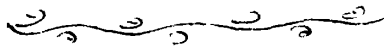
ج : بُنَیَّ ثَلٰثٌ لَا یُحْجَبنَ عن الرَّبِّ تعالیٰ : (۱) قول لَا اِلٰه الّا الله من قلب مومن (۲) و دعوة الوالدین (۳) و [illegible] المظلوم .

س : زِدْنِی ؟

ج : اَلنّاسُ منهم اهلُ الدُّنیا و هم خُنثیٰ و منهم اهل الاٰخرة و هم اُنثیٰ و منهم اهل الله وهم رجالٌ ، اَللهُ من قلوبهم طرفة عین لا یُنسیٰ .

س : هٰذا اثر القرحة کیف ؟

ج : اصابَ بِی جُرحٌ فکانت اُمّی تسکب الماءَ واختی تغسله فلما رأت زوجی ان الماء لا یزید الدم الّا کثرةً اخذتُ قطعةً مِن حصیرٍ فاحرقتها فاَلصقتها فانقطع الدمُ .

س : مَنْ هِیَ ؟

ج : خَالتی والخالة بمنزلة الام .

س : یا حرملة لِتُخرجنَّ الکتاب اَوْ لتُلقِینّ الثیابَ

ج : یا شاب ! عندی این الکتاب .

س: اِنّیْ لَسْتُ بِاللَّسِنِ العالم کیف اذھب معہا الی الحاکم الظالم ؟
ج: ما بُدٌّ اِلّا ان اذھب بہا انا او تذھب بہا انت.
س: ان کان و لا بدّ فساَذْھب انا.
ج: نَعَمْ اِنطلِقْ فانّ اللّٰہَ یفصح لسانک.
س: اخی امّا اَنْ تَقُومَ معنا و امّا ان تخلوبنا من بین ھٰؤلاءِ.
ج: بل اَقُوْمُ معکم.
س: سمعت یا اخی انک [illegible] السبّاب لابی.
ج: ممّن سَمِعْتَ ؟
س: مِنْ عمّی و خَالِیْ.
ج: لَا لا.
س: عُدْتُ جدّک غداۃ یومٍ کذا و ھو یقول جاء ابن ابنی، جاء ابن ابنی مرّاتٍ فقالت بنتک اِنّکَ بعثتہ فی حاجۃ فجئتَ بعدُ فظَنَنْتُ اَنّ لہٗ الیک شغلٌ فخرجتُ من البیت و قعدتُ عند الباب فجعل جدّک یُناجیک فما قال لک ؟
ج: قالَ اِنّی سَاَمُوتُ، اَقْسَمْتُ علیک باللّٰہ اَنْ تُحْسِنَ الی جدّتک بعد مماتی کما کُنْتَ تُحْسن الیھا فی حیاتِیْ.
س: مَنْ ھٰذا النائم ؟

حِيْنٍ ﴿۹۸﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ

حِيْنٍ	۹۸	وَ	لَوْ	شَآءَ	رَبُّكَ	لَ	اٰمَنَ
وقت	۹۸	اور	اگر	چاہتا	تیرا رب	البتہ	ایمان لے آتے

(۹۸)- اور اگر تیرا رب چاہتا تو جتنے بھی (لوگ)

مَنْ فِى الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ؕ اَفَاَنْتَ

مَنْ	فِى الْاَرْضِ	كُلُّ	هُمْ	جَمِيْعًا ؕ	اَ	فَ
جو	زمین میں (ہیں)	ہر ایک	ان کا	سارے ؕ	کیا	اب

زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے ؕ اب کیا

تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۹۹﴾

اَنْتَ	تُكْرِهُ	الْ	نَاسَ	حَتّٰى	يَكُوْنُوْا	مُؤْمِنِيْنَ	۹۹
تو	مجبور کریگا		لوگوں کو	کہ	ہو جائیں	ایماندار	۹۹

تو لوگوں کو مجبور کریگا کہ وہ ایمان والے ہو جائیں-(۹۹)-

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا

وَ	مَا	كَانَ	لِ	نَفْسٍ	اَنْ	تُؤْمِنَ	اِلَّا
حالانکہ	نہیں	ہے	کو	کسی شخص	کہ	ایمان لائے	مگر

اور یہ تو کسی شخص کو نہیں پہنچتا کہ اللہ کے اذن کے بغیر

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ

بِ اِذْنِ	اللّٰهِ ؕ	وَ	يَجْعَلُ	الْ	رِجْسَ	عَلَى الَّذِيْنَ
ساتھ اجازت	اللہ کے ؕ	اور	وہ ڈالتا ہے		گندگی	ان پر جو

ایمان لے آئے ؕ اور (اللہ) ان پر جو عقل سے کام نہیں لیتے

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِى

لَا يَعْقِلُوْنَ	۱۰۰	قُلِ	اُنْظُرُوْا	مَاذَا	فِى	ال
عقل کو استعمال نہیں کرتے	۱۰۰	کہہ دو	دیکھو	کیا کیا ہے	—	

پلیدی ڈال دیتا ہے:(۱۰۰)- کہہ دے، دیکھو آسمانوں میں

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَمَا تُغْنِی

سَمٰوٰتِ	وَ	اَل	اَرْضِ	وَ	مَا	تُغْنِی	اَل
آسمانوں میں	اور		زمین میں ط	اور	نہیں	کام آتے	

زمین میں کیسے کیسے نشان ہیں ط اور نشان اور ڈر سنانے والے

الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ (۱۰۱)

اٰیٰتُ	وَ	اَل	نُذُرُ	عَنْ	قَوْمٍ	لَا یُؤْمِنُوْنَ	۱۰۱
نشان	اور		ڈرانے والے		ان لوگونکو جو ایمان نہیں لاتے		۱۰۱

ان لوگوں کو جو ایمان نہیں لاتے (کچھ) کام نہیں آتے۔ (۱۰۱)۔

فَهَلْ یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا

فَ	هَلْ	یَنْتَظِرُوْنَ	اِلَّا	مِثْلَ	اَیَّامِ	اَلَّذِیْنَ	خَلَوْا
اب	کیا	وہ انتظار کرتے ہیں	مگر	مانند	دنوں کی	ان کے جو	گزرے

اب کیا وہ انھیں کے سے دنوں کا انتظار کرتے ہیں جو

مِنْ قَبْلِهِمْ ط قُلْ فَانْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ

مِنْ	قَبْلِهِمْ	قُلْ	فَ	اِنْتَظِرُوْا	اِنِّیْ	مَعَ	كُمْ
	ان کے پہلے ط	کہہ دو	سو	انتظار کرو	میں	ساتھ	تمھارے ہوں

ان سے پہلے ہو گزرے ط کہہ دے کرو انتظار اور میں بھی تمھارے

مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ (۱۰۲) ثُمَّ نُنَجِّیْ رُسُلَنَا

مِنْ	اَل	مُنْتَظِرِیْنَ	۱۰۲	ثُمَّ	نُنَجِّیْ	رُسُلَ	نَا
میں سے		انتظار کرنیوالوں	۱۰۲	پھر	ہم بچا دیتے ہیں	رسولوں کو	ہمارے

ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں۔ (۱۰۲) ۔ پھر ہم اپنے رسولوں کو بچا لیتے ہیں

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ج حَقًّا عَلَیْنَا

وَ	اَلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	كَ	ذٰلِكَ ج	حَقًّا	عَلٰی	نَا
اور	ان کو جو	ایمان لائے	مانند	اس کی ج	ثابت ہے	پر	ہم

اور اسی طرح ان کو جو ایمان لائے ج یہ ہمارے ذمہ ہے کہ

نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ

نُنْجِي	اَلْ	مُؤْمِنِيْنَ	۱۰۳	قُلْ	يَا اَيُّهَا	اَلْ	نَاسُ
کہ ہم نجات دیں		مومنوں کو	۱۰۳	کہہ دے	اے		لوگو

ایمان والوں کو بچا لیں۔ (۱۰۳) ۔ کہہ دے، اے لوگو!

اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ

اِنْ	كُنْتُمْ	فِيْ شَكٍّ	مِنْ	دِيْنِ	يْ	فَ
اگر	تم ہو	شبہ میں	سے	دین	میرے	تو

اگر تم میرے دین کی جہت سے کسی شبہ میں ہو تو (اس لو کہ)

اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ

لَا	اَعْبُدُ	اَلَّذِيْنَ	تَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ	اَللّٰهِ	وَ	لٰكِنْ
نہیں	میں پوجتا	انکو جنھیں	تم پوجتے ہو	سوا	اللہ کے		لیکن

میں انکی عبادت نہیں کرتا، جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، لیکن

اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۖ وَاُمِرْتُ اَنْ

اَعْبُدُ	اَللّٰهَ	اَلَّذِيْ	يَتَوَفّٰى	كُمْ	وَ	اُمِرْتُ	اَنْ
میں پوجتا ہوں	اللہ کو	جو	وفات دیتا ہے	تم کو	اور	میں حکم کیا گیا ہوں	کہ

میں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمھاری جان قبض کرتا ہے اور میں مامور

اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ

اَكُوْنَ	مِنْ	اَلْ	مُؤْمِنِيْنَ	۱۰۴	وَ	اَنْ	اَقِمْ
ہو جاؤں	میں سے		مومنوں	۱۰۴	اور	یہ کہ	سیدھا کر

ہوا ہوں کہ ایمان والوں میں (شامل) رہوں۔ (۱۰۴) ۔ اور (مجھ کو حکم ملا ہے) کہ اپنا

وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ

وَجْهَ	كَ	لِ	اَلْ	دِيْنِ	حَنِيْفًا	وَ	لَا تَكُوْنَنَّ
منہ	تیرا	طرف		دین کی	سیدھا ہو کر	اور	نہ ہونا

منہ یک رخ ہو کر دین کی طرف سیدھا کر لے اور مشرکوں میں

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ

مِنْ	اَلْ	مُشْرِكِيْنَ	۱۰۵	وَ لَا	تَدْعُ	مِنْ دُوْنِ
میں سے		مشرکوں	۱۰۵	اور نہ	پکار	سوائے

شامل نہ ہوتا - (۱۰۵) - اور تو اللہ کو چھوڑ کسی ایسی

اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ

اَللّٰهُ	مَا	لَا	يَنْفَعُ	كَ	وَ	لَا	يَضُرُّ
اللہ کے	اس چیز کو جو	نہ	نفع پہنچا سکے	تجھ کو	اور	نہ	نقصان پہنچا سکے

شئے کو مت پکار جو نہ تیرا بھلا کر سکے اور نہ تیرا برا کر سکے ۔

فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ

كَ	فَ	اِنْ	فَعَلْتَ	فَ	اِنَّ	كَ	اِذًا
تجھ کو	پھر	اگر	تو نے (ایسا) کیا	تو	بیشک	تو	تب (ہوگا)

پھر اگر تو ایسا کریگا تو اس وقت یقیناً ظالموں میں سے

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ

مِنْ اَلْ	ظَالِمِيْنَ	۱۰۶	وَ	اِنْ	يَمْسَسْ	كَ	اَللّٰهُ
میں سے	ظالموں	۱۰۶	اور	اگر	چھوئے	تجھ کو	اللہ

ہوگا - (۱۰۶) اور اگر اللہ تجھ کو کوئی ضرر

بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ

بِ	ضُرًّا	فَ	لَا	كَاشِفَ	لَ	هٗ	اِلَّا
ساتھ	کسی ضرر کے	تو	نہیں	کھولنے والا	کو	اس	مگر

پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسکو دور کرنے والا

وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا

هُوَ	وَ	اِنْ	يُرِدْ	كَ	بِ	خَيْرٍ	فَ
وہ	اور	اگر	چاہے	تجھ کو	ساتھ	کسی بھلائی کے	تو

نہیں ۔ اور اگر تجھ سے کسی خیر کا ارادہ کرے تو

رَادَّ لِفَضْلِهٖ ط يُصِيْبُ بِهٖ

لَا	رَادَّ	لِ	فَضْلِ	هٖ ط	يُصِيْبُ	بِ	هٖ
نہیں	کوئی پھیرنے والا	کا	فضل	اسکے ط	وہ پہنچاتا ہے		اسکو

اس کے فضل کا کوئی رد کرنے والا نہیں ط وہ اپنے بندوں میں سے

مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ط وَهُوَ الْغَفُوْرُ

مَنْ	يَشَاءُ	مِنْ	عِبَادِ	هٖ ط	وَ	هُوَ	اَلْ
جسے	چاہے	میں سے	بندوں	اپنے ط	اور	وہ	

جس پر چاہتا ہے فضل کرتا ہے ط اور وہی آمرزگار

الرَّحِيْمُ (۱۰۷) قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ

غَفُوْرُ	اَلْ	رَحِيْمُ	۱۰۷	قُلْ	يَا اَيُّهَا	اَلْ	نَاسُ
پردہ پوش		مہربان ہے	۱۰۷	کہدے	اے		لوگو!

مہربان ہے - (۱۰۷) - کہدے، اے لوگو!

قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ج

قَدْ	جَاءَ	كُمُ	اَلْ	حَقُّ	مِنْ	رَبِّ	كُمْ ج
—	آچکا	تم پر		حق	طرف سے	رب کی	تمہارے ج

تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق آچکا ج

فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ج

فَ	مَنِ	اِهْتَدٰى	فَ	اِنَّمَا	يَهْتَدِيْ	لِ	نَفْسِهٖ ج
پھر	جو کوئی	راہ پر آیا	سو	سوا اسکے نہیں	راہ پاتا ہے	لئے	اپنی ذات کے ج

پھر جو کوئی راہ پر آیا تو وہ اپنے ہی بھلے کو راہ پر آتا ہے ج

وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ج

وَ	مَنْ	ضَلَّ	فَ	اِنَّمَا	يَضِلُّ	عَلٰى	هَا ج
اور	جو کوئی	راہ سے بھٹکا	تو	سوا اسکے نہیں کہ	بھٹکتا	برے کو	اپنے ج

اور جو کوئی راہ سے بھٹکا تو وہ اپنے ہی برے کو بھٹکتا ہے ج

وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿١٠٨﴾ وَاتَّبِعْ

وَ	١٠٨	وَكِيْل	بِ	عَلَيْكُمْ	اَنَا	مَا	وَ
اور	١٠٨	مختار		تم پر	میں	نہیں	اور

اور میں تم پر کوئی مختار نہیں ہوں ۔ (١٠٨) ۔ اور

مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ

يَحْكُمَ	حَتّٰى	اِصْبِرْ	وَ	اِلَيْكَ	يُوْحٰى	مَا	اِتَّبِعْ
فیصلہ کرے	یہانتک کہ	ثابت رہ	اور	تیری طرف	وحی کیجاتی ہے	اسکی جو	تو پیروی کر

تو جو اللہ کا حکم تجھ کو پہنچے اسی پر چلتا رہ اور اسوقت تک کہ اللہ فیصلہ کرے

اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ ع

١٠٩	حَاكِمِيْن	اَلْ	خَيْرُ	هُوَ	وَ	اَللّٰه
١٠٩	فیصلہ کرنے والوں کا		بہتر ہے	وہ	اور	اللہ

اس پر جما رہ ، اور وہ ہی بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے ۔ (١٠٩) ۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَّثَلٰثٌ وَعِشْرُوْنَ اٰيَةً

سورۂ ہود مکی ہے اور اس میں ایک سو تئیس آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَحِيْم	اَلْ	رَحْمٰن	اَلْ	اَللّٰهِ	بِسْمِ
مہربان		بخشنگر		خدائے	بنام

اللہ کے نام پر جو بہت بخشش کرنے والا مہربان ہے ۔

الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ

ثُمَّ	هٗ	اٰيَات	اُحْكِمَتْ	كِتَابٌ	رٰ قف	ل	ا
پھر	اس کی	آیتیں	محکم کی گئیں	ایسی کتاب کہ	الٓر قف		

الٓر ایسی کتاب ہے جس کی آیتیں ایک پختہ کار خبردار

فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ① اَلَّا

فُصِّلَتْ	مِنْ	لَّدُنْ	حَكِيْمٍ	خَبِيْرٍ	۱	اَنْ	لَا
کھولی گئیں		پاس سے	ایک حکمت والے	خبردار کے	۱	کہ	مت

کے پاس سے محکم اور پھر مفصل ہوئی ہیں - (۱) - کہ اللہ کو چھوڑ

تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِيْ لَكُمْ مِّنْهُ نَذِيْرٌ

تَعْبُدُوْا	اِلَّا	اللّٰهَ	اِنَّنِيْ	لَكُمْ	مِنْ	هُ	نَذِيْرٌ
پوجو	مگر	اللہ کو	بیشک میں ہوں	تم کو	سے	اس	ڈرسنانے والا

اور کسی کی عبادت نہ کرو ۔ یقیناً میں، تم کو اس (کی نافرمانی کے انجام) سے ڈرانیوالا

وَّبَشِيْرٌ ② وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ

وَ	بَشِيْرٌ	۲	وَ	اَنْ	اِسْتَغْفِرُوْا	رَبَّ
اور	خوشخبری دینے والا	۲	اور	یہ کہ	بخشش مانگو	رب سے

اور اسکے پرستاروں کو بشارت دینے والا ہوں - (۲) - اور یہ کہ اپنے پروردگار سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا

كُمْ	ثُمَّ	تُوْبُوْا	اِلَيْهِ	يُمَتِّعْ	كُمْ	مَتَاعًا	حَسَنًا
اپنے	پھر	رجوع لاؤ	اسکی طرف	وہ بہرہ مند کریگا	تم کو	بہرہ مندی	اچھی

سے بخشش مانگو پھر اسکی طرف رجوع لاؤ، وہ تمکو ایک نامزد میعاد تک

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ

اِلٰى	اَجَلٍ	مُسَمًّى	وَ	يُؤْتِ	كُلَّ	ذِيْ	فَضْلٍ
تک	میعاد	مقرر	اور	دیگا	ہر	صاحب	فضیلت کو

ایک اچھی متاع سے محظوظ رکھیگا، اور صاحب فضیلت کو

فَضْلَهٗ ؕ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ

فَضْلَ	هٗ	وَ	اِنْ	تَوَلَّوْا	فَاِنِّيْ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ
فضیلت	اس کی	اور	اگر	تم پھر جاؤ	تو میں تو	ڈرتا ہوں	تم پر

اسکی فضیلت (کا) انعام دیگا ۔ اور اگر تم برگشتہ ہوجاؤ گے تو مجھ کو تم پر

عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿٣﴾ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ

عَذَابَ	يَوْمٍ	كَبِيْرٍ	٣	اِلَى	اللّٰهِ	مَرْجِعُ	كُمْ
عذاب سے	ایک دن کے	بڑے	٣	طرف	اللہ کی	پھر جانا ہے	تمہارا

ایک طویل دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔ (۳) اللہ کی طرف ہی تمہاری بازگشت ہے

وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٤﴾ اَلَآ

وَ	هُوَ	عَلٰى	كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	٤	اَلَآ
اور	وہ	پر	ہر	چیز کے	قدرتمند	۴	سن رکھو

اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ (۴) سن رکھو

اِنَّهُمْ يَثْنُوْنَ صُدُوْرَهُمْ لِيَسْتَخْفُوْا مِنْهُ

اِنَّ	هُمْ	يَثْنُوْنَ	صُدُوْرَ	هُمْ	لِ	يَسْتَخْفُوْا	مِنْ هُ
	وہ	دُہرے کرتے ہیں	سینے	اپنے	تاکہ	چھپالیں	اس سے

وہ اپنے سینوں کو پیچ دیتے ہیں تاکہ اللہ سے (اپنے بھید) چھپا رکھیں

اَلَا حِيْنَ يَسْتَغْشُوْنَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا

اَلَا	حِيْنَ	يَسْتَغْشُوْنَ	ثِيَابَ	هُمْ	يَعْلَمُ	مَا
سُن رکھو	جسوقت	وہ اوڑھ لیتے ہیں	کپڑے	اپنے (اسوقت بھی)	وہ جانتا ہے	جو کچھ

سن رکھو جس وقت وہ اپنے کپڑے اوڑھ لیتے ہیں (اسوقت بھی) وہ جانتا ہے

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ

يُسِرُّوْنَ	وَ	مَا	يُعْلِنُوْنَ	اِنَّ	هٗ	عَلِيْمٌ
وہ چھپاتے	اور	جو کچھ	وہ ظاہر کرتے ہیں	بیشک	وہ	خوب جانتا ہے

جو وہ چھپ چھپا کر باتیں کرتے ہیں اور جو کچھ وہ برملا کہتے ہیں،

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٥﴾

بِ	ذَاتِ	اَلْ	صُدُوْرِ	٥
	بھید		سینوں کے	٥

بیشک وہ سینوں کے بھید جانتا ہے۔ (۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیغام اسلام
جالندھر شہر
نمبر ۶	جون ۱۹۴۵ء جمادی الثانی ۱۳۶۴ھ	جلد ۱۶

مختصر ابن ابی جمرۃ

(۲۲۸)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: فِی الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اِلَّا السَّامَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَالسَّامُ الْمَوْتُ، وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّوْنِیْزُ +

ترجمہ:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے (خدا ان سے خوشنود ہو) کہ انھوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو (یہ) فرماتے سنا کہ الحبۃ السوداء (کلونجی) میں موت کو چھوڑ کر ہر بیماری کی شفا ہے۔ ابن شہاب نے کہا: سام موت ہے اور

حبۃ سوداء شونیز ہے۔

تشریحات:۔

شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ: اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ کلونجی اکیلی ہی ہر بیماری میں استعمال ہوتی ہے، بلکہ مراد یہ ہے کہ کبھی مفرد استعمال ہوتی ہے اور کبھی مرکب، کبھی لپسی ہوئی اور کبھی نہ پسی ہوئی، اور بعض اوقات کھانے پینے، نسوار لینے اور لیپ وغیرہ کرنے کے کام آتی ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ مِنْ کُلِّ دَاءٍ سے وہ امراض مراد ہیں جو اس سے علاج پذیر ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ صرف سرد بیماریوں میں مفید ہوتی ہے، گرم بیماریوں میں نہیں۔ طبیب کہتے ہیں کہ حبۃ السوداء کی طبیعت گرم وخشک ہے۔ نفخ کو دور کرتی ہے، چوتھے کے تپ اور بلغم کو مفید ہے، سدّوں کو کھولتی ہے، ریح کو اور معدہ کے بلبلہ کو دور کرتی ہے۔ جب کوٹ کر اور شہد میں گوندھ کر اسکو گرم پانی کے ساتھ نگلا جائے تو پتھری کو گھلا دیتی ہے۔ بول وطمث کو جاری کرتی ہے۔ جب کوٹ کر السی اور چمڑے کی دھجی میں باندھ کر سونگھا جائے تو سرد زکام کو نفع دیتی ہے جب یرقان کا بیمار اس کے سات دانے عورت کے دودھ میں بھگو کر ناک میں ڈالے تو اس کیلئے مفید ہوتی ہے۔ اگر اس میں سے ایک مثقال پانی کے ساتھ کھائے تو ضیق النفس کو فائدہ دیتی ہے۔ اس کا لیپ کرنا ٹھنڈے دردِ سر کو مفید ہے اور اگر سرکہ میں ابال کر اس سے کلی کی جائے تو دردِ دنداں کو جو سردی سے ہو نافع ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کی حالت ملاحظہ فرما کر اس کے مطابق دوا بتایا کرتے تھے۔ تو شاید آپ کا فی الحبۃ السوداء شفاء من کلّ داءٍ فرمانا اس مریض کے مطابق ہو جس کا مزاج سرد ہوگا۔ اس بنا پر شفاء من کلّ داءٍ کے یہ معنی ہونگے کہ حبۃ السوداء اس جنس کی تمام

بیماریوں کے لئے شفاء ہے جس کے بارے میں یہ قول واقع ہوا ہے

ابن شہاب وہ محمد بن مسلم ہیں جو زہری کے لقب سے مشہور ہوئے مالک رضی اللہ عنہ کے مشائخ میں سے ہیں۔

(اس حدیث کو بخاریؒ نے الحبۃ السوداء کے باب میں ذکر کیا ہے۔)

(۲۲۹)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَا عَدْوَىٰ وَ لَا طِيَرَةَ وَ لَا هَامَةَ وَ لَا صَفَرَ وَ فِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ ۔

ترجمہ :۔ از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا : پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : نہ تو چھوت کی بیماری کوئی چیز ہے اور نہ شگون لینا اور نہ ہامہ اور نہ صفر اور تو کوڑھی سے اس طرح بھاگ جیسے تو شیر سے بھاگتا ہے ۔

تشریحات :

لَا عَدْوَىٰ : یعنی ایک بیمار کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی۔ اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا کہ بعض بیماریاں بالطبع دوسرے کو لگ جاتی ہیں، یہاں نفی بمعنی نہی ہے۔

وَ لَا طِيَرَةَ : اور یہ مصدر ہے تَطَيُّرٌ کا اور اصل تطیُّر کی یہ ہے کہ وہ لوگ جاہلیت میں پرندوں پر اعتماد کرتے تھے۔ جب کوئی کسی کام کو باہر نکلتا اور کسی پرند کو دیکھتا کہ وہ اس کے دائیں طرف سے اڑا ہے، تو اس سے نیک شگون لیکر اپنا کام جاری رکھتا۔ اور اگر اس کو دیکھتا کہ وہ اس کی بائیں جانب اڑا ہے

تو اس سے بد شگونی لیکر لوٹ آتا، اور ایسا بھی ہوتا کہ وہ خود پرند کو اڑا کر فال لیتا۔ شرع میں اسی کی نہی آئی ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا طِیَرَةَ فرمانا نفی ہے نہی کے معنوں میں۔

وَ لَا هَامَةَ : زبیر بن بکار سے مذکور ہے کہ عرب زمانۂ جاہلیت میں کہا کرتے تھے کہ جب آدمی قتل کر دیا جاتا ہے اور اس کا انتقام نہیں لیا جاتا، تو اس کے سر سے ہامہ نکلتی ہے (ہامہ ایک کیڑا ہے) جو مقتول کی قبر کے گرد گھومتا رہتا ہے، اور کہتا ہے: اُسْقُوْنِیْ۔ پھر جب اس کا انتقام لے لیا جاتا ہے، تو چلا جاتا ہے، نہیں تو رہ جاتا ہے۔ اسی کے بارے میں ان کا شاعر کہتا ہے: یا عمرو الّا تَدَعْ شَتْمِیْ و منقصتی اضربك حتیٰ تقولَ الهامةُ اُسْقُوْنِیْ کہا اور یہودی خیال کرتے تھے کہ وہ سات روز تک اسکی قبر کے گرد گھومتا رہتا ہے، پھر چلا جاتا ہے۔ ابو عبیدہ کا قول ہے کہ وہ سمجھتے تھے کہ میت کی ہڈیاں ہامہ بن کر اڑ جاتی ہیں اور وہ اس پرند کا نام صَدیٰ رکھتے تھے۔ اس بنا پر معنے یہ ہونگے کہ لاحیاة لهامة المیت۔ ابن فارس وغیرہ لغت والوں نے مثل اول کے کہا ہے، مگر انھوں نے اسکے کیڑا ہونے کی تعیین نہیں کی۔ قزاز کہتا ہے کہ ہامہ ایک پرندہ ہے رات کے پرندوں میں سے گویا وہ اس کے معنے اُلو لیتا ہے۔ ابن عربی کہتے ہیں: وہ اس سے بدشگونی لیتے تھے۔ جب وہ کسی کے گھر پر آ بیٹھتا تو کہتا کہ میں مرونگا یا میرے گھر کا کوئی انسان مرے گا۔ اس بنا پر لا هامة کے معنے ہونگے: لَا شُوْمَ بِالْبُوْمَةِ اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابن مسعود سے روایت کیا، کہا: میں کعب الاحبار کے پاس تھا اور وہ عمر بن خطابؓ کے پاس تھے۔ پس کعب نے کہا: اے امیر المومنین! کیا میں آپکو ایک نہایت عجیب چیز نہ بتاؤں جو میں نے انبیاء کی کتابوں میں پڑھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہامہ سلیمان

بن داؤد کے پاس آئی اور کہا: السلام علیک یا نبی اللہ! حضرت سلیمانؑ نے کہا: وعلیک السلام اے ہامہ! مجھے یہ تو بتا کہ تو کھیتی میں سے کیوں نہیں کھاتی؟ ہامہ نے کہا: اے خدا کے نبی! آدم اس کے سبب جنت سے نکالے گئے تھے۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا: تو پانی کیوں نہیں پیتی؟ کہا: میں اس لئے پانی نہیں پیتی کہ اس میں قوم نوح غرق ہوئی تھی۔ سلیمان علیہ السلام نے کہا: تو اجاڑوں میں کیوں رہتی ہے؟ اس نے کہا: اس لئے کہ اجاڑ اللہ تعالیٰ کی میراث ہے، سو میں اللہ کی میراث میں رہتی ہوں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ۝

پس دنیا ساری اللہ کی میراث ہے۔ سلیمانؑ نے کہا جب تو کسی خرابے پر بیٹھتی ہے تو کیا کہتی ہے؟ کہا: میں کہتی ہوں کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا طلب کرتے تھے اور اس میں آسائش سے رہتے تھے۔ حضرت سلیمان نے کہا کہ جب تو گھروں پر اڑتی ہے تو کیا کہتی ہے؟ کہا: میں کہتی ہوں: وائے بنی آدم پر کہ وہ سختیوں کے سامنے ہوتے کیسے پڑے سوتے ہیں؟ کہا: تو دن کے وقت کیوں نہیں نکلتی؟ کہا: بنی آدم کے اپنی جانوں پر بکثرت ظلم کرنے کے باعث۔ فرمایا: بتا تو اپنے چلانے میں کیا کہتی ہے؟ کہا: میں کہتی ہوں: تزوّدوا یا غافلین و تھیّئوا لسفرکم سبحان خالق النور۔ پس سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: پرندوں میں کوئی پرندہ بنی آدم کا ہامہ سے بڑھ کر خیرخواہ اور ہمدرد نہیں ہے اور جاہلوں کے دل میں اس سے زیادہ مبغوض بھی کوئی نہیں۔

وَلَا صَفَرَ: ای لا صفر مؤخر عن محلہ: یعنی ماہ صفر اپنے موقع سے

پیچھے نہیں کیا جاتا۔ ففیہ ردٌ علی النسأ۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ ماہِ صفر کے آنے سے بدشگونی لیتے اور یہ سمجھتے تھے کہ اس ماہ میں مصائب اور فتنے ہوتے ہیں تو معنے یہ ہوئے کہ اس ماہ کے ورود سے بدشگونی لینا کوئی چیز نہیں اور جمع اس کی اصفار۔ ابن درید کا قول ہے کہ الصفران سال کے دو مہینے ہیں، جن میں سے ایک کا نام اسلام میں محرم ہوا، اور صفر جیسا کہ عرب کا وہم ہے بعض انسانوں کے پیٹ میں ایک سانپ ہوتا ہے، جب وہ جوش میں آتا ہے اور آدمی جو چبھن سی بھوک کے وقت پاتا ہے، وہ اسی کے ڈسنے سے ہوتی ہے۔ پس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار باتوں کی نفی فرمائی جن کی کوئی اصل نہیں۔ بعض احادیث میں غول اور نوء کی بھی نفی فرمائی ہے۔ پس حاصل ان جمیع احادیث کا چھ چیزیں ہیں: العدوی۔ الطیرۃ۔ الھامہ۔ الصفر۔ الغول۔ النوء۔ ان میں سے پہلی چار کا حال تم پڑھ چکے ہو، اب غول کا حال سنو:-

عرب کا خیال تھا کہ غیلان (یعنی چڑیلیں) جو از جنس شیاطین ہیں بیابانوں میں رہتی ہیں اور رنگا رنگ کے روپ بھر کر اور راہ سے برگشتہ کرکے مسافروں کو ہلاک کردیتی ہیں۔ غالتہُ الغولُ کا محاورہ اکثر ان کے کلام میں استعمال ہوا ہے، یعنی اَھلَکتہُ وَاضلّتہُ۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غولوں کی ہستی کو باطل قرار دیا، بعضوں نے کہا ہے کہ ان کی ہستی کو باطل قرار دینا مقصود نہیں، صرف عرب کے خیالات کا ابطال مقصود ہے جو وہ غولوں کے متعلق رکھتے تھے۔ مطلب یہ کہ غول کسی کو نہیں بھٹکا سکتی اور اسی کی تائید کرتی ہے یہ حدیث: اذا تغولت الغیلان فنادوا بالاذان: جب چڑیلیں بہروپ بھریں، تو پکار کر اذان دو یعنی

ان کی بدی کو اللہ کے ذکر سے دُور کرو۔

ابی ایوب عند النسائی کی حدیث میں ہے کہ میرے پاس ایک الماری تھی جسمیں کچھ کھجوریں تھیں۔ چڑیل آتی اور ان میں سے کھا جاتی تھی۔ ایک شخص سے روایت ہے کہ وہ ایک رستہ پر چلا جس پر چلنے سے لوگوں نے اس کو اسلئے منع کیا تھا کہ اس میں ایک چڑیل رہتی ہے۔ پھر اس نے ایک عورت دیکھی جو تخت پر بیٹھی تھی، زرد کپڑے اوڑھے ہوئے تھی اور اسکے پاس قندیلیں تھیں اُس نے مجھے بلایا تو مینے سورۂ یٰسین پڑھنی شروع کردی تو اس کی قندیلیں بجھ گئیں اور وہ کہنے لگی: اے خدا کے بندے! تونے مجھ سے کیا کیا؟ اور میں بچ گیا۔ پس تم کو جو خوف یا طلب کسی بادشاہ یا دشمن سے پہنچے اور تم سورۂ یٰسین پڑھو تو وہ تم سے جاتا رہیگا۔

وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ: یعنی اس شخص سے بھاگ جس کو جذام کا مرض ہو اور وہ ایک بیماری ہے جس سے عضو سرخ ہو جاتا ہے، پھر کٹ کٹ کر جھڑتا رہتا ہے۔

کَمَا تَفِرُّ: ای کفرارك من الاسد: یعنی اپنے شیر سے بھاگنے کی مانند۔ یہاں مشکل یہ پڑتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول لاعدوی فرمایا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کوڑھی کے ساتھ کھانا کھایا اور ثِقَةً بِاللّٰہِ و توکُّلاً علیہ فرمایا۔ اس کے کئی جواب دئے گئے ہیں:۔

ایک تو یہ کہ عدوی کی نفی مجمل طور پر فرمائی اور فرار کا حکم کوڑھی کے پاس خاطر سے دیا۔ اس لئے کہ جب وہ صحیح سالم شخص کو دیکھے گا تو اس کی مصیبت بڑھیگی اور حسرت زدہ ہوگا۔

دوسرا یہ کہ لَا عَدْوٰی تو قوی الایمان اور صحیح التوکل شخص کے لئے

کہا گیا، اسلئے کہ وہ بدشگونی کے گمان کو جو عموماً واقع ہو جایا کرتا ہے، دفع کرسکتا ہے اور مجذوم سے فرار کرنے کا حکم ضعیف الایمان اور کمزور توکل آدمی کے لئے جس کو چھوت لگنے کے اعتقاد کو دُور کرنے کی قوت نہیں ہے۔ تیسرے یہ کہ جذام وغیرہ امراض کے عدوٰی کا اثبات نفی عدوٰی کے عموم میں سے مخصوص ہے۔ اس بنا پر لَا عدوٰی کے معنے ہونگے: لَاعَدْوٰی اَیْ اِلَّا مِنَ الْجذام یعنی کوئی چھوت نہیں لگتی مگر جذام کی۔

چوتھے یہ کہ مجذوم سے فرار کا حکم دینا، عدوٰی کے باب سے کچھ تعلق نہیں رکھتا، بلکہ وہ ایک امرِ طبعی کے سبب سے ہے اور وہ ہے ایک دوسرے سے چھوتے ملنے جلنے اور بُو سونگھنے سے مرض کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہونا۔ اس لئے عادۃً اکثر امراض میں بکثرت ملے جلے رہنے سے بیمار کی بیماری تندرست کو لگ جاتی ہے۔ ایسا ہی اکثر عورت کو مرد سے اور مرد کو عورت سے بیماری لگ جاتی ہے۔ اسی لئے اطبا مجذوم کی مخالطت ترک کرنے کا حکم دیتے ہیں، عدوٰی کے طریق پر نہیں، بلکہ بُو سے متاثر ہو جانے کے طریق پر۔ اس لئے کہ جو اسکو ہمیشہ سونگھتا رہتا ہے، بیمار ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں لَاعدوٰی کا ایک معنیٰ اور ہے کہ کسی جگہ مرض از قسم طاعون واقع ہو جائے، تو اسکے لگنے کے ڈر سے بھاگ جائے۔ اس میں خدا کی قدرت سے ایک گونہ فرار ہوتا ہے۔

پنجم نفی عدوٰی سے یہ مراد کہ کوئی شے بطبعِ خود متعدی نہیں ہوتی اس میں نفی ہے جاہلیت کے اس اعتقاد کی کہ امراض بغیر اللہ کی طرف سے کوئی لگاؤ رکھنے کے از خود متعدّی ہوتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا یہ اعتقاد لَاعدوٰی فرما کر اور کوڑھی کے ساتھ کھا کر باطل کیا تا کہ ان پر واضح فرمائیں

کہ اللہ ہی بیمار کرتا اور شفا دیتا ہے اور ان کو اس کے قریب ہونے سے اسلئے منع فرمایا تاکہ ان پر واضح کریں کہ یہ ان اسباب میں سے ہے جن کے متعلق اللہ نے عادت جاری کی ہے کہ اپنے مسببات تک پہنچا دیتے ہیں۔ پس اس کی نہی میں اسباب کا اثبات ہے اور اسکے فعل میں یہ اشارہ ہے کہ وہ مستقل نہیں ہیں، بلکہ اگر اللہ چاہے تو ان کی قوتیں سلب کرلے اور وہ کسی شے میں اثر نہ کرسکیں، اور اگر وہ چاہے تو ان کا اثر رہنے دے اور وہ اثر کرسکیں۔

(ذکرہ البخاری فی باب الجذام)

(۲۳۰)

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ: فَرَاَیْتُ بِلَالًا جَاءَ بِعَنَزَۃٍ فَرَکَزَھَا ثُمَّ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ، فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسلم خَرَجَ فِیْ حُلَّۃٍ مُشَمِّرًا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ اِلَی الْعَنَزَۃِ وَرَاَیْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ یَمُرُّوْنَ بَیْنَ یَدَیْہِ مِنَ الْعَنَزَۃِ۔

ترجمہ:۔

از ابی جُحَیفہ رضی اللہ عنہ کہا: سو میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا، کہ وہ لائے ایک برچھی اور اس کو گاڑ دیا، پھر تکبیر نماز کہی، پس میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ حُلّہ اوڑھے اور پنڈلیوں سے اس کا نیچے کا دامن اُٹھائے ہوئے ہیں۔ پس آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھائیں برچھی کی طرف اور میں نے دیکھا آدمیوں اور چارپایوں کو گزرتے آپ کے آگے سے برچھی کے پرے سے +

تشریحات :-

عَنَزَةٌ : عصا سے لمبا، نیزے سے چھوٹا
حُلَّةٌ : کپڑوں کا جوڑا، تہبند اور چادر دھاریدار یا کسی اور کپڑے کی۔
مُشَمِّرًا : ای رافعا اسفل الحلة عن ساقیہ۔
ذکرہ البخاری فی باب التشمیر فی الثیاب۔

(۲۳۱)

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ : اُھْدِیَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِیْرٍ فَلَبِسَہٗ ثُمَّ صَلّٰی فِیْہِ، ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَہٗ نَزْعًا شَدِیْدًا کَالْکَارِہِ لَہٗ، ثُمَّ قَالَ : لَا یَنْبَغِیْ ھٰذَا لِلْمُتَّقِیْنَ +

ترجمہ :- ازعقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، کہا : پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک قبا (پشت کی جانب چاک والی) تحفہ دی گئی۔ آپ نے وہ پہن لی، پھر اس میں نماز پڑھی، پھر سلام پھیر کر اس کو نہایت سختی سے اتارا جیسے اس کو ناپسند فرما رہے ہیں۔ پھر فرمایا : یہ پرہیزگاروں کے مناسب نہیں۔

تشریح :-

اس قصے سے حریر پہننے کو حرام ٹھہرانے کی ابتدا ہوتی ہے اور راجح یہ ہے کہ عورتیں اس حدیث کے لفظ میں داخل نہیں ہوتیں، اور تغلیب کے طور پر ان کے داخل ہونے کو دیگر دلائل منع کرتے ہیں جن سے اس کا ان کے واسطے مباح ہونا صریحاً مذکور ہے، بچوں پر بھی حرام نہیں کیونکہ وہ غیر مکلف ہیں اور تقویٰ کے ساتھ موصوف نہیں ہو سکتے۔

نووی نے سات برس کی عمر کے بعد بچوں کے لئے حرام بنایا ہے تاکہ ان کو اس کے پہننے کی عادت نہ پڑ جائے۔

ابن الصلاح نے حدیث: ھٰذا حَرَامٌ عَلیٰ ذُکُوْرِ اُمَّتِی کی بنا پر اس کو مطلق حرام قرار دیا۔ قال فی المجموع محلُّ الخلاف فی غیر یوم العید اختلاف عید کے سوا دیگر ایام میں پہننے کے متعلق ہے۔ عید کے دن ان کا سونے چاندی اور ریشم سے مزین ہونا جائز ہے۔ کیونکہ وہ یوم الزینۃ ہے بچے پر تعبد نہیں ہے اور راجح یہ ہے کہ بچے کو حریر پہنانا مطلقاً جائز ہے۔ سن تمیز سے پہلے ہو یا نہ ہو۔

(ذکرہ البخاری فی باب القباء و فروج الحریر)

(۲۳۲)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ: لَعَنَ اللّٰہُ الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّھَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔

ترجمہ:-

از ابن عباس رضی اللہ عنہما، کہا، فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: لعنت کی اللہ نے مردوں میں سے اُن پر جو عورتوں کی نقل کریں اور عورتوں میں سے ان پر جو مردوں کی مشابہت کریں۔

تشریحات:-

الْمُتَشَبِّھِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ: مردوں میں سے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے یعنی نرم گفتار اور زنانہ کردار میں، جیسے لنا منگ

کر چلنا - کہا حافظ قرطبی نے ، مطلب یہ ہے کہ مردوں کو عورتوں کے ساتھ لباس اور اس زینت میں مشابہت جائز نہیں جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے اور نہ اس کا عکس - اور میں کہتا ہوں اسی طرح رفتار و گفتار میں - مگر یہ مخفی نہیں ہے کہ لباس کی ہیئت ہر شہر اور ملک میں جدا جدا ہوتی ہے - اکثر قوموں میں مردوں کا لباس عورتوں سے مختلف نہیں ہوتا - لیکن عورتیں ستر اور پردہ کرنے کی وجہ سے ممتاز ہوتی ہیں - اور حدیث میں آیا ہے: لَعَنَ اللّٰہُ الرَّجُلَ یلبس لِبسۃ المَرْأۃِ وَالمَرْأۃ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ : اللہ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورت کی سی پوشاک پہنے اور اس عورت پر جو مرد کی سی پوشاک پہنے - جیسا کہ نووی نے کہا ہے کہ مرد کی تشبیہ کا عورت سے اور عورت کی تشبیہ کا مرد سے حرام ہونا جب لباس میں قرار پایا تو حرکات و سکنات اور اعضاء و اصوات میں بہ تصنع ایک دوسرے کی نقل کرنا اور بھی قبیح اور قابلِ مذمت ہونا چاہیئے - پھر رفتار و گفتار میں تشبیہ اس شخص کے لئے بُری ہے جو عمداً ایسا کرے پر جس میں خلقی طور پر یہ بات موجود ہو تو اس کو بتکلف اس کے دُور کرنے اور بتدریج اس کے چھوڑنے کا حکم کیا جائیگا اور اگر اسکو پسند کرے اور ترک نہ کرے تو مذمت اس پر عائد ہوگی - لیکن اگر کوئی شخص کوشش سے بھی اس کے ترک پر قادر نہ ہوسکے تو وہ مستحق ملامت نہ ہوگا +
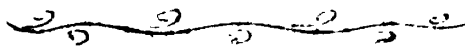
خطبات مولانا عبید اللہ سندھی پر ایک طائرانہ نظر

(پیوستہ بگذشتہ)

(از حضرت ابن الانور سید محمد ازھر شاہ قیصر کاشمیری)

(۴) ٹھٹہ (سندھ) کی ضلع کانگرس کمیٹی کے خطبۂ صدارت میں مولانا نے بزرگانِ دیوبند کے حریت پسندانہ جذبات کا اپنے خاص اُن الفاظ میں جو موجودہ یورپ سے مستعار مانگے گئے ہیں، ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

"دیوبند کی پرانی مذہبی تنظیم پر بھی اسی دیوبندی جماعت کے ارتجاعی لوگ غالب آگئے اور مسلم لیگ سے مل گئے۔ اس طرح عوام مسلمانوں کو کانگرس سے کوئی تعلق نہ رہا۔"

پھر جمعیۃ الطلبہ سندھ کے خطبہ کے بالکل شروع میں مولانا لیے الفاظ میں اپنے خیالات کو حضرت شیخ الہند سے منسوب و ماخوذ فرماتے ہوئے اوپر کی وہی بات کسی اور لہجہ میں فرمائی ہے، ارشاد ہے :-

"(۴) دیوبند میں علماء کی ایک بڑی جماعت ہے جو جہاد کے مسئلہ میں حضرت شیخ الہند کے ساتھ ہم فکر نہیں۔ ہم ان کے علم و تقویٰ کی تو عزت کرتے ہیں لیکن ہم انکے کاموں کو اپنے لئے قابلِ تقلید نہیں مانتے۔ حضرت شیخ الہند کے ماننے والے علماء کے بھی دیوبند میں دو حصے ہو گئے۔ ایک تو اس امر کا منتظر ہے کہ کوئی مسلمان بادشاہ جہاد کرے تو ہم اس جہاد میں شریک ہوں۔ اس گروہ کو ہم قابلِ تقلید

نہیں مانتے۔ حضرت شیخ الہند کے ماننے والوں کا دوسرا حصہ انقلابی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ لوگ حضرت کے صحیح قائم مقام ہیں۔"

افسوس ہے کہ حضرت مولانا سندھی کے ان چند الفاظ سے حضرت شیخ الہند کے مسلک اور بزرگانِ دیوبند کے خیالات کے متعلق ایک زبردست غلط فہمی پیدا ہوگئی جو جماعت دیوبند کے حالات وافکار کے بالکل خلاف ہے۔ اس سلسلہ میں اول تو ہم اسی کا انکار کرتے ہیں کہ جہاد حریت میں حضرت مولانا شیخ الہند کا فکر وہ قطعاً نہیں جو آپ کا ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت شیخ الہند اپنی زندگی کے کسی مرحلہ پر اس قدر تجدد پسند اور مغربیت سے مرعوب تھے جتنے مولانا سندھی شاید اُن لوگوں کیلئے تو قابلِ قبول ہو جو اس سے بیخبر ہیں کہ حضرت مولانا شیخ الہند کے رازدار شاگرد کوئی اور نہیں صرف مولانا عبید اللہ سندھی ہیں اور جن لوگوں کو حضرت شیخ الہند کے کاموں میں شریک رہنے کا موقع ملا ہے ان میں سے سب اس معمورۂ خاکی سے رخصت ہو چکے ہیں اور اب کوئی نہیں جو حقیقتِ حال کو اپنے زبان وقلم سے ظاہر کرسکے، لیکن ہم لوگ جو یہ جانتے ہیں کہ مولانا سندھی کا حضرت شیخ الہند سے کیا تعلق اور کیا معاملہ تھا اور مولانا سندھی اپنے افکار کا جو متفرق ذخیرہ حضرت ممدوح سے منسوب فرماتے ہیں اسکی حقیقت اصلی کیا ہے ؟ نیز یہ کہ صرف مولانا سندھی صاحب ہی کو شیخ الہند کی رفاقت کا فخر حاصل نہیں بلکہ بہت سے ایسے حضرات اب بھی موجود ہیں جو حضرت شیخ الہند کے صرف سیاسی مشن ہی کی نہیں بلکہ انکی زندگی کے رفیق ومعاون رہے ہیں اور حضرت شیخ الہند سے بعید قرب و تعلق کی بناء پر مولانا سندھی کے مقابلہ میں انکی بات حجت ہے، شاید بادل ناخواستہ بھی یہ نہیں مان سکیں گے کہ جہاد حریت میں مولانا شیخ الہند کے افکار وہ تھے جو مولانا سندھی فرماتے ہیں ؟

اور چونکہ حضرت شیخ الہند کے مستفیدین میں سے سیدنا حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی، مفتی اعظم مولانا محمد کفایت اللہ صاحب، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی خود ابھی تک بقید حیات ہیں۔ اسلئے سب سے بہتر یہ ہے کہ یا ہم ان حضرات سے دریافت کریں کہ آپکے علم کے مطابق

حضرت شیخ الہند کے افکار سیاسیہ میں اسی طرح مغربیت کی نقالی کی بیجا آمیزش تھی کہ انھیں اور مغربیت کو علیحدہ کرنے کی کوشش بھی کی جاتی تو وہ علیحدہ نہیں ہو سکتے تھے ؟ یا حضرت شیخ الہند کے ان ممتاز تلامیذ کے فکر و عمل پر خود ہمیں اگر کوئی واقفیت ہو تو ہم سوچیں کہ حضرت شیخ الہند کے افکار سیاسیہ جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں اُن میں اور مولانا سندھی کے ذریعے سے پہنچی ہوئی بات میں کیا فرق ہے ؟ اگر یہ دوسرا طریقۂ غور و فکر ارباب نظر کی نظر میں نہیں، تو میں مختصراً عرض کروں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت شیخ الہند ہندوستان میں جہاد و آزادی کے بہت بڑے علمبردار تھے۔ اس مقصد کے لئے انھوں نے بہت بڑی کوشش کی اور بہت بڑی قربانی دی۔ انکے ان دوسرے جانشینوں سے اور جماعت دیوبند میں ابتک حضرت شیخ الہند کے جو آثار باقیہ موجود ہیں ان سے اتنی بات تو ضرور متحقق و معلوم ہوتی ہے، لیکن ان جانشینوں نے نہ کبھی قولی طریقہ پر مولٰنا سندھی کی سی جدت و مغربیت کو حضرت شیخ الہند سے منسوب کیا اور نہ عملاً وہ اسکے علمبردار ہیں۔ حضرت مولانا حسین احمد صاحب تو اُس راہِ عمل کے بہت بڑے جادہ سپار ہیں، جس پر انکے شیخ و استاذ کا ہر ہر نقش قدم ابتک موجود ہے، مگر کون اندھا ہے جسنے حضرت مولانا حسین احمد صاحب کے طریقۂ کار اور فکر حیات میں ان کی ذاتی حیثیت سے، یا حضرت شیخ الہند کے نام پر اس طرح کی مغرب پرستی پائی ہے، اور کون وہ سب سے زیادہ سننے والا ہے جسنے مولانا مدنی مدظلہم کی زبان سے سنا ہے کہ حضرت شیخ الہند کا تمام ولولۂ عمل اور ذخیرۂ فکر بھی اسی طرح کی چند سطحی چیزوں پر مشتمل تھا جن میں نہ کوئی عقلی تربیت تھی اور نہ بیدار مغزی کی کوئی جھلک۔

اوپر مولٰنا سندھی کے ارشادات کے جو دو اقتباس نقل ہوئے ہیں، انکا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ مولٰنا سندھی اپنے افکار کا پیوند حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ سے لگاتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اس سلسلہ میں ہماری معروضات بالا ایسا سمجھنے والوں کی ہدایت کیلئے کافی ہیں۔ انھی اقتباسات کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ حضرت مولانا سندھی کے خیال میں مولانا

شیخ الہند کی جماعت میں دو گروہ ہوگئے۔ ایک وہ جس پر رجعیت غالب آگئی اور دوسرا وہ جو ابتک انقلابی لائحہ عمل پر سرگرم کار رہے۔ حضرت مولنٰا کے حسب ارشاد یہ دوسری قسم کے حضرات حضرت شیخ الہند کے صحیح قائم مقام ہیں۔

کاش مولانا سندھی ان دونوں گروہوں کے بعض افراد کے نام بھی اس موقع پر لے دیتے۔ اس سے یہ نقصان توضرور ہوتا کہ مولانا سندھی نے بزرگان دیوبند میں سے جن حضرات کو رجعت پسند سمجھا ہے، ان پر مولانا سندھی کا معنت کا ایک اعتراض آپڑتا۔ لیکن اس نقصان کے ساتھ یہ نفع یقینی تھا کہ مولنٰا سندھی جن حضرات کو حضرت شیخ الہند کا صحیح قائم مقام مانتے ہیں ہم خدام بھی ان سے واقف ہوسکتے اور پھر انھی سے جاکر حضرت شیخ الہند کا صحیح مسلک معلوم کرتے۔

اللہ پاک ہمیں اپنے وقت کے ایک زبردست انسان اور ایک صاف دل مجاہد پر سوء ظنی کے گناہ سے بچائے ہمیں خیال گزرتا ہے کہ مولانا شیخ الہند کی جماعت میں اپنی طرف سے یہ تقسیم فرمادینے کے باوجود دونوں گروہوں کا پورا تعارف نہ کرانے اور بات کو ابہام و اخفا میں رکھنے سے حضرت مولانا کا مقصد بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ وہ بزعم خود انقلابی ہیں اور اس بنا پر حضرت شیخ الہند کے صحیح جانشین اور انکے علاوہ مولنٰا شیخ الہند کی ساری جماعت خواہ اسمیں سیدنا مولنٰا حسین احمد مدنی سا بے مثال، نڈر اور غیر معمولی دل گردہ کا مجاہد ہو یا مفتی اعظم مولنٰا محمد کفایت اللہ سا دقیقہ رس اور صاحب فکر انسان اسمیں حضرت المحترم مولنٰا سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری سا بزرگ ہو کہ استاد کے فیض صحبت سے جسکے دل کی گہرائیوں میں مذہب و وطن کی محبت رچ بس گئی ہے یا مولانا محمد سجاد بہاری سا دیوانہ حریت کہ جسنے اپنی عمر اسی خارزار عمل کے کانٹوں کی خاطر تواضع میں صرف کر دی۔ خدا نہ کرے کہ مولنٰا سندھی سے ہمارا یہ سوء ظن صحیح ہو، اسلئے کہ دینی مسائل اور سیاسی افکار میں مولنٰا سے اختلاف کے باوجود ہم انھیں اس قسم کی سستی شہرت پر توجہ دینے

دینے والا آدمی نہیں سمجھتے۔

بھٹنڈہ کی ضلع کانگرس کمیٹی ہی میں آپ نے فرمایا کہ

"مادی ترقی کے لئے ہمیں یورپ کے لیبرل ازم اور ماکنیکل ازم دونوں کو بخوشی برداشت کرلینا چاہیئے جیسے ترکی وغیرہ ممالک میں ہو رہا ہے۔ میں اس مجموعہ کو یورپین ازم کہتا ہوں جیسے کمال پاشا نے اپنے دیہاتیوں کو استنبولیوں کے برابر بنا دیا۔ میں اسی طرح اپنے کاشتکاروں کو علی گڑھ سوسائٹی کے اعلےٰ درجہ پر لانا چاہتا ہوں"

اور لبرل ازم اور ماکینیکل ازم کی تعریف اور اس کے اثرات اس خطبہ میں خود مولانا نے یہ بیان فرمائے ہیں :۔

(۴) یورپ میں دو تحریکیں کارفرما ہیں: لیبرل ازم اور ماکینیکل ازم۔ پہلی تحریک کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ کے اکثر ممالک جمہوریہ بن گئے۔ حکومت بادشاہ کے نام سے ہو یا منتخب رئیس کے نام سے، بہر دو صورت ملک کے اہل آراء (پارلیمنٹ) کے مشورہ سے کام ہو رہا ہے۔ اس طرزِ حکومت میں برطانیہ یورپ کے لئے استاذ کا کام کرتا رہا ہے۔

دوسری تحریک کے متعلق ذرا وضاحت سے بیان کی ضرورت ہے پچھلی صدی سے یورپ صرف ہمارے ملک سے نہیں بلکہ اکثر مشرقی ممالک سے بہت زیادہ ترقی کر چکا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ ترقی تہذیب اور مذہب کی نہیں ہوئی۔ دیکھئے، ہمارا ملک آج تک باوجود ہزار کوششوں کے اپنی ہار نہیں مانتا، یورپ کی یہ ترقی اصل در ماکینیکل ازم ہے۔ یورپین اقوام نے چھوٹے بڑے کام کے لئے اسقدر مشینیں بنائی ہیں کہ مشرقی ممالک اسکے مقابلہ سے عاجز آگئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مشینیں کاریگروں کے سوا کام نہیں کرتیں۔ ان کاریگروں کو یورپ میں مزدور کہا جاتا

ہے، آپ انھیں اپنے ملک کے نا تربیت یافتہ مزدور نہ سمجھ لیجئے گا - اس مزدور جماعت کا ایک نمائندہ برٹش ایمپائر کا پرائم منسٹر رہ چکا ہے -

پھر اسی سلسلۂ کلام میں چند سطروں کے بعد مولانا نے لکھا ہے کہ

ہمارے نوجوان اگر دنیا کی قوموں کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو انھیں اس معاملہ میں برطانیہ کا شکر گذار ہونا چاہیئے - ہم نے اپنی سیاحت میں دیکھا کہ ترک، ایران، افغان اور عرب اپنے ممالک میں جمہوریت اور مشین کو ترقی دے رہے ہیں -

لبرل ازم کو چھوڑئیے کہ شاید کسی وقت اس نہج کا طرزِ حکومت ہمارے ملک کے لئے کارآمد بن سکے، مگر ما کینیکل ازم کے متعلق ہمارے تجربات بالکل ظاہر ہیں، جیسا کہ مولانا کو خود اسکے ذریعہ سے مذہب، تہذیب میں کسی ترقی کے ظہور پذیر ہونے کا پُرزور اعتراف ہے - اسی طرح ہم بھی علیٰ وجہ البصیرت یہ جانتے ہیں کہ مشینری کا یہ عہد مسعود مادیت کی نہایت پرخود غلط ترقی اور روحانیت کے نہایت افسوسناک قحط کا عہد ہے - مشینری دراصل سائنس کی عملی شکل کا نام ہے اور یہ سائنس آج جس شکل میں یورپ کے سر پر مسلط ہے اور جس صورت میں اسے حضرت مولانا ہندوستان میں پھیلانے کی سفارش فرماتے ہیں، اُس طرح یورپ کا اور یورپ کے رستہ پر چل کر مشینوں کو اپنا منتہائے نظر اور آلۂ کار بنا لینے والے تمام ملکوں کا تجربہ شاہد ہے کہ مشینوں کی اس طرح ترقی و توسیع کا نتیجہ بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ ہمارا ملک بھی مادیت کے پیچ در پیچ راستوں میں گم ہو جائے اور مشینی زندگی کے بالکل ابتدائی قدم پر تمدن و تہذیب کے جو ہولناک نقصانات پیدا ہوں، ان سب کو ہنسی خوشی برداشت کرکے اخیر میں یہ ہو کہ جس طرح آج سارا یورپ اس مشینری کی بدولت ایک شعلہ زار ہلاکت بنا ہوا ہے اور جابجا سائنس کی قہرسامانیاں اور مشینوں کی بلا انگیزیاں انسانیت کے سر پر بے دردانہ کلہاڑے چلا رہی ہیں - اسی طرح

آگ اور انگاروں کا ایک دردناک کھیل ہندوستان میں بھی کھیلا جائے۔ یورپ نے اپنے اس شوقِ مشینری کی بدولت اپنی مذہبی اور صرف مذہبی نہیں بلکہ تمدنی اور معاشرتی شعبوں میں جو نقصان برداشت کیا ہے، وہ اتنی کھلی ہوئی بات ہے کہ اس کے لئے کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ بہت حیرت ہے کہ مولانا ان تمام حقائق سے غض بصر فرما کر ہندوستان میں بھی مشینری پھیلا دینے کی سفارش کرتے ہیں۔

مولانا سندھی اکبر کے دین الٰہی کے بہت بڑے مؤید ہیں، اور اکبر کے اس دین سے اسلام کو جو عظیم ترین نقصانات پہنچے ہیں، ان سب کو نظر انداز فرما کر اسکے سیاسی پہلوؤں کی قدر و منزلت سے نہیں چوکتے۔ خاص اس "مجموعۂ خطبات" میں بھی کئی جگہ اکبر کے دین پر آپ کی پسندیدگی کے بہت سے الفاظ ملتے ہیں۔ مگر "دینِ اکبر" کے متعلق صاف طریقہ پر آپ کا نقطۂ نظر ہمیں پروفیسر مسرور کی کتاب میں ملتا ہے مولانا نے فرمایا کہ

> "چنانچہ اکبر پہلا مسلمان فرمانروا ہے جس نے اس ملک میں آزاد ہندوستانی اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی جو نہ ایران کی حلقہ بگوش تھی اور نہ عثمانی سلاطین کی تابع۔ یہ مسلمانوں کی قیادت میں ہندوستان میں قومی حکومت کی تشکیل تھی، اور اسلام کے اصول و قوانین کے اندر ہندوستانی قومیت اور ان کے تمدن و تہذیب کو زندہ کرنے کی کوشش۔"

مولانا کے ان کلمات پر ہم مولانا مسعود عالم ندوی ہی کی زبان میں عرض کرینگے کہ

> "بالکل صحیح! یعنی اکبر کی حکومت ہندوستانی قومیت اور ہندو تمدن و تہذیب کو زندہ کرنا چاہتی تھی، مگر سوال یہ ہے کہ کیا اسلام کے اصول و قوانین کے اندر رہ کر ایسا ممکن بھی ہے؟"

پروفیسر سرور کی اسی کتاب میں مولانا سے نقل کیا گیا ہے کہ

"اکبر کی حکومت حقیقت میں ہندوستانی اسلامی حکومت تھی۔ اس کے سیاسی مسلک میں ہندوستانیت کو اسلامیت پر ترجیح دی گئی تھی کیونکہ ابتدائے کار میں اسلامی حکومت کو ہندوستانی بنانے کے لئے لابدی طور پر ہندوستانیت پر زیادہ زور دینا چاہیے تھا۔"

تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ مغلوں کے زمانہ میں ہندوستان میں کوئی اسلامی حکومت قائم نہیں تھی جسے ہندوستانی بنانے کی اکبر نے خواہ مخواہ فکر کی۔ اکبر سے پہلے کی ساری حکومتیں مسلمانوں کی حکومتیں تھیں، جن میں اچھے بھی بادشاہ ہوتے تھے اور بُرے بھی۔ اکبر وہ پہلا بادشاہ ہے جس کے دور میں یہ مسلمانیت بھی ختم کر دی گئی، اور صرف اسی پر بس نہیں کی گئی بلکہ دین ہی کو اس کی جڑ سمیت اکھاڑ دینے کی زبردست مہم شروع کی گئی اور ایک نئے دین الٰہی کی بنیاد ڈالی گئی۔ حضرت مولٰنا سندھی اسے ہندوستانیت قرار دیں، مگر شروع ہزارۂ دوم سے لیکر آج تک کے سب اکابر و اعیان اسلام اسے اکبر کا کھلا ہوا الحاد و زندقہ سمجھتے چلے آئے ہیں۔ سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے زمانہ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے اکبر کے اس دینِ الٰہی کے خلاف جو زبردست جہاد فرمایا، شاید ہی کوئی بے بصر مسلمان ہو جو اس کی اہمیت سے انکار کرنے کی جرأت کرے۔ وطنیت کا جذبہ اپنی جگہ ایک اہم اور قابل قدر چیز ہے، مگر افسوس ہے کہ اچھی سے اچھی چیز افراط و تفریط کے ساتھ ہو تو تباہ کُن ہو جاتی ہے۔ اس کی صحیح مثال حضرت مولانا کی وطنیت ہے کہ جس کے جذبہ میں وہ اکبر کے دینِ الٰہی تک کے قریب میں آگئے ہیں۔ ہمیں دلی رنج ہے کہ اپنے اس نیاز مندانہ اور خادمانہ تعلق کے باوجود جو حضرت مولٰنا سندھی کی ذاتِ گرامی سے ان کے ہماری جماعت کے صفِ اول کے مشاہیر میں ہونے کی وجہ سے قائم ہے۔ نیز اُن کی مجاہدانہ سرفروشیوں اور عزم و عمل کی بے پناہیوں کی سچی قدر و

عزت کرنے کے باوصف، حضرت مولانا کی تجدد پسندی اور ان کے افکار و خیالات کے اس تشتت و بے ترتیبی نے ہمیں مجبور کیا کہ تابہ مقدور حضرت مولانا کے ان خیالات پر جماعت دیوبند کے صحیح مسلک کی وضاحت کر دیں۔ ان سے مقصد حاشا حضرت مولانا کی ذاتی کوئی مخالفت ہرگز نہیں بلکہ صرف ہندوستان کی ایک زبردست خوش عقیدہ جماعت کے متعلق پھیلی ہوئی یا مستقبل میں پھیلنے والی غلط فہمیوں کا ازالہ منظور ہے۔ ہم اپنے تمام عقیدتمندانہ اخلاص و محبت کے ساتھ اپنی اس تحریری جسارت پر حضرت مولانا کی روح سے شرمندہ ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ملاءِ اعلیٰ میں اللہ کریم کی رضا و خوشنودی کی نعمت عظیم حاصل ہو +

اَلدُّرُوْسُ الْعَرَبِیَّۃُ

اَلْاَلْعَابُ الرِّیَاضِیَّۃُ
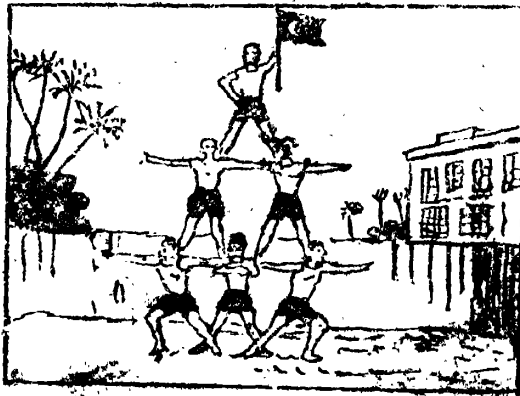
هَلْ رَأَيْتَ تَلَامِيْذَ مَدْرَسَتِنَا وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ

اَلْعَابَ الرِّيَاضِيَّةِ؟ إِنَّهُمْ تَارَةً يَمْشُوْنَ وَتَارَةً يَجْرُوْنَ وَتَارَةً يَرْفَعُوْنَ أَيْدِيَهُمْ وَيَخْفِضُوْنَهَا بِنِظَامٍ بَدِيْعٍ وَحَرَكَاتٍ مُتَّحِدَةٍ كَأَنَّهُمْ شَخْصٌ وَاحِدٌ. وَبِذَالِكَ تَقْوٰى عَضَلَاتُهُمْ وَتَصِحُّ أَجْسَامُهُمْ وَتَنْشَطُ عُقُوْلُهُمْ ◆

ترجمہ:۔

کیا تم نے ہمارے مدرسے کے لڑکوں کو ڈرل کرتے دیکھا ہے؟ وہ کبھی چلتے ہیں کبھی دوڑتے ہیں، کبھی اپنے ہاتھوں کو ایسی عجیب ترتیب اور یکساں حرکات کے ساتھ اونچے نیچے کرتے ہیں، گویا کہ وہ سب ایک تن ہیں۔ اس سے ان کے عضلے مضبوط، جسم تندرست اور عقلیں چست ہوتی ہیں ◆

بَلَدِيْ

بَلَدِيْ مِنْ ضَوَاحِي الْقَاهِرَةِ، تُحِيْطُ بِهَا الْمَزَارِعُ وَالْحُقُوْلُ، وَتُزَيِّنُهَا الْأَشْجَارُ وَالنَّخِيْلُ، بِقُرْبِهَا

يَجْرِىْ مَاءُ النِّيْلِ ، فَيَجْعَلُ مَنْظَرَهَا جَمِيْلاً وَ هَوَاءَهَا عَلِيْلاً ، فِيْهَا دَجَاجٌ وَ بَطٌّ وَ حَمَامٌ كَثِيْرٌ ، وَ بَقَرٌ وَ جِمَالٌ وَ حَمِيْرٌ . فِىْ حُقُوْلِهَا يُزْرَعُ الْقَمْحُ وَ الشَّعِيْرُ . وَ مِنْ بَسَاتِيْنِهَا يُؤْخَذُ الْعِنَبُ وَ التِّيْنُ ٭

ترجمہ :-

میرا شہر قاہرہ کے نواح میں واقع ہے۔ اس کو کھیتیاں اور کھیت گھیرے ہوئے ہیں، اور درختوں اور کھجور کے پیڑوں نے اس کو آراستہ کر رکھا ہے۔ اس کے قریب ہی دریائے نیل کا پانی بہتا ہے اور اس کے نظارے کو خوش نما اور اس کی ہوا کو خوشگوار بنائے ہوئے ہے۔ اس میں مرغیاں، بطخیں اور بکثرت کبوتر ہیں، اور بیل، اونٹ اور گدھے ہیں، اس کے کھیتوں میں گیہوں اور جو بوئے جاتے ہیں اور اس کے باغوں سے انگور اور انجیریں حاصل کی جاتی ہیں ٭

اَلْقِطَّةُ وَ الْفَارُ

فَوْزِى : اُنْظُرْ يَا حَمْدِى اِلٰى هٰذِهِ الْقِطَّةِ وَ هِىَ تُلَاعِبُ الْفَارَ .

حَمْدِى : وَ كَيْفَ تَسْتَطِيْعُ الْقِطَّةُ اَنْ تُمْسِكَ الْفَارَ وَ هُوَ يَقِظٌ سَرِيْعُ الْهَرَبِ .

فَوْزِى : اِنَّ الْقِطَّةَ تَكْمُنُ لِلْفَارِ ، فَاِذَا رَأَتْهُ انْقَضَّتْ عَلَيْهِ بِخِفَّةٍ وَ اَمْسَكَتْهُ .

حَمْدِى : وَ لِمَاذَا اَرَاهَا الْاٰنَ تُلَاعِبُهُ ؟
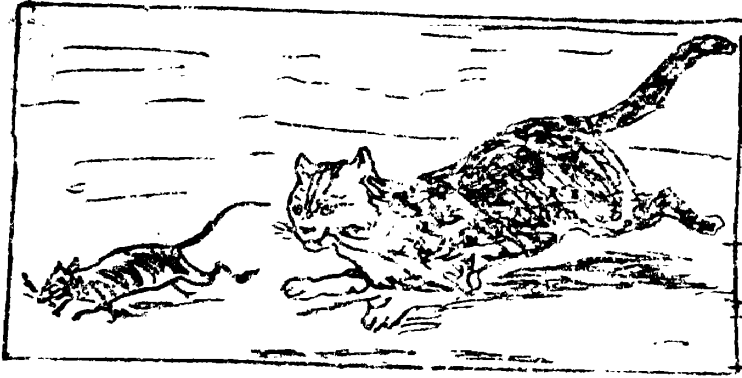
فوزی: مِنْ عَادَةِ الْقِطَّةِ اَنْ تُلَاعِبَ الفَأْرَ قَبْلَ اَنْ تَأْكُلَهُ ۔

بلّی اور چوہا

فوزی: حمدی! اس بلّی کو دیکھ چوہے سے کھیل رہی ہے۔

حمدی: وہ چوہے کو کس طرح پکڑ لیتی ہے، وہ تو بڑا چالاک اور بھاگ جانے میں چست ہے

فوزی: بلّی چوہے کی گھات میں لگی رہتی ہے، جونہی اسکو دیکھ لیتی ہے جھٹ پٹ اس پر ٹوٹ پڑتی اور اسکو پکڑ لیتی ہے۔

حمدی: اب میں اسکو اس سے کھیلتے کیوں دیکھتا ہوں ؟

فوزی: بلّی کی یہ عادت ہے کہ چوہے کو کھانے سے پہلے اس سے کھیلا کرتی ہے

مَحَبَّةُ الْوَالِدَيْنِ

اِنَّنِیْ طِفْلٌ صَغِیْرٌ
لِاَبِیْ حُبِّیْ وَ اُمِّیْ
فَاَبِیْ یُعْنٰی بِعَیْشِیْ
وَ تُزِیْلُ الْاُمُّ غَمِّیْ

وَ ھِیَ کَمْ لَاقَتْ عَنَاءً - فِیَ کَیْ یَسْلَمَ جِسْمِیْ
وَ اَبِیْ بِالْعِلْمِ رَبَّا نِیْ لِکَیْ یَحْسُنَ فَہْمِیْ
یَا اِلٰہِیْ احْفَظْھُمَا لِیْ مَعَ اَحْبَابِیْ وَ قَوْمِیْ

والدین کی محبّت

میں ننھا سا بچہ ہوں ، میری محبت اپنے ماں باپ کے لئے ہے -
میرا باپ میرے لئے مشقّت اٹھاتا ہے ، اور ماں میرا غم دُور کرتی ہے -
اس نے میرے لئے کتنی تکلیفوں کا سامنا کیا ، تاکہ میرا جسم سلامت رہے -
اور میرے والد نے علم سے میری تربیت کی تاکہ میری سمجھ اچھی ہو جائے -
اے خدا انکو میرے دوستوں اور میری قوم کے ساتھ میرے لئے محفوظ رکھ

اَلْفُصُوْلُ الْاَرْبَعَةُ

فِی السَّنَةِ اَرْبَعَةُ فُصُوْلٍ: الرَّبِیْعُ وَ الصَّیْفُ وَ الْخَرِیْفُ وَ الشِّتَاءُ .

فِی الرَّبِیْعِ یَطِیْبُ الْھَوَاءُ ، وَ یَخْضَرُّ الزَّرْعُ ، وَ تُوْرِقُ الْاَشْجَارُ ، وَ تَتَحَلَّی الْحَدَائِقُ بِالْاَزْھَارِ

فِی الصَّیْفِ یَشْتَدُّ الْحَرُّ ، وَ تَنْضَجُ الْفَاکِھَةُ وَ یَبْتَدِئُ فَیَضَانُ النِّیْلِ .

فِی الْخَرِیْفِ یَعْتَدِلُ الْھَوَاءُ ، وَ تَکْثُرُ الثِّمَارُ ، وَ یُجْنَی الْقُطْنُ ، وَ یُزْرَعُ الْقَمْحُ وَ الْبِرْسِیْمُ .

فِي الشِّتَاءِ يَشْتَدُّ الْبَرْدُ، وَ يَنْزِلُ الْمَطَرُ، وَ تَسْقُطُ اَوْرَاقُ الْاَشْجَارِ وَ يَكْثُرُ الْقَصَبُ.

چہار فصلیں

سال میں چار فصلیں (ہوتی) ہیں: فصلِ بہار، فصلِ گرما، فصلِ خزاں اور فصلِ سرما۔

بہار میں موسم اچھا ہو جاتا ہے۔ کھیتیاں ہری ہو جاتی ہیں، درختوں میں پتے نکل آتے ہیں اور باغ پھولوں کے گہنے پہن لیتے ہیں۔

گرما میں گرمی سخت ہو جاتی ہے، میوے پکتے ہیں، اور دریاءِ نیل میں طغیانی شروع ہو جاتی ہے۔

خزاں میں موسم معتدل ہو جاتا ہے، میووں کی کثرت ہوتی ہے، کپاس چنی جاتی ہے، گیہوں اور برسیم بوئے جاتے ہیں۔

موسم سرما میں سردی بڑھ جاتی ہے، مینہ برستا ہے، درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں، اور گنّا بکثرت ہوتا ہے۔

اَلْمَدْرَسَةُ
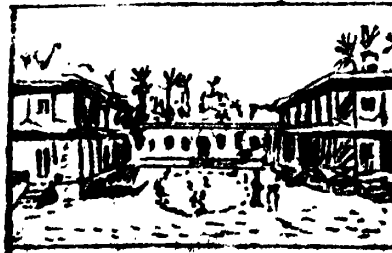
مَدْرَسَتِي وَاسِعَةٌ جَمِيْلَةٌ. وَحُجُرَاتُهَا صِحِّيَّةٌ

كَبِيْرَةٌ، وَ حَدِيْقَتُهَا مُنَظَّمَةٌ بَدِيْعَةٌ. اَذْهَبُ اِلَيْهَا فِى الصَّبَاحِ مُبَكِّرًا، وَ اَدْخُلُهَا فَرِحًا مَسْرُوْرًا. اَنَا اُحِبُّ تَلَامِيْذَ مَدْرَسَتِىْ وَ هُمْ يُحِبُّوْنَنِىْ، وَ نَخْرُجُ مَعًا لِلرِّيَاضَةِ، فَنَلْعَبُ وَ نَتَرَيَّضُ ثُمَّ نَعُوْدُ اِلٰى دُرُوْسِنَا +

مدرسہ

میرا مدرسہ کشادہ اور خوشنما ہے، اور اس کے کمرے صحن اور بڑے بڑے ہیں، اور اس کا باغیچہ با ترتیب اور عجیب ہے، میں صبح سویرے وہاں جاتا ہوں اور اس میں خوش خوش داخل ہوتا ہوں۔ میں اپنے مدرسہ کے طالبعلموں سے محبت کرتا ہوں اور وہ مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ ہم سب اکٹھے ورزش کرنے کو نکلتے ہیں۔ پھر ہم کھیلتے ہیں، ریاضت کرتے ہیں، پھر ہم اپنے سبقوں کی طرف لوٹ آتے ہیں +

الدّجاج
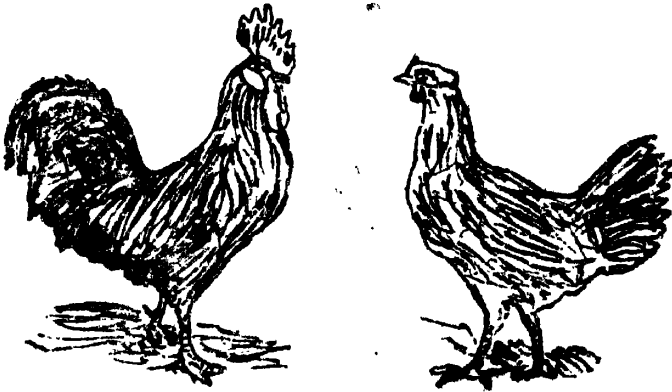
هٰذِهٖ هِىَ الدَّجَاجَةُ، وَ هٰذَا هُوَ الدِّيْكُ. شَكْلُ الدِّيْكِ جَمِيْلٌ، وَ رِيْشُهٗ لَامِعٌ طَوِيْلٌ، وَ عُرْفُهٗ

اَحْمَرُ كَبِيْرٌ. اَلدَّجَاجَةُ اَصْغَرُ مِنَ الدِّيْكِ وَ هِيَ تَبِيْضُ الْبَيْضَ وَ تَرْخُمُ عَلَيْهِ فَيَفْقِسُ وَ تَخْرُجُ مِنْهُ اَنْقَاقُ صِغَارٌ.

اَلدَّجَاجَةُ تُحِبُّ اَفْرَاخَهَا وَ تَجْمَعُهَا تَحْتَ اَجْنِحَتِهَا وَ تَحْرُسُهَا مِنَ الْقِطَّةِ.

مُرغ

یہ مُرغی ہے اور وہ مُرغا ہے۔ مُرغے کی شکل خوشنما ہے، اور اسکے پر چمکیلے لمبے لمبے ہیں، اور اسکی کلغی لال (اور) بڑی سی ہے، مرغی مرغے سے چھوٹی ہے اور وہ انڈے دیتی ہے، اور ان کو سیتی ہے، پھر انڈے پھُوٹتے اور ان میں سے چھوٹے چھوٹے بازے چوزے نکلتے ہیں۔

مُرغی اپنے چوزوں کو چاہتی اور ان کو اپنے پنکھوں کے نیچے اکٹھے کر لیتی ہے اور بلّی سے اُن کی رکھوالی کرتی ہے ۞

حِيْلَةُ فَأْرٍ

رَأَى فَأْرٌ جَرَّةً فِيْهَا عَسَلٌ. فَأَرَادَ اَنْ

يَأْكُلَ مِنْهُ. وَ لَمَّا لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْوُصُوْلِ إِلَيْهِ
خَشْيَةَ الْغَرَقِ فِيْهِ، صَارَ يُدْلِيْ ذَنَبَهُ الطَّوِيْلَ
فِي الْجَرَّةِ وَ يَغْمِسُهُ فِي الْعَسَلِ، ثُمَّ يُخْرِجُهُ وَ
يَلْحَسُ مَا بِهِ. وَ اسْتَمَرَّ عَلَى ذٰلِكَ حَتَّى شَبِعَ.

چوہے کی ہوشیاری

ایک چوہے نے ایک صراحی دیکھی جس میں شہد تھا۔ اس نے کچھ شہد کھانا چاہا اور جب وہ اُس میں ڈوب جانے کے ڈر سے شہد تک نہ پہنچ سکا تو اپنی لمبی دُم کو صراحی میں لٹکا کر اور شہد میں ڈبا کر پھر اسکو نکال کر جو شہد اسکو لگا تھا، چاٹنے لگا اور اپنے سیر ہونے تک یونہی کرتا رہا۔

صَدَاقَةُ الطُّيُوْرِ

كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يُحِبُّ الطُّيُوْرَ وَ يَمِيْلُ اِلَى اللَّعِبِ
مَعَهَا، فَكَانَ كُلَّ يَوْمٍ يُقَدِّمُ لَهَا الْحُبُوْبَ الْاَعْشَابَ وَ
الْحَشَائِشَ لِتَأْكُلَهَا وَ يَضَعُ لَهَا الْمَاءَ النَّظِيْفَ
لِتَشْرَبَ مِنْهُ وَ كَانَتِ الطُّيُوْرُ لِذٰلِكَ تُحِبُّهُ وَ تَأْتِيْ

عِنْدَهُ حِيْنَ تَرَاهُ وَ تُظْهِرُ السُّرُوْرَ وَ الْفَرَحَ بِهِ فَالرَّأْفَةُ تَجْلِبُ الْمَحَبَّةَ.

پرندوں کی دوستی

ابراہیم پرندوں کو چاہتا اور انکے ساتھ کھیلنے کی رغبت رکھتا تھا۔ ہر روز ان کے آگے دانے اور گھاس پات رکھتا تاکہ وہ اُن کو کھائیں اور انکے لئے صاف پانی رکھتا تاکہ اس میں سے پئیں۔ پرندے بھی اس لئے اس کو چاہتے تھے اور جب اسکو دیکھتے خوشی ظاہر کرتے اور اسکے ساتھ شاد ہوتے۔ پس شفقت محبت کو کھینچ لیتی ہے ÷

الْكِتَابُ

كِتَابِيْ جَدِيْدٌ، وَرَقُهُ أَبْيَضُ، وَ خَطُّهُ كَبِيْرٌ جَمِيْلٌ، فِيْهِ صُوَرٌ جَمِيْلَةٌ، وَ دُرُوْسٌ كَثِيْرَةٌ مُفِيْدَةٌ، أَنَا أُطَالِعُ فِيْهِ دَرْسِيْ وَ أَفْهَمُهُ ثُمَّ أَكْتُبُهُ بِقَلَمِيْ، وَ بِهٰذَا أَتَعَلَّمُ الْقِرَاءَةَ وَ الْكِتَابَةَ. كِتَابِيْ أُحَافِظُ عَلَيْهِ مِنَ التَّلَفِ، فَلَا

أُوَسِّخُهُ وَ لَا أُمَزِّقُهُ ، لِيَظَلَّ دَائِمًا حَسَنًا نَظِيفًا.

کتاب

میری کتاب نئی ہے۔ اس کے ورق سفید ہیں۔ اس کا خط بڑا اور اچھا ہے اس میں خوبصورت تصویریں ہیں اور بہت سے مفید سبق ہیں۔ میں اس میں اپنے سبق کا مطالعہ کرتا ہوں اور اُسکو سمجھتا ہوں اور پھر اسکو اپنے قلم سے لکھتا ہوں اور اس سے پڑھنا اور لکھنا سیکھتا ہوں۔ میں اپنی کتاب کی خراب ہونے سے حفاظت کرتا ہوں، نہ تو اسکو میلا کرتا ہوں اور نہ پھاڑتا ہوں، تاکہ ہمیشہ خوشنما اور پاک وصاف رہے +

الكُرَةُ
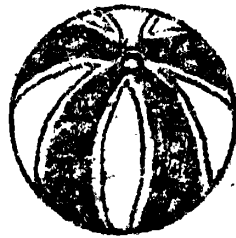
عِنْدِي كُرَةٌ صَغِيرَةٌ اشْتَرَاهَا لِي أَبِي. أَنَا أَلْعَبُ بِهَا فِي الْحَدِيقَةِ مَعَ أُخْتِي سُعَادَ ، إِذَا رَمَيْتُهَا بِيَدِي عَلَى الْأَرْضِ نَطَّتْ ، وَ إِذَا قَذَفْتُهَا بِرِجْلِي جَرَتْ بَعِيدًا ، فَأَجْرِي وَرَاءَهَا وَ أُمْسِكُهَا بِيَدِي ، وَ تُحَاوِلُ سُعَادُ أَنْ تَأْخُذَهَا مِنِّي فَلَا تَقْدِرُ . أَنَا أُحِبُّ لَعِبَ الْكُرَةِ لِأَنَّهُ

يُسَلِّينِي و يُنَشِّطُ جِسْمِيْ وَ عَقْلِي.

گیند

میرے پاس ایک چھوٹی سی گیند ہے جسے میرے والد نے میرے لئے خریدا ہے۔
میں اُس سے باغ میں اپنی بہن سعاد کے ساتھ کھیلتا ہوں۔ جب میں اسکو اپنے
ہاتھ سے زمین پر مارتا ہوں تو وہ اُچھلتی ہے اور جب میں اپنے پاؤں سے اس کو
پھینکتا ہوں، تو دُور چلی جاتی ہے۔ میں بھی اسکے پیچھے دوڑتا ہوں اور پکڑ لیتا ہوں۔
سعاد اسکو مجھ سے لینا چاہتی ہے تو لے نہیں سکتی۔ میں گیند کا کھیل پسند کرتا ہوں
اسلئے کہ وہ میرا دل بہلاتا اور میرے جسم اور عقل کو چست کرتا ہے۔

قِطَّتِيْ

قِطَّتِيْ صَغِيْرَةٌ، شَعْرُهَا نَاعِمٌ، وَ ذَيْلُهَا طَوِيْلٌ،
وَ شَكْلُهَا جَمِيْلٌ، هِيَ تَحْرُسُنِيْ إِذَا نِمْتُ، وَ تَلْعَبُ مَعِيْ
إِذَا جَلَسْتُ، هِيَ تُحِبُّ مَنْ يُلَاطِفُهَا، وَ تَخْمِشُ مَنْ
يُعَاكِسُهَا، اَنَا أُحِبُّ قِطَّتِيْ، وَ أُدَاعِبُهَا، وَ أُقَدِّمُ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

ترجمان القرآن

بارھواں پارہ ۱۲

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ

تالیف
عبدالحق عباس، ایڈیٹر پیام اسلام جالندھر شہر

ملنے کا پتہ
مدیر مکتبہ علمیہ مدرسۃ البنات جالندھر شہر

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى

وَ	مَا	مِنْ	دَآبَّةٍ	فِی (میں)	الْاَرْضِ	اِلَّا	عَلٰی (پر)
اور	نہیں	کوئی	چلنے والا		زمین میں	مگر	

اور زمین میں چلنے والا کوئی ایسا (جاندار) نہیں جس کا رزق خدا پر

اللّٰہِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ

اللّٰہِ	رِزْقُ	هَا	وَ	يَعْلَمُ	مُسْتَقَرَّ	هَا	وَ
خدا پر ہے	روزی	اس کی	اور	وہ جانتا ہے	ٹھہرنے کی جگہ	اسکی	اور

ہی نہ ہو، اور وہی جانتا ہے کہ یہاں ان کو قرار لینا اور

مُسْتَوْدَعَهَا ط كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۶ وَ

مُسْتَوْدَعَ هَا	كُلٌّ	فِیْ	كِتَابٍ	مُبِیْنٍ	۶	وَ
سونپے جانے کی جگہ اسکی	ہر ایک ہے		کتاب	روشن میں	۶	اور

کہاں ان کو سپرد (خاک) ہونا ہے ط سب کچھ ایک واضح سرنوشت میں مرقوم ہے۔ (۶)

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ

هُوَ	الَّذِیْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضَ	فِیْ	سِتَّةِ
وہ (ہے)	جس نے	بنایا	آسمانوں کو	اور	زمین کو	میں	چھ

اور وہی ہے جس نے آسمانوں کو اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا۔

اَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ

اَيَّامٍ	وَ	كَانَ	عَرْشُهٗ	عَلٰی پر	الْمَآءِ	لِ يَبْلُوَ كُمْ
دنوں	اور	تھا	اس کا تخت		پانی پر	تاکہ آزمائے تمکو

اسوقت اس کا عرش پانی پر تھا، مقصود اس سے تم کو آزمانا ہے

اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَلَئِنْ قُلْتَ اِنَّكُمْ

اَیُّ	كُمْ	اَحْسَنُ	عَمَلًا ط	وَ	لَ اِنْ	قُلْتَ	اِنَّ كُمْ
کون	تمھارا	بہت اچھا	کام کرنے میں	و	اگر	تو کہے	بیشک تم

کہ کون تم میں سے عمل کے لحاظ سے بہتر ہے ط اور اگر تو کہے کہ تم

مَّبْعُوْثُوْنَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُوْلَنَّ

مَبْعُوْثُوْنَ	مِنْ	بَعْدِ	الْمَوْتِ	لَ	يَقُوْلَنَّ	الَّذِيْنَ
اٹھائے جانے والے ہو	سے	پیچھے	مرنے کے	ضرور	کہینگے	جنہوں نے

موت کے بعد اٹھائے جانے والے ہو، تو جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہہ اٹھینگے:

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۷ وَ

كَفَرُوْا	اِنْ	هٰذَا	اِلَّا	سِحْرٌ	مُبِيْنٌ	۷	وَ
کفر کیا	نہیں	یہ	مگر	جادو	کھلا	۷	اور

یہ تو کوئی منہ بولتی جادوگری ہوئی - (۷) - اور اگر

لَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ

لَئِنْ	اَخَّرْنَا	عَنْ هُمْ	الْ عَذَابَ	اِلٰى تک	اُمَّةٍ	مَعْدُوْدَةٍ
اگر	ہم دیر کریں	ان سے	عذاب کو		مدت تک	گنی ہوئی

ہم ان سے عذاب کو ایک گنی ہوئی مدت تک پیچھے ڈال رکھیں تو ضرور

لَيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ

لَيَقُوْلُنَّ	مَا	يَحْبِسُ	هٗ	ط	اَلَا	يَوْمَ	يَاْتِيْ	هِمْ
تو کہینگے	کس چیز نے	روک رکھا ہے	اس کو	ط	سن رکھو	جس دن	آئیگا	انکے پاس

کہینگے: اس کو کس چیز نے بند کر رکھا ہے ط دیکھو جس دن وہ ان پر آجائیگا

مَصْرُوْفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا

لَيْسَ	مَصْرُوْفًا	عَنْهُمْ	وَ	حَاقَ	بِ هِمْ	مَا	كَانُوْا
نہیں	پھیرا جانیوالا	ان سے	اور	آپڑیگا	ان پر	وہ کہ	تھے وہ

تو ان سے ٹالے نہ ٹلیگا ط اور وہی ان پر آپڑیگا جس کی ہنسی اڑایا

بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۸ وَلَئِنْ اَذَقْنَا

بِ	هٖ	يَسْتَهْزِءُوْنَ	۸	وَ	لَئِنْ	اَذَقْنَا
—	اس پر	ٹھٹھے کرتے	۸	اور	اگر	ہم چکھائیں

کرتے تھے - (۸) - اور اگر ہم انسان کو

اَلْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ج

اَلْ	اِنْسَانَ	مِنْ نَا	رَحْمَةً	ثُمَّ	نَزَعْنَا	هَا	مِنْ ہ
	انسان	ہماری	کوئی مہربانی	پھر	ہم کھینچ لیں	اسکو	

اپنی کسی رحمت سے لذت آشنا کرکے پھر اسکو اس سے چھین لیتے ہیں ج

اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۹ وَ

ہُ ج	اِنَّ	ہٗ	لَ	يَئُوْسٌ	كَفُوْرٌ	۹	وَ
اس سے ج	بیشک	وہ ہو	البتہ	نا امید	ناشکرا	۹	اور

تو وہ تراس اور ناسپاس ہو جاتا ہے - (۹) - اور

لَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ

لَئِنْ	اَذَقْنَا	ہُ	نَعْمَاءَ	بَعْدَ	ضَرَّاءَ	مَسَّتْ	ہُ
اگر	ہم چکھائیں	اسکو	آسائش	پیچھے	سختی کے کہ	پہنچی	اس کو

اگر اس کو کسی تکلیف کے پیچھے جو اسے پہنچی ہو راحت کا مزہ چکھا دیں

لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّيْ ط اِنَّهٗ لَفَرِحٌ

لَيَقُوْلَنَّ	ذَهَبَ	اَلْ	سَيِّئَاتُ	عَنِّيْ ط	اِنَّ ہٗ	لَ	فَرِحٌ
تو کہنے لگے	جاتی رہیں		بُرائیاں	مجھ پر سے ط	تو وہ		اتراتا

تو کہہ اٹھیگا : میری سختیاں رخصت ہوگئیں ط اب وہ اترا اترا کر شیخیاں

فَخُوْرٌ ۱۰ لا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

فَخُوْرٌ	۱۰ لا	اِلَّا	اَلَّذِيْنَ	صَبَرُوْا	وَ	عَمِلُوْا	اَلْ
شیخی بگھارتا ہے	۱۰ لا	سوائے	انکے جنہوں نے	صبر کیا	اور	کیں	

بگھاریگا - (۱۰) - ہاں وہ لوگ ایسے نہیں ہوتے جو صبر و شکیب سے کام لیتے اور

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۱۱

صَالِحَاتِ	اُولٰئِكَ	لَ هُمْ	مَغْفِرَةٌ	وَ	اَجْرٌ	كَبِيْرٌ	۱۱
نیکیاں ط	یہ ہیں کہ	ان کے لئے	بخشش ہے	اور	ثواب	بڑا	۱۱

نیکیاں کرتے رہتے ہیں ط یہی ہیں جن کو مغفرت (نصیب) ہوگی اور بڑا اجر ملیگا (۱۱)

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحٰٓى اِلَيْكَ

فَ	لَعَلَّ	كَ	تَارِكٌ	بَعْضَ	مَا	يُوْحٰى	اِلَيْكَ
سو	شاید	تو	چھوڑنیوالا ہے	کچھ	اس کا جو	وحی کیا جاتا ہے	تیری طرف

اب کیا تو اس میں سے جو تجھ کو وحی کیا جاتا ہے کچھ ترک کر دیگا

وَضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا

وَ	ضَآئِقٌ	بِ	هٖ	صَدْرُ	كَ	اَنْ	يَقُوْلُوْا
اور	خفا ہوتا ہے		اس سے	جی	تیرا	کہ	وہ کہینگے

اور اس پر کبیدہ خاطر ہو جائے گا کہ وہ کہینگے کہ

لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ

لَوْلَا	اُنْزِلَ	عَلٰى پر	هٖ	كَنْزٌ	اَوْ	جَآءَ	مَعَ
کیوں نہ	اتارا گیا		اس پر	کوئی خزانہ	یا	(نہ) آیا	ساتھ

اس پر کوئی خزانہ کیوں نہ اترا یا اسکے ساتھ کوئی

مَلَكٌ ؕ اِنَّمَآ اَنْتَ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى

هٗ	مَلَكٌ	اِنَّمَا	اَنْتَ	نَذِيْرٌ	وَ	اَللّٰهُ	عَلٰى
اس کے	کوئی فرشتہ	بس	تو (تو)	ایک ڈرانیوالا ہے	اور	اللہ ہے	پر

فرشتہ کیوں نہ آیا ؕ تو تو بس چونکا دینے والا ہے ؕ اور ذمہ داری

كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ؕ ۱۲ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ

كُلِّ	شَيْءٍ	وَكِيْلٌ	۱۲	اَمْ	يَقُوْلُوْنَ	اِفْتَرٰى	هٗ ؕ
ہر	چیز	ذمہ دار	۱۲	یا	وہ کہتے ہیں	باندھ لایا ہے	اس کو

ہر شے پر اللہ ہی کی ہے۔ (۱۲) ۔ یا وہ کہتے ہیں : اسنے قرآن اپنے دل سے بنا لیا ہے

قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ

قُلْ	فَ	اِئْتُوْا	بِ	عَشْرِ	سُوَرٍ	مِثْلِ	هٖ
کہدے	تو	تم لے آؤ		دس	سورتیں	مانند	اس کی

تو کہدے : ایسی ہی اپنے دل سے بنائی ہوئی دس سورتیں تم بھی

مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

مُفْتَرَيٰتٍ	وَ	اُدْعُوْا	مَنْ	اِسْتَطَعْتُمْ	مِنْ دُوْنِ	اَللّٰهِ	اِنْ
باندھی ہوئیں	اور	پکار لو	جس کو	(پکار) سکو	سوائے	اللہ کے	اگر

لے آؤ، اور سوا اللہ کے جس کو بھی پکار سکو اپنی مدد کے لیے پکار لو

اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۱۳ فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا

كُنْتُمْ	صَادِقِيْنَ	۱۳	فَ	اِنْ	لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا
تم ہو	سچے	۱۳	پھر	اگر	قبول نہ کریں

اگر تم سچ کہہ رہے ہو۔ (۱۳) - پھر اگر وہ تمھارا کہنا نہ مانیں

لَكُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ

لَ كُمْ	فَ	اِعْلَمُوْا	اَنَّ	مَا	اُنْزِلَ	بِ	عِلْمِ اللّٰهِ
تمھارا کہنا	تو	جان لو	کہ	جو	اتارا گیا ہے	سے	علم اللہ کے

تو یہ جان لو کہ قرآن اللہ کے علم ہی سے اُترا ہے

وَاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ

وَ	اَنْ	لَا	اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ط	فَ	هَلْ
اور	یہ کہ	نہیں	کوئی معبود	مگر	وہ ط	اب	کیا

اور یہ بھی کہ اس کے سوا کوئی خداوند نہیں ط بتاؤ اب بھی

مُّسْلِمُوْنَ ۱۴ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا

اَنْتُمْ	مُسْلِمُوْنَ	۱۴	مَنْ	كَانَ	يُرِيْدُ	اَلْحَيٰوةَ	اَلْدُّنْيَا
تم	فرمانبردار ہو	۱۴	جو کوئی	ہو	چاہتا	زندگانی	دنیا کی

مانوگے (یا نہیں)۔ (۱۴)۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی

وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ

وَ	زِيْنَةَ	هَا	نُوَفِّ	اِلٰى	هِمْ	اَعْمَالَ	هُمْ
اور	رونق	اسکی	ہم پورے دینگے		ان کو	عمل	ان کے

آرائش کی خواہش رکھتا ہے، ہم انکو دنیا میں انکے اعمال (کے پھل) پورے پورے دے

فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۱۵ أُولَٰئِكَ

فِيهَا	وَ	هُمْ	فِيهَا	لَا يُبْخَسُونَ	۱۵	أُولَٰئِكَ
اس میں	اور	وہ	اس میں	نہ رہینگے وہ کمی میں	۱۵	یہ لوگ ہیں

دیتے ہیں اور یہاں ان سے کمی نہیں کی جاتی۔ (۱۵)۔ یہی لوگ ہیں

الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ وَ

الَّذِينَ	لَيْسَ	لَهُمْ	فِي الْآخِرَةِ	إِلَّا	النَّارُ	وَ
وہ کہ	نہیں	ان کے لئے	آخرت میں	سوائے	آگ کے	اور

جن کے لئے آخرت میں سوا آگ کے اور کچھ نہیں، اور

بَاطِلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۶ أَفَمَنْ

بَاطِلٌ	مَا	كَانُوا	يَعْمَلُونَ	۱۶	أَ	فَ	مَنْ
مٹ جائیگا	جو	رہے وہ	کرتے	۱۶	کیا	پھر	جو شخص

مٹ جائیگا جو کچھ وہ کرتے رہے۔ (۱۶)۔ اب بھلا وہ شخص

كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ

كَانَ	عَلَىٰ	بَيِّنَةٍ	مِنْ	رَبِّ	هِ	وَ	يَتْلُوهُ
ہو	پر	ایک دلیل	طرف سے	رب کی	اپنے	اور	پیچھے آتا ہے اسکے

جو اپنے رب کی طرف سے ایک روشن راہ (دلیل عقلی) پر ہو اور اسکے پیچھے اسی کی

شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ

شَاهِدٌ	مِنْ هُ	وَ	مِنْ قَبْلِ	هِ	كِتَابُ	مُوسَىٰ
ایک گواہ	اس کا	اور	پہلے سے	اس کے	کتاب	موسیٰ کی

طرف کا ایک گواہ (یعنی قرآن) بھی آگیا ہو اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب

إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ

إِمَامًا	وَ	رَحْمَةً	أُولَٰئِكَ	يُؤْمِنُونَ	بِ	هِ
پیشوا	اور	رحمت	یہی لوگ	ایمان رکھتے ہیں	اس پر	

بھی ایک رہبر و رحمت کی حیثیت میں موجود ہو (کیا ایسے اشخاص بھی منکروں اور منکروں کے برابر ہو سکتے ہیں؟ نہیں)

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ

وَ	مَنْ	يَّكْفُرْ	بِ هٖ	مِنْ اَلْ	اَحْزَابِ	فَ	اَلْ نَارُ
اور	جو کوئی	کفر کرے	اس سے	میں سے	گروہوں	پس	آگ ہے

اور دوسرے فرقوں میں سے جو کوئی اس کا کفر کریگا تو آتش ہی

مَوْعِدُهٗ ۚ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ

مَوْعِدُ	هٗ	فَ	لَا تَكُ	فِيْ میں	مِرْيَةٍ	مِنْ سے	هُ ق
وعدے کی جگہ	اس کی	سو	تو مت رہ		شبہ میں		اس سے

اس کا موعود ٹھکانا ہے سو تو اسکی طرف سے شک میں نہ رہیو

اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ

اِنَّ	هٗ	اَلْ	حَقُّ	مِنْ رَبِّ كَ	وَ	لٰكِنَّ
تحقیق	وہ		حق ہے	تیرے رب کی طرف سے		لیکن

بیشک وہ تیرے رب کی طرف سے حق و حقیقت ہے، لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۱۷ وَمَنْ

اَكْثَرَ	اَلْ	نَاسِ	لَا	يُؤْمِنُوْنَ	۱۷	وَ	مَنْ
اکثر		لوگ	نہیں	ایمان لاتے	۱۷	اور	کون

اکثر لوگ (ایسے ہوتے ہیں جو حق پر) ایمان نہیں لاتے۔ (۱۷) اور اس

اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ

اَظْلَمُ	مِنْ سے	مَنْ	اِفْتَرٰى	عَلٰى پر	اللّٰهِ	كَذِبًا	اُولٰئِكَ
زیادہ ظالم	اس سے جو		باندھے		اللہ پر	جھوٹ	یہی لوگ

شخص سے بڑھکر اور کون ظالم ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یہی لوگ

يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ

يُعْرَضُوْنَ	عَلٰى پر رَبِّ هِمْ	وَ	يَقُوْلُ	اَلْاَشْهَادُ
پیش کئے جائینگے	اپنے رب پر	اور	کہینگے	گواہ

اپنے مالک کے رُوبرو لائے جائینگے اور گواہی دینے والے کہینگے؛

لَهَا الطَّعَامَ لِتَأْكُلَ ، وَ الْمَاءَ النَّظِيْفَ لِتَشْرَبَ .

میری بلّی

میری بلّی چھوٹی سی ہے ۔ اس کے بال ملائم ہیں ، اُس کی دُم لمبی ہے ۔ اُس کی شکل خوشنما ہے ۔ جب میں سوتا ہوں تو وہ میری رکھوالی کرتی ہے ، اور میرے ساتھ کھیلتی ہے جب میں بیٹھتا ہوں ۔ وہ اس کو چاہتی ہے جو اس کے ساتھ نرمی کرتا ہے ، اور اس کو نوچتی ہے جو اس کو کھجاتا ہے ۔ میں اپنی بلّی کو پیار کرتا ہوں اور اس سے لاڈ کرتا ہوں اور اسکو کھانے کے لئے کھانا اور پینے کے لئے صاف پانی پیش کرتا ہوں ۔

كَلْبِي

كَلْبِي لَطِيْفٌ وَ جَمِيْلٌ ، لَوْنُهُ أَسْوَدُ وَ شَعْرُهُ كَبِيْرٌ ، وَ فَمُهُ وَاسِعٌ وَ ذَيْلُهُ طَوِيْلٌ .
أَنَا أُحِبُّ كَلْبِي كَثِيْرًا ، وَ أُطْعِمُهُ وَ أُشْبِعُهُ بِنَفْسِي ، وَ أُعْنَى بِنَظَافَتِهِ ، هُوَ يَحْرُسُنِي لَيْلًا

نِمْتُ، وَ يَتْبَعُنِي إِذَا سِرْتُ، وَ يُرَافِقُنِي فِي
النُّزْهَةِ وَ فِي صَيْدِ الطُّيُوْرِ، وَ يَحْمِي الْأَغْنَامَ.

میرا کُتّا

میرا کُتا مہربان اور خوبصورت ہے۔ رنگ اس کا کالا ہے۔ بال اس کے بڑے بڑے ہیں۔ مُنہ اس کا فراخ ہے، دُم اس کی لمبی ہے۔

میں اپنے کتے کو بہت چاہتا ہوں اور اس کو خود کھلاتا اور سیر کراتا ہوں اور اس کی صفائی کا دھیان رکھتا ہوں۔ وہ میری پاسبانی کرتا ہے جب میں سوتا ہوں، اور میرے پیچھے ہو لیتا ہے جب میں چلتا ہوں اور سیر و تفریح اور پرندوں کے شکار میں میرا ساتھ دیتا ہے اور بھیڑ بکریوں کی حفاظت کرتا ہے۔

مَنْزِلِي صِحِّيٌّ جَمِيْلٌ، غُرَفُهُ وَاسِعَةٌ، وَ

نِظَامُهُ بَدِيعٌ، يَدْخُلُهُ الضَّوْءُ وَ الْهَوَاءُ النَّقِيُّ،
فِيهِ حُجُرَاتٌ كَثِيرَةٌ : مِنْهَا مَا هُوَ لِلْجُلُوسِ،
وَ مِنْهَا مَا هُوَ لِلنَّوْمِ، وَ مِنْهَا مَا هُوَ لِلضُّيُوفِ،
وَ أَمَامَهُ حَدِيقَةٌ بَدِيعَةٌ فِيهَا الْأَشْجَارُ وَ
الْأَزْهَارُ، أَنَا أُقِيمُ فِيهِ مَعَ أَبِي وَ أُمِّي
وَ إِخْوَتِي، وَ نَعْتَنِي دَائِمًا بِنَظَافَتِهِ ۔

میرا گھر

میرا گھر صحت افزا اور خوشنما ہے، کمرے اس کے کشادہ ہیں اور ترتیب
س کی نرالی ہے۔ روشنی اور صاف ہوا اس میں داخل ہوتی ہے۔ اس میں بہت
سے کمرے ہیں : کوئی ان میں سے بیٹھنے کے لئے ہے اور کوئی ان میں سے سونے
ے لئے اور کوئی ان میں سے مہمانوں کے لئے۔ اس کے آگے ایک عمدہ باغ
ے جس میں درخت اور پھول ہیں۔ اس میں اپنے ماں باپ اور بھائیوں کے ساتھ
ہتا ہوں۔ ہم ہمیشہ اس کی صفائی کا خیال رکھتے ہیں ۔

اَللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
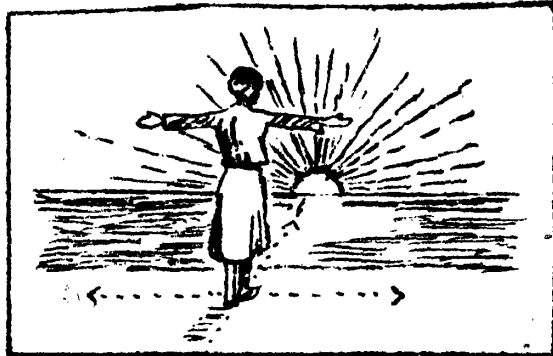
إِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ طَلَعَ النَّهَارُ، فَتُغَرِّدُ الطُّيُوْرُ، وَ تَخْرُجُ مِنْ عِشَاشِهَا لِلْبَحْثِ عَنْ قُوْتِهَا، وَ يَذْهَبُ النَّاسُ إِلٰى عَمَلِهِمْ، فَالتِّلْمِيْذُ إِلٰى مَدْرَسَتِهٖ، وَ الْفَلَّاحُ إِلٰى حَقْلِهٖ، وَ الصَّانِعُ إِلٰى مَصْنَعِهٖ وَ التَّاجِرُ إِلٰى مَحَلِّ تِجَارَتِهٖ، فَإِذَا أَتَى اللَّيْلُ عَادَ كُلُّ وَاحِدٍ إِلٰى بَيْتِهٖ لِيُرِيْحَ نَفْسَهٗ مِنْ تَعَبِ الْعَمَلِ بِالنَّهَارِ ❖

رات ۔ دن

جس وقت سورج نکلتا ہے دن نکلتا ہے، پرندے چہچہاتے ہیں اور اپنے گھونسلوں سے اپنی خوراک کی تلاش میں نکلتے ہیں، لوگ اپنے اپنے کام پر جاتے ہیں، طلبہ مدرسہ کو، کسان اپنے کھیت میں، کارنگیر اپنے کارخانے کو، سوداگر اپنی تجارت کی کوٹھی میں۔ پھر جب رات آتی ہے ہر شخص اپنے گھر کو لوٹتا ہے تاکہ دن کے کام کی تکان سے اپنے آپ کو آرام دے ❖
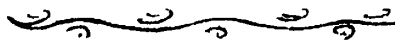
بسم اللہ الرحمن الرحیم

جالندھر شہر

جلد ۱۶ | جولائی ۱۹۴۵ء - رجب ۱۳۶۴ھ | نمبر ۷

صالح بن مسرح

(قتل سنة ۸۲ ھ وكان ناسكا زاهدًا مصفر الوجه صاحب العبادة، وكان يقيم بارض الموصل، وله اصحاب يقرئهم القرآن ويفقههم فى الدين ويقص عليهم القصص.

وكان صالح بن مسرح التميمى هذا يرى رأى الصفرية: وقد حج فى سنة ۷۵ مع شبيب بن يزيد الشيبانى و سويد والبطين وغيرهم من الخوارج — وكان عبدالملك قد حج فى تلك السنة — فهم شبيب ان يفتك به ولكنه لم يجد فرصة سانحة لقتله.

قالوا: وعلم عبدالملك باخبارهم فكتب الى الحجاج ليطلبهم

"فَلَمَّا شَدَّ عليهم الحارث بن عميرة في جماعةِ اصحابه انكشف سويد وضارب شبيبٌ حتیٰ صرع و ثبت صالح بن مسرّح فقُتِلَ."

كيف أوقد نار الفتنه

"ما ادری ما تنتظرون ؟
حتیٰ متیٰ انتم مقيمون ؟
هذا الجورُ قد فشا . و هذا العدلُ قد عفا، و لا تزداد الولاةُ على الناس الاّ غلوًّا و عتوًّا و تباعُدًا عن الحقّ وجرأةً على الرّب، فاستعدوا و ابعثوا الى اخوانكم الذين يريدون — من انكار الباطل و الدعاء الى الحق مثل الذی يريدون فيأتوكم فنلتقی و ننظر فيما نحن صانعون وفی ای وقت ان خرجنا نحن خارجون"

صالح بن مسرح

هكذا كان يوقد صالح نار الفتنة و يحثّ اصحابه من الخوارج و يذيع دعوته بين الناس و يتخذ من زهده و نسكه — أو من تظاهره بالزهد والنسك على الاصح وسيلة الى استنفار المسلمين لقتال اخوانهم من المسلمين و تمزيق وَحدتهم و شق عصا الطاعة على الحكام، و ايقاظ نارِ فتنة [illegible] طالما ايقظها اضرابه

من الخوارج فشغلت الامم الاسلامية بعضهم ببعض و اضاعت من قواها ما لو وجهت بعضه الى الغزو لتضاعف انتصارها أو الى الاصلاح لاتى باطيب الثمار.

نموذج من قصصه

و اليك نموذجا من قصصه الذى كان يذيعه بين الناس مؤيدا به مذهبه و وجهة نظره.

فقد كان يكثر من حمد الله والصلاة على نبيه وعلى أبي بكرؓ و عمرؓ ليمهد بذلك الى الطعن على عثمانؓ و علىؓ و كافة المسلمين و التحريض على سفك الدماء و قتل الابرياء.

و مما نذكره من كلامه قوله :-

"ان فراق الفاسقين حق على المؤمنين، قال تعالى فى كتابه :-

" و لا تصلِّ عَلىٰ احدٍ منهم مات أبدًا ، و لا تَقُمْ علىٰ قبره ، انهم كفروا بِاللّٰهِ و رسوله وماتوا وهُم فٰسقون."

الىٰ ان يقول :-

" الاَمِن نعمة الله على المؤمنين أن بعث فيهم رسولا من انفسهم فعَلّمَهُم الكتاب والحكمة و زكاهم وطهرهم ووفقهم فى دينهم وكان بالمؤمنين رؤوفا رحيما ـ حتى قبضه الله (ص)، ثمّ ولىّ الامر من بعده التقى الصديق ـ على الرضى من المسلمين ـ فاقتدى بهديه واستنّ بسنته

حتی لحق بالله — رحمه الله — واستخلف عمر فولاه الله أمر هذه الرعية، فعمل بكتاب الله واحيا سنة رسول الله ولم يخف فى الله لومة لائم حتى لحق به رحمة الله عليه"۔

ومتى اتم مدحه الرسول وخليفتيه انتقل الى بيت القصيد الذى مهد اليه بهذا التمهيد، وهو الطعن على كل مسلم لا يرى رأى الخوارج وسب الخليفتين عثمان وعلى ومن تلاهما من الخلفاء. فيقول:-

"وولى المسلمين — من بعده — عثمان فاستأثر بالفئ وعطل الحدود وجار فى الحكم واستذل المؤمن وعزز المجرم، فسار اليه المسلمون فقتلوه فبرئ الله منه ورسوله وصالح المؤمنين.

وولى أمر الناس — من بعده — على بن أبى طالب فلم ينشب أن حكم فى أمر الله الرجال، وشك فى اهل الضلال، فنحن من علىّ واشياعه براء"۔

ومتى انتهى من هذه المرحلة الثانية وهى الطعن على عثمان وعلىّ من سار على اثرهما اتخذ من طعنه تكأة للوصول الى غرضه الذى أراد التمهيد اليه، وهو الثورة واشعال نار الفتنة عن طريق التظاهر بالغضب للدين والغيرة عليه والحث على طاعة الله، فيقول:-

"فتيسروا — رحمكم الله — لجهاد هذه الاحزاب

المتحزبة و ائمة الضلال الظلمة و للخروج من دار الفناء الى دار البقاء و اللحاق الى اخواننا المؤمنين الموقنين الذين باعوا الدنيا بالاخرة و انفقوا اموالهم التماس رضوان الله فى العاقبة.

و لا تجزعوا من القتل فى الله فان القتل أيسر من الموت، والموت نازل بكم غير ما ترجم الظنون، فمفرق بينكم و بين آبائكم و ابنائكم وحلائلكم و دنياكم، وان اشتد لذلك كرهكم وجزعكم.

ألا فبيعوا الله انفسكم و أموالكم طائعين تدخلوا الجنة أمنين و تعانقوا الحور العين.

جعلنا الله و اياكم من الشاكرين الذاكرين يهدون بالحق و به يعدلون "۔

كتاب شبيب الى صالح

نشط اصحاب صالح يذيعون دعوته و يتراسلون و انهم لذلك اذ جاءهم كتاب من شبيب بن يزيد الشيبانى يحثهم على الاسراع فى الجهاد، و يقول لصالح:

" أما بعد فقد علمت انك كنت أردت الشخوص وقد كنت دعوتنى الى ذلك فاستجبت لك، فان كان ذلك اليوم من شأنك فأنت شيخ المسلمين و لن نعدل بك منا احدا، و ان اردت تاخير ذلك اليوم اعلمتنى، فان

الآجال غادية و رائحة و لا أمن ان تخترمني المنية و لما اجاهد الظالمين. فيا لهُ غبنًا و يا له فضلاً متروكًا.

جعلنا الله و اياك ممن يريد بعمله الله و رضوانه و النظر الى وجهه و مرافقة الصالحين فى دار السلام، والسلام عليك ''

رد صالح على شبيب.

و قد كتب اليه صالح يقول:-

" اما بعد. فقد كان كتابك وخبرك ابطأ عنى حتى أهمنى ذلك، ثم ان امرأً من المسلمين نبأنى بنبأ مخرجك و مقدمك فنحمد الله على قضاء ربنا.

و قد قدم علىّ رسولك بكتابك فكل ما فيه قد فهمته ونحن فى جهاز واستعداد للخروج و لم يمنعنى من الخروج الا انتظارك. فاقبل الينا ثم اخرج بنا متى احببت فانّك ممن لا يستغنى عن رأيه و لا تقضى دونه الامور. و السلام عليك "

انضمام شبيب الى صالح

لم يكد يصل كتاب صالح الى شبيب حتى بعث الى نفر من اصحابه فجمعهم اليه ثم خرج الى صالح فلما لقيه قال لهُ :-

"اخرج بنا — رحمك الله — فو الله ما تزداد السنة الا دروساً و لا يزداد المجرمون الّا طغياناً."

فاجابه صالح الى ذلك و بعث الى اصحابه وواعدهم الخروج فى هلال صفر سنة ۷۶. فلما كانت الليلة التى اتفقوا عليها اجتمعوا و خرج صالح بهم وكانوا مائة و عشرين رجلا.

دواب محمد بن مروان

"هذه دواب لمحمد بن مروان فى
هذا الرستاق فابدؤا بها فشدوا عليها
فاحملوا ارجلكم و تقوّوا بها على عدوّكم"
(صالح)

و لقد كانوا متعطشين الى الشر فبدؤا عدوانهم بأخذ تلك الدواب فحملوا رجالتهم عليها. صاروا فرسانا و تحصن منهم أهل دارا و أهل نصيبين.

المعركة الاولى

و استخف بهم محمد بن مروان حين بلغه امرهم فبعث اليهم أحد قوّاده[1] فى الف رجل. و أراد القائد أن يهادنهم فبعث اليهم رسولا يخبرهم انه يلقاهم وهو كاره و يطلب اليهم ان ينصرفوا عن هذا البلد الى غيره فحبسوا الرسول و دهموا ذلك الجيش — و هو على

(۱) هو عدى بن عدى بن عميرة.

غیر تعبیة و قائدهم یصلی الضحی ــ فهزموه و هرب عدی و اصحابه و انتهبوا اموالهم و اسلابهم.

الموقعة الثانية

لم یکد یعلم محمد بن مروان بهزیمة الجیش حتی غضب وارسل قائدین من قواده علی جیشین : عدد کل جیش منهما الف وخمسمائة فارس وطلب الی القائدین التعجیل بالخروج الیه و قال لهما :ــ

"اخرجا الی هذه الخارجة الخبیثة، وعجلا الخروج و أغذا السیر، فأیکما سبق صاحبه فهو الامیر علی صاحبه.

قالوا :ــ

فخرجا من عنده فأغذا السیر وجعلا یسألان عن صالح بن مسرح فیقال لهما :ــ

"إنه توجه نحو آمد".

فاتبعاه حتی انتهیا الیه ــ وقد نزل علی اهل آمد ــ فنزلا لیلا فخندقا وانتهیا الیه ــ و هما متساندان ــ کل واحد منهما فی اصحابه علی حدته. فوجه صالح شبیبا الی احداهما فی شطر اصحابه وتوجه الی الآخر فی الشطر الثانی.

"روایه شاهد عیان"

و بدأ القتال من العصر الی المساء.

قال أحد اصحاب صالح :-

صلی بنا صالح العصر ثم عبأنا لهم فاقتتلنا كأشد قتال اقتتله قوم قط.

وجعلنا — والله — نرى الظفر، يحمل الرجل منا على العشرة منهم فيهزمهم وعلى العشرين فيهزمهم.

وجعلت خيلهم لا تثبت لخيلنا. فلما رأى اميرهم ذلك ترجلا وأمر اجل من معهما فترجل.

فعند ذلك جعلنا لا نقدر منهم على الذي نريد.

اذا حملنا عليهم استقبلتنا رجالتهم بالرماح ونضحتنا رماتهم بالنبل، وخيلهم تطاردنا في خلال ذلك. فقاتلناهم إلى المساء، حتى حال الليل بيننا وبينهم وقد أفشوا فينا الجراحة وأفشيناها فيهم.

و والله ما أمسينا حتى كرهناهم وكرهونا وقد قتلوا منا نحوا من ثلاثين رجلا وقتلنا منهم اكثر من سبعين فوقفنا مقابلهم ما يتقدمون علينا وما نتقدم عليهم. فلما امسوا رجعوا الى عسكرهم ورجعنا الى عسكرنا.

وقد اجتمع صالح واصحابه للشورى فقال شبيب:-

"انا قد لقينا هؤلاء القوم فقاتلناهم وقد اعتصموا بخندقهم فلا أرى ان نقيم عليهم"

فوافقه صالح على رأيه وخرجوا في ليلتهم سائرين حتى

وصلوا الى ارض الموصل ثم قطعوها و مضوا حتی قطعوا الدسکرة۔

الموقعة الحاسمة

ولم یکد یعلم الحجاج بذلك حتی بعث الیهم "الحارث بن عمیرة" فی ثلاثة الاف رجل، فلقیهم فی احدی قری الموصل — و صالح فی تسعین رجلا — فعبی صالح اصحابه فی ثلاثة کرادیس فی کل کردوس ثلاثون رجلا۔ فهو فی کردوس و شبیب فی کردوس فی میمنة و سوید فی کردوس فی المیسرة۔

مصرع صالح

قالوا:—

"فلما شد علیهم الحارث ابن عمیرة — فی جماعة اصحابه — انکشف سوید و ثبت صالح بن مسرح فقتل و ضارب شبیب حتی صرع"[1]

(۱) قالوا ان شبیبا صرع عن فرسه فوقع فی رجاله، فشد علیهم فانکشفوا فجاء حتی انتهی الی موقف صالح بن مسرح واصابه قتیلا فنادی:—

"إلیّ یامعشر المسلمین" فلاذوا به

فقال لاصحابه:— "لیجعل کل منکم ظهره الی ظهر صاحبه و لیطاعن عدوه اذا أقدم علیه حتی ندخل هذا الحصن و نری رأینا"۔ ففعلوا حتی دخل الحصن۔"

صالح بن مسرح

(۷۶ھ میں مارا گیا۔ بڑا عابد و زاہد زرد رو، صاحب عبادت تھا، موصل میں رہتا تھا، اس کے کچھ اصحاب تھے، جن کو قرآن پڑھاتا، دین سکھاتا، اور وعظ سنایا کرتا تھا۔

یہ صالح بن مسرح تمیمی فرقہ صفریہ کا ہمخیال تھا۔ ۷۵ھ میں شبیب بن یزید شیبانی، سوید بطین وغیرہ خوارج کے ساتھ حج کیا۔ اسی سال عبدالملک نے بھی حج کیا تھا۔ شبیب نے اسکو ٹھکانے لگانا چاہا، لیکن اسکے قتل کا موقع نہ پایا۔

کہتے ہیں: عبدالملک کو بھی ان لوگوں کا حال معلوم ہو گیا تو حجاج کو ان کی طلب کے لئے لکھا۔)

"پھر جب حارث بن عمیرہ اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں ان پر حملہ آور ہوا، تو سوید نے پشت دکھائی، شبیب لڑتے لڑتے گر گیا، اور صالح بن مسرح جارہا اور مارا گیا۔"

کس طرح فتنے کی آگ بھڑکائی؟

"خبر نہیں، کس بات کے منتظر ہو، کب تک بیٹھے رہو گے؟ یہ جور و ستم کہ پھیل چکا ہے، یہ عدل و انصاف ہے کہ مٹ چکا ہے۔ حکام لوگوں پر دن بہ دن سختی اور تعدی میں بڑھتے اور حق سے دور اور رب کے حضور گستاخ ہوتے چلے جارہے ہیں، پس تیار ہو جاؤ اور اپنے ان بھائیوں کو پیغام دو جو تمھاری طرح انکار باطل اور دعوت الی الحق کا آہنگ رکھتے ہیں۔ وہ تمھارے پاس آئیں گے تو ہم سوچیں گے کہ ہم کو کیا کرنا ہے اور کس وقت وہ ہمارے ساتھ ہو کر نکلیں گے۔"

صالح بن مسرح

صائع اس طرح آتشِ فتنہ کو مشتعل کرتا، اپنے خارجی ساتھیوں کو برانگیختہ کرتا اور لوگوں میں اپنی دعوت کی اشاعت کرتا، اور اپنے زہد و ریاضت کو یا زیادہ صحیح قول کے مطابق اپنی زاہدانہ نمائش کو مسلمانوں کے اپنے مسلمان بھائیوں کی جنگ پر اکسانے، ان کے ایکے کو توڑنے، حکام کی اطاعت سے منحرف کرنے اور اس فتنۂ دراز کو بیدار رکھنے کا وسیلہ بناتا رہا جس کو اس کے ہم جنس خوارج نے مدت مدید تک بیدار رکھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی امتوں سے باہم گردست وگریباں ہو کر اپنی ان قوتوں کو ضائع کر دیا جن کا کچھ حصہ اگر غزو جہاد میں صرف کر دیا جاتا تو ان کی فتوحات کا دامن بہت وسیع ہو جاتا، یا اگر ان کو اصلاح کی طرف متوجہ کر دیا جاتا تو نہایت شیریں نتائج حاصل ہوتے۔

وعظوں کا نمونہ

اب اس کے وعظوں کا نمونہ ملاحظہ فرمائیے جن کی اشاعت وہ اپنے مذہب اور نقطہ نظر کی تائید کے لئے کیا کرتا تھا۔

اللہ کی حمد بکثرت کرتا اور پیغمبر خدا، ابوبکرؓ اور عمرؓ پر بہت بہت درود بھیجتا تاکہ اسکو عثمانؓ و علیؓ اور تمام مسلمانوں پر طعن کرنے اور خوں ریزی اور بےگناہوں کے قتل پر ابھارنے کی تمہید بنائے۔

اس کے کلام کے بعض فقرے ملاحظہ فرمائیے :-

یقیناً فاسقوں کی مفارقت مومنین پر لازم ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

"تو ان میں سے کسی پر جو مر گیا ہے کبھی نماز (جنازہ) نہ پڑھ، اور نہ اس کی قبر پر کھڑا ہو، انھوں نے اللہ سے اور اسکے پیغمبر سے کفر کیا اور وہ فاسق رہ کر مرے۔

پھر وہ کہتے کہتے یہانتک پہنچا :-

سنو! مومنوں پر ایک یہ بڑی نعمت ہے کہ اللہ نے ان میں انھی کا ایک پیغمبر بھیجا

س نے ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دی، ان کا تزکیہ کیا، ان کی تطہیر کی اور اُن کو اُنکے
دین میں سیدھے چلایا اور وہ اہل ایمان پر شفیق و مہربان تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
نے ان کو بلا لیا۔ پھر مسلمانوں کی رضا سے اُن کے جانشین پاک و پرہیزگار حضرت
صدیقؓ ہوئے اور جاں بحق ہونے تک اُن ہی کے طور و طریق پر عمل پیرا رہے۔ پھر انھوں
نے عمرؓ کو خلیفہ بنایا اور اللہ نے اس امت کے امورِ حکومت کو ان کے ہاتھ دیا تو انھوں
نے بھی کتاب اللہ پر عمل کیا اور رسول اللہؐ کی سنت کو زندہ رکھا اور رحمتِ الٰہی سے
پیوست ہونے تک اللہ کے بارے میں کسی ملامتگر کی ملامت سے اندیشہ نہ کیا۔

جب پیغمبرِ خدا اور ان کے دونو خلفاء کی مدح و ثنا کر لیا، تو جس مقصد خاص کے
لئے یہ تمہید اٹھائی تھی، یعنی ہر مسلم پر جو خوارج کا ہمنوا نہ ہو طعن اور عثمانؓ و علیؓ اور
ان کے بعد آنے والے خلفاء کی بدگوئی:

وہ کہتا تھا:-

اس کے بعد مسلمانوں کی زمامِ حکومت عثمان کے ہاتھ آئی۔ اس نے خراج اپنی
ذات کے لئے مخصوص کر لیا، شرعی سزاؤں کو معطل کر دیا، فیصلوں میں ناانصافی کی،
مومن کو ذلیل کیا، مجرم کو عزیز رکھا۔ اس پر مسلمانوں نے جا کر اس کو قتل کر دیا، پس
اللہ اور رسول اور نیک ایمان داروں نے اس سے اظہارِ برأت کیا۔

اور اس کے پیچھے لوگوں کے ولیِ امر علیؓ بن ابی طالب ہوئے۔ انھوں نے خدا کے
امر میں انسانوں کو حکم بنانے میں تامل نہ کیا اور گمراہی والوں کے حق میں شک کیا،
سو ہم علیؓ اور اسکے پیرودں سے بیزار ہیں۔

پھر جب وہ اس دوسرے مرحلے کو جو عثمان و علی اور ان کے پیرودں پر طعن کرنا ہے
ختم کر لیتا تو وہ اس طعن کو اس غرض کی تحصیل کا سہارا بناتا جس کے لئے یہ تمہید
اٹھائی تھی، اور وہ غرض تھی شورش پھیلانا ... دین کی حمیت و غیرت اور طاعت

الٰہی کی ترغیب کے پیرائے میں آتشِ فتنہ کو مشتعل کرنا۔ پھر وہ کہتا:

پس آمادہ ہو جاؤ، خدا تم پر رحم کرے، اس جتھے بند گروہ اور گمراہی کے ان ظالم پیشواؤں کے ساتھ جہاد و قتال کرنے کے لئے اور دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف نکلنے اور ان ایماندار اور صاحبِ یقین بھائیوں کے ساتھ جا ملنے کے لئے جنھوں نے دنیا کو آخرت کے عوض فروخت کر دیا اور اپنے مالوں کو آخرت میں اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے صرف کر ڈالا۔

اور راہِ خدا میں قتل ہونے سے نہ گھبراؤ کیونکہ قتل ہونا مرنے سے کہیں آسان ہے اور مرگ تو لامحالہ تم پر آ ترنے والی ہے اور تم کو تمھارے باپوں، بیٹوں، بیویوں سے اور تمھاری دنیا سے جدا کرنے والی ہے، گو تم اسکو کتنا ہی ناپسند کرو اور اس سے کتنا ہی گھبراؤ۔

سنو! اللہ کے پاس اپنی جانیں اور اپنے مال رغبت کے ساتھ بیچ ڈالو، تاکہ بے دھڑک جنت میں داخل ہو جاؤ اور حورانِ جنت کے گلے ملو۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو ایسے ذاکر و شاکر بنا دے جو حق کے ساتھ ہدایت اور معدلت کرتے ہیں۔

شبیب کا خط صالح کے نام

صالح کے اصحاب بڑی چستی سے اس کی دعوت پھیلانے اور لوگوں سے خط و کتابت کرنے لگے۔ اسی اثنا میں شبیب بن یزید الشیبانی کا خط ان کو پہنچا جس میں وہ ان کو جہاد میں جلدی کرنے پر برانگیختہ کرتا اور صالح سے کہتا ہے:-

اما بعد- مینے جان لیا ہے کہ تو نے خروج کا ارادہ کیا ہے اور مجھ کو اسکی دعوت دی ہے اگر یہ دن تیری شان کا دن ہوا تو تو شیخ المسلمین ہے اور ہم کسی کو تیرے برابر نہ ٹھہرائینگے، اور اگر تجھ کو اس دن میں دیر کرنا منظور ہو تو مجھ کو بتا دے کیونکہ عمریں صبح و شام تمام ہوتی رہتی

ہیں اور میں اس سے بخت نہیں کہ موت مجھکو نیست و نابود کردے اور میں ظالموں سے جہاد نہ کرنے پاؤں۔ یہ کیسا سخت نقصان ہے اور کیسی ترک شدہ فضیلت۔

اللہ تعالیٰ ہم کو اور تجھ کو ان لوگوں میں سے کرے جن کو اپنے عمل سے اللہ کی خوشنودی اور اسکے وجہ کریم کا دیدار اور دارالسلام میں صالحین کی رفاقت مطلوب ہوتی ہے۔

والسلام علیک۔

صالح کا جواب نامہ

صالح نے جواب لکھا: تمھارے خط اور تمھاری خیر نے دیر کی جس سے مجھ کو فکر ہوا پھر ایک مسلمان شخص نے تمھاری برآمد اور آمد کی خبر پہنچائی، سو ہم اپنے رب کی قضا پر اللہ کی تعریف کرتے ہیں۔

تمھارا ایلچی میرے پاس تمھارا خط لایا، جو کچھ اس میں ہے، میں نے سمجھ لیا ہے، ہم خروج کی طیاری اور برساختگی میں ہیں بجز تمھارے انتظار کے اس سے کوئی مانع نہیں تم ہماری طرف آؤ، پھر ہم کو لے کر جب چاہو نکل پڑو، کیونکہ تم ان لوگوں میں سے ہو کہ نہ تو ان کی رائے سے بے نیازی ہو سکتی ہے اور نہ ان کے امور طے پا سکتے ہیں۔ والسلام علیک۔

شبیب کا صالح سے آملنا

صالح کا خط پہنچتے ہی شبیب نے اپنے کچھ اصحاب کے پاس پیغام بھیجکر ان کو بلا لیا اور ان کو جمع کر کے صالح کی طرف چل نکلا، اور جب اس سے ملا تو بولا:۔

ہمیں لیکر نکل، خدا تجھ پر رحمت کرے۔ بخدا سنت ناپید ہوتی جاتی ہے اور مجرموں کی طغیانی میں دن بدن اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

صالح نے اس کی بات مان لی اور اپنے اصحاب کے پاس پیغام بھیجکر صفر ۷۶ھ کے چڑھتے چاند چڑھائی کی اطلاع ان کو کر دی۔ پھر جب وہ رات آئی تو سب جمع ہو گئے

اور صالح ان کو لے کر نکل پڑا اور وہ سب ایک سو بیس آدمی تھے۔

محمد بن مروان کے مواشی

"اس نواح میں محمد بن مروان کے مواشی ہیں پہلے انھی پر دھاوا بولو اور اپنے پیادوں کو سوار کر دو اور اپنے دشمن کے خلاف تقویت حاصل کرو۔　　(صالح)

وہ تو شرارت کے پیاسے ہی تھے، انھوں نے ان مواشی کو پکڑنے میں دراز دستی شروع کر دی اور ان پر اپنے پیادوں کو بٹھا کر اُن کو پیادوں سے سوار بنا دیا اور دارا اور نصیبین والے قلعہ بند ہو گئے۔

پہلا معرکہ

محمد بن مروان کو جب ان کے حال کی خبر پہنچی، تو ان کے معاملے کو خفیف سمجھ کر اپنا ایک سالار (عدی بن عدی بن عمیرہ) ایک ہزار سپاہ کے ساتھ انکے مقابلے کو بھیج دیا۔ اس سالار نے صلح کے ارادے سے ایک ایلچی یہ بتانے کے لئے بھیجا کہ وہ بادل ناخواستہ ان کا مقابلہ کر رہا ہے، اور ان سے چاہا کہ وہ اس شہر سے ہٹ کر کسی دوسرے مقام کا رُخ کریں۔ انھوں نے ایلچی کو قید کر دیا اور لشکر پر ٹوٹ پڑے اور لشکر طیار نہیں تھا اور اس کا سالار نماز چاشت پڑھ رہا تھا۔ لشکر نے شکست کھائی اور عدی اور اسکے اصحاب بھاگ گئے۔ اور انھوں نے ان کا مال اور ساز و سامان خوب لوٹا۔

محمد بن مروان شکستِ لشکر کی خبر پاتے ہی آگ بگولا ہو گیا، اور دو سپہ سالاروں کے تحت ڈیڑھ ڈیڑھ ہزار کے دو لشکر بھیج دئے، اور دونوں سالاروں کو جلدی دھاوا کرنے کا حکم دیا اور ان کو کہا:

ان خبیث خارجیوں کی طرف نکل پڑو، اور خروج میں جلدی کرو۔ تیز چال چلو تم میں سے جو کوئی اپنے ساتھی سے سبقت لے جائیگا، وہی اس پر افسر ہوگا۔

کہتے ہیں :

وہ دونوں اس کے پاس سے نکلکر تیز رفتاری کے ساتھ چل پڑے، اور صالح بن مسرح کے متعلق پوچھتے تو ان کو بتلایا جاتا کہ اس نے آمد کا رخ کیا ہے۔

دونوں پیچھا کرتے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے — اور وہ اہل آمد پر نزول کرچکا تھا — انھوں نے راتوں رات اتر کر خندق کھود لی۔ وہاں پہنچے تو دونوں گو آپس میں ایک دوسرے کے معاون تھے، مگر قیام دونوں کا الگ الگ اپنے اپنے اصحاب میں تھا۔

پس صالح نے شبیب کو اپنے آدھے اصحاب دیکر ان میں سے ایک کی طرف بھیجا اور خود باقی آدھے لیکر دوسرے کی طرف روانہ ہوا۔

شاہد عیان کا چشم دید بیان

لڑائی عصر سے شام تک جاری رہی۔

اصحاب صالح میں سے ایک نے کہا :

صالح نے ہم کو عصر پڑھائی، پھر ہماری صف آرائی کی اور ہم ایسی سخت لڑائی لڑے کہ کبھی کوئی قوم لڑی ہو گی۔

اور خدا کی قسم ہم فتح و ظفر کو اپنی آنکھوں دیکھنے لگے تھے۔ ہم میں سے ایک ایک ہی ان کے دس پر حملہ کرتا تو ان کو شکست دیتا، بیس پر حملہ کرتا تو اسکو شکست دیتا، اور انکے سوار ہمارے سواروں کے سامنے نہ ٹھہر سکتے۔

جب ان کے دونوں افسروں نے یہ حال دیکھا تو پیادہ ہو گئے اور اپنی جماعت لشکروں کو حکم دیا تو وہ بھی پیادہ ہو گئے۔ اب ہم جو قدرت ان پر حاصل کرنا چاہتے تھے نہ کرسکے۔ جب ہم ان پر حملہ کرتے تو ان کے پیادے تو نیزوں کے ساتھ ہمارا استقبال کرتے، انکے تیر انداز تیر برساتے اور اس درمیان میں ان کے سوار ہم پر یورش کر دیتے

ہم شام تک اُن سے لڑتے چلے گئے یہانتک کہ ہمارے اُن کے درمیان رات حائل ہوگئی اور انھوں نے ہم کو خوب گھائل کر رکھا تھا اور ہمنے انکو۔
اور خدا کی قسم شام ہوتے ہوتے حالت یہ ہوگئی تھی کہ ہم ان سے تنگ آگئے تھے اور وہ ہم سے۔
انھوں نے ہمارے تیس آدمی قتل کئے تھے اور ہم نے ان کے ستر سے زیادہ۔ اب ہم آمنے سامنے کھڑے تھے، نہ ہمارا قدم ان کی طرف بڑھتا اور نہ ان کا ہماری طرف۔ جب شام ہوگئی تو وہ اپنی لشکرگاہ کو چلے گئے اور ہم اپنے ڈیرے میں چلے آئے۔
صالح اور اس کے اصحاب مشورے کے لئے جمع ہوئے۔ شبیب نے کہا: ہم لوگ ان لوگوں سے بھڑے تو ان سے لڑے اور ان لوگوں نے اپنی خندقوں کی پناہ لے رکھی ہے۔ اندریں حالت میں یہاں پڑے رہنا مناسب نہیں دیکھتا۔
صالح نے اس کی رائے سے اتفاق کیا اور وہ راتوں رات چلتے چلتے موصل جا پہنچے۔ پھر موصل کو قطع کر کے دسکرہ کو روانہ ہوئے اور اسکو بھی قطع کر گئے۔
جونہی حجاج کو اس کا پرچہ لگا، اس نے ان کی طرف حارث بن عمیرہ کو تین ہزار سپاہ کے ساتھ بھیجا۔ وہ ان کو موصل کے گاؤں میں آملا۔ صالح کے پاس کل نوّے مرد تھے۔ اس نے اپنے اصحاب کو تین دستوں میں صف بستہ کیا۔ ہر دستہ ۳۰ مردوں کا تھا۔ وہ خود ایک دستے میں تھا۔ شبیب ایک دستے میں میمنہ پر تھا، اور سوید ایک دستے میں میسرہ پر۔

صالح کا گر جانا

کہتے ہیں:
جب حارث بن عمیرہ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت میں ان پر حملہ کیا تو سوید نے شکست کھائی، صالح بن مسرح جما رہا اور قتل ہوا، شبیب لڑتے لڑتے گر گیا۔

کہتے ہیں :

شبیب گھوڑے سے گرا تو اس کے پیادوں میں گرا اور حملہ کر کے ان کو چیرتا ہوا صالح بن مسرح تک جا پہنچا، اور اس کو مقتول پا کر پکارا : اے معشر مسلمین ! ادھر آجاؤ۔

یہ سنکر سب اس کی پناہ میں آگئے۔

پھر اُس نے اپنے اصحاب سے کہا :

"تم میں سے ہر ایک اپنی پشت اپنے ساتھی کی پشت سے جوڑے اور دشمن جب آئے تو اس کو نیزے سے ہٹائے، یہانتک کہ ہم اس قلعے میں پہنچکر اپنے معاملے میں غور کریں۔

انھوں نے اسی طرح کیا اور قلعے میں داخل ہو گئے۔

اَلْغِذَاءُ
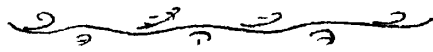
(۱) جِسْمُ الْاِنْسَانِ اَشْبَهُ شَيْءٍ بِاٰلَةٍ بُخَارِيَّةٍ اِذْ اَنَّهٗ لَا يَقْوٰى عَلَى الْعَمَلِ بِغَيْرِ غِذَاءٍ كَمَا اَنَّهَا لَا تَسْتَطِيْعُ الْحَرَكَةَ بِغَيْرِ نَارٍ وَ مَاءٍ۔ نَظَرَ الْاِنْسَانُ اِلٰى مَا حَوْلَهٗ مِنْ اَصْنَافِ الْحَيَوَانِ فَرَاٰى بَعْضَهَا يَاكُلُ الْحَبَّ و بَعْضَهَا يَقْتَاتُ بِالْحَشَائِشِ وَ اَنْوَاعِ النَّبَاتِ و بَعْضُهَا يَتَغَذّٰى بِلُحُوْمِ مَا يَسْتَضْعِفُهٗ مِنْ اَنْوَاعِ الْحَيَوَانِ۔

(۲) كَانَ فِي اَوَّلِ نَشْأَتِهِ يَنْسِجُ عَلَى مِنْوَالِ تِلْكَ الْحَيَوَانَاتِ اِذْ كَانَ يَقْتَاتُ بِالْحَشَائِشِ لِسُهُوْلَةِ الْحُصُوْلِ عَلَيْهَا. وَ اِذَا مَا فَتَكَ بِحَيَوَانٍ صَعُبَ عَلَيْهِ تَمْزِيْقُ لَحْمِهِ بِاَسْنَانِهِ وَاسْتَعْصَى عَلَيْهِ هَضْمُهُ. اَضِفْ اِلَى ذٰلِكَ مَا كَانَ يَجِدُهُ فِي لُحُوْمِهَا مِنَ الْغَضَاضَةِ.

(۳) اَخَذَ بَعْدَ ذٰلِكَ يُعْمِلُ فِكْرَهُ فِي اَمْرِ غِذَائِهِ حَتّٰى اهْتَدٰى اِلَى اسْتِخْدَامِ الْحَيَوَانِ وَمَا يُنْتِجُهُ مِنْ لَحْمٍ وَ شَحْمٍ وَ بَيْضٍ وَ لَبَنٍ وَ النَّبَاتِ: وَ مَا يُنْتِجُهُ مِنْ بَقْلٍ وَ زَيْتٍ وَ فَاكِهَةٍ وَالْاِسْتِعَانَةِ عَلَيْهَا بِالنَّارِ لِتَكُوْنَ سَهْلَةَ التَّنَاوُلِ سَرِيْعَةَ الْهَضْمِ، وَ اَخَذَ يَتَدَرَّجُ فِي ذٰلِكَ حَتّٰى وَصَلَ اِلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ الْآنَ.

(۴) وَ الْغِذَاءُ الَّذِي يَتَنَاوَلُهُ الْاِنْسَانُ يَخْتَلِفُ قَدْرًا وَ نَوْعًا تَبَعًا لِلسِّنِّ وَ الصِّحَّةِ وَ الْبُقْعَةِ الَّتِي يَقْطُنُهَا. فَالشَّيْخُ الْفَانِي يَحْتَاجُ اِلَى غِذَاءٍ اَقَلَّ مِنَ الطِّفْلِ النَّامِي وَ الْمَرْءُ فِي صِحَّتِهِ يَحْتَاجُ اِلَى غِذَاءٍ اَكْثَرَ مِنْهُ فِي مَرَضِهِ وَ سُكَّانُ الْاَقَالِيْمِ الْبَارِدَةِ يَحْتَاجُوْنَ اِلَى الْاَطْعِمَةِ الْمُوَلِّدَةِ لِلْحَرَارَةِ وَ سُكَّانُ الْاَقَالِيْمِ الْحَارَّةِ يَحْتَاجُوْنَ اِلَى الْاَغْذِيَةِ الْمُبَرِّدَةِ لِلْجِسْمِ وَ هَلُمَّ جَرًّا.

(۵) وَ اللَّبَنُ غِذَاءٌ كَامِلٌ فِيهِ مُعْظَمُ الْعَنَاصِرِ الْمُخْتَلِفَةِ الَّتِي يَحْتَاجُ اِلَيْهَا الْجِسْمُ بِدَلِيلِ اَنَّ صِغَارَ الْاِنْسَانِ وَ كَثِيرًا مِنَ الْحَيَوَانِ لَا تَتَغَذّٰى بِغَيْرِهِ مُنْذُ وِلَادَتِهَا. وَ فَضْلًا عَنْ ذٰلِكَ فَاِنَّهُ سَهْلُ الْهَضْمِ وَ الْاَطِبَّاءُ يُوصُونَ مَرَضَاهُمْ بِاتِّخَاذِهِ طَعَامًا حَتّٰى يَقْوَوْا عَلٰى هَضْمِ غَيْرِهِ مِنْ اَنْوَاعِ الْاَغْذِيَةِ.

(۶) وَ الْخُبْزُ قِوَامُ الْحَيَاةِ فَهُوَ يُسَاعِدُ عَلٰى تَكْوِينِ عَضَلَاتِ الْجِسْمِ وَ تَوْلِيدِ الْحَرَارَةِ فِيهِ. وَ لِذٰلِكَ كَانَ السَّوَادُ الْاَعْظَمُ مِنْ سُكَّانِ الْمَعْمُورَةِ لَا يَسْتَطِيعُ تَرْكَهُ وَ اَحْسَنُ اَنْوَاعِ الْخُبْزِ مَا يُعْمَلُ مِنْ دَقِيقِ الْقَمْحِ.

(۷) وَ الْبَيْضُ مِنَ الْاَطْعِمَةِ الْمُغَذِّيَةِ. وَ كَذٰلِكَ الْبَطَاطِسُ، وَ الْفُولُ، وَ الْعَدَسُ وَ نَحْوُهَا وَ هِيَ تُغْنِي الْاِنْسَانَ عَنْ تَنَاوُلِ كَثِيرٍ مِنَ الْاَمْلَاحِ الْمُفِيدَةِ لِلْجِسْمِ. وَ لَا خِلَافَ فِي اَنَّ اَحْسَنَ الْاَطْعِمَةِ اَبْسَطُهَا تَكْوِينًا وَ اَسْهَلُهَا هَضْمًا وَ اَسْرَعُهَا وُصُولًا اِلَى الدَّمِ.

ترجمہ

غذا

(۱) انسان کا جسم ایک بھاپ سے چلنے والی کل سے زیادہ ملتا جلتا ہے

اس لئے کہ جیسے کل آگ پانی کے بغیر ہِل جُل نہیں سکتی، اسی طرح جسم بھی بغیر غذا کے کام نہیں کر سکتا۔ انسان نے اپنے اِرد گرد قسم قسم کے حیوانوں پر نگاہ ڈالی تو بعضوں کو دیکھا کہ وہ دانے کھاتے ہیں اور بعض گھاس پات اور انواع و اقسام کی روئیدگیوں سے پیٹ بھرتے ہیں اور بعض جن حیوانات کو کمزور پاتے ہیں ان کے گوشت کو اپنی غذا بناتے ہیں۔

(۲) انسان بھی اپنے ابتدائی ایام میں ان حیوانات کے ہی طور و طریق پر چلتا تھا۔ وہ بھی گھاس پات پر ہی گذارہ کرتا تھا، اس لئے کہ وہ آسانی سے مل جاتے ہیں، اور جب کبھی کسی حیوان کو مار لیتا، تو اسکو اس کا گوشت اپنے دانتوں سے پھاڑنا دشوار ہوتا اور ہضم کرنا مشکل پڑ جاتا، اور ان کے گوشتوں میں جو بےمزگی پاتا وہ الگ رہی۔

(۳) اس کے بعد وہ اپنی غذا کے معاملے میں اپنی سوچ سمجھ سے کام لینے لگا یہانتک کہ اس نے حیوانات سے اور گوشت، چربی، انڈے، دودھ وغیرہ جو چیزیں وہ پیدا کرتے ہیں، ان سے، اور نباتات اور ان کی پیداوار ساگ، تیل اور پھلوں سے کام لینا اور ان پر آگ سے مدد حاصل کرنا تاکہ وہ آسانی سے کھائے اور جلدی سے ہضم کئے جا سکیں، سیکھ لیا، اور اس میں ترقی کرتا گیا یہانتک کہ اس مرتبے پر پہنچ گیا جس پر اب موجود ہے۔

(۴) اور جو غذا انسان تناول کرتا ہے اس کی مقدار و نوعیت، عمر، تندرستی اور اس مقام کے لحاظ سے جس میں سکونت رکھتا ہے مختلف ہوتی ہے، پس پیر فانی طفلِ نامی سے کمتر غذا کا محتاج ہوتا ہے اور آدمی تندرستی کی حالت میں بیماری کی حالت سے بیشتر غذا کا محتاج ہوتا ہے۔ سردسیر ملکوں کے باشندے حرارت بخش کھانوں کے ضرورتمند ہوتے ہیں۔ اور گرم سیر ملکوں کے باشندے جسم کو ٹھنڈی

پہنچانے والی غذاؤں کے ۔

(۵) اور دودھ ایک پوری غذا ہے جس میں بہت بڑا حصہ ان مختلف عناصر کا موجود ہوتا ہے جن کی جسم کو ضرورت ہوتی ہے۔ دلیل یہ ہے کہ انسان کے بچے اور اکثر حیوان روز پیدائش سے لے کر اس کے سوا اور غذا نہیں کھاتے۔ علاوہ بریں وہ زود ہضم بھی ہے، اور ڈاکٹر اپنے بیماروں کو اس وقت تک کہ کوئی اور غذا ہضم کرسکیں، اسی کے استعمال کی تاکید کرتے ہیں ۔

(۶) روٹی زندگی کا سہارا ہے، وہ عضلاتِ بدن کے بنانے اور اس میں حرارت پیدا کرنے میں مدد کرتی ہے۔ اسی واسطے دنیا کی آبادی کا بہت بڑا حصہ اس کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور بہترین قسم روٹی کی وہ ہے جو گیہوں کے آٹے سے بنائی جاتی ہے۔

(۷) انڈے غذا بخش کھانوں میں سے ہیں اور اسی طرح آلو، لوبیا، مسور وغیرہ جو انسان کو اکثر مفیدِ جسم نمکوں سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ اور اس میں کوئی خلاف نہیں کہ بہترین خوراک وہ ہے جو بنانے میں زیادہ سادہ، ہضم میں زیادہ آسان، اور خون تک پہنچنے میں زیادہ سریع ہو ÷

اَلدُّرُوْسُ الْعَرَبِيَّةُ

(۱) اَلْجَبَانُ مَنْ ظَلَمَ

شَكَا رَجُلٌ اِلىٰ جَعْفَرِ الصَّادِقِ، اِيْذَاءَ جَارِهٖ لَهٗ. فَقَالَ جَعْفَرٌ الصَّادِقُ: اِصْبِرْ عَلَيْهِ. قَالَ يَنْسِبُنِيْ اِلَى الْجُبْنِ وَ الذُّلِّ. قَالَ اِنَّمَا الْجَبَانُ الذَّلِيْلُ مَنْ ظَلَمَ.

تنبیہ :- اِلىٰ جَعْفَرِ الصَّادِقِ کو اِلىٰ جَعْفَرِنِ الصَّادِقِ پڑھو۔ قَالَ جَعْفَرٌ الصَّادِقُ کو جَعْفَرُنِ الصَّادِقُ پڑھو۔

(۲) اَلطَّامِعُ الْحَاسِدُ

مَثَلُ الطَّامِعِ الْحَاسِدِ، مَثَلُ الْكَلْبِ الَّذِيْ رَاٰى خَيَالَهٗ فِي الْمَاءِ، فَلَمْ يَقْنَعْ بِمَا فِيْ يَدِهٖ، مِنَ اللَّحْمِ، بَلِ انْدَفَعَ فِي الْمَاءِ هَاجِمًا، يَقْصِدُ اغْتِصَابَ، مَا مَعَ ذٰلِكَ الْكَلْبِ الْمَوْهُوْمِ، فَخَسِرَ مَا كَانَ يَمْلِكُهٗ وَ لَمْ يَسْتَفِدْ غَيْرَهٗ.

(۳) اَلْعَطَايَا عَلىٰ مِقْدَارِ مُعْطِيْهَا

لَامَ بَعْضُهُمُ الْاِسْكَنْدَرَ الْاَكْبَرَ لِاَنَّهٗ وَهَبَ

مِقْدَارًا وَفِيْرًا، مِنَ الْمَالِ، لِرَجُلٍ حَقِيْرٍ.
فَقَالَ: اِنِّىْ اِذَا اَعْطَيْتُ اِنْسَانًا لَا اَنْظُرُ اِلٰى مَكَانَتِهٖ
بَلْ اِلٰى اَنَّ الْوَاهِبَ هُوَ الْاِسْكَنْدَرُ.

(۴) عِظَةُ اَبٍ لِابْنِهٖ

(الاب: الهيثم بن صالح)

قَالَ الْاَبُ: يَا بُنَيَّ اِذَا اَقْلَلْتَ مِنَ الْكَلَامِ
اَكْثَرْتَ مِنَ الصَّوَابِ.
فَقَالَ: يَا اَبَتِ! فَاِنْ اَنَا اَكْثَرْتُ وَ اَكْثَرْتُ
يَعْنِىْ كَلَامًا وَ صَوَابًا.
قَالَ: يَا بُنَيَّ! مَا رَأَيْتُ مَوْعُوْظًا اَحَقُّ بِاَنْ
يَكُوْنَ وَاعِظًا مِنْكَ.

(۵) اَلذَّكَاءُ وَ الْبَدَاهَةُ

رَاٰى اَحَدُهُمْ صَبِيًّا، وَ مَعَهٗ سَلَّةٌ مُغَطَّاةٌ
بِمَنْدِيْلٍ، فَقَالَ لَهٗ: مَاذَا فِىْ هٰذِهِ السَّلَّةِ؟
فَقَالَ عَلَى الْبَدِيْهَةِ: لَوْ اَرَادَتْ اُمِّىْ اَنْ
يَعْرِفَ كُلُّ وَاحِدٍ مَا فِيْهَا، لَمَا غَطَّتْهَا بِهٰذَا الْغِطَاءِ.
فَخَجِلَ.

(۶) غَبِىٌّ

اَرَادَ غَبِىٌّ اَنْ يَسْتَحِمَّ وَ كَرِهَ اَنْ يَسْتَحِمَّ

بِالْمَاءِ الْبَارِدِ. فَطَلَبَ شَيْئًا يُسَخِّنُ فِيهِ الْمَاءَ فَلَمْ يَجِدْهُ. فَخَلَعَ ثَوْبَهُ وَ عَبَرَ النَّهْرَ وَ اسْتَعَارَ شَيْئًا يُسَخِّنُ فِيهِ الْمَاءَ وَ رَجَعَ سِبَاحَةً ثُمَّ سَخَّنَ الْمَاءَ وَ اسْتَحَمَّ.

(۷) اَلْبَخِيلُ وَ الْغُلَامُ

قَالَ بَخِيلٌ لِخَادِمِهِ: هَاتِ الطَّعَامَ وَ اَقْفِلِ الْبَابَ. فَقَالَ لَهُ الْخَادِمُ: بَلْ اُقْفِلُ الْبَابَ اَوَّلًا ثُمَّ اُحْضِرُ الطَّعَامَ. فَقَالَ لَهُ اَحْسَنْتَ!

(۸) اَفْعَالٌ صَغِيرَةٌ تَرْفَعُ اَضْرَارًا كَبِيرَةً

قَالَتْ اُخْتٌ لِاَخِيهَا الصَّغِيرِ بَعْدَ الْعِشَاءِ جَاهِزْ مَلَابِسَكَ، وَ رَتِّبْ كُتُبَكَ اللَّازِمَةَ لِلْغَدِ، وَ امْسَحْ حِذَاءَكَ قَبْلَ النَّوْمِ، حَتّٰى اِذَا اسْتَيْقَظْتَ مُتَاَخِّرًا، يُمْكِنُكَ الْوُصُولُ اِلَى الْمَدْرَسَةِ، فِي زَمَنٍ يَسِيرٍ، وَ تَنْجُ مِنْ عِقَابِ التَّاخِيرِ.

(۹) حَرَارَةُ الْجِسْمِ

مِنَ الْخَطَاءِ الشَّائِعِ اَنْ يَعْتَقِدَ النَّاسُ، اَنَّ الْمَلَابِسَ الثَّقِيلَةَ، هِيَ الَّتِي تُدْفِئُ الْجِسْمَ. وَ

الْحَقِيقَةُ أَنَّهَا سَبَبٌ لِحِفْظِ الْحَرَارَةِ الَّتِي تَحْدُثُ مِنَ الغِذَاءِ وَ الْحَرَكَةِ ، وَ لِذَا كَانَتِ الأَلْعَابُ الرِّيَاضِيَّةُ مُفِيدَةً جِدًّا فِي الشِّتَاءِ ، لِأَنَّهَا تُغْنِي عَنْ كَثْرَةِ الثِّيَابِ .

(١٠) العَطَايَا عَلَى مِقْدَارِ مُعْطِيهَا

سَأَلَتِ الْاِمْرَأَةُ عَبْدَ اللهِ بْنَ جَعْفَرٍ رِفْدًا ، فَأَعْطَاهَا مَالًا جَزِيلًا .

فَقِيلَ لَهُ : إِنَّهَا لَا تَعْرِفُكَ ، وَ كَانَ يُرْضِيهَا الْيَسِيرُ ، قَالَ إِنْ كَانَ يُرْضِيهَا الْيَسِيرُ ، فَإِنِّي لَا أَرْضَى إِلَّا بِالْكَثِيرِ . وَ إِنْ كَانَتْ لَا تَعْرِفُنِي فَإِنِّي أَعْرِفُ نَفْسِي .

(١١) اَلْمَكْسَبُ الْحَرَامُ

حُكِيَ أَنَّ نِمْسًا خَطَفَ دَجَاجَةً وَ بَيْنَمَا هُوَ ذَاهِبٌ بِهَا ، لَقِيَهُ ثَعْلَبٌ ، فَاغْتَصَبَهَا مِنْهُ . فَقَالَ النِّمْسُ فِي نَفْسِهِ : لَا غَرَابَةَ فِي أَنْ يَسِيرَ الْغَاصِبُ مَغْصُوبًا ، وَ أَنَّ الْمَالَ الْمُكْتَسَبَ مِنَ الْوُجُوهِ الْمُحَرَّمَةِ ، يَذْهَبُ مِنْ حَيْثُ أَتَى .

(۱۲) بَعُوضَةٌ وَ ثَوْرٌ

تَزَلَتْ بَعُوضَةٌ، عَلَى قَرْنِ ثَوْرٍ، وَ ظَنَّتْ اَنَّهَا ثَقُلَتْ عَلَيْهِ، فَقَالَتْ لَهُ: اِنْ كُنْتُ قَدْ اَتْعَبْتُكَ، فَقُلْ لِيْ حَتّٰى اَطِيْرَ عَنْكَ فَقَالَ لَهَا الثَّوْرُ: اِنِّيْ لَمْ اَشْعُرْ بِنُزُوْلِكِ حَتّٰى يُرِيْحُنِيْ فِرَاقُكِ فَخَجِلَتْ وَ فِي الْحَالِ انْصَرَفَتْ. وَ لَا غَرَابَةَ فَاِنَّ مَنِ ادَّعٰى مَا لَيْسَ لَهُ، تَعَرَّضَ لِسُخْرِيَّةٍ۔
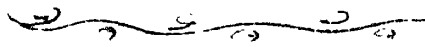
ترجمہ

(۱) بُزدل وہی ہے جو ظلم کرے

ایک شخص نے جعفر صادق رضؓ کے پاس اپنے پڑوسی کے ستانے کی شکایت کی۔ جعفر صادق رضؓ نے کہا: تو اس پر صبر کر۔ کہا: وہ مجھے بزدل اور ذلیل کہیگا۔ کہا: ذلیل بُزدل تو وہی ہے جو ظلم کرے۔

(۲) حاسد لالچی

حاسد لالچی کی مثال اس کتے کی مثال ہے جس نے اپنا سایہ پانی میں دیکھا، تو جو گوشت اس کے ہاتھ میں تھا، اس پر قناعت نہ کی بلکہ اس ارادے سے حملہ کر کے پانی میں کود پڑا کہ جو کچھ اس موہوم کتے کے پاس ہے اس کو چھین لے۔ تو جو کچھ اس کے پاس تھا، اُس کو بھی کھو بیٹھا اور دوسرے کو

حاصل نہ کر سکا۔

(۳) بخشش بخشش کرنیوالے کے مرتبے کے مطابق ہوتی ہے

بعض لوگوں نے سکندر اعظم کو اس بات پر ملامت کی کہ اس نے ایک ناچیز سے آدمی کو بہت سا مال دے ڈالا۔

سکندر نے کہا: میں جب کسی انسان کو دیتا ہوں، تو اُس کے درجے کو نہیں دیکھتا بلکہ اس کو دیکھتا ہوں کہ دینے والا سکندر ہے۔

(۴) باپ کی نصیحت بیٹے کو

باپ نے کہا: بیٹا! جب تو بات چیت کم کریگا تو درستی زیادہ کریگا۔

اس نے کہا: اے باپ میرے! پھر اگر میں زیادہ کروں اور زیادہ کروں یعنی بات چیت اور درستی۔

باپ نے کہا: بیٹا! میں نے کوئی ایسا موعوظ نہیں دیکھا جو تجھ سے زیادہ واعظ ہونے کا مستحق ہو۔

نوٹ:- واعِظ: وعظ کرنے والا۔ موعوظ: جسکو وعظ کیا جائے۔

(۵) ہوشمندی اور حاضر جوابی

کسی نے ایک لڑکا دیکھا جس کے پاس ایک ٹوکری رومال سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اُس نے اُس کو کہا: اس ٹوکری میں کیا ہے؟ اس نے فوراً جواب دیا: اگر میری ماں کو یہ منظور ہوتا کہ جو کچھ اس میں ہے اسکو ہر ایک جان لے تو اسکو اس پردے سے نہ ڈھانکتی۔ یہ سُنکر وہ شرمندہ ہو گیا۔

(۶) احمق

ایک احمق نے نہانا چاہا، اور ٹھنڈے پانی سے نہانا ناپسند کیا۔ اُس نے کوئی چیز تلاش کی جس میں پانی گرم کرے، تو وہ اس کو نہ ملی، پس اس نے اپنے کپڑے اتارے اور دریا کو پار کیا، اور ایسی چیز اُدھار لی جس میں پانی گرم کرے اور تیر کر واپس آیا۔ پھر پانی گرم کرکے غسل کیا۔

(۷) کنجوس اور اس کا نوکر

ایک کنجوس نے اپنے خادم سے کہا: کھانا لاؤ اور دروازہ بند کردو۔ نوکر نے اس سے کہا: بلکہ میں پہلے دروازہ بند کرونگا پھر کھانا لاؤنگا۔ اس نے کہا: شاباش!

(۸) چھوٹے چھوٹے کام بڑے بڑے نقصان دُور کر دیتے ہیں

ایک بہن نے شام کا کھانا کھانے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی سے کہا: کل کے لئے اپنے کپڑے درست کرلے، اور اپنی ضروری کتابوں کو ترتیب دے لے، اور سونے سے پہلے اپنے جوتوں کو صاف کرلے، تاکہ جب تو دیر کرکے جاگے تو تھوڑے وقت میں مدرسے پہنچ سکے، اور دیر کرنے کی سزا سے بچ جائے۔

(۹) جسم کی حرارت

مشہور غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بھاری کپڑے ہی جسم کو گرم کرتے ہیں اور اصلیت یہ ہے کہ وہ اُس حرارت کو محفوظ رکھنے کا

سبب ہوتے ہیں جو غذا اور حرکت سے پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے ورزشی کھیل سردی کے موسم میں بہت مفید ہوتے ہیں، کیونکہ وہ کپڑوں کی بہتات سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔

(۱۰) بخشش بخشش کرنیوالے کے درجے کے مطابق ہوتی ہے

ایک عورت نے عبداللہ بن جعفرؓ سے کچھ خیرات مانگی، تو اس نے اسکو بہت سا مال عطا کیا۔ اُن سے کہا گیا کہ وہ تو آپ کو جانتی نہیں، تھوڑے پر ہی خوش ہو جاتی۔ فرمایا: اگر وہ تھوڑے پر خوش ہو جاتی تو میں تو بہت ہی دے کر خوش ہوتا ہوں۔ اور اگر وہ مجھکو نہیں جانتی تو میں تو اپنے آپ کو جانتا ہوں۔

(۱۱) حرام کی کمائی

حکایت ہے کہ ایک نیولے نے ایک مرغی کو جھپٹا اور جس وقت وہ اسکو لئے جا رہا تھا، تو اس کو ایک لومڑ ملا، اور اس نے وہ اس سے چھین لی۔ نیولے نے اپنے دل میں کہا کہ کوئی نرالی بات نہیں کہ غاصب مغصوب ہو جائے یعنی جس نے چھینا ہے، اُس سے بھی چھِن جائے، اور جو مال حرام طریقوں سے کمایا جاتا ہے جہاں سے آتا ہے وہیں چلا جاتا ہے۔

(۱۲) مچھّر اور بیل

ایک مچھّر کسی بیل کے سینگ پر آبیٹھا اور سمجھا کہ وہ اس پر بہت بھاری ہوگا۔ تو اُس نے اُس سے کہا کہ میں نے تجھ کو بہت تکلیف دی ہے، مجھکو کہدے کہ میں تجھ پر سے اُڑ جاؤں۔ بیل نے اُس سے کہا کہ مجھکو تو تیرے آبیٹھنے کی بھی

خبر نہیں ہوئی کہ تیری جدائی مجھکو آرام دیگی - پس وہ شرمندہ ہوکر فوراً واپس لوٹ گیا - اور کوئی عجب نہیں ہے کہ جو شخص کسی ایسی چیز کا دعویٰ کرتا ہے جو اس میں نہیں ہے تو اپنی ہنسی کراتا ہے -
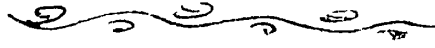
نَصِيحَةُ الأُسْتَاذِ لِتِلْمِيذِهٖ

يَا بُنَيَّ! أَكْثِرْ مِنْ مُدَارَسَةِ القُرْآنِ وَ احْفَظْ آيَاتِهِ الشَّرِيفَةَ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ وَ إِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَلَا تَقْرَأْهُ وَ أَنْتَ غَافِلٌ عَنْ مَعْنَاهُ، وَ إِذَا أَشْكَلَ عَلَيْكَ فَهْمُ آيَةٍ فَارْجِعْ إِلَى كُتُبِ التَّفْسِيرِ أَوْ إِلَى أَحَدِ العُلَمَاءِ لِتَعْلَمَ مَعْنَاهَا.

يَا بُنَيَّ! شَتَّانَ بَيْنَ مَنْ يَقْرَأُ وَ لَا يَفْهَمُ مَعْنَى مَا يَقْرَأُهُ وَ بَيْنَ مَنْ يَقْرَأُ وَ مَعَانِي الْقُرْآنِ الْكَرِيمِ حَاضِرَةٌ لَدَيْهِ.

اَلْأَوَّلُ كَالْأَعْمٰى، يَمْشِيْ فِي الطَّرِيقِ لَا يُبْصِرُ مِنْهَا شَيْئًا، وَ الثَّانِيْ كَصَاحِبِ الْبَصَرِ يَتَّقِيْ بِبَصَرِهٖ مَوَاقِعَ الزَّلَلِ.

يَا بُنَيَّ! رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْآنِ وَ الْقُرْآنُ يَلْعَنُهُ. فَمَا أَنْزَلَ اللهُ الْكِتَابَ الْعَزِيْزَ لِمُجَرَّدِ التِّلَاوَةِ بِلَا فَهْمٍ وَ لَا لِتِلَاوَتِهٖ مَعَ فَهْمِ مَعْنَاهُ

فَقَطْ وَ لٰكِنْ اَنْزَلَهٗ لِامْتِثَالِ مَا اَمَرَ بِهٖ وَ اجْتِنَابِ مَا نَهٰى عَنْهُ وَ لِلتَّخَلُّقِ بِمَا تَضَمَّنَتْهُ اٰيَاتُهُ الشَّرِيْفَةُ مِنَ الْاَخْلَاقِ الْكَرِيْمَةِ، فَاقْرَءِ الْقُرْاٰنَ بِقَصْدِ امْتِثَالِ اَمْرِهٖ وَ اجْتِنَابِ نَهْيِهٖ وَ التَّخَلُّقِ بِاَخْلَاقِهٖ ۔

استاد کی نصیحت شاگرد کو

بیٹا! قرآن شریف کی تلاوت زیادہ کیا کرو۔ اس کی آیتوں کو حفظ کرلو۔ اور جب قرآن پڑھو تو اس کے معنوں سے غافل رہ کر نہ پڑھو۔ جب کسی آیت کا سمجھنا مشکل معلوم ہو تو تفسیر کی کتابوں کی طرف یا کسی عالم کی طرف رجوع کیا کرو، تاکہ تم اس کے معنے معلوم کرلو۔

بیٹا! جو کوئی پڑھتا ہے اور جو کچھ پڑھتا ہے اور اس کے معنی نہیں سمجھتا اور جو کوئی پڑھتا ہے اور قرآن کریم کے معنے اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں ان دونوں میں بہت فرق ہے۔

پہلا اس اندھے کی مانند ہے جو راستہ چلتا ہے اور اس کا کچھ نہیں دیکھتا اور دوسرا سوانکھے کی طرح ہے جو اپنی بینائی کی وجہ سے لغزش کے موقعوں سے بچتا ہے۔

بیٹا! بعضا شخص ایسا ہوتا ہے کہ وہ قرآن پڑھا کرتا ہے اور قرآن اس پر لعنت کیا کرتا ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے اس کتاب عزیز کو بنا سمجھے صرف تلاوت کے لئے نازل نہیں کیا اور نہ صرف اس کے معنوں کے سمجھ کے ساتھ تلاوت کرنے کی غرض سے، بلکہ اسے اس کو اس لئے نازل کیا ہے کہ جن چیزوں کا اس نے

حکم کیا ہے، ان پر عمل کریں اور جن چیزوں سے منع کیا ہے، ان سے بچیں، اور جن آیاتِ کریمہ میں اچھے اخلاق کا ذکر ہے۔ وہ اخلاق اپنے اندر پیدا کریں۔ پس قرآن شریف کو اس کے حکموں کی بجا آوری اور اس کی مناہیوں سے پرہیز کرنے اور اس کے اخلاق سے آراستہ ہونے کے لئے پڑھا کرو۔

اَلصَّيْفُ

(۱) فِي الصَّيْفِ يَسْخُنُ الْهَوَاءُ وَ يَشْتَدُّ الْحَرُّ وَ لَا سِيَّمَا فِي الْأَمَاكِنِ الْوَاطِئَةِ وَ الْوَاقِعَةِ عَلَى شَاطِئِ الْبَحْرِ. فَيَصْعَدُ كَثِيْرُوْنَ مِنْ أَهْلِهَا إِلَى الْجِبَالِ الْقَرِيْبَةِ هَرَبًا مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ، وَ يَصْرِفُوْنَ أَيَّامَ الصَّيْفِ هُنَالِكَ.

(۲) فِي الصَّيْفِ يَنْمُوْ النَّبَاتُ وَ تَتَكَامَلُ أَوْرَاقُ الْأَشْجَارِ، وَ يَأْخُذُ الْخَوْخُ وَ التُّفَّاحُ وَ غَيْرُهُمَا مِنَ الْفَوَاكِهِ يَنْضَجُ، وَ يَصِيْرُ صَالِحًا لِلْأَكْلِ.

(۳) فِي الصَّيْفِ تَتَّسِعُ النَّاسُ فِي الْقُوْتِ، وَ يَكْثُرُ الْعَلَفُ لِلْبَهَائِمِ، وَ تَنْتَشِرُ النَّاسُ فِي الْأَرْضِ لِتَحْصِيْلِ الرِّزْقِ، فَالصَّيْفُ هُوَ زَمَانُ الْكَدِّ وَ التَّعَبِ.

(٤) فِي الصَّيْفِ تُدْرِكُ الزُّرُوْعُ، وَ يَبْلُغُ زَمَانُ حِصَادِهَا. اُنْظُرْ إِلَى السَّنَابِلِ قَدِ امْتَلَأَتْ قَمْحًا

وَ هِيَ مُنْحَنِيَةٌ بِثِقْلِ الحُبُوْبِ

الحَصَّادُوْنَ يَحْصُدُوْنَ السُّنْبُلَ بِالمَنَاجِلِ الحَادَّةِ، وَ يَجْمَعُوْنَهَا حُزَمًا فِي الحَقْلِ، ثُمَّ يَنْقُلُوْنَ الحُزَمَ، وَ يَجْمَعُوْنَهَا أَكْدَاسًا إِلَى جَانِبِ البَيْدَرِ، وَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ يَأْخُذُوْنَ يَدْرُسُوْنَهَا بِالنَّوْرَجِ شَيْئًا فَشَيْئًا۔

موسمِ گرما

(۱) موسمِ گرما میں ہوا گرم اور گرمی سخت ہو جاتی ہے، بالخصوص ان مقامات پر جو نیچے ہیں اور سمندر کے کنارے پر واقع ہیں۔ ان مقامات کے بہت سے لوگ گرمی کی شدت سے بھاگ کر قریب کے پہاڑوں پر چڑھ جاتے ہیں اور موسمِ گرما کے دن وہاں بسر کرتے ہیں۔

(۲) موسمِ گرما میں پودے بڑھتے اور درختوں کے پتے پورے پورے نکل آتے ہیں، اور آڑو اور سیب وغیرہ میوے پکتے اور کھانے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

(۳) موسمِ گرما میں لوگ خوراک میں کشائش کرتے ہیں اور مویشیوں کے لئے چارہ بکثرت ہوتا ہے۔ اور لوگ روزی حاصل کرنے کے لئے روئے زمین پر پھیل جاتے ہیں۔ حاصل یہ کہ موسمِ گرما ہی محنت مشقت کرنے کا زمانہ ہے۔

(۴) موسمِ گرما میں کھیتیاں پک جاتی ہیں، اور کٹائی کا وقت آجاتا ہے، خوشوں کو دیکھو، گیہوں سے بھر کر دانوں کے بوجھ سے جھکے ہوئے ہیں۔

(۵) کاٹنے والے تیز تیز درانتیوں سے خوشوں کو کاٹتے ہیں اور پولے

باندھ باندھ کر کھیت میں جمع کرتے ہیں۔ پھر پولوں کو ڈھو ڈھو کر کھلیان کے ایک طرف ان کے ڈھیر لگا دیتے ہیں۔ پھر تھوڑا تھوڑا کر کے چھلے (پنجابی) کے ساتھ ان کو کچلتے ہیں ٭

اَلْفَاظُ الْعَامِيَةُ وَ مُرَادِفَاتُهَا الْعَرَبِيَّةُ

الکلمات العامیہ	نظائرھا العربیہ	اردو
بدرون	سَرْبٌ	بدر رو
بدلۃ	حُلَّةٌ	کپڑوں کا جوڑا
بَرْجَل	فِرْجَارٌ	پرکار
بُرْنَيْطَةٌ	قُبَّعَةٌ	ہیٹ
برواز	إِطَارٌ	چوکھٹا
بَرِيمَه	بِزَالٌ	برمہ
بزبوز الحنفیہ	صنبور	پانی کے برتن کی نالی
بسکلیتہ	دَرَّاجَةٌ	سائیکل
بشورہ	طَلَّاسَةٌ	جھاڑن: دھجی جس سے تختہ سیاہ وغیرہ پر
بسطمہ	دَشْيَقَه	لکھے ہوئے الفاظ وغیرہ مٹائے جاتے ہیں۔
بُوقِيه	مَقْصَف	جوڑا خانہ
دش	مِرَشَّه	پانی چھڑکنے کا آلہ
دُوسیہ	ملف	File
بکراج - تنکۂ	بُلْبُله	لٹو

هٰؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ

هٰؤُلَاۤءِ	الَّذِيْنَ	كَذَبُوْا	عَلٰى	رَبِّهِمْ	اَلَا	لَعْنَةُ	اللّٰهِ
یہ ہیں	جنھوں نے	جھوٹ بولا	پر	اپنے رب	سُن رکھو	لعنت ہے	اللہ کی

یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کے خلاف جھوٹ بولا تھا سُن رکھو ان ظالموں پر

اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٨﴾ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ

عَلٰى پر	اَلْ	ظّٰلِمِيْنَ	١٨	اَلَّذِيْنَ	يَصُدُّوْنَ	عَنْ ـ سے	سَبِيْلِ
		ظالموں پر	١٨	جو	روکتے ہیں		راہ سے

اللہ کی لعنت ہے ۔ (١٨) ۔ وہ جو اللہ کی راہ سے روکتے

سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ

اللّٰهِ	وَ	يَبْغُوْنَ	هَا	عِوَجًا	وَ	هُمْ	بِ ـ سے
اللہ کی	اور	ڈھونڈتے ہیں	اس میں	کجی ط	اور	وہ	

اور اس میں کجی تلاش کرتے ہیں ط اور وہی آخرت سے

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿١٩﴾ اُولٰۤئِكَ لَمْ يَكُوْنُوْا

اَلْ	اٰخِرَةِ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ	١٩	اُولٰۤئِكَ	لَمْ	يَكُوْنُوْا
	آخرت سے	وہی	منکر	١٩	یہ لوگ	نہیں	ہیں

بھی منکر ہیں ۔ (١٩) ۔ وہ لوگ زمین میں (اللہ کو)

مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانَ لَهُمْ

مُعْجِزِيْنَ	فِي الْ	اَرْضِ	وَ	مَا	كَانَ	لَ	هُمْ
تھکانے والے		زمین میں	اور	نہیں	ہے		ان کے

عاجز کرنے والے نہ تھے اور نہ اللہ کے سوا ان کے کوئی

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۤءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ

مِنْ دُوْنِ	اللّٰهِ	مِنْ	اَوْلِيَاۤءَ	يُضٰعَفُ	لَ هُمُ
سوائے	اللہ کے	کوئی	دوست م	دوگنا کیا جائیگا	ان کے لئے

حمایتی تھے م ان کو دوگنا عذاب ہوگا ط

الْعَذَابُ ؕ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا

مَا	وَ	السَّمْعَ	يَسْتَطِيْعُوْنَ	كَانُوْا	مَا	الْعَذَابُ ؕ
نہ	اور	سننا	سکتے وہ	تھے	نہ	عذاب ؕ

وہ نہ (حق بات) سُن سکتے تھے اور نہ آثار قدرت کو

كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ۞۲۰ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا أَنْفُسَهُمْ

هُمْ	اَنْفُسَ	خَسِرُوْا	الَّذِيْنَ	أُولٰٓئِكَ	۲۰	يُبْصِرُوْنَ	كَانُوْا
اپنی	جانوں کا	نقصان اٹھایا	جنھوں نے	یہی لوگ ہیں	۲۰	دیکھتے	تھے وہ

دیکھ سکتے تھے۔ (۲۰)۔ یہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنی جانوں کو خسارہ میں ڈالا

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۞۲۱ لَا جَرَمَ

لَاجَرَمَ	۲۱	يَفْتَرُوْنَ	كَانُوْا	مَا	عَنْهُمْ	ضَلَّ	وَ
لامحالہ	۲۱	تراشتے	تھے وہ	جو	ان سے	گم ہوا	اور

اور جو کچھ وہ (دل سے) گھڑا کرتے تھے وہ سب ان سے بھٹک گیا۔ (۲۱)۔ ہوا یہ

أَنَّهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۞۲۲

اَلْ اَخْسَرُوْنَ	هُمْ	اٰخِرَةِ	اَلْ	فِيْ ہیں	هُمْ	اَنَّ
سب سے زیادہ ٹوٹا پانیوالے	وہ ہیں	آخرت میں		—	وہ	کہ

کہ وہی آخرت میں سب سے بڑے خسارہ پانے والے ہیں۔ (۲۲)۔

إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

صَالِحَاتِ	ال	عَمِلُوْا	وَ	اٰمَنُوْا	الَّذِيْنَ	اِنَّ	۲۲
اچھے کام		انھوں نے کئے	اور	ایمان لائے	جو لوگ	بیشک	۲۲

(۲۲)۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیکیوں پر عمل پیرا رہے

وَاَخْبَتُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ أُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ

جَنَّةِ ۚ	اَلْ	اَصْحَابُ	أُولٰٓئِكَ	رَبِّ هُمْ	اِلٰى	اَخْبَتُوْا	وَ
بہشت کے		ساتھی ہیں	یہی	اپنے رب کی	طرف	فروتن ہوئے	اور

اور اپنے رب کی طرف فروتنی سے چلے وہ اہل جنت ہیں

هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ

هُمْ	فِيْ هَا	خٰلِدُوْنَ	۲۳	مَثَلُ	اَلْ فَرِيْقَيْنِ	كَ
وہ	اس میں	رہا کرینگے	۲۳	مثال	دونو فریق کی	ایسی ہے جیسے

وہ اسی میں رہا کرینگے ۔ (۲۳) ۔ دونوں فرقوں کی مثال ایسی ہے کہ

كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ

اَلْ	اَعْمٰى	وَ	اَلْ اَصَمِّ	وَ	اَلْبَصِيْرِ	وَ	اَلسَّمِيْعِ ؕ
	اندھا	اور	بہرہ	اور	بینا	اور	سنتا

ایک فریق اندھا اور بہرہ ہو اور ایک دیکھتا اور سنتا ہو ؕ

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَ

هَلْ	يَسْتَوِيٰنِ	مَثَلًا ؕ	اَ	فَ لَا تَذَكَّرُوْنَ	۲۴	وَ
کیا	یکساں ہونگے	مثال میں ؕ	کیا	پس سمجھتے نہیں ہو	۲۴	اور

کیا دونوں کی حالت یکساں ہوگی ؟ تو کیا تم دھیان نہیں کرتے (۲۴) ۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّيْ لَكُمْ

لَقَدْ	اَرْسَلْنَا	نُوْحًا	اِلٰى	قَوْمِ	هٖ	اِنِّيْ	لَ كُمْ
البتہ تھا	ہمنے بھیجا	نوح کو	طرف	قوم کی	اسکی	کہ میں	تم کو

اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف یہ پیغام دیکر بھیجا تھا کہ میں تم کو صاف

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ	۲۵	اَنْ	لَا	تَعْبُدُوْا	اِلَّا	اللّٰهَ ؕ
خطرےسے خبردار کرنیوالا ہوں صاف صاف	۲۵	کہ	نہ	بندگی کرو	مگر	اللہ کی

طور پر چونکا دینے کے لئے (آیا) ہوں ۔ ۲۵) ۔ کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو

اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾

اِنِّيْ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ	يَوْمٍ	اَلِيْمٍ	۲۶	فَ
تحقیق میں	ڈرتا ہوں	تم پر	عذاب سے	دن	دکھ والے کے	۲۶	پس

مجھ کو تم پر ایک دردانگیز دن کے عذاب کا اندیشہ ہے (۲۶) ۔ اس پر

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ

قَالَ	اَلْ	مَلَاُ	اَلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ	قَوْمِ	هٖ
بولے	وہ	سردار	جنھوں نے	کفر کیا	میں سے	قوم	اس کی

اس کی قوم کے ان سرداروں نے جو کافر تھے جواب دیا:

مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا

مَا	نَرٰىكَ	اِلَّا	بَشَرًا	مِثْلَ	نَا	وَ	مَا
نہیں	ہم دیکھتے تجھ کو	مگر	ایک آدمی	مانند	ہماری	اور	نہیں

ہم تو تجھ کو اپنے ہی جیسا ایک آدمی دیکھتے ہیں

نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا

نَرٰى	كَ	اِتَّبَعَ	كَ	اِلَّا	اَلَّذِيْنَ	هُمْ	اَرَاذِلُ
ہم دیکھتے	تجھ کو	کہ پیروی کی	تیری	مگر	ان لوگوں نے کہ	وہ	نہایت کمینے ہیں

اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہی لوگ بنا سوچے سمجھے تیرے پیچھے ہو لئے ہیں

بَادِيَ الرَّاْيِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ

نَا	بَادِيَ	اَلْ	رَاْيِ	وَ	مَا	نَرٰى	لَ كُمْ
ہمارے	سرسری		نظر سے	اور	نہیں	ہم دیکھتے	تمھاری

جو ہم میں پرلے سرے کے رذالے ہیں اور ہم تمھاری اپنے اوپر کوئی

عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿٢٧﴾

عَلَيْ نَا	مِنْ	فَضْلِ	بَلْ	نَظُنُّ	كُمْ	كَاذِبِيْنَ	٢٧
ہم پر	کوئی	بڑائی	بلکہ	ہم سمجھتے ہیں	تم کو	جھوٹے	٢٧

فضیلت بھی نہیں دیکھتے بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ (٢٧)

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ

قَالَ	يَا	قَوْمِ	ي	اَ	رَاَيْتُمْ	اِنْ	كُنْتُ
کہا	اے	قوم	میری	کیا	دیکھا تم نے	اگر	ہوں میں

(نوح نے) کہا: اے میری قوم! دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی روشن دلیل

عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّىْ وَاٰتٰىنِىْ

عَلٰى	بَيِّنَةٍ	مِنْ رَّبِّ	ىْ	وَ	اٰتَا	نِ	ىْ
	دلیل پر	رب کی	میرے	اور	اُس نے دی ہو		مجھ کو

پر ہوا، اور اس نے اپنے پاس سے ایک بخشش مجھ کو

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ

رَحْمَةً	مِنْ	عِنْدِ	هٖ	فَ	عُمِّيَتْ	عَلٰى پر	كُمْ ط
رحمت		پاس سے	اس کے	سو	وہ چھپائی گئی ہو		تم پر

عطا کی ہوئی ہو، سو وہ تم پر پنہاں کر دی گئی ہو ط

اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا

اَ	نُلْزِمُ	كُمُ	وْ	هَا	وَاَنْتُمْ	لَ	هَا
کیا	ہم چپکا دیں	تم سے		اس کو	اور تم	اس کو	

تو کیا ہم اس کو تم سے چپک دیں اور تم اس سے نا فر

كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔلُكُمْ

كٰرِهُوْنَ	۲۸	وَ	يَا	قَوْمِ	(ى)	لَآ اَسْـَٔلُ	كُمْ
ناپسند کرتے ہو	۲۸	اور	اے	قوم	میری	میں نہیں مانگتا	تم سے

رہو۔ (۲۸) - اور اے میری قوم! میں تم سے اس پر کچھ

عَلَيْهِ مَالًا ط اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ

عَلَيْهِ	مَالًا	اِنْ	اَجْرِ	ىَ	اِلَّا	عَلٰى	اللّٰهِ
اس پر	کچھ مال ط	نہیں	مزدوری	میری	مگر	—	اللہ پر

مال نہیں مانگتا، میری مزدوری ہے تو اللہ پر فقط، اور

وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ط اِنَّهُمْ

وَ	مَآ	اَنَا	بِ	طَارِدِ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	اِنَّ
اور	نہیں	میں		نکالنے والا	ان کا جو	ایمان لائے ط	تحقیق

میں تو ان کو جو ایمان لائے ہیں دھتکارنے کا نہیں ط وہ تو اپنے

مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ

كُمْ	اَرٰى	لٰكِنِّيْ	وَ	هِمْ	رَبِّ	مُلٰقُوْا	هُمْ
تم کو	میں دیکھتا ہوں	لیکن		ان کے	رب سے	ملنے والے ہیں	وہ

رب کے ملاقاتی ہیں لیکن میں تم کو ایسے لوگ دیکھتا ہوں

قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ

يَنْصُرُنِيْ	مَنْ	قَوْمِ	يَا	وَ	۲۹	تَجْهَلُوْنَ	قَوْمًا
چھڑائیگا مجھکو	کون	قوم میری	اے	اور	۲۹	جہالت کرتے ہو	ایک لوگ جو

کہ جہالت کر رہے ہو۔ (۲۹) ۔ اور اے میری قوم! اگر میں ان کو دھتکار ہی

مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾

لَا تَذَكَّرُوْنَ	اَ فَ	هُمْ ط	طَرَدْتُّ	اِنْ	اللّٰهِ	مِنَ
تم دھیان نہیں کرتے	کیا پھر	ان کو ط	ہانک دوں	اگر	اللہ سے	—

دوں، تو کون ہے (ایسا) جو مجھ کو اللہ سے چھڑائیگا ط تو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ اللّٰهِ

اللّٰهِ	خَزَائِنُ	ى	عِنْدِ	لَ كُمْ	لَا اَقُوْلُ	وَ	۳۰
اللہ کے	خزانے ہیں	میرے	پاس	تم سے	نہیں میں کہتا	اور	۳۰

(۳۰) ۔ اور نہ تو میں تم سے کہتا ہوں کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ

اِنَّ	اَقُوْلُ	لَا	وَ	غَيْبَ	اَلْ	لَا اَعْلَمُ	وَ
کہ	میں کہتا	نہیں	اور	غیب		میں نہیں جانتا	اور

اور نہ غیب (کا حال) جانتا ہوں، اور نہ کہتا ہوں کہ میں کوئی

مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ

كُمْ	اَعْيُنُ	تَزْدَرِيْ	لِ الَّذِيْنَ	لَا اَقُوْلُ	وَ	مَلَكٌ	ى
تمھاری	آنکھیں	حقیر دیکھتی ہیں	انکو جنھیں	میں نہیں کہتا	اور	فرشتہ ہوں	میں

فرشتہ ہوں اور نہ میں ان ہی لوگوں کی نسبت جن کو تمھاری آنکھیں

لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا

لَنْ يُؤْتِيَ	هُمْ	اَللّٰهُ	خَيْرًا ط	اَللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِ مَا
کبھی نہ دیگا	ان کو	اللہ	بھلائی ط	اللہ	بہتر جاننے والا ہے	جو کچھ

حقیر دیکھتی ہیں یہ کہتا ہوں کہ اللہ ان کو کوئی خوبی نہ دے گا ط اللہ ہی

فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۚ اِنِّيْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

فِيْ	اَنْفُسِ	هِمْ ج	اِنِّيْ	اِذًا	لَ مِنَ	اَلظَّالِمِيْنَ	۳۱
—	دلوں میں ہے	ان کے ج	میں تو	تب	ظالموں میں سے ہوں		۳۱

بہتر جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے ج ایسا کروں تو میں بھی ظالموں میں شامل ہوں

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ

قَالُوْا	يَا نُوْحُ	قَدْ جَادَلْتَ	نَا	فَ	اَكْثَرْتَ	جِدَالَ
کہنے لگے	اے نوح!	تونے جھگڑا لیا	ہم سے	سو	بہت کرلیا	جھگڑا

کہنے لگے، اے نوح! تو ہم سے جھگڑ چکا اور آپس کے جھگڑے کو بہت

جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ

نَا	فَ	اِئْتِ	نَا	بِ	مَا	تَعِدُ	نَا
ہم سے	اب	لے آ	ہم پر	—	جو	تو وعدہ دیتا ہے	ہم کو

بڑھا چکا، اب (اس کو ختم کر) اگر تو سچوں میں (سچا) ہے تو جس (عذاب) کا

اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ اِنَّمَا

اِنْ	كُنْتَ	مِنْ	اَلْ	صَادِقِيْنَ	۳۲	قَالَ	اِنَّمَا ہا
اگر	ہے تو	میں سے		سچ کہنے والوں	۳۲	کہا	—

وعدہ دیا کرتا ہے وہ ہم پر لے آ۔ (۳۲) - کہا: اس کو تو

يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَ

يَاْتِيْ	كُمْ	بِ	هٖ	اَللّٰهُ	اِنْ	شَاءَ	وَ
لائیگا	تم پر	—	اسکو	اللہ ہی	اگر	اُسنے چاہا	اور

تم پر " اللہ ہی اگر چاہیگا " تو لے آئیگا، اور

مَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ

مَا	اَنْتُمْ	بِ	مُعْجِزِيْنَ	۳۳	وَ لَا	يَنْفَعُ	كُمْ
نہیں	تم		عاجز کرنیوالے	۳۳	اور نہیں	فائدہ دیگی	تم کو

تم اس کو روک نہ سکوگے۔ (۳۳) ۔ اور میری نصیحت، گو میں

نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ

نُصْحِ	ىْ	اِنْ	اَرَدْتُّ	اَنْ	اَنْصَحَ	لَ	كُمْ
نصیحت	میری	اگر	میں چاہوں	کہ	نصیحت کرنا		تم کو

تم کو نصیحت کرنا بھی چاہوں، تمھیں کچھ کام نہ دیگی

اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ ۭ هُوَ

اِنْ	كَانَ	اَللّٰهُ	يُرِيْدُ	اَنْ	يُغْوِىَ	كُمْ ۭ	هُوَ
اگر	ہو	اللہ	چاہتا	کہ	گمراہ کرے	تم کو ؕ	وہ

اگر خدا ہی کو تمھیں گمراہ رکھنا منظور ہو ؕ وہی

رَبُّكُمْ ۣ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۳۴﴾ۭ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

رَبُّ	كُمْ ۣ	وَ	اِلَيْهِ	تُرْجَعُوْنَ	۳۴ ۭ	اَمْ	يَقُوْلُوْنَ
مالک ہے	تمھارا ۣ	اور	اسی کی طرف	تم پھیر جاؤگے	۳۴	یا	وہ کہتے ہیں

تمھارا مالک ہے اور اسی کی طرف تم کو پھر جانا ہے۔ (۳۴) - یا وہ کہتے ہیں :

افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ اِنِ افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ

اِفْتَرٰى	هُ	ۭ	قُلْ	اِنْ	اِفْتَرَيْتُ	هٗ	فَ	عَلَىَّ
اسنے تراش لیاہے	اسکو ؕ		کہدے	اگر	میںنے تراش لیاہے	اسکو	تو	مجھ پر ہے

اسنے قرآن خود بنالیاہے ؕ کہدے اگر میںنے اسکو خود بنالیا ہے تو مجھ پر ہی

اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْۗءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿۳۵﴾

اِجْرَامِ	ىْ	وَ	اَنَا	بَرِىْٓءٌ	مِنْ مَا	تُجْرِمُوْنَ	۳۵
گناہ	میرا	اور	میں	بے تعلق ہوں	اس سے جو	تم گناہ کرتے ہو	۳۵

میرا گناہ ہے اور جو تم گناہ کرتے ہو میں اس سے بری ہوں۔ (۳۵) ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ اسلام
جالندھر شہر
جلد ۱۲ اگست ۱۹۴۵ء شعبان ۱۳۶۴ھ نمبر ۸

مصارع الخوارج

(۲) مَصْرَعُ شُبَيْب (۱)

"فاقبل شبيب على فرسه — وكانت بين يديه فرس أنثى — فنزا عليها فرسه — وهو فوق الجسر — فاضطربت ونزل حافر فرسه على حرف السفينة فسقط في الماء وسقط معه شبيب — وهو مثقل بالحديد من درع ومغفر

(۱) هو شبيب بن يزيد التيمي وكانت امه من سبايا الروم اشتراها أبوه وهي جارية حمراء شهلاء زرقاء طويلة جميلة أنفذها العين، ولدت شبيب في عيد الاضحى من سنة ۲۵ ه. وقد لقي مصرعه في سنة ۷۸ ه.

و غیرهما — فقال: "... الله أمرًا كان مفعولاً"

و ارتمس فى الماء ثم ارتفع فقال له بعض أصحابه و هو يغرق :—

"أغرقا يا أمير المؤمنين ؟"

فقال :— "ذلك تقدير العزيز العليم".

شجاعة شبيب

بيت شعرى أى مصرع كان يلقاه شبيب لو لم يهلك غرقا ؟

لقد كان شبيب قوة لا تقهر، و قد اظهر من ضروب البسالة و الاقدام ما سلكه فى عداد القواد العالميين الذين كتبوا فى سجل الخلود ؟ و لست ادرى الى أى مدى كان يتغير التاريخ الاسلامى لو لم يعاجله القضاء.

و يأتى قضاء ما لكم عنه حاجز * فالقوا الى مولاكم بالمقالد

لقد كان يهزم الجيش المكون من ألوف الفرسان وهو فى عشرة من رجاله — وكان ملهم الخاطر فطنا بطرق النصر، بطلا فى انتصاره و هزيمته على السواء، لايكاد يرى أن حربه مع خصمه غير مجدية حتى يولي وجهه الى مكان آخر تجدى فيه الشجاعة و الاقدام، و لا يضعف إلا ريثما يستريش و ينجبر و يعود بعد قليل من الزمن أقوى منه

من قبل. ومن الناس من نقرأ تاريخه فتشعر من اعماق نفسك أن مثل هذا لا يغلب و[illegible] هزيمته ولو تألبت عليه قوى الارض كلها، وهذا هو شعور كل من يتتبع [illegible] حروبه المظفرة.

ولو كان شبيب رجلا غربيا لكان رجلا عالميًا لا يجهله احد من خاصة الناس وعامتهم في أقطار الارض قاطبة، و لكنه عربي أولا، وخارجي ثانيا.

النّصر الاول

رأينا في مصرع صالح بن مسرح كيف انتهت الموقعة الاخيرة بقتل صالح وكادت تنتهي بقتل شبيب معه، فقد صرع عن فرسه، ولكن شجاعته الخارقة لم تقته في هذا الموطن الحرج فشد على اعدائه فكشفهم، ثم نادى اصحابه فلاذوا بـه فقال لهم :-

"ليجعل كل واحد منكم ظهره الى ظهر صاحبه وليطاعن عدوه اذا أقدم عليه حتى ندخل هذا الحصن ونرى رأينا".

وقد استطاع اصحابه — وعدتهم سبعون رجلا — أن يصلوا الى الحصن ويدخلوه بفضل هذه النصيحة الحكيمة، و كان ذلك في المساء.

ولم يلبثوا في الحصن الا قليلا حتى قال لهم شبيب :-

"ما تنتظرون؟ فوالله لئن صبحكم هؤلاء غدوة انه لهلاككم".

فقالوا له :- "مرنا بامرك" [illegible] احقى للويل. بايعوا من شئتم ثم فقبلها حتى تشد عليهم فى عسكرهم فانهم لذلك منكم امنون وأنا أرجوا أن ينصركم الله عليهم".

قالوا له :- "فابسط يدك فلنبايعك".

فبايعوه، ثم خرجوا، فلم يشعر أعداؤهم إلا وشبيب واصحابه يضربونهم بالسيوف فى جوف عسكرهم، فضاربوهم حتى صرع قائدهم "الحارث" فاحتمله اصحابه وانهزموا وخلوا لهم العسكر وما فيه.

وهكذا استطاع شبيب بفضل شجاعته واقدامه وبعد نظره — أن يغنم موقعة خاسرة وان ينتصر فى موقف كل ما فيه ينطق بان الهزيمة لابد حائقة به والخذلان لابد مكتوب عليه، كما استطاع ان يهزم الجيش الذى قتل صالحا وكاد يقضى على اصحاب صالح وشبيب، وتم لشبيب النصر بفضل اقدامه وحزمه.

قالوا :- "وكان ذلك الجيش أول جيش هزمه شبيب".

نصر جديد

وعظم أمر شبيب بعد هذه الوقعة، ولم يلبث أن رأى فيه الحجاج منا وئا خطرا وخصما لدودا، وبعث الحجاج الى "سفيان الخثعمى" أن يسير حتى ينزل بالدسكرة فيمن معه

ثم بلغهم حتى باتته جيش الحارث بن عميرة الهمداني " الذى قتل صالح بن مسرح " فيسيروا بجيوا لى شبيب لمناجزته .

ولكن سفيان عجل الارتحال فى طلب شبيب [illegible] خائفين — فى سفح جبل —

قالوا : " وأصحابهم شبيب ثم ارتفع عنهم — كانه يكره لقاءه — وكان قد أكمن له أخاه ومعه خمسون :

فحسبوا شبيبًا قد هرب فاسرعوا خلفه ، حتى اذا جاوزوا الكمين عطف عليهم وخرج الكمين من خلفهم ، فحمل شبيب عليهم من أمامهم وصاح بهم الكمين من ورائهم فكانت الهزيمة لهم و النصر لشبيب . وقد خرّ سفيان بين القتلى ثم حمل جريحًا ، بعد ان استبسل فى قتاله واخبر الحجاج بما كان من أمره فقبل عذره وكتب اليه الحجاج :—

" اما بعد فقد احسنت البلاء وقضيت الذى عليك ، فاذا خف عنك الوجع فاقبل مأجورًا الى اهلك والسلام " .

وخرج " سورة بن ابجر " فى طلب شبيب — كما أمره الحجاج — قالوا :— وتخير ثلاثمائة رجل من اهل القوة والجلد و الشجاعة ، ولكن شبيبا انتهى بالتغلب عليه وهزمه و جيشه .

حربه مع الجزل بن سعيد

و دعا الحجاج اليه " الجزل عثمان بن سعيد " فقال له :—

"تيسر للخروج الى هذه المارقة، فاذا لقيتهم فلا تعجل عجلة الخرق ولا تحجم احجام الواني، هل فهمت"؟
"اصلح الله الامير، قد فهمت"۔
"فاخرج فعسكر بدير عبد الرحمن حتى يخرج اليك الناس"۔
فقال: "اصلح الله الامير، لا تبعثن معى احداً من اهل الجند المفلول المهزوم، فان الرعب قد دخل قلوبهم"۔
فقال له: "ذلك لك، ولا أراك الا قد احسنت الرأی ووفقت"۔

وجمع له الحجاج أربعة آلاف رجل، ثم نادى منادى الحجاج فيهم أن برئت الذمة من رجل أصبناه من هذا البعث متخلفا"۔

وما زال الجزل بن سعيد يسير فى أثر شبيب ـ وشبيب يريه الهيبة ـ ويخرج من رستاق الى رستاق، وانما اراد شبيب بذلك ان يفرق الجزل اصحابه ويتعجل اليه فيلقاه فى يسير من الناس على غير تعبية. ولكن الجزل كان حريصاً فلم يكن يسير إلا على تعبية ولا ينزل الا خندق على نفسه خندقا۔
وطال الزمن عليهم. واراد شبيب أن يبيته، ولكنه وجد الجزل حذرا وقد بث العيون والارصاد فلم يظفر منهم بطائل قالوا:ـ
فلما رأى شبيب انه لا يصل اليهم تركهم بعد أن اعاد الكرة فلم يفلح۔

يوجه الجند في أثرهم، وكان — كما يقولون — يتبعهم فلا يسير إلا على تعبية ولا ينزل إلا على خندق، وكان شبيب يدعه و يضرب فيما يليه من الاراضى بيسر، فطال ذلك على الحجاج، فكتب الى الجزل :-

" أما بعد، فقد بعثتك فى فرسان أهل المصر و وجوه الناس و امرتك باتباع هذه المارقه الضالة المضلة حتى تلقاها فلا تقلع عنها حتى تقتلها و تفنيها، فوجدت التعريس فى القرى و التخييم فى الخنادق أهون عليك من المضى لما أمرتك به من مناهضتهم و مناجزتهم والسلام "

قال أحد جنود ذلك الجيش :-

" فقرئ الكتاب علينا، فشق ذلك على الجزل، و أمر الناس بالسير، فخرجوا فى طلب الخوارج جادين، و أرجفنا بأميرنا و قلنا : يعزل "

وبعث الحجاج "سعيد بن المجالد" على ذلك الجيش وعهد اليه :-

"إن لقيت المارقة فازحف اليهم و لا تناظرهم و لا تطاولهم واستعن بالله عليهم، و لا تصنع صنيع الجزل، و اطلبهم طلب السبع، و حد عنهم حيدان الضبع "

حماسة سعيد بن المجالد

وسار سعيد حتى وصل عسكر أهل الكوفة وكان الجزل قد حرم عسكره وخندق عليه.

أدرك شبيبا في النهر ... فحمد فيهم خطيبا متحمسا، فقال:

"يا أهل الكوفة إنكم قد عجزتم ووهنتم وأغضبتم عليكم أميركم وأنتم في طلب هذه الأعاريب العجف منذ شهرين وقد خربوا بلادكم وكسروا خراجكم وأنتم حاذرون في جوف هذه الخنادق لا تزايلونها إلى أن يبلغكم أنهم قد ارتحلوا عنكم ونزلوا بلدا سوى بلدكم: اخرجوا – على اسم الله – إليهم".

قالوا: "فخرج وأخرج الناس معه وجمع إليه خيول أهل العسكر، فقال له الجزل –: "ما تريد أن تصنع؟"

قال: "أريد أن أقدم على شبيب في هذه الخيل".

فقال له الجزل: –

"أقم أنت في جماعة الجيش – فارسهم وراجلهم – وأصحر له، فوالله ليقدمن عليك، فلا تفرق أصحابك فإن ذلك شر لهم وخير لك".

ولكن سعيد المتحمس أبى أن يصيخ إلى هذه النصيحة القيمة المؤسسة على الروية والتجربة وأصالة الرأي.

فقال للجزل: –

"قف أنت في الصف".

فقال له الجزل: –

"يا سعيد بن مجالد: ليس لي فيما صنعت رأي، أنا بريء

من رأيك حق ، سمع الله ومن حضر من المسلمين."

فقال سعيد :-

"هو رأيي، إن أصبت فالله وفقني له وان يكن غير ذلك فانتم منه براء".

وهكذا تأهب سعيد للحرب واخرج الجند من الخنادق ، ليعجل بقتل شبيب واصحابه ــ فيما يزعم ــ وهو على الحقيقه إنما يتعجل الهلاك لنفسه الهزيمة لجيشه من حيث لا يعلم.

مثال من شجاعة شبيب

وكان شبيب قد أمر بأغلاق باب المدينة وأمر الدهقان باحضار طعام لهم.

وصعد الدهقان السور، فنظر إلى الجند مقبلين قد دنوا من الحصن ، فنزل وقد تغير لونه ، فقال له شبيب :-

"مالي أراك متغير اللون ؟"

فقال له الدهقان : "قد جاء تك الجنود من كل ناحية."

قال : "لا بأس ، هل أدرك غداؤنا".

قال : "نعم". قال : "فقربه".

واتى بالغداء فتغدى وتوضأ وصلى ركعتين ، ثم دعا ببغل له فركبه ، ثم اجتمعوا وأمر بالباب ففتح ثم خرج على بغله .

مصرع سعيد بن المجالد

وحمل عليهم شبيب وهو يقول: لاحكم إلا لِلحكم الحكيم، اثبتوا ان شئتم".

قالوا: وجعل سعيد يجمع قومه وخيله ثم يدلفهما فى أثره و هو يقول: "ما هؤلاء؟ انهم أكلة رأس".

ولم يلبث شبيب أن شد عليهم فهزمهم، و ثبت سعيد بن مجالد و ظل ينادى أصحابه:-

"إلىّ إلىّ أنا ابن ذى مروان".

قالوا: "فأخذ قلنسوته فوضعها على قربوس سرجه، وحمل عليه شبيب فعممه بالسيف فخالط دماغه فخر ميتا".

وهكذا انهزم الجيش وقتلوا كل قتلة حتى انتهوا إلى الجزل، وقد قاتل الجزل قتالاً شديداً حتى حمل من بين القتلى جريحا. ثم كتب إلى الحجاج بما حدث.

كتاب الجزل إلى الحجاج

"اما بعد، فانى أخبر الامير — أصلحه الله — انى خرجت فيمن قبلى من الجند الذى وجهنى فيه الى عدوه، وقد كنت حفظت عهد الامير الىّ فيهم ورأيه.

فكنت أخرج إليهم اذا رأيت الفرصة، وأحبس الناس عنهم اذا خشيت الورطة، فلم أزل كذلك.

ولقد أراد نى العدو بكل ارادة فلم يصب منى غرة، حتى قدم علىّ سعيد بن مجالد "رحمة الله عليه"، ولقد أمرته بالتؤدة و

نهيته عن العجلة، أمرته أن لا يقاتلهم إلا في جماعة من الناس عامة فعصاني وتعجل اليهم في الخيل فاشهدت عليه أهل المصرين اني بريء من رأيه الذي رأى وأني لا أهوى ما صنع، فمضى فأصيب — تجاوز الله عنه — ودفع الناس الى فنزلت ورفعت لهم رايتي وقاتلت حتى صرعت، فحملني أصحابي من بين القتلى فما أفقت إلا وأنا على أيديهم — على رأس ميل من المعركة — فأنا اليوم بالمدائن في جراحة قد يموت الرجل من دونها و يعافى من مثلها.

فليسأل الامير — أصلحه الله — عن نصيحتي له ولجنده، و عن مكايدتي عدوه، وعن موقفي يوم البأس، فانه يستبين له — عند ذلك — أني قد صدقته ونصحت له، والسلام"

كتاب الحجاج الى الجزل

أما بعد، فقد أتاني كتابك، وقرأته وفهمت كل ما ذكرت، وقد صدقتك في كل ما وصفت به نفسك من نصيحتك لأميرك، وحيطتك على أهل مصرك، وشدتك على عدوك.

وقد فهمت ما ذكرت من أمر سعيد وعجلته إلى عدوه، فقد رضيت عجلته وتؤدتك، فأما عجلته فانها أفضت به الى الجنة وأما تؤدتك فانها لم تدع الفرصة إذا أمكنت، وترك الفرصة — إذ لم تكن — حزم.

وقد أصبت وأحسنت البلاء وأجرت، وأنت عندي من

اهل السمع والطاعة والنصيحة، وقد اشخصت اليك "حيان بن أبجر" ليداويك ويعالج جراحتك، وبعثت إليك بألفي درهم فأنفقه اف حاجتك وماينوبك والسلام"

مصارع الخوارج

(۲) مصرعِ شبیب (۱)

پھر شبیب آیا اپنے گھوڑے پر سوار ــــ اور اس کے آگے ایک گھوڑی تھی ــــ اس کا گھوڑا گھوڑی پر کودا ــــ اور وہ پل کے اُوپر تھا ــــ گھوڑی گھبرائی اور گھوڑے کا سم کشتی کے کنارے پر پڑا اور وہ پانی میں گر پڑا۔ شبیب اس کے ساتھ گرا اور وہ زرہ و خود وغیرہ کی وجہ سے سراپا آہن میں غرق تھا۔ بولا: لِيَقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا: "جو کام ہو کر رہنے والا ہے اللہ اس کو پورا کرے" اور وہ پانی میں ڈوب کر اُبھرا تو ڈوبتے ہوئے کو اس کے ایک ساتھی نے کہا:

"امیر المومنین! غرق ہو کر؟"

کہا: ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ۔ "یہ تقدیر ہے عزیز علیم کی"۔

(۱) شبیب یزید تیمی کا بیٹا ہے۔ اسکی ماں اسیران رومی سے تھی جس کو اس کے باپ نے مول لیا تھا۔ وہ ایک گلگوں بدن نیلگوں چشم، دراز قد، خوبصورت لڑکی تھی۔ اس کی آنکھوں میں سرخ سرخ ڈورے تھے اور اکثر آشوب چشم کا شکار رہتی تھی۔ شبیب ۲۵ھ میں عید اضحیٰ کے دن پیدا ہوا اور ۷۸ھ میں اس نے وفات پائی۔

شبیب کی شجاعت

کاش میں جانتا اگر شبیب غرقاب ہونے نہ مرتا تو کونسی افتاد سے وہ دوچار ہوتا شبیب ایک ایسی قوت تھا جو مغلوب نہ کی جا سکے اور اس نے شجاعت و اقدام کے ایسے ایسے جوہر دکھائے تھے جنھوں نے اُس کو اُن مشاہیرِ عالم کے شمار میں منسلک کر دیا تھا، جن کے نام جریدۂ دوام پر ثبت ہیں اور میں نہیں جانتا کہ اگر قضا اس کے ساتھ جلد بازی نہ کرتی تو تاریخ اسلامی کس حد تک متغیر ہو چکی ہوتی۔

وہ اپنے دسیوں پیادوں کے ساتھ ہزارہا سواروں سے مرتب کئے ہوئے لشکر کو شکست فاش دے دیتا تھا۔ اس کا دل الہام منزل تھا۔ وہ فتح مندی کے طریقوں کو جھٹ پٹ بھانپ لیتا تھا۔ وہ اپنی فتح و شکست میں یکساں منچلا تھا۔ جونہی وہ دیکھتا کہ اس کا دشمن سے برسرِ پیکار ہونا مفید نہ ہوگا، جھٹ اُدھر سے کسی اور مقام کا رُخ کر لیتا جہاں شجاعت و اقدام کام آ سکتے ہوں۔ اور صرف ساز و سامان فراہم اور نقصان پورا کرنے تک کمزور رہتا اور تھوڑے ہی عرصے میں وہ پھر بیش از بیش قوی ہو جاتا۔ بعض لوگوں کی تاریخ تم پڑھو۔ دل کی گہرائیوں سے ایسا محسوس ہوا کرتا ہے کہ اس قسم کا شخص نہ تو مغلوب ہو سکتا ہے اور نہ اس کی ہزیمت ہی کی کوئی صورت پیدا ہو سکتی ہے، اگرچہ تمام روئے زمین کی قوتیں اس پر ٹوٹ پڑیں۔ یہی احساس ہر اس شخص کا ہوتا ہے جو شبیب اور اسکی ظفر نصیب جنگوں کے حالات کا مطالعہ کرتا ہے۔

اگر شبیب مغربی (یورپین) مرد ہوتا تو ایسا مشہورِ عالم فرد ہوتا کہ روئے زمین کے تمام خواص و عوام میں کوئی اس سے ناآشنا نہ ہوتا۔ پر اس کو کیا کیا جائے کہ وہ اولاً "عربی" اور ثانیاً "خارجی" ہے۔

پہلی فتح

ہم نے صالح بن مسرح کی پچھاڑ کے بیان میں دیکھا کہ کس طرح آخری لڑائی صالح بن

مسرح کے قتل پر انجام پائی اور قریب تھا کہ اس کے ساتھ ہی شبیب کے قتل پر بھی ختم ہوتی، کیونکہ وہ اپنے گھوڑے سے گر چکا تھا، لیکن اسکی خارقِ عادت شجاعت اس نتنت کے موقعے پر بھی اس سے نہ چوک سکی۔ اس نے اپنے دشمنوں پر حملہ کر کے ان کو تتر بتر کر دیا، اور پھر اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور جب وہ اسکی پناہ میں آ گئے تو انکو کہا :۔

"تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی پشت کی طرف پشت کرلے اور جب دشمن ادھر قدم بڑھائے تو اس کو نیزوں پر لے لو اور یونہی چلے چلو، یہانتک کہ ہم اس قلعے میں داخل ہوں اور دیکھیں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔

اور اسکے ساتھی ـــ جو گنتی میں ستر آدمی تھے ـــ اس حکیمانہ نصیحت کے طفیل داخلِ قلعہ ہونے میں کامیاب ہو گئے، اور یہ وقتِ شام کا واقعہ ہے۔

قلعے میں آئے انکو تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ شبیب نے ان سے کہا :۔

کیا انتظار ہے ؟ اگر ان لوگوں نے کل صبح ہی تم پر چھاپا مارا تو اس کا انجام تمہاری تباہی ہوگا۔

انھوں نے کہا : آپ اپنا حکم فرمائیں۔

بولا : رات گھات کے لئے زیادہ مناسب ہے، جس سے چاہو بیعت کر لو، پھر ہم کو لیکر انکے لشکر پر ٹوٹ پڑو، ان کو تم سے اس کا کھٹکا نہیں ہے، اور مجھ کو توقع ہے کہ اللہ تم کو ان پر فتح دیگا۔

انھوں نے کہا : تو ہاتھ بڑھائیے ہم آپ سے بیعت کریں۔

بیعت کی، پھر نکل پڑے، اور دشمن کو اسی وقت خبر ہوئی جب شبیب اور اس کے ساتھی عین لشکر گاہ کے بیچ ان پر تلواریں چلا رہے تھے۔ اس ہنگامے میں ان کا سردار گر گیا، وہ اُس کو اُٹھا کر بھاگ نکلے اور لشکر گاہ اور اس کا سارا سازو سامان ان کے لئے چھوڑ گئے۔

اس طرح شبیب شجاعت و اقدام اور دُور اندیشی کی بدولت اس خسارے کے موقعے کو بھی سود مند بنا سکا اور ایک ایسے مقام میں فتح و نصرت حاصل کر سکا جہاں ہر چیز یہی بول رہی تھی کہ شکست اس کا تہس نہس کرنے والی ہے اور ناکامی و نامرادی اس کی قسمت میں لکھی جا چکی ہے، جیسا کہ وہ اس لشکر کو شکست دے سکا، جس نے صالح کو قتل کر دیا تھا اور جو صالح کے اصحاب اور شبیب کا کام تمام کر دینے کو تھا اور شبیب کے اقدام اور بیدار مغزی کی بدولت فتح اسی کو نصیب ہوئی۔

کہتے ہیں :- "یہ پہلا لشکر تھا جس کو شبیب نے شکست دی"

نئی فتح

اس ٹکر کے بعد شبیب کی شان بہت بڑھ گئی، اور بہت جلد حجاج نے اس کو اپنا خطرناک دشمن محسوس کر لیا، اور سفیان خثعمی کو پیغام بھیجا کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر دسکرہ پہنچے اور حارث بن عمیرہ ہمدانی کا لشکر آنے تک وہیں مقیم رہے اور دونوں ایک ساتھ شبیب کا مقابلہ کرنے کے لئے کوچ کریں۔ یہ حارث بن عمیرہ وہی ہے جس نے صالح بن مسرح کو قتل کیا تھا۔

لیکن سفیان نے طلب شبیب میں روانگی کی جلدی کی اور اس کو خانقین میں — جو دامنِ کوہ میں واقع ہے — جا ملا۔

کہتے ہیں : "شبیب نے ان سے داؤ کھیلا۔ وہ اُن سے ہٹا — گویا اُن سے بھڑنا نہیں چاہتا۔ اور اس نے اپنے بھائی کو پچاس مردوں کے ساتھ اس لشکر کی گھات میں بٹھا رکھا تھا۔

انھوں نے یہ جان کر کہ شبیب بھاگ نکلا ہے اس کا تعاقب کرنے میں جلدی کی، جب وہ کمین گاہ سے آگے نکل آئے تو وہ اُن پر پلٹا اور گھات والے پیچھے سے نکل پڑے ادھر شبیب نے ان کے آگے سے حملہ کیا اور اُدھر گھات نے پیچھے سے للکارا۔ ابھی حل انکو

شکست، شبیب کو فتح ہوئی۔ سفیان دادِ شجاعت دیتا ہوا مقتولوں میں گر پڑا، اور زخم خوردہ اٹھایا گیا، اور حجاج کو واقعہ کی خبر دی، تو حجاج نے اس کا عذر تسلیم کر لیا، اور اس کو لکھا:

تم نے اس کڑے وقت کو خوب نبھایا، اور اپنا فرض پورا کر دکھایا۔ جب درد میں تخفیف ہو، تو ماجور و مثاب اپنے اہل و عیال میں واپس آجاؤ، والسلام۔

اور سورۃ بن ابجر حجاج کا حکم پاکر شبیب کی طلب میں تین سو قوی ہیکل منچلے سواروں کو ہمراہ لے کر نکلا، لیکن مغلوب ہو کر شکست کھائی۔

شبیب کی جنگ جزل بن سعید کے ساتھ

حجاج نے الجزل عثمان بن سعید کو بلا کر کہا: ان خارجیوں کی طرف خروج کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ پھر جب تو ان کو جا لے، تو نہ تو احمقانہ جلد بازی سے کام لے اور نہ بزدلانہ سستی سے، سمجھ لی میری بات؟

اس نے کہا: جی ہاں، خدا امیر کو صلاحیت دے، میں نے سمجھ لی۔

اچھا تو اب نکلو اور دیر عبد الرحمٰن میں اس وقت تک کہ لوگ تمھاری طرف نکل کر آجائیں، ڈیرے ڈالے رہو۔

کہا: خدا امیر کو صلاحیت دے! میرے ساتھ شکست خوردہ لشکر والوں میں سے کسی کو نہ بھیجئے، کیونکہ رعب انکے دلوں میں دخل پا چکا ہے۔

حجاج نے کہا: منظور ہے۔ میں تیری رائے کو نہایت مناسب اور موفق دیکھتا ہوں۔
حجاج نے اس کے لئے چار ہزار مرد اکٹھے کئے۔ پھر حجاج کے منادی نے ان میں پکار دیا کہ جو شخص اس لشکر سے پیچھے رہ جائیگا اُس سے ہمارا ذمہ بری ہے۔

الجزل بن سعید شبیب کا پیچھا کرتا رہا اور شبیب اس کو ہیبت دکھلاتا اور ایک

دیہہ سے دوسرے دیہہ کی طرف نکلتا رہا - ایسا کرنے سے شبیب یہ چاہتا تھا کہ الجزل اپنے اصحاب سے جدا ہو کر اور تھوڑے سے آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر بغیر تیاری کے اسکی طرف جلدی کرے۔ لیکن جزل ہوشیار تھا وہ نہ تو کبھی تیاری کے بغیر چلتا اور نہ کبھی اپنے گرد خندق کھودے بغیر اترتا -

اسی طرح ایک زمانہ گذر گیا۔ شبیب نے اس پر شبخون مارنا چاہا، لیکن اس نے الجزل کو بڑا چوکس پایا - دیکھا کہ اس نے ہر طرف جاسوس لگا رکھے ہیں اور نگہبان ناکوں پر بٹھا رکھے ہیں۔ اس لئے اسکو کچھ کامیابی حاصل نہ ہوئی پھر جب شبیب نے دیکھا کہ وہ اُن تک نہیں پہنچ سکتا تو اُن پر دوبارہ ایک ناکام چھاپا مارنے کے بعد انکو چھوڑ دیا -

اس نے الجزل کو اپنے پیچھے پایا، اور جیسا کہ کہتے ہیں وہ ان کا پیچھا کرتا رہتا تھا۔ چلتا تو تیاری پر چلتا اور اترتا تو خندق کی پناہ میں ۔ شبیب اس کو چھوڑتا چلا جاتا اور آس پاس کی اراضی کو برباد کر کے خراج کو نقصان پہنچاتا رہتا - حجاج نے اس درازئ مدت سے اُکتا کر الجزل کو لکھا :

"اما بعد میں نے تجھ کو شہر والوں کے سواروں اور سرداروں میں بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ ان گمراہ اور گمراہ کُن خارجیوں کا پیچھا کرتے رہو، یہانتک کہ انکو جا لو پھر جب تک اُن کا ستیاناس نہ کر لو، اُن سے نہ ہٹو۔ مگر میں نے دیکھا کہ شہروں میں پڑاؤ کرنا اور خندقوں میں خیمہ زن ہونا تجھ کو ان کا مقابلہ کر کے میرے حکم کی بجا آوری سے زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے، والسلام "

اس لشکر کا ایک سپاہی کہتا ہے : "خط ہم کو پڑھ کر سنایا گیا تو الجزل پر بہت شاق گذرا۔ اس نے لوگوں کو کوچ کا حکم دیا اور وہ خارجیوں کی تلاش میں جانفشانی کرتے ہوئے نکلے، اور امیر کے متعلق افواہیں پھیلنی شروع ہو گئیں۔ ہم نے کہا کہ وہ

معزول ہو جائیگا۔

* * *

حجاج نے سعید بن مجالد کو اس لشکر پر بھیجا اور اسکو حکم دیا: " اگر تو ان خارجیوں سے دو چار ہو تو اپنے بھاری لشکر سے اُن پر ٹوٹ پڑ اور ان کو ڈھیل نہ دے اور انکے خلاف اللہ سے مدد مانگ اور الجزل جیسا عمل نہ کر۔ شیر کی طرح اُن پر جھپٹ اور کفتار کی طرح اُن سے ہٹ۔

سعید بن المجالد کی دلیری

سعید چلتے چلتے اہلِ کوفہ کے لشکر میں جا پہنچا اور الجزل نے شبیب کو نہروان میں جا لیا تھا اور اپنے لشکر کے گرد خندق کھود کر پڑاؤ ڈالے پڑا تھا۔

سعید نے ایک پُرجوش خطیب کی طرح کھڑے ہو کر اُن کو مخاطب کیا:

اے اہلِ کوفہ تم سست و ناتوان ہو گئے، اور اپنے امیر کو اپنے اوپر غصہ دلایا اور تم ان دُبلے بدویوں کے پیچھے دو ماہ سے لگے ہوئے ہو، اور انھوں نے تمھارا ملک اُجاڑ دیا ہے اور تمھارے خراج کو نقصان پہنچایا ہے، اور تم ان خندقوں میں سہمے ہوئے اس طرح پڑے ہو کہ جب تک تمہیں یہ خبر نہ ملے کہ وہ تمھارا شہر چھوڑ کر کسی اور شہر میں جا اُترے ہیں انکو چھوڑنے کا نام نہیں لیتے۔ اُٹھو اور خدا کے نام پر اُن کی طرف نکل پڑو۔"

کہتے ہیں: وہ لوگوں کو لیکر نکل پڑا اور لشکر کے سواروں کو بھی جمع کر لیا، تو الجزل نے اُس سے کہا: "تم کیا کرنا چاہتے ہو؟"

اس نے کہا: "میں چاہتا ہوں کہ ان سواروں میں شبیب پر چڑھائی کروں"۔

جزل نے کہا: -" تو اپنے رسالے اور فوج میں جا رہ، وہ خود فریب کھا کر تجھ پر چڑھائی کریگا۔ تو اپنے ساتھیوں کو پراگندہ نہ کر۔ یہ تدبیر ان کے حق میں بد اور تیرے حق میں

نیک ہو گی، لیکن جوشیلے سعید نے اس نصیحت کے سننے سے جس کی بنیاد درستی رائے اور تجربہ کاری پر تھی سننے سے انکار کردیا۔

جزل سے کہا: تو صف میں ٹھہرا رہ۔

الجزل نے اس سے کہا:

"اے سعید بن مجالد! جو کچھ تو نے کیا ہے میری رائے اس کے موافق نہیں۔ میں تیری اس رائے سے بیزار ہوں۔ میری یہ رائے اللہ نے بھی سُن لی ہے اور جو مسلمان موجود ہیں، انھوں نے بھی۔"

سعید نے کہا: "میری یہی رائے ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہے تو اللہ نے اس کی توفیق مجھ کو بخشی ہے اور اگر یہ نادرست ہے تو تم اس سے بری ہو۔"

اس طرح سعید لڑائی کے لئے تیار ہو گیا اور لشکر کو خندقوں میں سے نکالا تاکہ اپنے گمان کے موافق شبیب اور اسکے اصحاب کے قتل میں جلدی اور درحقیقت وہ اپنی ہلاکت اور اپنے لشکر کی ہزیمت کے لئے، جس کی اسکو خبر نہ تھی، جلدی کر رہا تھا۔

شبیب کی شجاعت کا ایک نمونہ

شبیب نے شہر کا دروازہ بند کرنے کا حکم دیکر دہقان کو کھانا لانے کی فرمائش کردی تھی۔ دہقان نے شہر پناہ پر چڑھ کر دیکھا کہ دشمن کا لشکر بڑھتے بڑھتے قلعے کے قریب پہنچ گیا ہے۔ وہ اُترا تو اُس کا رنگ فق تھا۔ شبیب نے اُس سے کہا:

"کیا بات ہے، تمھارا رنگ کیوں اُڑ رہا ہے؟"

دہقان: "لشکر ہر طرف سے تجھ پر چڑھ آئے ہیں۔"

شبیب: "کچھ مضائقہ نہیں۔ کھانا تیار ہو گیا ہے؟"

دہقان: "ہاں۔"

شبیب: "تو لے آؤ"
کھانا آگیا، کھا کر وضو کیا، دو رکعت نماز پڑھی، پھر اپنا خچر منگوا کر اُس پر سوار ہوا۔ ساتھی جمع ہو گئے۔ دروازہ کھولا گیا۔ پھر وہ اپنے خچر پر اپنے قلعے سے باہر نکلا۔

سعید بن مجالد کا مارا جانا

شبیب نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ کہہ رہا تھا: حَکَمِ حکیم کے سوا کسی کا حکم نہیں اگر چاہو تو جمے رہو۔

کہتے ہیں سعید اپنے سواروں اور پیادوں کو جمع کر کے اسکی طرف بڑھا اور وہ کہہ رہا تھا: یہ لوگ تو محض موت کا ایک نوالہ ہیں۔ شبیب نے فوراً ان پر حملہ کر دیا ان کے لشکر کو شکست ہوئی۔ سعید بن مجالد جما رہا ۔۔ اور اپنے ساتھیوں کو پکارنے لگا: "اِدھر آؤ! اِدھر آؤ! میں ابن ذی مردان ہوں"

کہتے ہیں:۔ اس نے اپنی ٹوپی اتار کر اپنی کاٹھی پر رکھ دی اور شبیب نے اس کے سر پر تلوار کا ایسا وار کیا جو اسکے دماغ میں اُتر گیا اور وہ مر کر گر پڑا اور وہ اسی طرح مارتے دھاڑتے الجزل تک جا پہنچے۔ جزل خوب لڑا اور لڑتے لڑتے مجروح ہو کر گر پڑا۔ اس کے ساتھی اس کو مقتولوں میں سے اُٹھا کر لے گئے۔ پھر اُس نے سارا ماجرا حجاج کو لکھ بھیجا۔

الجزل کا خط حجاج کے نام

امّا بعد، میں امیر کو ۔۔ اصلحہُ اللہ ۔۔ اطلاع دیتا ہوں کہ میں اس لشکر میں جس میں مجھے امیر نے اپنے دشمن کی طرف بھیجا تھا، نکلا اور میں امیر کے حکم اور اس کی رائے کا پاس کرتا رہا۔ پس میں جب موقع دیکھتا، ان کی طرف نکل پڑتا اور جب نقصان سے ڈرتا تو اپنے لوگوں کو روک رکھتا۔ پس میں اسی طرح کرتا رہا۔

دشمن نے ہر چند مجھ پر حملہ کرنا چاہا لیکن میری طرف سے اسکو کوئی موقع نہ ملا یہاں تک کہ سعید بن مجالد رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس پہنچا۔ میں نے اس کو آہستگی کی فرمائش کی اور جلد بازی سے منع کیا۔ میں نے اس کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کی پوری جماعت کے بغیر ان سے نہ لڑے۔ اس نے میرا کہا نہ مانا اور سواروں کو لیکر ان کی طرف جانے کی جلدی کی، تو میں نے دونوں شہروں کے باشندوں کو اس پر گواہ کیا کہ میں اس کی اس رائے سے بے تعلق ہوں اور جو کچھ اُس نے کیا ہے میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ سو وہ چلا گیا اور مارا گیا، خدا تعالیٰ اس کو معاف کرے اور اس نے لوگوں کو میری طرف بھیج دیا اور میں نے ان کے لئے اپنا عَلَم بلند کیا اور لڑتے لڑتے گر گیا، تو میرے اصحاب مجھ کو مقتولوں میں سے اُٹھا لائے اور میں معرکے سے ایک میل کے فاصلے پر اُن کے ہاتھوں ہی پر تھا کہ مجھ کو ہوش آگیا، اور میں آج ایسے زخم کے ساتھ مدائن میں پڑا ہوں کہ آدمی اُس کے کمتر زخم سے بھی مرجاتا ہے۔ پس امیر — خدائے تعالیٰ اس کو صلاحیت بخشے — اس کو اور اس کے لشکر کو میرے نصیحت کرنے اور اس کے دشمن کے ساتھ میری چالوں کا حال اور معرکہ میں میرے مقابلہ کی کیفیت دریافت فرمالیں، اس کو روشن ہو جائیگا کہ میں نے اس کو درست نصیحت کی تھی۔ والسلام۔

حجاج کا خط الجزل کے نام

اما بعد، مجھ کو تیرا خط پہنچ گیا اور میں نے اس کو پڑھ لیا اور جو کچھ تو نے ذکر کیا ہے اس کو سمجھ لیا ہے، اور جو کچھ تو نے اپنے امیر کو نصیحت کرنے، اور اہل شہر کی حفاظت کرنے اور اپنے دشمن پر شدت کرنے کا حال بیان کیا ہے۔ میں تجھ کو اس میں سچا جانتا ہوں، اور جو کچھ تو نے سعید کے معاملہ اور اس کے اپنے دشمن کی طرف جلدی کرنے کے

بارے میں ذکر کیا ہے، تو میں اس کی جلد بازی اور تیری آہستگی دونوں کو پسند کرتا ہوں، اور تُو نے ٹھیک کیا اور دادِ شجاعت دی، خدا تجھے اجر دے۔ اور تُو میرے نزدیک سمع و طاعت اور نصیحت والوں میں سے ہے، اور میں نے تیری طرف حیان بن ابجر کو تیرے زخم کے معالجہ کے لئے بھیج دیا ہے اور دو ہزار درہم بھی اس کے ساتھ بھیجے ہیں، انکو اپنی ضروریات میں خرچ کرو۔ والسلام۔

اَلدُّرُوسُ الْعَرَبِیَّۃُ

دُعَاءُ الْوَلَدِ

۱۔ کُلَّمَا ذَرَّ ضُحًی قَرْنُ ذُکَاءْ
اَوْ تَوَلَّتْ فَتَوَارَتْ بِالْحِجَاب
یَرْتَقِیْ صَوْتُ ابْتِهَالِیْ بِالدُّعَاءْ
نَحْوَ عَرْشِ اللّٰهِ فِیْ دَارِ الثَّوَابِ

۲۔ اَطْلُبُ: الْعَفْوَ، وَمَا لِیْ مِنْ مُعِیْن
غَیْرَ رَبِّ الْعَفْوِ، دَیَّانِی الْکَرِیْم
اَنْتَ غَوْثِیْ صَاحِبُ الْوَعْدِ الْاَمِیْن
تَفْرُجُ الْغَمَّ عَنِ الْعَبْدِ السَّقِیْم

۳۔ لِاِسْمِكَ الْقُدُّوْسِ اُمِّیْ تَسْجُدُ

وَ اَبِی یَجْثُو بِحُبٍّ، وَ اتِّضَاع
وَ لَهٗ کُلُّ الْبَرَایَا تَرْ عَدُ
فِی الرِّضٰی وَ السَّخَطِ رَوْحًا وارتیاع
۴- اَنْتَ رَبِّی وَ لَكَ الاَرْضُ وَمَا
تَحْتَ هٰذِی الْاَرْضِ اَوْ فَوْقَ السَّمَاء
قَدْ فَطَرْتَ الْخَلْقَ حَتّٰی اَنْجُمَا
کُلَّمَا یَبْدُوْا وَ مَا طَیَّ الْخَفَاء
۵- وَالسَّمَا وَ الشَّمْسُ وَ الْاَرْضُ مَعًا
مِنْ جِبَالٍ وَ سُهُوْلٍ وَ بِحَار
تَشْکُرُ الْمَوْلَی الْقَدِیْرَ الْمُبْدِعَا
حَمْدُهَا لَا یَنْقَضِی لَیْلَ نَهَار
۶- جَمَّلَتْ یُمْنَاكَ اَزْهَارَ الْحُقُوْل
بِبَدِیْعِ اللَّوْنِ وَ الشَّکْلِ الْاَنِیْق
وَ لِسَانُ الْحَالِ فِی الدُّنْیَا یَقُوْل
مَجِّدُوا الْخَالِقَ تَمْجِیْدًا یَلِیْق
۷- کُلَّمَا فِی الْکَوْنِ مِنْ حُسْنِ النِّظَام
وَ جَمَالٍ بَاهِرٍ یَسْبِی الْعُقُوْل
یُنْبِئُ النَّاسَ بِاٰیَاتٍ عِظَامٍ
لِلْهُدٰی قَدْ وُجِدَتْ اَجْلٰی دَلِیْل
۸- یَا رَئِیْفًا بِالْبَرَایَا یَا رَحِیْم
نَجِّنَا مِنْ شَرِّ خَصْمٍ لَا یُطَاق

رُدَّ عَنَّا وَیْلَ اِبْلِیْسَ الرَّجِیْمِ
وَاَذَیٰ اَنْصَارِہٖ اَھْلَ النِّفَاقِ

بچّے کی دعا

(۱) جب دن کے پہلے پہر سورج کی پہلی کرنیں نکلتی ہیں، یا وہ پھیر کر پردے میں چھپ جاتا ہے، میرے گڑگڑا گڑگڑا کر دعا کرنے کی آواز ثواب کے گھر میں اللہ کے عرش کی طرف اُٹھنے لگتی ہے، میں چلّا کر کہتا ہوں

(۲) معاف فرما، حالت یہ ہے کہ میرا کوئی مددگار نہیں سوائے صاحب عفو اور حسن کرم حاکم کے، تو میرا فریادرس ہے اور وعدہ کر کے وفا کرنے والا ہے تو مظلوم بندے سے غم کو دُور کر دیتا ہے۔

(۳) تیرے پاک نام کیلئے میری ماں سجدہ کرتی ہے اور میرا باپ محبت اور فروتنی کیساتھ گھٹنے ٹیکتا ہے، اور ساری مخلوق اُس سے کانپتی ہے خوشی، ناخوشی، آرام اور خوف میں

(۴) تو میرا مالک ہے اور تیری ہی زمین ہے اور جو کچھ اس زمین کے نیچے یا آسمان کے اوپر ہے تو نے مخلوق کو یہانتک کہ ستاروں کو اور سب چیزوں کو جو کہ ظاہر ہوتی ہیں اور جو پوشیدگی میں ہیں پیدا کیا ہے۔

(۵) آسمان، سورج، زمین، پہاڑ، میدان، سمندر سب کے سب پیدا کرنے والے، صاحب قدرت مولیٰ کا شکرا کرتے ہیں، اسکی ستائش رات دن ختم نہیں ہوتی۔

(۶) تیرے دائیں ہاتھ نے کھیتوں کے پھولوں کو نرالے رنگوں اور عمدہ شکلوں سے جمال بخشا ہے اور زبانِ حال دنیا میں کہتی ہے کہ خالق کی ایسی تمجید کرو جو اسکے لائق ہو

(۷) اس جہان میں جو ترتیب کی خوبی اور ایسا روشن حُسن ہے جو عقلوں کو اسیر کرتا ہے وہ لوگوں کو بڑے بڑے نشانوں کا پتہ دیتا ہے جو ہدایت کیلئے روشن ترین دلیل بنائے

گئے ہیں۔

(۸) اے مخلوق پر شفیق و مہربان ہمیں ایسے دشمن کی بُرائی سے نجات دے جس کی ہم میں طاقت نہیں، ہم سے ابلیس مردود کی تکلیف اور منافق جو اس کے مددگار ہیں اُن کا دُکھ ہٹالے۔

اَلصَّبَاحُ

(۱) مَا أَبْهَجَ هٰذَا الصَّبَاحَ. اَلْجَوُّ صَافٍ وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ. وَالْعَصَافِيْرُ تُزَقْزِقُ عَلَى الْاَشْجَارِ.

(۲) اَلنَّحْلُ تَقُوْمُ مِثْلَ الْعَصَافِيْرِ قَبْلَ شُرُوْقِ الشَّمْسِ بِزَمَانٍ طَوِيْلٍ. وَتَذْهَبُ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا إِلٰى شَغْلِهَا.

(۳) فِي الصَّبَاحِ يَذْهَبُ كُلٌّ وَاحِدٍ إِلٰى شُغْلِهٖ. وَيَشْتَغِلُ فِيْهِ إِلٰى آخِرِ النَّهَارِ. وَالصِّغَارُ يَأْتُوْنَ إِلَى الْمَدْرَسَةِ يَتَعَلَّمُوْنَ الْقِرَاءَةَ وَالْكِتَابَةَ.

(٤) فِي الصَّبَاحِ اَيْ اَوَّلِ النَّهَارِ، يَقُوْمُ الْجَمِيْعُ مَعَ الْعَصَافِيْرِ وَالنَّحْلِ، حِيْنَ يَكُوْنُ الْجَوُّ صَافِيًا وَالطَّبْعُ دَافِئًا.

(٥) فِي الصَّبَاحِ يَجِبُ اَنْ نَشْكُرَ اللّٰهَ عَلٰى حِفْظِهٖ إِيَّانَا طُوْلَ اللَّيْلِ، وَ نَطْلُبُ مِنْهُ اَنْ يَكُوْنَ مَعَنَا طُوْلَ النَّهَارِ.

يجب ان نشكر الله

(۲) اَلْمَسَاءُ

عِنْدَ الْمَسَاءِ تَغْرُبُ الشَّمْسُ ، وَ يَغِيْبُ عَنَّا نُوْرُهَا، وَ يَبْتَدِئُ اللَّيْلُ وَ يَأْتِي الظَّلَامُ.

(۲) عِنْدَ الْمَسَاءِ يَرْجِعُ كُلُّ وَاحِدٍ إِلٰى بَيْتِهٖ، لِكَيْ يَسْتَرِيْحَ مِنْ اَشْغَالِهٖ ـ

(۳) فِي الْمَسَاءِ كُلُّ عُصْفُوْرٍ مِنَ الْعَصَافِيْرِ يَبِيْتُ بَيْنَ اَغْصَانِ الْاَشْجَارِ ، وَ يُغَطِّي رَأْسَهٗ بِجَنَاحِهٖ ـ

(٤) بَعْدَ الْمَسَاءِ بِوَقْتٍ قَلِيْلٍ يَجِبُ اَنْ تَذْهَبَ وَ تَنَامَ فِيْ فِرَاشِكَ ، قَبْلَ اَنْ تَذْهَبَ ، وَدِّعْ أَبَاكَ وَ أُمَّكَ ، وَ قُلْ لَهُمْ تُصْبِحُوْنَ عَلٰى خَيْرٍ.

(٥) لَا تَنْسَ اَنْ تَرْكَعَ قَبْلَ النَّوْمِ ، وَ تُصَلِّيَ إِلَى اللّٰهِ ، لِكَيْ يَحْفَظَكَ وَ يَعْتَنِيَ بِكَ

تصبحون علٰی خیر

(۳) دَوَاءُ الْغَضَبِ

(۱) زَارَ رَجُلٌ يَوْمًا صَدِيْقًا لَهٗ ، وَ حِيْنَ دَخَلَ إِلَى الْبَيْتِ ، وَجَدَ اثْنَيْنِ مِنْ اَوْلَادِهٖ ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاقِفًا فِيْ زَاوِيَةٍ مِنْ اَلْوَانِ الْبَيْتِ ـ

(۲) وَ لَمَّا نَظَرَاهُ تَقَدَّمَا وَ سَلَّمَا عَلَيْهِ . فَسَأَلَهُمَا لِمَاذَا كُلُّ وَاحِدٍ مِنْكُمَا وَاقِفٌ فِيْ زَاوِيَةٍ ـ

(٣) فَقَالَ أَحَدُهُمَا ، أُمِّيْ قَالَتْ لَنَا أَنْ نَتَبَاعَدَ ، إِذَا غَضِبَ أَحَدُنَا مِنَ الْآخَرِ ، وَ نَبْقَى مُتَبَاعِدَيْنِ ، إِلَى أَنْ يَزُوْلَ غَضَبُنَا .

(٤) ثُمَّ رَجَعَا كُلٌّ وَاحِدٍ إِلَى مَكَانِهِ ، وَكَانَ كُلٌّ مِنْهُمَا يَنْظُرُ إِلَى الْآخَرِ ، وَ عُيُوْنُهُمَا مُحْمَرَّةٌ مِنَ الْغَضَبِ .

(٥) فَدَخَلَ الرَّجُلُ عَلَى صَدِيْقِهِ ، وَبَعْدَ قَلِيْلٍ مِنَ الزَّمَانِ خَرَجَ ، وَ إِذَا هُمَا يَلْعَبَانِ مَعًا .

وَ كَانَ سَبَبُ ذَهَابِ الْغَضَبِ سُكُوْتَهُمَا وَ ابْتِعَادَ أَحَدِهِمَا عَنِ الْآخَرِ .

اَلرَّجُلُ الشَّيْخُ

(١) هٰذَا الرَّجُلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ فِي الْعُمْرِ ، وَقَدْ مَشٰى مَسَافَةً طَوِيْلَةً . أُنْظُرْ إِلَيْهِ ، هَا هُوَ قَاعِدٌ يَسْتَرِيْحُ عِنْدَ تِلْكَ الشَّجَرَةِ بِجَانِبِ الطَّرِيْقِ وَجِرَابُهُ أَمَامَهُ ، يُرِيْدُ أَنْ يَأْكُلَ مِنَ الزَّادِ الَّذِيْ فِيْهِ .

(٢) وَ كَلْبُهُ رَافَقَهُ طُوْلَ الطَّرِيْقِ ، وَ هُوَ قَاعِدٌ إِلَى جَانِبِهِ ، يَنْتَظِرُ حِصَّتَهُ مِنَ الْخُبْزِ وَ الْجُبْنِ الَّذِيْ فِي الْجِرَابِ .

(٣) إِفْتَحْ جِرَابَكَ يَا عَمِّي الشَّيْخَ ، وَ أَخْرِجْ مِنْهُ خُبْزًا وَ كُلْ ، وَ أَعْطِ الْكَلْبَ قِطْعَةَ جُبْنٍ وَ رَغِيْفًا .

(٤) هٰذَا الْكَلْبُ كَانَ لِابْنِ الرَّجُلِ الشَّيْخِ ، وَ

حِيْنَ مَاتَ، جَاءَ الْكَلْبُ إِلَى الشَّيْخِ وَ قَعَدَ عِنْدَهُ، وَ هُوَ يُحِبُّ الْكَلْبَ كَثِيْرًا وَ يُطْعِمُهُ خُبْزًا وَ جُبْنًا وَ لَحْمًا.

(۵) إِذْهَبْ يَا سَلِيْمُ، وَ نَادِ الرَّجُلَ الشَّيْخَ حَتّٰى يَجِيْءَ وَ يَسْتَرِيْحَ عِنْدَنَا، فَنُقَدِّمُ لَهُ شَيْئًا مِنَ الطَّبِيْخِ السُّخْنِ.

(۵) اَلْفَرَاشَةُ

(۱) كَانَ يَوْمًا صَبِيٌّ عُمْرُهُ سِتُّ سَنَوَاتٍ مَاشِيًا فِي الطَّرِيْقِ، فَرَأَى صَبِيًّا كَبِيْرًا لَاحِقًا فَرَاشَةً يَرْكُضُ وَرَاءَهَا لِكَيْ يُمْسِكَهَا.

(۲) وَ أَخِيْرًا حَطَّتِ الْفَرَاشَةُ عَلٰى زَهْرَةٍ، فَرَمٰى طَرْبُوْشَهُ عَلَيْهَا وَ أَمْسَكَهَا، وَ صَارَتْ تَخْتَبِطُ حَتّٰى تُفْلِتَ مِنْهُ وَ لَمْ تَقْدِرْ، لِأَنَّهُ كَانَ قَدْ أَمْسَكَهَا بِجَنَاحَيْهَا جَيِّدًا.

(۳) وَ كَانَ الصَّبِيُّ الصَّغِيْرُ عَاقِلًا، يَعْرِفُ أَنَّ الْإِضْرَارَ بِشَيْءٍ مِنْ مَخْلُوْقَاتِ اللّٰهِ أَمْرٌ غَيْرُ حَسَنٍ وَ لَا جَائِزٍ.

(۴) فَرَكَضَ نَحْوَ الْكَبِيْرِ، وَ قَالَ لَهُ أُتْرُكْهَا لِتَطِيْرَ، أَفْلِتْهَا إِكْرَامًا لِيْ — وَ كَانَ يَتَلَطَّفُ مَعَهُ كَثِيْرًا.

(۵) وَ مِنْ كَثْرَةِ مَا طَلَبَ إِلَيْهِ فَتَحَ يَدَهُ فَطَارَتِ الْفَرَاشَةُ فِي الْهَوَاءِ، فَصَارَ الصَّغِيْرُ يُصَفِّقُ بِيَدَيْهِ فَرَحًا وَ يَقُوْلُ طَارَتْ، عَافَاكَ عَافَاكَ.

حَنَّةُ عِنْدَ خَالَتِهَا

(۱) ذَهَبَتْ حَنَّةُ يَوْمًا إِلَى الْمَزْرَعَةِ، حَيْثُ كَانَتْ خَالَتُهَا سَاكِنَةً، فَرَأَتْ هُنَاكَ أَشْيَاءَ كَثِيرَةً، لَمْ تَكُنْ تَرَاهَا فِي الْبَيْتِ۔

(۲) هُنَاكَ كَانَتْ حَنَّةُ تَتَفَرَّجُ كُلَّ يَوْمٍ عَلَى الْخَادِمِ يَحْلِبُ الْبَقَرَاتِ، وَ كَانَتْ كُلَّمَا أَتَتْ إِلَيْهِ مَرَّةً، يَسْقِيهَا جُرْعَةً مِنَ الْحَلِيبِ السُّخْنِ الطَّيِّبِ۔

(۳) وَ هُنَاكَ كَانَتْ تُسَاعِدُ خَالَتَهَا، لِكَيْ تُطْعِمَ الدَّجَاجَ وَ لَمْ تَكُنِ الدَّجَاجَاتُ تَخَافُ مِنْهَا، وَلَا مِنْ خَالَتِهَا، بَلْ تُسْرِعُ إِلَى فُتَاتِ الْخُبْزِ وَ حُبُوبِ الزَّوَانِ، تَنْقُدُهَا حَالَمَا تَصِلُ إِلَى الْأَرْضِ۔

(۴) وَ هُنَاكَ تَفَرَّجَتْ عَلَى الْخَرُوفِ الْأَبْيَضِ الَّذِي كَانَتْ خَالَتُهَا تَعْلِفُهُ، وَ كَانَتْ تَجْلِسُ إِلَى جَانِبِ الْخَادِمِ، وَ تُسَاعِدُهُ وَ هُوَ يَعْلِفُهُ مِنْ وَرَقِ التُّوتِ وَالْكَرْمِ۔

(۵) هٰذِهِ هِيَ أَوَّلُ مَرَّةٍ، ذَهَبَتْ فِيهَا حَنَّةُ تَزُورُ خَالَتَهَا، وَ سُرَّتْ كَثِيرًا بِالْبَقَرَاتِ وَ الدَّجَاجِ وَ الْخَرُوفِ الْأَبْيَضِ۔

جَدْيٌ مَحْبُوبٌ

(۱) كَانَتْ هِنْدُ تُحِبُّ جَدْيًا مِنَ الْمَاعِزِ، اِشْتَرَاهُ لَهَا

أَبُوْهَا، وَكَانَ لَهُ لِحْيَةٌ طَوِيْلَةٌ، وَقَرْنَانِ مَعْقُوْفَانِ.

(۲) وَكُلَّمَا فَرَغَتْ مِنْ أَشْغَالِهَا، كَانَتْ تَأْتِيْ إِلَيْهِ بِبَاقَةٍ مِنَ الْعُشْبِ الأَخْضَرِ، وَعِنْدَ مَا يَأْكُلُهَا، يَنْظُرُ إِلَيْهَا نَظَرَ مَنْ يَشْكُرُهَا عَلَى مَعْرُوْفِهَا إِلَيْهِ.

(۳) وَكَانَتْ إِذَا عَادَتْ مِنَ الْمَدْرَسَةِ، تَحُلُّهُ وَ تَأْخُذُهُ إِلَى الْبَرِّيَّةِ لِكَيْ يَرْعَى الْعُشْبَ الأَخْضَرَ. وَ هُنَاكَ تَلْعَبُ مَعَهُ فَكَانَ يَقِفُ أَحْيَانًا عَلَى رِجْلَيْهِ، وَ أَحْيَانًا يَحُطُّ رَأْسَهُ إِلَى الأَرْضِ، وَيَقْفِزُ بِخِفَّةٍ.

(٤) وَكَانَ الْجَدْيُ يَعْرِفُ أَنَّ هِنْدَ مُحْسِنَةٌ، فَلَا تَتَّبِعُ أَحَدًا غَيْرَهَا، وَإِذَا سَمِعَ صَوْتَهَا يَعْرِفُهَا حَالًا.

(٥) كُوْنُوْا أَيُّهَا الصِّبْيَانُ وَالْبَنَاتُ لُطَفَاءَ بِالْحَيْوَانَاتِ وَأَحْسِنُوْا إِلَيْهَا، فَتَصِيْرَ تُحِبُّكُمْ فِيْ وَقْتٍ قَرِيْبٍ، فَإِنَّ الْمَحَبَّةَ تَتَوَلَّدُ مِنَ الْمَحَبَّةِ.

ترجمہ:-

صبح

(۱) آہا کیسی سہانی صبح ہے، آسمان صاف ہے اور سورج چمک رہا ہے، چڑیاں درختوں پر چہچہا رہی ہیں۔

(۲) چڑیوں کی طرح شہد کی مکھیاں بھی سورج نکلنے سے بہت پہلے اٹھتی ہیں اور اُن میں سے ہر ایک اپنے کام کو چلی جاتی ہے۔

(۳) صبح کو ہر شخص اپنے کام پر جاتا ہے، اور دن کے آخر تک اُس میں لگا رہتا ہے، چھوٹے چھوٹے بچے لکھنا پڑھنا سیکھنے مدرسہ کو جاتے ہیں۔

(۴) صبح کو یعنی دن کے پہلے حصّے میں سب لوگ چڑیوں اور مکھیوں کے ساتھ اُٹھتے ہیں، جب آسمان صاف اور طبیعت گرم ہوتی ہے۔

(۵) صبح کو ہمیں چاہیئے کہ رات بھر ہماری حفاظت کرنے پر اللہ کا شکر بجا لائیں اور اُس سے دُعا کریں کہ وہ سارا دن ہمارے ساتھ رہے۔

(۲) شام

(۱) شام کو سورج غروب ہوتا ہے، اور اسکی روشنی ہم سے غائب ہو جاتی ہے، رات شروع ہوتی ہے اور اندھیرا آ جاتا ہے۔

(۲) شام کو ہر شخص اپنے گھر کو واپس آتا ہے، تا کہ اپنے کاموں سے آرام حاصل کرے۔

(۳) شام کے وقت ہر ایک چڑیا چڑیوں میں سے درختوں کی شاخوں میں رات گزارتی ہے اور اپنے پروں میں اپنا سر چھپا لیتی ہے۔

(۴) شام کے تھوڑی دیر بعد تم کو اپنے بچھونے پر جا سونا چاہیئے۔ جانے سے پہلے اپنے ماں باپ کو رخصت کرو اور انھیں شب بخیر کہو۔

(۵) یہ مت بھولو کہ سونے سے پہلے رکوع کر کے اللہ سے دعا کرو کہ وہ تمہاری نگہبانی اور خبر گیری کرے۔

(۳) غصے کی دوا

(۱) ایک دن ایک آدمی اپنے کسی دوست کو ملنے گیا۔ جب وہ گھر میں داخل ہوا تو اُسنے اُسکے بچوں میں سے دو کو پایا کہ اُن میں سے ہر ایک گھر کے دالان کے ایک کونے میں کھڑا ہے۔

(۲) اور جب اُن دونوں نے اسکو دیکھا آگے آکر اسکو سلام کیا، تو اُسنے اُنسے

پوچھا کہ تم میں سے ہر ایک کونے میں کیوں کھڑا تھا۔

(۳) اُن میں سے ایک نے کہا کہ میری ماں نے ہم سے کہا ہے کہ جب ہم میں کوئی ایک دوسرے سے خفا ہو تو ہم جُدا جُدا ہو جائیں اور غصہ اترنے تک جُدا جُدا ہی رہیں۔

(۴) پھر وہ دونوں اپنی اپنی جگہ واپس ہو گئے، ان میں سے ہر ایک دوسرے کو دیکھتا تھا، اور اُن دونوں کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہی تھیں۔

(۵) پس وہ شخص اپنے دوست کے پاس اندر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ دونوں اکٹھے کھیل رہے ہیں۔

غصے کے جاتے رہنے کا سبب اُن کا چُپ چاپ ایکدوسرے سے دُور رہنا تھا

(۴) بُوڑھا آدمی

(۱) یہ آدمی عمر میں بہت بوڑھا ہے، اور ایک لمبی راہ چل چکا ہے، اسکو دیکھو وہ راستہ کے ایک کنارہ پر اس درخت کے نزدیک بیٹھا آرام کر رہا ہے اور اس کا چمڑے کا تھیلہ اسکے آگے ہے۔ وہ اس زادِ راہ کو جو اسمیں ہے کھانا چاہتا ہے۔

(۲) اس کا کتا جو ساری راہ اسکے ساتھ رہا ہے، اسکے ایک طرف بیٹھا، اُس روٹی اور پنیر میں سے جو تھیلے میں ہے اپنے حصے کا انتظار کر رہا ہے۔

(۳) بوڑھے چچا اپنا تھیلا کھول، اسمیں سے روٹی نکال کر کھا اور کتے کو ایک روٹی اور کچھ پنیر کا ٹکڑا دے۔

(۴) یہ کتا بوڑھے آدمی کے بیٹے کا تھا اور جب وہ مر گیا تو کتا بوڑھے کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔ وہ کتے کو بہت چاہتا ہے اور اسکو روٹی، پنیر اور گوشت کھلاتا ہے۔

(۵) سلیم جاؤ اور بوڑھے آدمی کو آواز دو کہ وہ ہمارے پاس آ کر آرام کرے، اور ہم اسکو گرم گرم کھانا دیں۔

(۵) تیتری

(۱) ایک دن ایک بچہ جس کی عمر چھ سال کی تھی، راستے میں چلا جا رہا تھا۔ اُسنے ایک بڑے بچے کو ایک تیتری کا پیچھا کرتے اور اُسکو پکڑنے کیلئے اسکے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھا۔
(۲) آخر کار تیتری ایک پھول پر اُتر پڑی۔ پس اُسنے اس پر اپنی ترکی ٹوپی پھینک کر اسکو پکڑ لیا، اور وہ اس سے چھوٹ جانے کیلئے پھڑ پھڑانے لگی اور چھوٹ نہ سکی، کیونکہ اُسنے اُسکو اُسکے دونوں پروں سے اچھی طرح پکڑا ہوا تھا۔
(۳) اور چھوٹا بچہ عقلمند تھا، وہ جانتا تھا کہ خدا کی مخلوق میں سے کسی کو تکلیف پہنچانا خوب اور ناجائز ہے۔
(۴) پس وہ بڑے کے پیچھے دوڑا اور اسکو کہا اسکو چھوڑ دو کہ اُڑ جائے، اس کو میری خاطر چھوڑ دو، اور اسکی بہت بہت خوشامد کی۔
(۵) اسکے بہت درخواست کرنے سے اُسنے اپنا ہاتھ کھول دیا اور تیتری ہوا میں اُڑ گئی۔ چھوٹا بچہ خوشی کے مارے تالیاں بجا بجا کر کہنے لگا: اُڑ گئی! اُڑ گئی! واہ وا! واہ وا۔

(۶) حنّہ اپنی خالہ کے پاس

(۱) حنّہ ایک دن گاؤں کو گئی، جہاں اسکی خالہ رہتی تھی۔ وہاں اس نے بہت سی ایسی چیزیں دیکھیں، جن کو گھر میں نہ دیکھا کرتی تھی۔
(۲) حنّہ وہاں ہر روز نوکر کو گایوں کا دودھ دوہتے دیکھا کرتی، اور جب وہ ایکدفعہ اسکے پاس آتی، وہ اسکو گرم گرم اچھے دودھ کا ایک گھونٹ پلاتا۔
(۳) اور وہاں وہ مرغیوں کو کھلانے پلانے میں اپنی خالہ کا ہاتھ بٹاتی۔ مرغیاں نہ تو اُس سے ڈرتی تھیں اور نہ اُسکی خالہ سے، بلکہ وہ روٹی کے ریزوں اور زواں سے کے

داتوں پر دوڑتیں اور زمین تک پہنچتے ہی اُن کو چگ جاتی ہیں۔

(۴) اور وہاں وہ بھیڑ کا سفید بچہ دیکھا کرتی جسکو اسکی خالہ چارہ دیا کرتی تھی اور وہ اسکے ایک طرف بیٹھ کر اسکی مدد کرتی جبکہ وہ اسکو تُوت اور انگور کے پتے کھلایا کرتی۔

(۵) یہ پہلی ہی بار تھی، جبکہ حنّہ اپنی خالہ کو ملنے گئی تھی، اور گایوں اور مُرغیوں اور بھیڑ کے سفید بچے سے بہت خوش ہوئی تھی۔

(۷) پیارا بزغالہ

(۱) ہند ایک بکری کے بچہ کو پیار کرتی تھی، جو اسکے لئے اسکے والد نے خریدا تھا اسکے لمبی داڑھی تھی اور دو مُڑے ہوئے سینگ تھے۔

(۲) اور جب کبھی وہ اپنے کام کاج سے فارغ ہوتی، سبز گھاس کا ایک دستہ اس کے پاس لاتی، اور جب وہ اس کو کھاتا، اسکی طرف ایسی نگاہ سے دیکھتا جیسے اس کے احسان پر اس کا تشکریہ ادا کر رہا ہے۔

(۳) اور جب وہ مدرسہ سے آتی تو اس کو کھولکر باہر لے جاتی تاکہ وہ سبز گھاس میں چرے اور وہاں وہ اس کے ساتھ کھیلا کرتی۔ کبھی تو وہ اپنے دو پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور کبھی اپنا سر زمین کی طرف جھکا کر پھُرتی سے چھلانگیں لگاتا۔

(۴) بُزغالہ جانتا تھا کہ ہند اس کی مُحسِنَہ (نیک سلوک کرنے والی) ہے، وہ اس کے سوا اور کسی کے پیچھے نہ چلتا، اور جب اسکی آواز سنتا اسکو فوراً پہچان جاتا۔

(۵) بچّو اور بچّیو! حیوانوں پر مہربان رہو، اُن پر احسان کرو، وہ جلدی ہی تم سے محبت کرنے لگ جائینگے، کیونکہ محبت، محبت سے پیدا ہوتی ہے۔"

مَثَلُ الاِنسَانِ فِیْ هٰذِهِ الدُّنیَا

مثل انسان فی ھذہ الدنیا، کمثل رجل التجأ من خوف فیل هائج الی بئرٍ، فتدلی فیها. و تعلّق بغصنین کانا علی شفیرها. فوقعت رجلاہ علی شیءٍ فی جُول البئر، فنظر الیه، فاذا هو حیّات أربعٌ، قد أخرجن رؤوسهن من اجحارهنّ. ثم نظر، فاذا فی قعر البئر تِنّین عظیم، فاتح فاہ، منتظر أن یقع الیه الرَّجلُ فیبتلعه. فرفع بصره الی الغصنین، فاذا فی أصلهما جُرَذانِ، أسوَدُ، و أبیض، وهما یقرضانِ الغصنینِ، دائبینِ، لا یفتران، وانه کذٰلك اذ أبصر قریبا منه کوارة فیها عسل. فذاق العسلَ فشغلته حلاوته و ألهته لذّته عن التفکر فی شیءٍ من أمره و أن یلتمس الخلاص لنفسه. ولم یذکر أن رجلیه علی حیّاتٍ أربعٍ لا یدری متی یفتکن به، وأن الجرذین دائبان فی قطع الغصنین. فلم یزل لاهیًا، غافلا، مشغولا بتلك الحلاوة الزائلة، حتی سقط فی فم التنین، فهلك.

فالبئرُ رمزٌ الی الدنیا المملوءة آفاتٍ، وشرورًا، ومخافات، و عاهاتٍ. والحیّاتُ الأربعُ رمزٌ الی طبائع الانسان المنحرفة. فانها متی هاجت، أو هاج أحدها، کانت کسمّ الأفاعی. والغصنان رمزٌ إلی الأجل الذی یدوم الی حین، ثم ینقطع لا محالة. والجرذان الأسودُ والأبیض رمزٌ إلی اللیل والنهار دائبین فی افناء الأجلِ دائمًا دائمًا. والتنّین رمزٌ إلی الموت الّذی لابدّ منه. والعسل رمزٌ

الی هذہ الحلاوۃ القلیلۃ التی ینال منها الانسان شیئًا، فیری، ویطعم، ویسمع، ویشم، ویلمس، ویلهو عن شأنہٗ، فینسی أمر آخرتہ، ویصدّ عن سبیل قصدہ۔

اس دنیا میں انسان کی تمثیل

اس دنیا میں انسان کی ایسی تمثیل ہے جیسے کسی شخص نے ایک جوش میں آئے ہوئے ہاتھی کے ڈر سے بھاگ کر ایک کنوئیں کی پناہ لی اور اُس میں لٹک پڑا، اور دو شاخیں جو اسکے کنارے پر تھیں پکڑ لیں۔ اسکے پاؤں کسی چیز پر جو کنوئیں کی دیوار میں تھی جا پڑے اُس نے اُسکو دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ چار سانپ ہیں، جنھوں نے اپنے بلوں سے اپنے سر نکالے ہوئے ہیں۔ پھر دیکھا تو کنوئیں کی گہرائی میں ایک بڑا اژدہا نظر آیا جو اپنا منہ کھولے ہوئے اس تاک میں تھا کہ یہ شخص ادھر آگرے تو اسکو ہڑپ کر جائے۔ اب اسنے اپنی نگاہ ان دو شاخوں کی طرف اٹھائی تو کیا دیکھتا ہے کہ ان کی جڑ میں دو سفید و سیاہ چوہے ہیں اس طرح لگاتار ان ٹہنیوں کو کتر رہے ہیں کہ وقفہ نہیں دیتے۔ وہ اسی حالت میں تھا کہ اس نے اپنے قریب ایک چھتہ دیکھا جس میں شہد تھا۔ پس اس نے شہد کو چکھا تو اس کی مٹھاس نے اُسکو اپنی طرف لگا لیا اور اسکے مزے نے کسی دوسری چیز کی سوچ اور اپنے چھٹکارے کی طلب سے غافل کر دیا اور اسکو یاد نہ رہا کہ اسکے پاؤں چار سانپوں پر ہیں، نہ جانے وہ اسکو کب مار ڈالیں گے، اور دو چوہے شاخوں کو کاٹ رہے ہیں۔ پس وہ اسی غفلت اور بے خبری کی حالت میں اس جاتی رہنے والی مٹھاس میں اُسوقت تک مشغول رہا کہ اژدہا کے منہ میں جا گر کر ہلاک ہو گیا۔

پس یہ کنواں اس دنیا کی طرف اشارہ ہے، جو آفتوں، مصیبتوں، عیبوں اور خطروں سے بھری ہوئی ہے اور چاروں سانپ انسان کی چار منحرف طبیعتوں کی طرف اشارہ ہیں۔ اسلئے کہ وہ چاروں یا انمیں سے ایک، جب جوش میں آتی ہے تو سانپوں کے زہر کی مانند ہو جاتی ہے اور دونوں شاخیں اس عمر کی طرف اشارہ کرتی ہیں جو ایک وقت تک رہتی ہے، پھر بلا شک کٹ جاتی ہے، اور سیاہ و سفید دونوں چوہے شب و روز کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو ہمیشہ ہمیشہ آدمی کی عمر کو فنا کرنے میں لگاتار لگے *

* رہتے ہیں اور اژدہا سے موت کی طرف اشارہ ہے جس سے چارہ نہیں اور شہد سے اس دنیا کی حلاوت کی طرف اشارہ ہے جس سے انسان کچھ حاصل کرتا ہے، پس وہ دیکھتا، چکھتا، سنتا، سونگھتا اور چھوتا ہے اور اپنے حال سے غافل رہ کر اپنی آخرت کو بھول جاتا ہے، اور اپنے مقصد کے راستے سے رک جاتا ہے۔

وَ اُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ

وَ	اُوْحِیَ	اِلٰی	نُوْحٍ	اَنَّ ہٗ	لَنْ	یُّؤْمِنَ	مِنْ
اور	وحی کی گئی	طرف	نوح کی	کہ	ہرگز نہ	ایمان لائیگا	—

اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ اب تیری قوم کا کوئی آدمی

قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ

قَوْمِ	كَ	اِلَّا	مَنْ	قَدْ	اٰمَنَ	فَ	لَا تَبْتَئِسْ
قوم میں سے	تیری	مگر	جو	ایمان لا چکا		سو	غم نہ کھا

بجز اس کے کہ ایمان لا چکا ایمان نہیں لائیگا، سو تو اس پر

بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَاصْنَعِ

بِ	مَا	كَانُوْا	يَفْعَلُوْنَ	۳۶	وَ	اِصْنَعِ	الْ
—	اس پر جو	ہیں وہ	کرتے	۳۶	اور	بنا	

جو وہ کرتے ہیں غم نہ کر۔ (۳۶) - اور تو ہماری نگرانی

الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَ

فُلْكَ	بِ	اَعْيُنِ	نَا	وَ	وَحْيِ	نَا	وَ
کشتی	—	آنکھوں تلے	ہماری	اور	وحی سے	ہماری	اور

میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی طیار کر اور

لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ

لَا تُخَاطِبْ	نِ	يْ	فِيْ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	اِنَّ
اور نہ بات		مجھ سے	در بارہ	انکے جنھوں نے	ظلم کیا	بیشک

مجھ سے ان لوگوں کے بارے میں جنھوں نے ظلم کیا کچھ نہ کہنا یقیناً

مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ

هُمْ	مُّغْرَقُوْنَ	۳۷	وَ	يَصْنَعُ	الْ	فُلْكَ
وہ	ڈوبنے والے ہیں	۳۷	اور	وہ بناتا ہے		کشتی

وہ ڈوبنے والے ہیں۔ (۳۷) - اور وہ کشتی تیار کرنے میں لگے ہیں

وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهٖ

وَ	كُلَّمَا	مَرَّ	عَلَيْهِ	مَلَأٌ	مِنْ	قَوْمِ	هٖ
اور	جب کبھی	گزرے	اس پر	سردار		قوم کے	اس کی

اور جب کبھی اس کی قوم کے سردار اس پر گزرتے ہیں

سَخِرُوْا مِنْهُ قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا

سَخِرُوْا	مِنْ هٗ	قَالَ	اِنْ	تَسْخَرُوْا	مِنْ نَا	فَ	اِنَّا
انھوں نے ٹھٹھا کیا	اس سے	کہا	اگر	تم ٹھٹھا کرتے	ہم سے	تو	ہم بھی

اس سے ہنسی کرتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر تم ہم سے ہنسی کرتے ہو تو ہم بھی

نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ

نَسْخَرُ	مِنْ كُمْ	كَ مَا	تَسْخَرُوْنَ	۳۸	فَ	سَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ
ہم تمسخر کرتے ہیں	تم سے	جیسے	تم تمسخر کرتے ہو	۳۸	سو	آگے کو	جان لوگے

تم سے ہنسی کرینگے جس طرح تم ہم سے ہنسی کرتے ہو۔ (۳۸) ۔ سو تم کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے

مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ

مَنْ	يَاْتِيْ	هِ	عَذَابٌ	يُخْزِيْ	هِ	وَ	يَحِلُّ
کون ہے کہ	آتا ہے	اس پر	عذاب کہ	رسوا کرے	اس کو	اور	اترتا ہے

کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اس کو رسوا کر دے گا اور کس پر دائمی عذاب

عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا

عَلَيْهِ	عَذَابٌ	مُقِيْمٌ	۳۹	حَتّٰى	اِذَا	جَآءَ	اَمْرُ
اس پر	عذاب	رہ پڑنے والا	۳۹	یہاں تک کہ	جب	آپہنچا	حکم

نازل ہوتا ہے۔ (۳۹) ۔ یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آپہنچا

وَفَارَ التَّنُّوْرُ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا

نَا	وَ	فَارَ	اَلْ	تَنُّوْرُ	قُلْنَا	اِحْمِلْ	فِيْ هَا
ہمارا	اور	جوش مارا		تنور نے	ہم نے کہا	لاد لے	اس میں

اور زمین کے سوتے ابل پڑے ہم نے کہدیا (اے نوح!) اس (کشتی)

مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا

مِنْ	كُلٍّ	زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ	وَ	أَهْلَ	كَ	إِلَّا
ہر قسم کے	جوڑے	دو	اور	گھر کے لوگ	اپنے	بجز

میں ہر نر و مادہ کے دو دو جوڑے لادے اور اپنے گھر والوں کو بھی (سوار کرلے)

مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَ

مَنْ	سَبَقَ	عَلَيْ هِ	الْ	قَوْلُ	وَ
اس کے کہ	پہلے واقع ہو چکا	اس پر		قول	اور

اس کو چھوڑ کر جس پر قول سابق ہو چکا، اور ان کو بھی (لاد)

مَنْ آمَنَ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا

مَنْ	آمَنَ	وَ	مَا	آمَنَ	مَعَ	هُ	إِلَّا
جو کوئی	ایمان لائے ہیں	اور	نہ	ایمان لائے تھے	ساتھ	اس کے	مگر

جو ایمان لے آئے ہیں اور ایمان تو اس کے ساتھ کم ہی لائے تھے

قَلِيلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا

قَلِيلٌ	۴۰	وَ	قَالَ	ارْكَبُوا	فِي	هَا	بِ
تھوڑے	۴۰	اور	کہا	سوار ہو جاؤ	اس میں		ساتھ

(۴۰)۔ اور (نوح نے) کہا (آؤ) اس میں سوار ہو جاؤ،

بِسْمِ اللَّهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا إِنَّ

اِسْمِ	اللّٰهِ	مَجْرٖي	هَا	وَ	مُرْسٰي	هَا	إِنَّ
نام	اللہ کے ہے	چلنا	اس کا	اور	ٹھہرنا	اس کا	بیشک

اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا اور لنگر کرنا ہے یقیناً

رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۴۱﴾ وَهِيَ

رَبِّ	ي	لَ	غَفُورٌ	رَحِيمٌ	۴۱	وَ	هِيَ
رب	میرا	البتہ	بخشنے والا	مہربان ہے	۴۱	اور	وہ

میرا رب معاف کرنے والا مہربان ہے۔ (۴۱)۔ اور کشتی اُن کو لیکر

تَجْرِیْ بِهِمْ فِیْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف

جِبَالِ	الْ	كَ	مَوْجٍ	فِیْ	هِمْ	بِ	تَجْرِیْ
پہاڑوں کے		مانند	لہروں میں		ان کو	لئے ہوئے	بہتی ہے

پہاڑوں کی مانند (اٹھتی ہوئی) لہروں میں چلنے لگی ؛

وَنَادٰی نُوْحُ ابْنَهٗ وَكَانَ فِیْ

فِیْ میں	كَانَ	وَ	هٗ	ابْنَ	نُوْحُ	نَادٰی	وَ
	وہ تھا	اور	اپنے	بیٹے کو	نوح نے	پکارا	اور

اور نوح نے اپنے بیٹے کو ۔۔۔ جبکہ وہ ایک الگ گوشے میں تھا ۔۔۔

مَعْزِلٍ یّٰبُنَیَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ

لَا تَكُنْ	وَ	نَا	مَعَ	ارْكَبْ	بُنَیَّ	یَا	مَعْزِلٍ
نہ رہ	اور	ہمارے	ساتھ	سوار ہو جا	بیٹا !		ایک الگ جگہ

پکار کر کہا : بیٹا ! تو بھی ہمارے ساتھ سوار ہو لے اور کافروں کے ساتھ

مَّعَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِیْ اِلٰی

اِلٰی	اٰوِیْ	سَ	قَالَ	۴۲	كٰفِرِیْنَ	الْ	مَعَ
طرف	میں پناہ لیتا ہوں	ابھی	کہا	۴۲	کافروں کے		ساتھ

نہ رہ جا ۔ (۴۲) ۔ اس نے کہا : میں ابھی کسی پہاڑ کی

جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ ط قَالَ لَا

لَا	قَالَ	مَآءِ ط	الْ	مِنْ	یْ	یَعْصِمُ نِ	جَبَلٍ
نہیں	کہا	پانی سے ط			مجھ کو	بچا لیگا	کسی پہاڑ کی

پناہ لئے لیتا ہوں ، وہ مجھ کو اس پانی (کے طوفان) سے بچا لیگا ط (نوح نے) کہا

عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ج

رَحِمَ ج	مَنْ	اِلَّا	اللّٰهِ	اَمْرِ	مِنْ	الْیَوْمَ	عَاصِمَ
وہ رحم کرے	جس پر	مگر	اللہ کے	حکم سے		آج	کوئی بچانے والا

آج کوئی اللہ کے عذاب سے بچا لینے والا نہیں ہے ، مگر وہی جس پر وہ رحم کرے ج

وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ

وَ	حَالَ	بَيْنَ	هُمَا	اَلْ	مَوْجُ	فَ	كَانَ
اور	حائل ہوگئی	درمیان	ان کے		موج	پس	ہو گیا

اتنے میں ایک موج ان کے بیچ آ حائل ہوئی اور وہ ڈوبنے والوں

مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَقِيْلَ يٰاَرْضُ

مِنَ	اَل	مُغْرَقِيْنَ	۴۳	وَ	قِيْلَ	يَا	اَرْضُ
		ڈوبنے والوں سے	۴۳	اور	کہا گیا	اے	زمین

میں رہ گیا ۔ (۴۳) ۔ اور کہا گیا : اے زمین ! اپنا

ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَ

اِبْلَعِيْ	مَاءَ	كِ	وَ	يَا	سَمَاءُ	اَقْلِعِيْ	وَ
نگل جا	پانی	اپنا	اور	اے	آسمان	تھم جا	اور

پانی نگل لے اور اے آسمان ! تھم جا ! اور

غِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَ

غِيْضَ	اَلْ	مَاءُ	وَ	قُضِيَ	اَلْ	اَمْرُ	وَ
گھٹ گیا		پانی	اور	چُک گیا		قصہ	اور

پانی گھٹ گیا ، اور قضیہ چُک گیا ، اور (کشتی)

اسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا

اِسْتَوَتْ	عَلٰى	اَلْ	جُوْدِيِّ	وَ	قِيْلَ	بُعْدًا	لِ
آٹھہری			جُودی پر	اور	کہا گیا	دُور ہو	

کوہِ جُودی پر جا لگی ، اور کہا گیا : ستمگار لوگوں پر

لِلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَنَادٰى نُوْحٌ

اَلْ	قَوْمِ	اَلْ	ظَالِمِيْنَ	۴۴	وَ	نَادٰى	نُوْحٌ
	قوم		ستمگار	۴۴	اور	پکارا	نوح

پھٹکار ! ۔ (۴۴) ۔ اور نوح نے اپنے رب کو

رَبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ

رَبَّ	هٗ	فَ	قَالَ	رَبِّ	ـِ	اِنَّ	اِبْنِ
رب کو	اپنے	اور	کہا	رب	میرے	تحقیق	بیٹا

پکار کر کہا: اے رب میرے! میرا بیٹا تو میرے کنبے

مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ

ی	مِنْ	اَهْلِ	ی	وَ	اِنَّ	وَعْدَ	كَ
میرا ہے	میں سے	گھر والوں	میرے	اور	تحقیق	وعدہ	تیرا

ہی کا ایک فرد تھا، اور تیرا وعدہ بھی برحق ہے

الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾

اَلْ	حَقُّ	وَ	اَنْتَ	اَحْكَمُ	اَلْ	حَاكِمِيْنَ	۴۵
	سچا ہے	اور	تو	بڑا حاکم ہے		سب حاکموں کا	۴۵

اور تو سب حاکموں کا بڑا حاکم ہے ۔ ۴۵ ۔

قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ

قَالَ	يَا	نُوْحُ	اِنَّ	هٗ	لَيْسَ	مِنْ	اَهْلِ
فرمایا	اے	نوح	تحقیق		وہ نہیں		اہل میرے

فرمایا: اے نوح! وہ تو تیرے کنبے کا فرد نہیں

اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ

كَ ج	اِنَّ	هٗ	عَمَلٌ	غَيْرُ	صَالِحٌ	فَ لَا تَسْئَلْ
تیرے	تحقیق	وہ	ایک عمل ہے	نا	شائستہ	سو نہ مانگ

یقیناً وہ ایک عمل ہے ناشائستہ پس تو ایسی چیز

مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ وَاِنِّيْ

نِ (ی)	مَا	لَيْسَ	لَ كَ	بِ هٖ	عِلْمٌ	وَ	اِنِّيْ
مجھ سے	وہ چیز کہ	نہیں	تجھ کو	اس کا	علم	اور	تحقیق میں

کا مجھ سے سوال نہ کر جس کا تجھ کو علم نہیں اور میں تجھ کو

أَعِظُكَ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (۴۶)

اَعِظُ	كَ	اَنْ	تَكُوْنَ	مِنْ	اَلْ	جَاهِلِيْنَ	۴۶
نصیحت کرتا ہوں	تجھ کو	اس سے کہ	ہو جائے تو	کوئی		جاہل	۴۶

نصیحت کیے دیتا ہوں کہ جاہلوں کے کام نہ کیا کر - (۴۶) -

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ

قَالَ	رَبِّ	اِنِّیْ	اَعُوْذُ	بِ	كَ	اَنْ	اَسْئَلَ
عرض کیا	رب میرے	میں پناہ لیتا ہوں			تیری	اس سے کہ	میں مانگوں

عرض کی! اے رب میرے! میں ایسی چیز کا سوال کرنے سے

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ط وَاِلَّا

كَ	مَا	لَيْسَ	لِيْ	بِ ﮦ	عِلْمٌ ط	وَ	اِنْ
تجھ سے	وہ چیز کہ	نہیں ہے	مجھ کو	اس کا	علم ط	اور	اگر

جس کا مجھ کو علم نہیں تیری پناہ لیتا ہوں ط اور اگر

تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ

لَا تَغْفِرْ	لِيْ	وَ	تَرْحَمْ	نِيْ	اَكُنْ	مِنْ	اَلْ
نہ بخشے	مجھ کو	اور	رحم کرے	مجھ پر تو	ہو جاؤں	یک	

تو مجھ کو معاف نہ کرے اور مجھ پر مہربانی نہ فرمائے، تو میں زیاں زدوں میں سے

الْخٰسِرِيْنَ (۴۷) قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ

خٰسِرِيْنَ	۴۷	قِيْلَ	يَا	نُوْحُ	اِهْبِطْ	بِ	سَلَامٍ
زیاں کاروں کا	۴۷	کہا گیا	اے	نوح	اتر	ساتھ	سلامتی کے

ایک ہو جاؤں گا - (۴۷) - کہا گیا: اے نوح! ہماری سلامتی اور برکتیں

مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ

مِنْ نَا	وَ	بَرَكَاتٍ	عَلَيْكَ	وَ	عَلٰى	اُمَمٍ	مِنْ
	اور	برکتوں کے	تجھ پر	اور		قوموں پر	

لے کر کشتی سے اتر جو تجھ پر اور ان قوموں پر جو تیرے ساتھ ہیں

مَّعَكَ ط وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ

مَنْ	مَعَ	كَ ط	وَ	اُمَمٌ	سَ	نُمَتِّعُ	هُمْ
ان میں سے جو	ساتھ ہیں	تیرے ط	اور	کچھ قومیں ہیں کہ	ـــ	عیش دینگے ہم	ان کو

رہیں گی ط اور ایسی بھی قومیں ہونگی جن کو ہم

ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۴۸) تِلْكَ

ثُمَّ	يَمَسُّ	هُمْ	مِنَّا	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ	۴۸	تِلْكَ
پھر	پہنچیگا	ان کو	ہم سے	عذاب	دردناک	۴۸	یہ ہیں

(چند روز) محظوظ کرینگے پھر انکو ہم سے دردناک سزا ملیگی۔ (۴۸)۔ یہ غیب

مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ

مِنْ	اَنْۢبَآءِ	الْغَيْبِ	نُوْحِيْ	هَا	اِلَيْكَ ج	مَا	كُنْتَ
	خبریں	غیب کی	ہم وحی کرتے ہیں	ان کو	تیری طرف	نہیں	تھا

کی خبریں ہیں جن کو ہم تیری طرف وحی کر رہے ہیں ج اس سے پہلے نہ تو

تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ

تَعْلَمُ	هَا	اَنْتَ	وَ	لَا	قَوْمُ	كَ	مِنْ
جانتا	ان کو	تو	اور	نہ	قوم	تیری	

تو ہی ان کو جانتا تھا اور نہ تیری قوم ، ۃ

قَبْلِ هٰذَا ط فَاصْبِرْ ؕ اِنَّ الْعَاقِبَةَ

قَبْلِ	هٰذَا ۃ	فَ	اِصْبِرْ ؕ	اِنَّ	اَلْ	عَاقِبَةَ	لِ
پہلے	اس کے ۃ	سو	تو صبر کر ؕ	یقیناً		انجام	خیر لئے ہے

سو صبر کر ؕ کہ انجام کار ان کے لئے ہے جو

معانقہ عند المتاخرین

لِلْمُتَّقِيْنَ (۴۹) وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ

ع ۴

اَلْ	مُتَّقِيْنَ	۴۹	وَ	اِلٰى	عَادٍ	اَخَا	هُمْ
	پرہیزگاروں کے	۴۹	اور	طرف	عاد کے	بھائی	ان کے

پرہیزگار ہیں۔ (۴۹) ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیامِ اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۲	ستمبر ۱۹۴۵ء - رمضان ۱۳۶۴ھ	نمبر ۹

مصارع الخوارج

(۲) مَصْرَعُ شُبَیب (۲)

بَیْنَ شبیب وسُوَید بن عبد الرَّحمٰن

ورأى الحجاج أن يبعث سويد بن عبد الرحمن الى شبيب ليحاربه فى الفى فارس مختارين، وقد قال له الحجاج :-

"إِذَا خَرَجتَ الى شبيب فالقه، واجعل ميمنة وميسرة، ثم انزل اليه فى الرجال، فان استطرد لك فدعه ولا تتبعه"

* * *

أما شبيب فقد كان على عادته يذهب الى حيث يجد مجالا للفتك والنهب ويرحل عن كل مكان يستعصي عليه أو يمتنع دونه. فقد سار شبيب الى المدائن. فوجد اهلها متحصنين فيها ولا سبيل إليهم، فراح الى الكرخ ثم عبر دجلة. وما زال سويد ابن عبد الرحمن يطارده حتىٰ قطع بيوت الكوفة الى الحيرة.

وما زال شبيب يفعل ذلك حتىٰ اضجره وايأسه.

ومما يؤثر عن شبيب ان اكثر الجيوش التى كانت تحاربه "كانت تنذهب اليه — كما يقولون — وكأنما كانت تساق الى الموت".

وليس يتسع المقام للتفصيل والاسهاب فى ذكر الوقائع التى شهدها شبيب فلنتجزئ بالقليل منها ما وجدنا الى الايجاز سبيلا.

مصرع محمد بن موسىٰ

كان عبد الملك قد ولى محمد بن موسىٰ "سجستان" قالوا: "وكانت أخته تحت عبد الملك بن مروان" فلما مر بالكوفة — وبها الحجاج — قيل للحجاج: — "ان صار هذا الى سجستان مع نجدته وصهره لعبد الملك فلجاء اليه أحد ممن تطلب — منعك — منه".

قال: "فما الحيلة؟"

قيل: "تأتيه وتسلم عليه، وتذكر نجدته وبأسه، وأن

شبيباً في طريقه وأنه قد أعياك وانك ترجو ان يريح الله منه على يده فيكون له ذكر ذلك وشهرته"

وقد رأى الحجاج في هذه النصيحة فرصة سانحة وانخدع بها محمد بن موسى وذهب لمحاربة شبيب وقد كتب اليه الحجاج :—

"انك عامل كل بلد مررت به ، وهذا شبيب في طريقك."

قالوا : فلما التقى بشبيب ارسل اليه : إنك امرؤ مخدوع قد التقى بك الحجاج وانت جار لك حق ، فانطلق لما أمرت به ولك الله لا آذيتك".

ولكن محمد بن موسى أبى إلاّ محاربته ، وزين له الغرور أن شبيباً انما يتحامى لقاءه خشية من بأسه وقوته .

قالوا "فواقفه شبيب وأعاد إليه الرسول ، فأبى الا قتاله فدعا الى البراز ، فبرز اليه "البطين" ثم "قعنب" ثم "سويد" فأبى إلاّ شبيبا".

فقالوا لشبيب : "قد رغب عنا اليك" ، فبرز اليه شبيب وقال له :

"إنى انشدك الله فى دمك فان لك جوارا" فأبى إلاّ قتاله .

فقال له : "إنى قد علمت خداع الحجاج ، وانما اغترك ووقى بك نفسه ، وكأنى بأصحابك قد اسلموك نصرعت مصرع اصحابك ، فاطعنى فانى انفس بك عن الموت .

فأبى محمد بن موسى الا قتاله .

قالوا: "فحمل عليه شبيب، فضربه بعصا حديد فهشم بها رأسه، فسقط ثم كفنه وابتاع ما غنموه من عسكره فبعث به الى أهله".

بين شبيب وعبد الرحمٰن بن الاشعث

"ولما رأى شبيب أنه لا يصيب لعبد الرحمٰن غرته، جعل يخرج حتى اذا دنا منه رحل عن مكانه و نزل فى أرض غليظه جدبة، فيجئ عبد الرحمٰن فاذا بلغه ارتحل وهكذا حتى أحفى دوابهم ولقوا منه كل بلاء."

هى رواية لا تكاد تتغير فصولها، فلا يكاد شبيب يغير تمثيل دوره فيها. تتألب عليه الجيوش بالغة ما بلغت من الكثرة فلا يقف أمامها وقفة حاسمة ولكنه ينتقل من مكان الى آخر مترقبا فرصة سانحة لمهاجمة تلك الجيوش الكبيرة أجزاء متفرقة بعد ان رأى من العبث مهاجمتها مجتمعة.

يبعث اليه الحجاج بجيوش — ملئ السهل والجبل — فيطاولها شبيب ويبيتها الفينة بعد الفينه، فان كان قائدها حذرا عاد شبيب من حيث أتى وإلا هاجمها واشتبك معها فى موقعة حاسمة تنتهى بهزيمة اعدائه ومحاربيه.

ولا معدى لمحاربيه عن أحد أمرين، أن يخندق على عسكره ولا يترك وسيلة من وسائل الحيطة إلا إتخذها، أو ينفذ

صبره فيهاجمه فى حيثما كان.

فان كانت الاولى فقد تمضى الايام والاسابيع بل والشهور بلاطائل. وإن كانت الاخرى فقد تعجل الهزيمة أو الهلاك لنفسه وجيشه جميعا.

* * *

قالوا إن الحجاج دعا عبدالرحمن بن محمد بن الاشعث فقال له: "انتخب الناس واخرج فى طلب هذا العدو."

منشور الحجاج

وكتب الحجاج الى رجال جيشه المنشور التالى :-

"أما بعد، فقد اعتدتم عادة الأذلاء، ووليتم الدبر — يوم الزحف — وذلك دأب الكافرين، وانى قد صفحت عنكم مرة، بعد مرة ومرة بعد مرة — وإنى أقسم لكم بالله قسما صادقا، لئن عدتم لذلك لأوقعن بكم ايقاعا اشد عليكم من هذا العدو الذى تهربون منه فى بطون الأودية والشعاب وتستترون منه بأثناء الانهار وألواذ الجبال فخاف من له معقول على نفسه ولم يجعل عليها سبيلا، وقد أعذر من أنذر

وقد أسمعت لو ناديت حيا
ولكن لا حياة لمن تنادى

والسلام عليكم."

* * *

وقد خرج عبد الرحمن بجيشه حتى مر بالمدائن فنزل بها

يوما وليلة و تشرى أصحابه حوائجهم، ثم ارتحلوا حتى وصلوا الى الجزل بن سعيد".

نصيحة الجزل

فقال الجزل لعبد الرحمن :

" يا ابن عم : إنك تسير الى فرسان العرب وابناء الحرب و أحلاس الخيل، والله لكأنما خلقوا من ضلوعها ثم بنوا على ظهورها.

ثم هم أسد الأجم، الفارس منهم أشد من مائة، إن لم تبدأ به بدأ بك، وان هجهج أقدم. فانى قد قاتلتهم وبلوتهم فاذا أصحرت لهم انتصفوا مني، وكان لهم الفضل على، واذا خندقت عليهم و قاتلتهم فى مضيق نلت منهم بعض ما أحب، وكان لى عليهم الظفر.

فلا تلقهم — وأنت تستطيع — إلا فى تعبية أو فى خندق"

فى أثر شبيب

خرج عبد الرحمن بجيشه — بعد أن شكر الجزل على نصيحته القيمه — فلما دنا من شبيب ارتفع عنه شبيب إلى مكان آخر، فخرج عبد الرحمن فى طلبه حتى إذا كان على التخوم أقام وقال :

"انما هو فى أرض الموصل فليقاتلوا عن بلادهم أو ليدعوه".

ولكن كتابا من الحجاج جاءه يقول :—

"أما بعد فاطلب شبيبًا واسلك فی أثره أين سلك حتى تدركه فتقتله أو تنفيه، فانما السلطان سلطان امير المؤمنين والجند جنده والسلام".

قالوا: "فخرج عبد الرحمٰن — حين قرأ كتاب الحجاج — فی طلب شبيب فكان شبيب يدعه، حتىٰ إذا دنا منه بيته، فيجده قد خندق علىٰ نفسه وحذر، فيمضی ويدعه، فيتبعه عبد الرحمن، فاذا بلغه أنه تحمل وأنه يسير أقبل فی الخيل، فاذا انتهى إليه وجده قد صف الخيل والرجال وأدنى المرامية فلا يصيب له غرة، فيمضی ويدعه".

قالوا: "ولما رأى انه لا يصيب لعبد الرحمٰن غرة ولا يصل إليه جعل يخرج حتىٰ إذا دنا منه عبد الرحمٰن فی خيله فينزل على مسيرة عشرين فرسخًا ثم يقيم فی ارض غليظة جدبة، فيجئ عبد الرحمن فاذا دنا من شبيب ارتحل".

وما زال شبيب يعذ بهم حتى شق عليهم وأحفى دوابهم ولقوا منه كل بلاء.

ولما التقى الجيشان فی "جوخا" ارسل شبيب الى عبد الرحمٰن:

"إن هذه الايام أيام عيد لنا ولكم، فان رأيتم ان توادعونا حتى تمضی هذه الايام فافعلوا" فرضی بذلك عبد الرحمٰن.

قالوا: "ولم يكن شئ أحب الى عبد الرحمٰن من المطاولة والموادعة".

مصارعِ خوارج

(۲) مصرعِ شُبَیب

(۲)

شبیب اور سُوَید بن عبد الرحمٰن

حجاج نے مناسب جانا کہ سُوَید پسرِ عبدالرحمٰن کو دو ہزار چیدہ سواروں میں شبیب سے لڑنے کے لئے بھیجے، حجاج نے اسکو کہا:

"جب تو شبیب کی طرف نکلے تو اس کو مل، اور میمنہ میسرہ بنا، پھر ادھر کو مردوں میں اتر پڑا اور اگر وہ چال کرے تو تُو اسکو جانے دے، اسکا پیچھا نہ کر"

ادھر شبیب حسبِ عادت جدھر لُوٹ مار کا موقع پاتا اُدھر جاتا، اور جہاں دُشواری یا ناچاری دیکھتا وہاں سے کوچ کر جاتا۔ اب شبیب مدائن کو روانہ ہوا، دیکھا اہلِ شہر قلعہ بند ہیں اور رسائی کی کوئی راہ نہیں، کرخ کو چل دیا اور پھر دجلہ کو پار کر گیا۔

سُوَید بن عبد الرحمٰن اس کا پیچھا کرتا گیا یہانتک کہ بیوتِ کوفہ کو قطع کرتا حیرہ تک پہنچ گیا۔

شبیب بھی اسی طرح کرتا چلا گیا، یہانتک کہ اسکو ملول و مایوس کر دیا۔

شبیب کے متعلق جو باتیں منقول ہیں انمیں سے ایک یہ ہے کہ "اکثر لشکر جو اس کی طرف جاتے تھے ـــ جیسا کہ کہتے ہیں ـــ گویا موت کے منہ میں جا رہے ہیں"۔

اس جگہ ان سب وقائع کو جن میں شبیب موجود تھا بتفصیل بیان کرنے کی گنجائش نہیں، اسلئے بعض کا مختصر ذکر کر دینے پر اکتفا کی جاتی ہے۔

مصرع محمد بن موسیٰ

خلیفہ عبدالملک نے محمد بن موسیٰ کو سجستان کا حاکم مقرر کیا تھا۔
کہتے ہیں: اسکی بہن عبدالملک بن مروان کی بیگم تھی۔ جب وہ کوفہ میں سے گزر رہا تھا — اور وہیں حجاج تھا — حجاج سے کہا گیا:۔
"اگر یہ اپنی دلیری اور عبدالملک کی رشتہ داری کے ساتھ سجستان پہنچ گیا اور جن کی تو طلب میں ہے ان میں سے اگر کسی نے اسکی پناہ لے لی تو تجھ کو اس سے روک دیگا"۔
بولا: "تو کیا کیا جائے"۔
کہا گیا: "تو اس کے پاس پہنچے، اسکو سلام کرے، اور اسکی شجاعت و بسالت کا ذکر کرے، یہ بھی کہے کہ شبیب اسکے راستے میں ہے اور اس نے تجھ کو عاجز کر رکھا ہے، تو چاہتا ہے کہ اللہ تجھ کو اسکے ہاتھ پر اس سے آسائش بخشے اور اس کو نامور ی حاصل ہو"۔
حجاج نے اس نصیحت کو غنیمت خیال کیا، اور محمد بن موسیٰ اس سے قریب کھا گیا، شبیب سے لڑنے کو چلا گیا۔ حجاج نے اسکو لکھا:۔
"تو جس شہر پر تو گزرے اسکا تو حکمران ہے اور یہ شبیب تیرے راستے میں ہے"۔
کہتے ہیں: جب اسکی شبیب سے مٹھ بھیڑ ہوئی، شبیب نے اسکو پیغام بھیجا کہ:
"تو فریب خوردہ شخص ہے، حجاج نے تجھ کو چھل لیا ہے، اور تو پڑوسی ہے اور تیرا حق ہے، میرا کہا مان اور چلا جا، خدا گواہ ہے میں تجھ کو اذیت نہ دونگا"۔
لیکن محمد بن موسیٰ لڑائی کے سوا اور کچھ نہ مانا، اسکو یہ دھوکا لگ گیا کہ اسکی قوت و شدت کے خوف سے شبیب اسکے مقابلے سے جی چرا رہا ہے۔
کہتے ہیں: شبیب نے مقابل ہو کر دوبارہ ایلچی بھیجا، لیکن اُس نے لڑائی کے سوا ہر بات سے سر پھیر دیا، اور مبارز طلب کیا۔ پہلے بطین، پھر قعنب، پھر سوید میدان میں نکلے، مگر اس نے شبیب کے سوا کسی کو منظور نہ کیا۔

انھوں نے شبیب سے کہا : وہ ہمیں نہیں چاہتا، تم سے ہی دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہے۔ شبیب نے مقابل آکر کہا :

"میں تیرے خون کے بارے میں تجھ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ تجھ کو حق ہمسائیگی حاصل ہے۔" اسنے لڑنے کے سوا ہر چیز سے انکار کر دیا۔

پھر شبیب نے کہا : "مجھ کو حجاج کی فریب کاری معلوم ہو گئی ہے، اس نے تجھ کو قربان سے آگے کر کے اپنی جان بچائی ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ تیرے ساتھیوں نے بھی تجھ کو قربانی کا بکرا بنا کر آگے کر دیا ہے اور تو اپنے ساتھیوں کی موت مر رہا ہے۔ میرا کہا مان لے، میں تجھ کو موت سے دریغ رکھنا چاہتا ہوں"، مگر محمد نے سوا لڑنے کے کچھ نہ مانا۔

کہتے ہیں : پھر شبیب نے اس پر حملہ کر دیا اور لوہے کا ڈنڈا مار کر اس کا سر چکنا چور کر دیا، اور وہ گر پڑا۔ پھر اسکی تجہیز و تکفین کی، اور اپنے لشکر سے مال غنیمت خرید کر اسکے اہل و عیال کے پاس بھیج دیا۔

شبیب اور عبدالرحمن بن اشعث

"اور جب شبیب نے دیکھا کہ عبدالرحمن پر چوٹ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ نہیں آتا، تو اس نے نکل جانا شروع کر دیا، جب عبدالرحمن اسکے قریب پہنچتا وہ وہاں سے کوچ کر کے کسی سخت اور قحطناک زمین میں اتر پڑتا، اور جب اسکو پرچہ لگتا کہ عبدالرحمن بھی آ پہنچا ہے، وہاں سے چل دیتا، اسی طرح ہوتے ہوتے ان کے گھوڑوں کے سُم گھس گئے اور ان کو ہر قسم کی آفتوں کا سامنا کرنا پڑا۔"

یہ ایک ایسا ٹک ہے جس کی فصلوں میں ادل بدل ہوتا دکھائی نہیں دیتا، اور نہ شبیب ہی اپنا پارٹ کھیلنے میں کوئی روپ بدلتا نظر آتا ہے۔ بڑی سے بڑی تعداد میں لشکروں پر حملہ آور ہوتے ہیں، وہ ان کے سامنے کوئی فیصلہ کن مقام نہیں کرتا وہ اس

تاک میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بدلتا چلا جاتا ہے کہ اگر اس جرار لشکر سے اسکی مجموعی صورت میں ٹکر لینا بے سود ہے، تو متفرق حصوں میں بانٹ کر ان کے چھانٹنے کا موقعہ تلاش کیا جائے۔

حجاج اسکے مقابلے کیلئے کوہ و دشت کو بھر دینے والے لشکر بھیجتا ہے شبیب ٹالتا ٹلاتا اور وقتاً فوقتاً چوٹیں لگاتا اور شبخون مارتا ہے۔ پھر اگر سپہ سالار ہوشیار رہے تو شبیب جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی لوٹ جاتا ہے، ورنہ حملہ آور ہو کر گھمسان کی لڑائی لڑتا ہے جو اسکی فتح اور دشمن کی شکست پر ختم ہوتی ہے۔

اُس کے مُحارِب کے لئے دو باتوں سے آگے کوئی تیسری بات نہیں: یا تو اپنے لشکر پر خندق کھدوائے اور کوئی احتیاط کا وسیلہ ہاتھ سے نہ جانے دے، یا صبر کا پیمانہ لبریز ہو جائے تو جیسے اور جہاں بن پڑے بھڑ جائے۔

اگر پہلی بات ہوگی، تو دن اور ہفتے بلکہ مہینے لاطائل گزارنے پڑینگے، اور اگر دوسری بات ہوئی تو اپنی شکست یا اپنی اور اپنے لشکر کی ہلاکت میں جلدی کرلی۔

کہتے ہیں: حجاج نے عبدالرحمٰن بن محمد بن اشعث کو بلا کر کہا: "لوگوں کو انتخاب کر اور اس غنیم کی طلب میں نکل پڑ"۔

منشورِ حجاج

اور مردانِ لشکر کے نام یہ کھلا فرمان لکھا:—

"امابعد تم نے کمینوں کی عادت اختیار کرلی ہے اور معرکے کے دن پیٹھ دکھائی ہے اور یہ کافروں کی خصلت ہے، اور میں تم سے بار بار اور بار بار درگزر کرتا گیا، اور اب میں تمھارے سامنے اللہ کی سچی قسم کھاتا ہوں کہ اگر پھر تم نے ایسا کیا تو میں تم کو ایسی مار دونگا جو اس دشمن کے حملے سے بھی کڑی ہوگی جس کے ڈر سے تم وادیوں اور گھاٹیوں میں مارے مارے پھرتے ہو اور جس سے دریاؤں کے موڑوں اور پہاڑوں کے

دامنوں میں چھپتے جا رہے ہو، پس جس کو سوجھ ہوگی اور اپنی جان کی طرف نقصان کی راہ نہ نکالنا چاہیگا وہ ڈریگا، اور جس نے پیش از وقت خطرہ سے آگاہ کر دیا بری الذمہ ہوگیا۔

شعر

اور اگر تو کسی زندہ کو پکارتا تو اس کو سنا چکا ہوتا

مگر جس کو تو پکارتا ہے اسمیں کوئی زندگی نہیں

اور السلام علیکم۔

عبد الرحمٰن اپنا لشکر لے کر نکل پڑا۔ جب مدائن پر گزر ہوا تو وہاں یک شبانہ روز قیام کیا۔ ہمراہیوں نے ضرورت کی چیزیں خریدیں۔ پھر کوچ کرکے الجزل بن سعید کے پاس جا پہنچے۔

الجزل کی نصیحت

الجزل نے عبد الرحمٰن سے کہا:-

"بھتیجے! تم عرب کے شہسواروں، جنگ کے فرزندوں، اور کبھی گھوڑوں کی پشتوں سے الگ نہ ہونے والوں کی طرف جا رہے ہو، بخدا وہ تو گویا انکی پسلیوں سے پیدا ہو کر ان کی پشتوں پر جم گئے ہیں، پھر وہ تو شیران نیستاں ہیں، ان کا ایک سوار ہزار پر بھاری ہے۔ اگر تم اس پر پہل نہ کروگے وہ تم پر پہل کریگا، اور اگر للکارا تو پیشقدمی کریگا۔ بخدا میں ان سے لڑ چکا ہوں، ان کو آزما چکا ہوں۔ جب میں نے ان سے چال کی انھوں نے برابر کی چوٹ کی، اور پلہ انھی کا بھاری رہا۔ اور جب میں خندق میں محصور رہا اور تنگ مقام میں ان سے لڑا تو اپنا کچھ مقصد حاصل کر لیا اور مجھ کو ان پر فتح رہی۔

سو تو — جہاں تک بن پڑے — بغیر خندق اور طیاری کے ان سے نہ مل۔"

شبیب کے پیچھے پیچھے

عبد الرحمٰن، الجزل کا اس قیمتی نصیحت پر شکریہ ادا کرنے کے بعد اپنا لشکر لے کر نکلا۔ جب شہر کے قریب پہنچا، تو شبیب وہاں سے کہیں اور چلتا بنا، پھر عبد الرحمٰن اس کی

طلب میں نکلا اور جب سرحد تک پہنچ گیا، تو ٹھہر گیا، اور بولا :

"وہ سرزمین موصل ہی میں ہے۔ اب وہ چاہیں اپنی زمین کے لئے لڑیں یا اس کو چھوڑ دیں۔"

لیکن حجاج کا ایک مکتوب پہنچ گیا جس میں مرقوم تھا :

"اما بعد تم شبیب کو طلب کرو، اور جب تک اسکو جا نہ لو، اسکا پیچھا کرتے رہو پھر اسکو مار ڈالو یا جلاوطن کردو۔"

کہتے ہیں : پھر عبدالرحمٰن حجاج کا مکتوب پڑھ کر شبیب کی طلب میں نکلا، شبیب اسکو چھوڑتا چلا جاتا، جب وہ اسکے قریب پہنچتا شبخون مارتا، پھر جب دیکھتا کہ اس نے اپنے گرد خندق کھود رکھی اور بچاؤ کا سامان کر رکھا ہے، تو اس کو چھوڑ کر چل دیتا۔ پھر جب اسکو خبر ملتی کہ وہ چل پڑا ہے اور چلا آرہا ہے تو اپنے سواروں کو لے کر بڑھتا، جب پہنچتا تو آگے سواروں اور پیادوں کو صف بستہ اور تیراندازوں کو آمادہ پاتا، موقع نہ دیکھ اسکو چھوڑ کر چل دیتا۔

کہتے ہیں : جب اس نے دیکھا کہ نہ تو اس پر چھاپے کا موقعہ ملتا ہے اور نہ وہ اس تک پہنچ سکتا ہے تو نکلنا شروع کر دیا۔ جب عبدالرحمٰن اپنے سواروں میں اسکے قریب پہنچ جاتا تو وہ بیس فرسنگ آگے کسی سخت اور بنجر زمین میں ڈیرے ڈال دیتا۔ پھر عبدالرحمٰن آتا، جب وہ نزدیک آتا تو یہ چل دیتا۔ اسی طرح شبیب نے انکو مبتلائے عذاب رکھا، یہانتک کہ انھوں نے سخت کوفت اُٹھائی اور ان کے گھوڑوں کے سم گھس گئے اور ہر قسم کی آفت ان پر آئی۔

اور جب دونوں لشکر" جوخا" میں آمنے سامنے ہوئے تو شبیب نے عبدالرحمٰن کو پیغام بھیجا :-

"یہ دن ہماری تمھاری عید کے ہیں۔ اگر تم مناسب سمجھو تو ان ایام کے گزرنے تک صلح کرلو۔"

کہتے ہیں : عبدالرحمٰن اس پر رضامند ہو گیا۔ کہتے ہیں عبدالرحمٰن کو اس عارضی صلح سے بڑھکر اور کوئی چیز محبوب نہ تھی۔

(باقی باقی)

المکاتیب

(مرسلہ جناب المولوی الفاضل عبد الرشید)

مِنْ جالندھر

رفیقتی العزیزة !

بعد السلام

وَصَلَنِی مَکْتُوْبُكِ ، فَفَرِحْتُ غَایَةَ الفَرَحِ ، تَأَخَّرْتُ فِی الْمَکْتُوْبِ لِأَنَّنِی کُنْتُ مَشْغُوْلَةً فِی اُمُوْرِ المَدْرَسَةِ فَعَفْوًا لِیْ !

هَا ! اَنَا اُلْقِیْ اِلَیْكِ نُبْذَةً مِنَ الاَنْبَاءِ الفَکِهِیَّةِ لَعَلَّكِ اَنْتِ اَیْضًا تَتَفَکَّهِیْنَ اَنَا وَ بَعْضَ صَدِیقَاتِیْ سَافَرْنَا مِنْ جَالَنْدَهَر اِلٰی لَاهُوْر ، فَاِذَا تَحَرَّكَ القِطَارُ وَ جَاوَزْنَا عَنِ الْمَحَطَّةِ فَتَارَةً نَحْنُ کُنَّا نُشَاهِدُ فِی الطَّرِیْقِ الْجِبَالَ الْعَالِیَاتِ وَ طَوْرًا الاَشْجَارَ الْکَثِیْرَةِ الْمُلْتَفَّةِ وَ الاَنْهَارِ الَّتِیْ تَجْرِیْ بَیْنَ مَیَادِیْنِ الْوَاسِعَةِ وَ الْحُقُوْلِ الْمُخْضَرَّةِ فَاِذَا وَصَلْنَا اِلٰی مَحَطَّةِ امرتسر فَنَزَلْنَا هُنَاكَ لِاَنَّ الْعَمَّةَ کَانَتْ تَشْتَاقُ مِنْ مُدَّةٍ بَعِیْدَةٍ اِلَیْنَا فنزلنا اِلٰی بَیْتِهَا فَمَکَثْنَا فِیْ بَیْتِهَا اَرْبَعَةَ اَیَّامٍ وَ بَعْدَهُ سَافَرْنَا اِلٰی لَاهُوْر وَ هِیَ مَعَنَا فَشَاهَدْنَا اَسْوَاقَهَا الْکَبِیْرَةَ وَ

الحَدَائِقَ فَسُرِرْنَا غَايَةَ السُّرُورِ وَ شَاهَدْنَا الْمُتْحَفَ فَصَادَفْنَا هُنَاكَ غَيْرَ عَدِيْدَةٍ اَلنَّمَاذِجَ مِنَ الْمَصْنُوْعَاتِ وَ الحِرَفِ اللَّتِي لَا يُمْكِنُ اِحْصَاؤُهَا بِالْكِتَابَةِ فِي الْحَالِ، فَعَلٰى كُلِّ حَالٍ سَوْفَ نَكْتُبُ اِلَيْكَ بِالوِضَاحَةِ عِنْدَ الفُرْصَةِ ـ

نَعَمْ! ثُمَّ قَصَدْنَا اَنْ نَذْهَبَ اِلٰى حَدِيْقَةِ الْحَيْوَانَاتِ فَأَخَذْنَا الْعَرَبَةَ لِأَنَّ حَدِيْقَةَ الْحَيْوَانَاتِ كَانَتْ بَعِيْدَةً مِنْ بَيْتِنَا فَرَكِبْنَا الْعَرَبَةَ، فَيَا لِلْعَجَبِ! اَلْاٰنَ نَحْنُ مَا كُنَّا جَالِسَاتٌ حَتّٰى صَاحِبُ العَرَبَةِ طَفِقَ يَضْرِبُ فَرَسَهُ ضَرْبًا شَدِيْدًا بِالسِّيَاطِ، فَعَلٰى كُلِّ حَالٍ وَصَلَتِ العَرَبَةُ اِلَى الْغَايَةِ ـ

نَعَمْ! يَوْمَئِذٍ كَانَ عَلَى الاَغْلَبِ يَوْمَ الْاَحَدِ فَبَادَرَ الْخَادِمُ اِلٰى غُرْفَةِ التَّذْكِرَةِ وَ اَخَذَ التَّذْكِرَاتِ، اُجْرَةُ الدَّاخِلَةِ كَانَتْ اٰنَةً فَقَطْ، ثُمَّ دَخَلْنَا بَابَهَا وَ اَخَذْنَا نُشَاهِدُ الْحَيْوَانَاتَ مَثَلًا الزَّرَافَةَ، اَلثَّعَالِبَ، خَيْلَ الْبَحْرِ، اَلدُّبَّ، اَلْقُرُوْدَ، اَلْكَرْكَدَنَ، وَ بَعْضَ اَنْوَاعِ الطُّيُوْرِ الْجَمِيْلَةِ مَثَلًا الْبَوَازِي، الحَمَامَاتِ و بَعْضَ اَنْوَاعِ الخَطَاطِيْفِ، وَ الخَفَافِيْشَ الخَاصَّةَ ـ

نَعَمْ! قِرْدَةٌ سَوْدَاءُ مِنْ اِفْرِيْقِيَا تَخْتَصُّ لِلذِّكْرِ اَيَّتُهَا الْاُخْتُ، لَا شَكَّ اَنَّهَا مِنْ عَجِيْبِ الْخِلْقَةِ وَ كَانَتِ الحَدِيْقَةُ تَمُوْجُ بِعَدَدٍ كَبِيْرٍ مِنَ الزَّائِرِيْنَ وَلٰكِنْ اَسَفًا!

اَنَّ هٰذِهِ الحَدِيْقَةَ اَلْاٰنَ تَتَحَوَّلُ اِلٰى نِظَامٍ فَاسِدٍ وَ اَخَذَ يَنْقُصُ عَدَدُ بعض الْحَيَوَانَاتِ اَيْضًا، عَلَى الْاَغْلَبِ قَبْلَ عِدَّةِ سَنَوَاتٍ كَانَتْ هُنَاكَ فِيْلَةٌ اَيْضًا وَ لٰكِنِ الْاٰنَ لَيْسَتْ هُنَاكَ الْفِيْلَةُ، وَ لَا بَعْضُ حَيَوَانٍ اٰخَرَ لَا يَخْفٰى عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْاُخْتُ اَنَّ هٰذِهِ الْحَيَوَانَاتُ اُخِذَتْ مِنَ الْبُلْدَانِ الْبَعِيْدَةِ وَ بَعْدَ عِنَايَةٍ بَلِيْغَةٍ.

نَعَمْ! بَعْدَ مَا رَأَيْنَا كُلَّ حَدِيْقَةِ الْحَيَوَانَاتِ ذَهَبْنَا اِلٰى جُنَيْنَاتٍ خَضْرَاءَ اللَّتِيْ تَلِيْقُ بِالْوَصْفِ خَاصَّةً، فَعَلَى الْجُمْلَةِ هٰذِهِ حَدِيْقَةُ الْحَيَوَانَاتِ اَيْضًا مِنْ نِعْمَةٍ عُظْمٰى وَ تَخْتَفِيْ بَيْنَ جَنْبَيْهَا الْمَعْلُوْمَاتُ الْوَافِرَةُ غَيْرَ عَدِيْدَةٍ مِنَ الْحَيَوَانَاتِ اللَّتِيْ مَا كُنَّا رَأَيْنٰهَا قَطُّ وَ لَا يُمْكِنُ لَنَا اَنْ نَرَاهَا اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ فَنَحْنُ نَرَاهَا هُنَاكَ بِسُهُوْلَةٍ تَامَّةٍ.

اَسَفًا! يَا رَفِيْقَتِيْ اَنَّنِيْ لَسْتُ بِقَادِرَةٍ عَلٰى هٰذِهِ اللُّغَةِ اَعْنِي الْعَرَبِيَّةَ، فَلِهٰذَا السَّبَبِ مَا اَمْكَنَتْ لِيْ وِضَاحَةٌ زَائِدَةٌ عَلَيْهَا فَاُظُنُّ اَنَّكِ تَعْذُرِيْنَنِيْ فِيْ اَمْرِيْ هٰذَا وَ تُشَرِّفِيْنَنِيْ بِالْقُبُوْلِيَّةِ، عَلَى الْاَغْلَبِ اَنْتِ تَعْرِفِيْنَ اَنَّ الْبَرْنَامَجَ لِاجْتِمَاعِ الْمَدْرَسَةِ ۷ و ۸ ابریل وَاجِبٌ عَلَيْكِ اَنْ تَحْضُرِيْ فِيْهَا بِالضَّرُوْرَةِ! اَلْاٰنَ اُتِمُّ رِسَالَتِيْ رَاجِيَةً اَنَّكِ بِالْعَافِيَةِ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَعَ الْاَخَوَاتِ وَ الْوَالِدَةِ الْمُحْتَرَمَةِ!

عَرْضِی اِهْدَاءَ السَّلَامِ فِیْ خِدْمَةِ الْاَخَوَاتِ۔ فقط۔ وَ السَّلَام۔

الداعیة

امت الحفیظ

القرّاء الکرام! هذا المکتوب من احدی متعلّمات مدرسة البنات جالندھر اللتی ادّت امتحان درجة مولوی الحال، فها انا اُعرِّضُ الی جنابکم راجیًا اَنَّ بناتکُنَّ ایضًا تتقدّمن الی اللّغة العربیّة الجدیدة، و لعلّهنّ تحذین کُلَّ الحذو هذه الفاضلة. نعم، سوف تعرَّضُ بعض مقاماتٍ اُخری ایضًا لهذه الفاضلة۔

ترجمہ:-

میری پیاری سہیلی!

ہدیۂ تسلیم! تمہارا خط ملا۔ بیحد خوشی حاصل ہوئی۔ خط لکھنے میں مجھ سے کچھ دیر ہو گئی، اسلئے کہ مدرسے کے کاروبار میں مشغول تھی۔ مجھے معاف کر دینا۔

لو! یہ چند دلچسپ باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرتی ہوں۔ شاید کہ تم بھی لذت اندوزی حاصل کرو۔ میں اور چند سہیلیوں نے جالندھر سے لاہور جانے کا پروگرام بنایا۔ جب گاڑی چھوٹی اور اسٹیشن سے ہم سب آگے بڑھ گئے (تو ایک عجیب دلفریب نظارہ تھا) کبھی تو اونچے اونچے پہاڑ ہم لوگ دیکھتے تھے۔ کبھی لاتعداد گھنے گھنے درخت اور نہریں جو وسیع میدانوں کے درمیان سے بہہ رہی تھیں اور کبھی ہرے بھرے

لکھیت۔ جب ہم لوگ امرتسر کے اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں اتر گئے۔ اس لئے کہ میری چچی جان بہت دنوں سے (دیدار کی) مشتاق تھیں۔ ہم لوگ چار دن ان کے گھر ٹھہرے۔ اس کے بعد لاہور چلے گئے۔ چچی جان بھی ہمارے ساتھ تھیں۔ لاہور کے بڑے بڑے بازار اور (خوش نما) باغات دیکھے۔ دیکھ کر بڑی فرحت حاصل ہوئی۔ ہم لوگ عجائب گھر بھی گئے۔ وہاں صنعت و حرفت کے لاتعداد نمونے دیکھے، جن کا فی الحال مکمل طور پر شمار کرانا (یا بتانا) غیر ممکن ہے۔ بہرحال عنقریب دوسری فرصت کے وقت زیادہ وضاحت کے ساتھ لکھ بھیجیں گے۔ ہاں پھر جب ہم لوگوں نے چڑیا گھر جانے کا ارادہ کیا تو ایک ٹانگہ کر لیا۔ اس لئے کہ چڑیا گھر ہم لوگوں کی جائے رہائش سے بہت دور تھا۔ خیر ہم لوگ ٹانگہ پر سوار ہو گئے۔ مگر تعجب اور سخت تعجب کہ ابھی ہم بیٹھنے بھی نہ پائے تھے (اچھی طرح) کہ ظالم ٹانگہ والا (بے دردی کے ساتھ) اپنے گھوڑے کو سانٹے (کوڑے) مارنے لگا۔ بہرحال (خدا خدا کر کے) ٹانگہ منزل تک پہنچا۔

ہاں اس دن غالباً اتوار کا دن تھا۔ ہمارے نوکر نے ٹکٹ گھر کی طرف آگے بڑھ کر ٹکٹ لے لئے۔ داخلہ فیس صرف ایک آنہ تھی۔ پھر ہم لوگ چڑیا گھر کے گیٹ میں داخل ہوئے اور جانوروں کو دیکھنے لگے۔ مثال کے طور پر زرافہ، لومڑیاں، دریائی گھوڑے، بندر، گینڈا، بعض خوبصورت پرندے بھی نظر آئے (مثلاً باز، کبوتر، ابابیلوں کی بعض (انوکھی) قسمیں۔ خاص قسم کے چمگادڑ۔

ہاں خاص طور پر افریقہ کے سیاہ بندر قابلِ ذکر ہیں۔ پیاری بہن! بیشک چیز انوکھی خلقت والی ہے۔

چڑیا گھر ملاقاتیوں (تماشائیوں) کی کثرت تعداد سے موجیں مار رہا تھا۔ لیکن افسوس کہ یہی چڑیا گھر اب بعض خراب نظام کی طرف منقلب ہو رہا ہے، اور بعض جانوروں کی تعداد بھی کم ہوتی جا رہی ہے۔ غالباً آج سے چند سال قبل یہاں ہاتھی بھی ہوا کرتا

تھا۔ لیکن اب فی الحال نہ تو ہاتھی ہے اور نہ بعض دوسرے حیوانات۔ مگر ہاں پیاری بہن! یہ بات بھی تم پر پوشیدہ نہ رہے کہ یہ موجودہ جانور بڑے دُور دراز ملکوں سے انتہائی مشقّت کے ساتھ حاصل کئے گئے ہیں۔ تمام چڑیا گھر دیکھ لینے کے بعد ہم لوگ ایک سرسبز باغ کی طرف چلے گئے جو خاص طور پر وصف کے لائق ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ چڑیا گھر بھی واقعی ایک بڑی نعمت ہے اور اپنے پہلو میں کافی معلومات (کا ذخیرہ) پوشیدہ رکھتا ہے۔ کئی ایک جانور جنھیں نہ تو ہم لوگوں نے کبھی دیکھا تھا اور نہ دیکھنے کا امکان تھا بغیر جان گنوائے ہوئے۔ اب انھیں ہم انتہائی آسانی کے ساتھ وہاں دیکھتے ہیں۔

پیاری سہیلی! افسوس کہ اس زبان یعنی عربی میں مجھے اتنی قدرت نہیں۔ اسلئے مجھ سے اس سے زیادہ وضاحت نہ ہوسکی۔ میرا خیال ہے کہ تم مجھے اس معاملہ (تقصیر) میں معذور سمجھوگی۔ اور (انھی چند الفاظ کو) شرفِ قبولیت بخشوگی۔

غالباً تمھیں پتہ ہوگا کہ مدرسہ کے اجلاس کا پروگرام ۷ر اور ۸ر اپریل ہے۔ تم بھی ضرور شرکت کرو۔ لو اب میں اپنی تحریر کو ختم کئے دیتی ہوں۔ امید ہے کہ تم بفضلہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہوگی، نیز بہنیں اور والدہ محترمہ بھی۔ ہدیہ تسلیم بہنوں کی خدمت میں پیش کرو۔ زیادہ۔ والسلام۔

تمہاری خیر اندیش

امت الحفیظ

معزز قارئین! یہ خط مدرسۃ البنات جالندھر کی ایک متعلمہ کا ہے جس نے ابھی مولوی کا امتحان دیا ہے۔ یہ لیجئے، میں آپکی خدمت میں یہ امید کرتے ہوئے پیش کررہا ہوں کہ آپکی بچیاں بھی جدید عربی زبان کی طرف پیش قدمی کرینگی۔ اور شاید کہ ان کے دل میں بھی اس فاضلہ کے نقشِ قدم پر پوری طور پر چلنے کی توفیق پیدا ہوجائے۔ ہاں عنقریب اس فاضلہ کے بعض دوسرے مقالات بھی پیش کئے جائینگے۔

الدُّرُوسُ العَرَبِیَّۃُ

تِلْمِیْذَانِ

١- (الجد) جِئْتُ إِنَّکُمْ تَرَکْتُمُ الْمَدْرَسَةَ مِنْ مُدَّةٍ قَرِیْبَةٍ، فَلَا شَكَّ أَنَّکُمْ تَتَذَکَّرُوْنَ أَحْسَنَ التَّلَامِیْذِ وَ أَرْدَأَهُمْ، فَمَنْ مِنْکُمْ عَرَفَ تِلْمِیْذًا صَالِحًا یَقْتَدِی بِهٖ غَیْرُهٗ.

٢- (خلیل) أَنَا یَا جَدِّی، أَعْرِفُ وَلَدًا مِثْلَ الَّذِیْ نَطْلُبُهٗ، إِسْمُهٗ فُؤَادٌ.

٣- (عزیز) وَ أَنَا أَیْضًا أَعْرِفُهٗ.

٤- (الجد) مَاذَا رَأَیْتُمْ فِیْ أَحْوَالِهٖ وَ سُلُوْکِهٖ یَا أَوْلَادِی.

٥- (خلیل) إِنَّهٗ یُرِیْدُ أَنْ یَتَعَلَّمَ وَ یُرْضِیَ وَالِدَیْهِ اللَّذَیْنِ یُنْفِقَانِ مَالَهُمَا عَلَیْهِ، وَ مُعَلِّمِیْهِ الَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ وَ یَتْعَبُوْنَ لِتَعْلِیْمِهٖ وَ تَرْبِیَتِهٖ.

٦- (عزیز) فُؤَادٌ یُحِبُّ الْمَدْرَسَةَ کَثِیْرًا. فَلَا یَغِیْبُ عَنْهَا إِلَّا لِمَانِعٍ قَوِیٍّ وَ یَصِلُ إِلَیْهَا کُلَّ یَوْمٍ مِنَ الْأَوَّلِیْنَ.

۷- (مریم) عِنْدَ ذَهَابِهِ إِلَى الْمَدْرَسَةِ يَتَجَنَّبُ كُلَّ مَا يُخِلُّ بِالنِّظَامِ أَوْ يُعَاكِسُ سَاكِنِي الْبُيُوتِ الَّتِي يَمُرُّ أَمَامَهَا، فَيُصَاحِبُ رُفَقَاءَ مِثْلَهُ فِي التَّرْبِيَةِ وَ الْاِجْتِهَادِ.

۸- (الجد) إِنَّكِ يَا مَرْيَمُ لَا تَرَيْنَهُ إِلَّا فِي الشَّوَارِعِ مُصَادَفَةً غَيْرَ أَنَّ أَخَوَيْكِ يَرَيَانِهِ فِي الْمَدْرَسَةِ فَكَيْفَ يَسْلُكُ فِيهَا.

۹- (خليل) عِنْدَ مَا يَدْخُلُ الْفَصْلَ يُسَلِّمُ عَلَى مُعَلِّمِهِ إِنْ كَانَ حَاضِرًا، ثُمَّ يَقْصِدُ مَحَلَّهُ سَاكِتًا وَ يَضَعُ أَدَوَاتِهِ فِي مَكْتَبِهِ وَ يُرَاجِعُ دُرُوسَهُ.

۱۰- (الجد) وَ أَنْتَ يَا عَزِيزُ أَلَمْ تُلَاحِظْ شَيْئًا عَنْهُ.

۱۱- (عزيز) إِنَّهُ يُحِبُّ التَّرْتِيبَ فِي كُلِّ أُمُورِهِ وَ أَدَوَاتِهِ. مِنْ كُتُبٍ وَ دَفَاتِرَ وَ أَقْلَامٍ وَ مَلَابِسَ فَيَعْتَنِي بِهَا حَتَّى لَا يُوَسِّخَ وَ لَا يُمَزِّقَ شَيْئًا مِنْهَا.

۱۲- (الجد) أَمَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا آخَرَ فِي شَأْنِهِ.

۱۳- (مريم) رَأَيْتُهُ لَا يَتَأَخَّرُ فِي الشَّوَارِعِ بَعْدَ انْتِهَاءِ الدُّرُوسِ، بَلْ يَصْطَحِبُ بَعْضَ أَقْرَانِهِ الْمُهَذَّبِينَ وَ يَعُودُ إِلَى بَيْتِهِ، يَتَحَدَّثُ مَعَهُمْ وَ يُسَلِّمُ عَلَيْهِمْ عِنْدَ مُفَارَقَتِهِ إِيَّاهُمْ.

۱۴ (الجد) تَعْلَمُونَ سِيرَةَ التِّلْمِيذِ الْمُؤَدَّبِ فَمَنْ

يَعْرِفُ تِلْمِيْذًا شِرِّيْرًا ؟

١٥- (خليل) أَنَا أَيْضًا يَا جَدِّي وَ هُوَ فِي فَصْلِي.

١٦- (الجد) أَتَعْرِفُهُ أَنْتَ يَا عَزِيْز ؟

١٧- (عزيز) لَا يَا جَدِّي.

١٨- (الجد) يَكْفِيْكَ أَنْ تَعْرِفَ التِّلْمِيْذَ الْمُؤَدَّبَ، أَمَّا أَنْتَ يَا خَلِيلُ فَتَكَلَّمْ عَلَى التِّلْمِيْذِ الشِّرِّيْرِ حَتَّى تَكْرَهَ سِيْرَتَهُ وَ لَا تَقْتَدِيَ بِهِ أَبَدًا.

١٩- (خليل) ذٰلِكَ التِّلْمِيْذُ لَا يُحِبُّ شَيْئًا سِوَى اللَّعِبِ وَ مُعَاكَسَةِ قُرَنَائِهِ فَلَا يَذْهَبُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ إِلَّا مُجْبَرًا وَ يَتَأَخَّرُ عَنْ مِيْعَادِ الدُّرُوْسِ وَ يَغِيْبُ لِأَسْبَابٍ ضَعِيْفَةٍ وَ كَثِيْرًا مَا يَغِشُّ وَالِدَيْهِ يَقُوْلُ إِنَّهُ رَاجِعٌ مِنَ الْمَدْرَسَةِ وَ هُوَ قَدْ قَضَى نَهَارَهُ مَعَ رَفِيْقٍ كَسُوْلٍ مِثْلِهِ.

٢٠- (الجد) مَا سِيْرَتُهُ فِي الْمَدْرَسَةِ ؟

٢١- (خليل) إِنَّهُ يَصِلُ دَائِمًا إِلَيْهَا مُتَأَخِّرًا وَ قَلَّمَا يَحْضُرُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ آذَى أُنَاسًا مُخْتَلِفِيْنَ وَ يَنْسَى بَعْضَ أَدَوَاتِهِ وَ لَا يُصْغِي إِلَى شَرْحِ الدُّرُوْسِ وَ لَا يُلَازِمُ السُّكُوْتَ فِي الْفَصْلِ بَلْ لَا هَمَّ لَهُ سِوَى اللَّعِبِ وَ مُعَاكَسَةِ إِخْوَانِهِ فَلَا عَجَبَ فِي كَوْنِهِ الْأَخِيْرَ فِي الْإِمْتِحَانَاتِ الشَّهْرِيَّةِ وَ هُوَ قَضَى شَهْرَهُ مُنْتَقِلًا مِنْ عِقَابٍ إِلَى عِقَابٍ.

٢٢ - وَ عِنْدَ عَوْدَتِهٖ مَسَاءً يُرَافِقُ جَمَاعَةً مِنْ تَلَامِيْذَ طَيَّاشِيْنَ فَيَصِيْحُوْنَ وَ يَصْفِرُوْنَ وَ يَضِجُّوْنَ وَ يَتَشَاجَرُوْنَ وَ كَثِيْرًا مَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ وَ أَثْوَابُهٗ مُمَزَّقَةٌ فَلَا يَسْتَطِيْعُ مُعَلِّمُوْهُ وَ لَا أَهْلُهٗ أَنْ يُنَشِّطُوْهُ أَوْ يُكَافِئُوْهُ لِأَنَّهٗ لَا يَفْعَلُ شَيْئًا يُمَكِّنُهُمْ مِنْ ذٰلِكَ ۔

٢٣ - (الجد) يَا أَوْلَادِيْ اقْتَدُوْا بِفُؤَادٍ وَ لَا تَسِيْرُوْا سِيْرَةَ التِّلْمِيْذِ الشِّرِّيْرِ حَتّٰى يَرْضٰى بِكُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ يُحِبُّكُمْ جَمِيْعُ النَّاسِ وَ تَصِيْرُوْا رِجَالًا مُعْتَبَرِيْنَ فِي الْمُسْتَقْبَلِ ۔

اسئلة

(١) عَمَّنْ سَأَلَ الْجَدُّ حَفَدَتَهٗ ؟
(٢) مَنْ مِنْهُمْ كَانَ يَعْرِفُ تِلْمِيْذًا مُؤَدَّبًا ؟
(٣) مَاذَا يَقْصِدُ فُؤَادٌ فِي الْمَدْرَسَةِ ؟
(٤) كَيْفَ يَذْهَبُ إِلَيْهَا ؟
(٥) كَيْفَ يَصِلُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ ؟
(٦) مَاذَا يُلَاحَظُ فِيْ أَدَوَاتِهٖ ؟
(٧) كَيْفَ يَرْجِعُ مِنَ الْمَدْرَسَةِ ؟
(٨) مَنْ هُمْ رُفَقَاؤُهٗ ذَهَابًا وَ إِيَابًا ؟
(٩) وَ التِّلْمِيْذُ الشِّرِّيْرُ مَاذَا يُحِبُّ ؟

(۱۰) كَيْفَ يَذْهَبُ إِلَى الْمَدْرَسَةِ ؟
(۱۱) مَاذَا يَفْعَلُ فِيهَا ؟
(۱۲) كَيْفَ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِهِ ؟
(۱۳) أَيُّ الْإِثْنَيْنِ يَجِبُ الْإِقْتِدَاءُ بِهِ ؟

دو طالبانِ علم

۱ ۔ (دادا) : چونکہ مدرسہ تم نے نزدیک مدت سے (ہی) چھوڑا ہے، اسلئے کوئی شک نہیں کہ تم کو دو طالب علموں "سب سے اچھا" اور "سب سے خراب لڑکا" یاد ہی ہوگا ۔ بتاؤ تم میں سے کون ایسے اچھے طالبِ علم کو جانتا ہے، جس کے پیچھے اور لڑکے چل سکیں ؟

۲ ۔ (خلیل) میں — دادا جان ! — ایسے لڑکے کو جانتا ہوں جیسا آپ چاہتے ہیں، اس کا نام فؤاد ہے ۔

۳ ۔ (عزیز) اس کو میں بھی جانتا ہوں ۔

۴ ۔ (دادا) بیٹو ! تم نے اسکے احوال اور رویہ میں کیا کیا دیکھا ؟

۵ ۔ (خلیل) وہ پڑھنا چاہتا ہے اور اپنے والدین کو جو اپنے مال اس پر صرف کرتے ہیں اور اپنے معلموں کو جو اس کی تعلیم و تربیت پر محنت اور کوشش کرتے ہیں خوش رکھتا ہے ۔

۶ ۔ (عزیز) فؤاد مدرسے کو بہت چاہتا ہے، وہ بغیر کسی بڑی رکاوٹ کے اس سے غیر حاضر نہیں ہوتا اور ہر روز پہلے آنے والوں میں پہنچتا ہے ۔

۷ ۔ (مریم) مدرسہ کو جاتے وقت ہر ایک بات سے جو اصول میں خلل انداز ہوتی اور اس سے کہ جن گھروں کے آگے سے گزرتا ہے ان کے ساکنوں کو تنگ کرے

برکنار رہتا ہے اور ان رفیقوں کے ہمراہ رہتا ہے جو تربیت اور محنت میں اس کی مثل ہوتے ہیں۔

۸۔ (دادا) مریم! تم تو اس کو راستوں ہی میں اتفاقیہ دیکھ سکتی ہو۔ ہاں تمہارے بھائی اسکو مدرسہ میں دیکھتے ہیں، اس میں اسکا رویّہ کیا ہوتا ہے؟

۹۔ (خلیل) جب وہ جماعت میں داخل ہوتا ہے، اگر معلم موجود ہو تو اس کو سلام کرتا ہے، پھر چپ چاپ اپنی جگہ کا قصد کرتا ہے، اور اپنا سامانِ تعلیم ڈسک میں رکھتا ہے اور اپنا سبق دہرانے لگتا ہے۔

۱۰۔ (دادا) عزیز! تم نے اس سے کوئی بات ملاحظہ نہیں کی؟

۱۱۔ (عزیز) وہ اپنے تمام کاموں اور سامان میں جیسے کتابیں، کاپیاں، قلم، کپڑے ترتیب کو پسند کرتا ہے۔ پھر وہ انکی احتیاط کرتا ہے، نہ کسی چیز کو ان میں سے میلی کرتا ہے، نہ پھاڑتا ہے۔

۱۲۔ (دادا) کوئی چیز اور تم نے اسکی نہیں دیکھی؟

۱۳۔ (مریم) میں نے دیکھا ہے کہ سبق ختم ہو چکنے کے بعد وہ راستوں میں دیر نہیں کرتا، بلکہ وہ اپنے مہذّب رفیقوں کے ہمراہ گھر کو واپس ہوتا، ان سے باتیں کرتا ہے اور جدا ہونے کے وقت انکو سلام کرتا ہے۔

۱۴۔ (دادا) مؤدّب لڑکے کا سلوک تم جانتے ہو، شریر لڑکے کو کون جانتا ہے؟

۱۵۔ (خلیل) میں ہی جانتا ہوں دادا، وہ میری جماعت میں ہے۔

۱۶۔ (دادا) عزیز! تم اسکو جانتے ہو؟

۱۷۔ (عزیز) نہیں، دادا جان!

۱۸۔ (دادا) تمہارا مؤدب لڑکے کو جاننا ہی کافی ہے۔ خلیل! تم شریر طالبعلم پر بولو تاکہ اسکے چلن کو ناپسند کرو اور کبھی اسکی پیروی نہ کرو۔

۱۹ - (خلیل) یہ طالب علم سوا کھیلنے اور اپنے ساتھیوں کو دق کرنے کے کوئی بات پسند نہیں کرتا - مارا بندھا ہی مدرسے کو جاتا ہے - مدرسے کے وقت سے پیچھے رہ جاتا ہے - ذرا سی بات پر غیر حاضری کرتا ہے - اکثر اپنے والدین کو دھوکا دیتا ہے، کہتا ہے کہ وہ مدرسہ سے آ رہا ہے اور اس نے اپنا سارا دن کسی اپنے جیسے سُست ساتھی کے ساتھ گزارا ہوتا ہے -

۲۰ - (دادا) اس کا مدرسہ میں کیا حال ہے ؟

۲۱ - (خلیل) وہ مدرسہ میں ہمیشہ دیر سے پہنچتا ہے، اور بغیر مختلف آدمیوں کو ستائے کمتر ہی حاضر ہوتا ہے، اور کچھ اپنا سامانِ تعلیم بھول آتا ہے - نہ تو سبق کی تشریح سنتا ہے اور نہ جماعت میں چپکا بیٹھتا ہے، بلکہ کھیلنے اور اپنے رفیقوں کو تنگ کرنے کے سوا اس کو کوئی فکر ہی نہیں، تو اس کے ماہانہ امتحانوں میں اخیر آنے میں کوئی تعجب نہیں جبکہ اس نے سارا مہینہ ایک سرا سے دوسری کی طرف منتقل ہوتے میں گزارا ہو -

۲۲ - شام کو لوٹتے ہوئے بیفکرے لڑکوں کے غول کا ساتھ دیتا ہے اور وہ سب چیختے چلّاتے، سیٹیاں بجاتے، غل غپاڑہ کرتے اور لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں - اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھر میں آتا ہے تو کپڑے پھٹے ہوتے ہیں - نہ تو اس کے استاد اور نہ گھر کے لوگ اسکی حوصلہ افزائی کر سکتے یا اسکو انعام دے سکتے ہیں کیونکہ وہ ایسا کوئی کام نہیں کرتا کہ وہ ایسا کر سکیں -

۲۳ - (دادا) میرے بچو ! تم فواد کی راہ اختیار کرو اور شریر لڑکے کا چلن نہ چلو، تاکہ خدائے پاک تم سے خوش ہو اور سب لوگ تم کو پیار کریں - اور آنے والے زمانے میں تم معزز مرد بنو -

---

سوالات

(۱) دادا نے کس کے بارے میں پوچھا ؟

(۲) ان میں سے کون مؤدّب طالب علم کو جانتا تھا ؟

(۳) فؤاد مدرسہ میں کیا قصد کرتا ہے ؟

(۴) کس طرح ادھر جاتا ہے ؟

(۵) مدرسے کیسے پہنچتا ہے ؟

(۶) اپنے سامانِ تعلیم میں کیا ملحوظ رکھتا ہے ؟

(۷) مدرسہ سے لوٹتا کیسے ہے ؟

(۸) جانے آنے میں اس کے ساتھی کون ہوتے ہیں ؟

(۹) بُرا طالب علم کیا چاہتا ہے ؟

(۱۰) مدرسے کو کیسے جاتا ہے ؟

(۱۱) وہاں کیا کرتا ہے ؟

(۱۲) گھر کو کس طرح واپس ہوتا ہے ؟

(۱۳) دونوں میں سے کس کی پیروی کرنی چاہیئے ؟

مختصر ابنِ ابی جمرۃ

(۲۳۳)
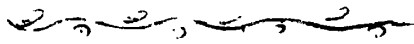
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَ الْمُسْتَوْصِلَةَ وَ الْوَاشِمَةَ وَ الْمُسْتَوْشِمَةَ ۔

ترجمہ :- روایت ہے ابوہریرہؓ سے، انھوں نے روایت کیا نبی صلّی اللہ علیہ وسلم سے، فرمایا : لعنت فرمائی اللہ نے بالوں کا بالوں سے پیوند کرنے والی اور کرانے والی، اور گودنے والی اور گودانے والی پر ۔

تشریحات :-

اَلْوَاصِلَة : جو بالوں کو بالوں سے جوڑتی ہے اپنے لئے یا کسی اور کے لئے ۔

الْمُسْتَوْصِلَہ : جو بالوں کو بالوں سے وصل کراتی ہے ۔

یہ حدیث وصل کی مطلق حرمت کے بارے میں صریح ہے ۔ شافعیوں نے اس کی اس طرح تفصیل کی ہے :

اگر آدمی کے بال جوڑے تو وہ بلا خلاف حرام ہے، کیونکہ آدمی کی کرامت اور بزرگی کی وجہ سے اسکے بالوں اور باقی بدن کے حصوں سے فائدہ اٹھانا حرام ہے ۔ پھر اگر آدمی اس کا خاوند یا آقا نہ ہو تو تو حرام ہی ہے، اور اگر ہو تو تین وجہیں ہیں : جن میں درست ترین یہ ہے کہ اگر وہ شوہر یا آقا کی اجازت سے ایسا کرے تو جائز ہے ۔

مالکؒ طبری اور اکثروں کا قول یہ ہے کہ وصل (یعنی بالوں کا جوڑنا) ہر شئے سے ممنوع ہے۔ بال ہوں، صوف ہو، ریشم ہو یا کچھ اور ہو۔ اور عند مسلم من حدیث قتادہ عن سعید:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے منع فرمایا"

یعنی دھجیوں وغیرہ سے جن سے عورتیں اپنے بالوں کی بہتات دکھانا چاہتی ہیں،

جابرؓ کی حدیث عند مسلم:

"پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے بالوں کے ساتھ کسی اور چیز کے ملانے سے جھڑکا ہے"

لیث کا مذہب ہے اور اسکو ابو عبیدہؓ نے بہت فقہا سے نقل کیا ہے کہ ان میں سے ممنوع بالوں کا بالوں سے گانٹھنا اور جوڑنا، ملانا اگر بالوں کے سوا دھجی یا کسی اور چیز سے گندھاوٹ کرلے تو یہ نہی میں داخل نہیں۔ اور سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ لَا بَأْسَ بِالقَرَامِلِ: قرامل کا مضائقہ نہیں۔ احمد اور اکثر علماء کے نزدیک قرمل ایک پودا ہے، طویل الفروع، دراز شاخ، نرم، مراد اس سے ریشم یا صوف کے موباف ہیں جن سے عورتیں اپنی چوٹیاں گوندھتی گندھاتی ہیں۔ عورت پر جیسا کہ اپنے سر کے بالوں میں زیادتی کرنا حرام ہے، اسی طرح بغیر ضرورت ان کا مونڈنا منڈانا بھی حرام ہے۔

الواشمہ: جو جسم میں سوئی چبھو چبھو کر اس میں سرمہ یا نیل بھرتی ہے، اس کو سبز کرنے کے لئے۔ گودنے والی۔

اَلْمُسْتَوْشِمہ: گودوانے والی۔

وشم حرام ہے، جبکہ گودوانے والی مکلف و مختار ہو اور بلا ضرورت گودوائے، نماز اس سے باطل ہو جاتی ہے اور اس کا دور کرنا واجب ہے۔ اگر بالغ ہونے

سے پہلے گودوائے، یا کسی کی زبردستی سے یا کسی ضرورت سے تو قابل معافی ہے، اسکی نماز درست سمجھی جائیگی اور اس کا ازالہ بھی واجب نہ ہوگا۔
(ذکرہ البخاری فی باب وصل الشعر)

(۲۳۴)

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ (رض) قَالَ: بَيْنَمَا اَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم، لَيْسَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ اِلَّا اٰخِرَةَ الرَّحْلِ، فَقَالَ: يَا مُعَاذُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ! قَالَ: هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ اَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ! قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ سَعْدَيْكَ! قَالَ: هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْهُ، قُلْتُ: اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ: حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ ⁂

ترجمہ :۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا : اندریں اثنا کہ میں نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آنحضرت ﷺ کے بیچ کجاوے کے پچھلے سہارے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ فرمایا : معاذ! مینے عرض کیا حاضر ہوں اے پیغمبرِ خدا! آپکی خدمت کو موجود ہوں۔ پھر ایک ساعت چلے، پھر فرمایا : معاذ! عرض کیا : حاضر ہوں، اے پیغمبرِ خدا! خدمت کو موجود ہوں۔ پھر ایک گھڑی چلے، پھر فرمایا : معاذ! عرض کیا : حاضر ہوں، یارسول اللہ! خدمت کو موجود ہوں۔ فرمایا : تم جانتے ہو اللہ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ مینے عرض کیا : اللہ اور اس کا پیغمبر بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا : اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اسکی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ایک ساعت پھر چلے، پھر فرمایا : اے معاذ بن جبل! مینے عرض کیا : حاضر ہوں یا رسول اللہ! خدمت کے لئے حاضر ہوں۔ فرمایا: جانتے ہو، بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے جب اسکو بجا لائیں۔ مینے عرض کیا: اللہ اور رسول اللہ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا : بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ ان کو عذاب نہ کرے۔

تشریحات :۔

الرّدف و الرّدیف : سواری کے مالک کے پیچھے اسکی اجازت سے سوار ہونے والا، اور کسی شے کا ردف اس کا پچھلا حصہ ہوتا ہے۔ اور اصل اس کی الرکوب علی الردف ہے، اور ردف کے معنی ہیں عَجُز: جانوروں کا پچھلا حصہ۔ اس لئے اصلی سوار کو کہا جاتا ہے : رَکِبَ صَدرَ الدّابّة : جانور کے اگلے حصے پر سوار ہوا۔ و رَدِفتُ الرّجُلَ : اور میں اس شخص کے پیچھے سوار سوار ہوا۔ وَ اَردَفتُہٗ : اور مینے اسکو اپنے پیچھے سوار کیا۔

آخِرَۃ : بروزن فَاعِلة۔ رَحل کجاوہ، ھو اصغر من القتب۔

آخِرَۃُ الرحل : کجاوے کا پچھلا حصہ جس سے شتر سوار ٹیک لگاتا ہے۔
لَبَّیْکَ : ای اَجَبْتُکَ اِجَابَۃً بَعْدَ اِجَابَۃ و اصلہٗ لبین لک
پس ن اضافت اور ل تخفیف کے لئے محذوف ہوا اور اصل اس کی تثنیہ اور مراد
اس سے تکثیر ہے۔
حَقُّ العِبَادِ عَلَی اللّٰہِ : یہ مشاکلہ کے باب سے ہے اور مشاکلہ انواع بدیع میں سے
وہ نوع ہے جس سے کلام میں حسن پیدا ہو جاتا ہے اور مراد اس سے حق شرعی ہے
نہ واجب بالعقل، جیسا کہ معتزلہ کہتے ہیں ۔ گویا خدائے تعالیٰ نے جب وعدہ
فرمایا اور وعدہ اس کا حق ہے تو اس جہت سے حق ہو گیا۔
اور حدیث اِرداف سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لینے) کے جائز ہونے پر دلیل ہے
بشرطیکہ جانور اسکو برداشت کر سکے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض
اوقات اپنے آگے اور کبھی پیچھے سواری پر بٹھایا ہے۔ بعض اپنی بیویوں کو پیچھے
بٹھایا ہے ۔ اسامہ کو عرفہ سے مزدلفہ تک اور فضل بن عباس کو مزدلفہ سے منیٰ
تک اپنا ردیف بنایا ہے ۔ ابن مندہ نے جن اصحاب کو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اپنا ردیف بنایا ہے، ان کے نام نکالے۔ ان کی تعداد تیس ۳۰
نفوس تک پہنچتی ہے ۔
اس حدیث کو بخاری نے باب ارداف الرجل خلف الرجل میں ذکر
کیا ہے۔

(۲۳۵)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : اِنَّ اَکْبَرَ الْکَبَائِرِ اَنْ

يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ، قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ
كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا
الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَ اُمَّهٗ ۔

ترجمہ :۔ عبداللہ، عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے سے روایت ہے، کہا:
پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب کبیروں سے بڑا کبیرہ یہ ہے کہ آدمی اپنے
والدین پر لعنت کرے۔ عرض کیا گیا: اے رسولِ خدا! آدمی اپنے والدین پر کیسے
لعنت کرسکتا ہے؟ فرمایا: آدمی گالی دیتا ہے کسی مرد کے باپ کو تو وہ گالی دیتا
ہے اسکے ماں باپ کو۔

تشریحات :۔

فَيَسُبُّ اَبَاهُ : ہوسکتا ہے کہ اس کا فاعل وہ ضمیر ہو جو پہلے یَسُبُّ کی طرف
راجع ہے اور اسکی طرف سبّ کی نسبت مجاز ہو، کیونکہ وہ اپنے باپ اور اپنی ماں
کو گالی دینے کا سبب بنا۔ اور ہوسکتا ہے کہ اس کا رجوع رجل مضاف الیہ
کی طرف ہو فلا مجاز۔ اور جب والدین کو گالی دینے کا سبب بننا، اکبر الکبائر میں
سے ہوا، تو بالفعل ان کو گالی دینا تو اکبر الکبائر سے بھی بڑا ہوا۔ اور ابن بطال
نے کہا کہ یہ حدیث سدّ ذرائع کے باب میں اصل ہے۔ اور اس سے لیا جاتا ہے
کہ جس کے فعل کا نتیجہ کوئی حرام امر ہو تو اس شخص پر وہ فعل حرام ہوگا اگرچہ وہ
حرام اسکا مقصود نہ ہو۔ اور اس حدیث کے باب میں اصل اللہ تعالیٰ کا قول ہے
لا تسبوا الذين يدعون من دون الله الآیہ، اور اس سے ماوردی
نے استنباط کیا ہے کہ ایسے شخص کے پاس ریشمی کپڑا فروخت کرنا حرام ہے جسکے
متعلق ثابت ہو کہ وہ اسکو پہنیگا۔ اور امرد غلام کو ایسے شخص کے پاس فروخت

کرنا جس سے متحقق ہو کہ اسکے ساتھ فاحشہ کا ارتکاب کریگا۔ اور شیرہ ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جس سے متوقع ہو کہ اس سے شراب بنالیگا۔

(باب لا یسب الرجل والدیہ)

(۲۳۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رض) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰی اِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهٖ قَالَتِ الرَّحِمُ : هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِیْعَةِ ، قَالَ نَعَمْ اَمَّا تَرْضَیْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَ اَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ ؟ قَالَتْ بَلٰی یَا رَبِّ ، قَالَ : هُوَ لَكِ ✦

ترجمہ :- ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے، اللہ اُن سے راضی ہو، انھوں نے روایت کی نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق خلق کی، یہانتک کہ جب اسکی خلق کرنے سے فارغ ہوا، رحم نے کہا : یہ (میرا تیرے حضور کھڑے ہونا) تیری پناہ لینے والے کا کھڑا ہونا ہے۔ فرمایا کیا تو اس پر خوش نہیں کہ میں اس سے وصل کروں جو تجھ سے وصل کرے اور اس سے قطع کردوں جو تجھ سے قطع کرے ؟ رحم نے کہا کیوں نہیں اے رب میرے ! فرمایا : یہ تیرے لئے ہے۔

تشریحات :

خَلَقَ الْخَلْقَ : قَضَاهُ و قَدَّرَهُ : مخلوقات کو مقدر فرمایا۔

اِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهٖ : اَتَمَّهُ و قَضَاهُ : یعنی اسکی تقدیر پوری کر چکا۔ اس سے کسی مصروفیت سے فارغ ہونا مراد نہیں، کیونکہ یہ مولیٰ کی شان سے بعید ہے کہ اسکو

ایک کام دوسرے سے ہٹا کر اپنی طرف لگا سکے لَا یشغلہ شان عن شان ۔
قالت الرحم : رحم نے اپنی زبان میں جو خدا نے اسکو دے رکھی ہے اور خدا ہی اسکو جانتا ہے کہا ۔ آپ اسکو زبانِ حال کہیں یا زبانِ مقال اسکا نام رکھیں، اس سے کچھ مطلب میں فرق نہیں آتا ۔
اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَكَ : جو تجھ سے ملے، میں اس سے ملوں یعنی اس پر رحم و احسان کروں ۔ قال ابن ابی جمرہ : الوصل من اللہ ، وصل از خدا ، کنایہ ہے اسکے احسانِ عظیم سے ، لوگوں سے ان کے محاورے اور انکی سمجھ بوجھ کے مطابق خطاب ہے ۔ اور چونکہ سب سے بڑی چیز جو محبوب اپنے چاہنے والے کو دیتا ہے ، وصال ہے اور وصال کے معنی اسکا قرب ہے اور اسکا اسکی مراد کو بر لانا اور جو چیز اسکو خوش کرے اس پر اسکی امداد فرمانا ، اور اسکی حقیقت اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے سمجھا جائیگا کہ یہ کنایہ ہے اسکے اپنے بندے پر بہت بڑا احسان فرمانے سے ، اور ایسا ہی " قطع " کے بارے میں سمجھ لیجئے ، وہ کنایہ ہے محرومِ احسان رکھنے سے ۔ قرطبی
رحم (رشتہ داری) جس کا پیوند کیا جاتا ہے دو قسم کی ہے ، ایک عامہ ایک خاصہ ـــــ
عامہ دین کی رشتہ داری اور اس کی مواصلۃ ہونی چاہئے ۔ آپس کی دوستی ، باہمی خیر خواہی ، عدل و انصاف اور واجب اور مستحب حقوق کو ادا کرنے کے ساتھ ۔ اور رشتہ داری خاصہ ، یہ زیادہ ہوتی ہے قریب پر مال خرچ کرنے ، انکی دلجوئی رکھنے ، ان کی لغزشوں سے تغافل برتنے ، اور اس بارے میں انکے استحقاق کے مراتب کو ملحوظ رکھنے سے ۔ اور کہا ابن ابی جمرہ نے صلہ رحم ہوتا ہے مال سے ، رفع حاجت سے ، دفعِ ضرر سے ، کشادہ روئی سے ، اور دعا سے ۔ قصہ مختصر جہانتک ممکن ہو بھلائی پہنچانا اور شر دفع کرنا ہے ۔ اور یہ جبھی جاری رہ سکتا ہے کہ اہل رحم اہلِ استقامت ہوں ، اگر وہ کفار و ہوں لِلّٰہِ فِی اللّٰہ ان سے قطع تعلق کر لینا ہی صلہ رحم ہے بشرطیکہ ان کو وعظ کرنے

میں پوری کوشش صرف کی جائے۔ پھر انکو اگر وہ اصرار کریں اس سے آگاہ کرنا کہ یہ انکے حق سے پیچھے رہ جانے کی وجہ سے ہے۔ اور اسکے باوجود بھی بیٹھ پیچھے ان کے حق میں یہ دعا کرتے رہنے کا صلہ کہ "وہ اچھے راستے کی طرف پلٹ آدیں" ساقط نہیں ہوتا۔
صلۂ رحم سے عمر میں زیادت ہوتی، اور زیادت عمر چار چیزوں میں سے ایک سے حاصل ہوتی ہے: صلہ رحم۔ صدقہ۔ اور سلام امت میں سے اس شخص پر جو ملے۔ اور سر اور داڑھی میں کنگھی کرنے۔ (باب من وصل وصلہ اللہ)۔

هُوْدًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا

هُوْدًا ؕ	قَالَ	يَا	قَوْمِ	(ى)	اُعْبُدُوْا	اَللّٰهَ	مَا
ہود کو ؕ	کہا	اے	قوم	میری	عبادت کرو	اللہ کی	نہیں

ہود کو بھیجا ؕ اس نے کہا : اے میری قوم ! اللہ کی بندگی کیا کرو

لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا

لَ كُمْ	مِنْ	اِلٰهٍ	غَيْرُ	هٗ ؕ	اِنْ	اَنْتُمْ	اِلَّا
تمہارا	کوئی	معبود	اور سوا	اسکے ؕ	نہیں ہو	تم	مگر

اس کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں ؕ تم تو افترا ہی کرتے

مُفْتَرُوْنَ ۵۰ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ؕ

مُفْتَرُوْنَ	۵۰	يَا	قَوْمِ	لَآ اَسْئَلُ	كُمْ	عَلَيْهِ	اَجْرًا ؕ
جھوٹ تراشنے والے	۵۰	اے	قوم میری	میں نہیں مانگتا	تم سے	اس پر	مزدوری ؕ

رہتے ہو ۔ (۵۰) اے قوم میری ! میں تم سے اس پر کچھ مزدوری نہیں مانگتا ؕ

اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلَى الَّذِىْ فَطَرَنِىْ ؕ

اِنْ	اَجْرِ	ىَ	اِلَّا	عَلَى	اَلَّذِىْ	فَطَرَ	نِىْ ؕ
نہیں	مزدوری	میری	مگر	پر	اسکے جس نے	پیدا کیا	مجھ کو ؕ

میری مزدوری تو اسی پر ہے جس نے مجھ کو بنایا ؕ

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۵۱ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا

اَ	فَ	لَا تَعْقِلُوْنَ	۵۱	وَ	يَا	قَوْمِ	اِسْتَغْفِرُوْا
کیا	پھر	نہیں تم سمجھتے	۵۱	اور	اے	قوم میری	معافی مانگو

تو کیا تم سمجھتے سوچتے نہیں ہو ۔ (۵۱) ۔ اور اے میری قوم ! تم اپنے

رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ

رَبَّ	كُمْ	ثُمَّ	تُوْبُوْا	اِلَيْهِ	يُرْسِلِ	اَلْ	سَمَآءَ
رب سے	اپنے	پھر	رجوع لاؤ	طرف اسکی	بھیجیگا		ابر

رب سے معافی مانگو اور اسکی طرف رجوع لاؤ ، وہ تم پر برستے ہوئے

عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ

عَلَيْكُمْ	مِدْرَارًا	وَ	يَزِدْ	كُمْ	قُوَّةً	اِلٰى	قُوَّةِ
تم پر	خوب برستا	اور	زیادہ دیگا	تم کو	زور		زور پر

بادل بھیجیگا اور تم کو تمھاری قوت پر اور زیادہ قوت دیگا

كُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ ۵۲ قَالُوْا يٰهُوْدُ

كُمْ	وَ	لَا تَتَوَلَّوْا	مُجْرِمِيْنَ	۵۲	قَالُوْا	يَا	هُوْدُ
تمھارے	اور	نہ پھرو	مجرم ہوکر	۵۲	بولے	اے	ہود

اور تم مجرم ہوکر نہ پھر جاؤ ۔ (۵۲)۔ انھوں نے کہا : اے ہود !

مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ

مَا	جِئْتَ	نَا	بِ	بَيِّنَةٍ	وَ	مَا	نَحْنُ
نہیں	آیا تو	ہمارے پاس	لیکر	کوئی دلیل بیّن	اور	نہیں	ہم

تو ہمارے پاس کوئی صاف دلیل نہیں لایا اور ہم تیرے

بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَ

بِ	تَارِكِيْ	اٰلِهَةِ	نَا	عَنْ	قَوْلِ	كَ	وَ
	چھوڑنے والے	معبودوں کو	ہمارے	سے	کہنے	تیرے	اور

کہنے سے اپنے معبودوں کے تارک نہ ہونگے اور

مَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۵۳ اِنْ نَّقُوْلُ

مَا	نَحْنُ	لَ	كَ	بِ	مُؤْمِنِيْنَ	۵۳	اِنْ	نَقُوْلُ
نہیں	ہم	تیرا			اعتبار کرنیوالے	۵۳	نہیں	ہم کہتے

نہ یہی ہوگا کہ ہم تیری باتوں کا یقین کرلیں ۔(۵۳) ۔ہم تو یہی کہتے ہیں

اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ط

اِلَّا	اِعْتَرٰى	كَ	بَعْضُ	اٰلِهَةِ	نَا	بِ	سُوْٓءٍ
مگر	آلیا ہے	تجھ کو	کچھ	معبودوں نے	ہمارے	ساتھ	برائی کے

کہ ہمارے کچھ دیوتاؤں نے تجھ کو کوئی آسیب پہنچا دیا ہے ط

قَالَ اِنِّیٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ

قَالَ	اِنِّیْ	اُشْهِدُ	اَللّٰهَ	وَ	اِشْهَدُوْا	اَنَّ	یْ
بولا		میں گواہ کرتا ہوں	اللہ کو	اور	تم گواہ رہو	کہ	میں

کہا: میں اللہ کو شاہد کرتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو کہ میں ان سے

بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۵۴ مِنْ دُوْنِهٖ

بَرِیْٓءٌ	مِنْ	مَا	تُشْرِكُوْنَ	۵۴	مِنْ دُوْنِ	هٖ
بیزار ہوں	سے	اس جو	تم شریک ٹھہراتے ہو	۵۴	سوا	اس کے

بیزار ہوں جن کو تم خدا کے شریک ٹھہراتے ہو۔ (۵۴) ۔ اس کے سوا

فَكِیْدُوْنِیْ جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ۵۵

فَ	كِیْدُوْ	نِ	یْ	جَمِیْعًا	ثُمَّ	لَا تُنْظِرُوْنِ	۵۵
پھر	تم داؤ کر لو		مجھ سے	سب کے سب	پھر	نہ مہلت دو مجھ کو	۵۵

سو تم سب ملکر میرے خلاف اپنے داؤ گھات کر لو، اور مجھ کو (بچاؤ کی) فرصت بھی نہ دو۔ (۵۵)

اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ ط

اِنِّیْ	تَوَكَّلْتُ	عَلٰی پر	اَللّٰهِ	رَبِّ	یْ	وَ	رَبِّ
میں نے تو	بھروسا کر لیا		اللہ پر	مالک	میرا	اور	مالک

میں نے تو اللہ پر توکل کر رکھا ہے جو میرا رب اور تمہارا رب ہے ط

مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ

كُمْ ط	مَا	مِنْ	دَآبَّةٍ	اِلَّا	هُوَ	اٰخِذٌ	بِ
تمہارا ط	نہیں	کوئی	چلنے والا	مگر	وہ ہے	پکڑے ہوئے	

کوئی ایسا چلنے والا نہیں کہ وہ اس کی چوٹی پر

بِنَاصِیَتِهَا ط اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۵۶

نَاصِیَةِ	هَا ط	اِنَّ	رَبِّیْ	عَلٰی	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِیْمٍ	۵۶
چوٹی	اسکی ط	بیشک	مالک میرا	پر ہے	راہ	راست	۵۶

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ

فَ	اِنْ	تَوَلَّوْا	فَ	قَدْ	اَبْلَغْتُ	كُمْ	مَا
پھر	اگر	تم پھر جاؤ	تو	ہے	پہنچا چکا میں نے	تم کو	وہ چیز کہ

اب اگر تم پھر جاؤ، تو میں وہ پیغام تم کو پہنچا چکا جو میرے

اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا

اُرْسِلْتُ	بِ	هٖ	اِلَيْكُمْ	وَ	يَسْتَخْلِفُ	رَبِّيْ	قَوْمًا
بھیجا گیا میں	ساتھ	اس کے	تمہاری طرف ط	اور	قائم مقام کریگا	میرا رب	کوئی قوم

ساتھ تمہاری طرف بھیجا گیا تھا ط اور میرا رب تمہارے سوا کسی اور قوم

غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ رَبِّيْ

غَيْرَ	كُمْ ج	وَ	لَا تَضُرُّوْنَ	هٗ	شَيْـًٔا ط	اِنَّ	رَبِّيْ
اور سوا	تمہارے ج	اور	نہ نقصان پہنچا سکوگے	اسکو	کچھ ط	بیشک	میرا رب

کو تمہارے بعد لے آئیگا ج اور تم اسکا کچھ بگاڑ نہ سکوگے ط یقیناً میرا رب

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ۵۷ وَلَمَّا جَاۗءَ

عَلٰی پر	كُلِّ	شَيْءٍ	حَفِيْظٌ	۵۷	وَ	لَمَّا	جَاۗءَ
	ہر	چیز پر	نگاہبان	۵۷	اور	جب	آیا

ہر چیز کا رکھوالا ہے۔ (۵۷)۔ اور جب ہمارا

اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

اَمْرُ	نَا	نَجَّيْنَا	هُوْدًا	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَ	هٗ
حکم	ہمارا	ہمنے نجات دی	ہود کو	اور انکو جو	ایمان لائے	ساتھ	اسکے

عذاب آپہنچا تو ہم نے ہود کو اور ان لوگوں کو جو اسکے ساتھ ایمان لائے تھے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۵۸

بِ رَحْمَةٍ	مِنَّا ج	وَ	نَجَّيْنَا	هُمْ	مِنْ سے	عَذَابٍ	غَلِيْظٍ
رحمت سے	اپنی ج	اور	ہمنے نجات دی	انکو		عذاب سے	گاڑھے

وَتِلْكَ عَادٌ ۛ جَحَدُوا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ

۵۸	وَ	تِلْكَ	عَادٌ	جَحَدُوا	بِ	اٰيَات	رَبِّ هِمْ
۵۸	اور	یہ ہیں	عاد	انھوں نے انکار کیا		نشانیوں کا	اپنے رب کی

(۵۸) اور یہ عاد ہیں، جنھوں نے اپنے رب کی آیتوں کا انکار، اور

وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْٓا اَمْرَ كُلِّ

وَ	عَصَوْا	رُسُلَ	هٗ	وَ	اِتَّبَعُوْا	اَمْرَ	كُلِّ
اور	نافرمانی کی	رسولوں کی	اسکے	اور	پیروی کی	حکم کی	ہر

اس کے پیغمبروں کی نافرمانی کی اور ہر سرکش ضد کرنے والے کے حکم

جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۵۹ وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا

جَبَّارٍ	عَنِيْدٍ	۵۹	وَ	اُتْبِعُوْا	فِيْ	هٰذِهِ	اَلْ دُنْيَا
سرکش	مخالف کے	۵۹	اور	پیچھے لگائے گئے	بیچ	اس	دنیا کے

کی پیروی کی۔ (۵۹) - اور اس دنیا میں بھی لعنت انکے پیچھے رہی

لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ عَادًا

لَعْنَةً	وَ	يَوْمَ	اَلْ	قِيَامَةِ ۭ	اَلَا	اِنَّ	عَادًا
لعنت	اور	دن		قیامت کے	سن لو	کہ	عاد نے

اور قیامت کے دن بھی (انکا پیچھا) نہ چھوڑیگی ۭ سن رکھو کہ عاد نے

كَفَرُوْا رَبَّهُمْ ۭ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ

كَفَرُوْا	رَبَّ	هُمْ ۭ	اَلَا	بُعْدًا	لِ	عَادٍ	قَوْمِ
کفر کیا	رب سے	اپنے ۭ	سن رکھو	پھٹکار ہے		عاد کو	جو قوم تھی

اپنے رب سے کفر کیا ۭ سن رکھو کہ ہود کی قوم عاد پر لعنت

هُوْدٍ ۶۰ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ

هُوْدٍ	۶۰	وَ	اِلٰى	ثَمُوْدَ	اَخَا	هُمْ	صَالِحًا ۘ
ہود کی	۶۰	اور	طرف	ثمود کی	بھائی	ان کے	صالح کو م

ہے۔ (۶۰) - اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا م

ع ۵ ۱۱ ۵

قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

قَالَ	یَا	قَوْمِ	اُعْبُدُوْا	اَللّٰهَ	مَا	لَ كُمْ	مِنْ
کہا	اے	قوم میری	بندگی کرو	اللہ کی	نہیں	تمہارا	کوئی

اس نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ

اِلٰهٍ	غَيْرُ	هٗ ؕ	هُوَ	اَنْشَاَ	كُمْ	مِنْ سے	الْاَرْضِ
معبود	اور سوا	اس کے ؕ	اسی نے	بنایا	تم کو		زمین سے

اور کوئی تمہارا خدا نہیں ؕ اس نے تم کو زمین سے بنایا اور اس میں

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ

وَ	اِسْتَعْمَرَ	كُمْ	فِيْ هَا	فَ	اِسْتَغْفِرُوْا	هُ	ثُمَّ
اور	بسایا	تم کو	اس میں	سو	معافی مانگو	اس سے	پھر

تم کو بسایا، سو پہلے اس سے معافی مانگو، پھر

تُوْبُوْا اِلَيْهِ ؕ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ ۶۱ قَالُوْا

تُوْبُوْا	اِلَيْهِ ؕ	اِنَّ	رَبِّيْ	قَرِيْبٌ	مُجِيْبٌ	۶۱	قَالُوْا
توبہ کرو	اسکی طرف	بیشک	میرا رب	نزدیک ہے	قبول کرنیوالا	۶۱	انھوں نے کہا

اسکی طرف رجوع لاؤ ؕ بیشک میرا رب قریب ہے، قبول کرلینے والا ہے۔ (۶۱) - انھوں نے کہا

يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ

یَا	صَالِحُ	قَدْ	كُنْتَ	فِيْ نَا	مَرْجُوًّا	قَبْلَ	هٰذَا
اے	صالح		تو تھا	ہم میں	ہونہار	پہلے	اس کے

اے صالح! اس سے پہلے ہماری (بڑی بڑی) امیدیں تجھ سے وابستہ تھیں

اَتَنْهٰىنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا

اَ	تَنْهٰی	نَا	اَنْ	نَعْبُدَ	مَا	يَعْبُدُ	اٰبَآءُ
کیا	تو منع کرتا ہے	ہم کو	اس سے کہ	ہم عبادت کریں	انکی جن کو	پوجتے رہے	باپ

کیا تو ہم کو ان (بھلا کردوں) کی عبادت سے منع کرتا ہے [illegible]

وَاِنَّنَا لَفِیْ شَكٍّ مِّمَّا

نَا	وَ	اِنَّ	نَا	لَ	فِیْ شَكٍّ	مِنْ	مَا
ہمارے	اور	بیشک	ہم		شک میں ہیں		اس سے کہ

باپ دادا عبادت کرتے رہے، اور جس کی طرف تو ہم کو دعوت دیتا ہے اس سے ہم

تَدْعُوْنَآ اِلَیْهِ مُرِیْبٍ ۶۲ قَالَ یٰقَوْمِ

تَدْعُوْ	نَا	اِلَیْهِ	مُرِیْبٍ	۶۲	قَالَ	یَا	قَوْمِ
تو بلاتا ہے	ہم کو	اسکی طرف	متردد کرنیوالے	۶۲	کہا	اے	میری قوم

ایسے شک میں ہیں جس نے تردّد میں ڈال رکھا ہے۔ (۶۲)۔ کہا: اے میری قوم!

اَرَءَیْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّیْ

اَ	رَءَیْتُمْ	اِنْ	كُنْتُ	عَلٰی	بَیِّنَةٍ	مِنْ	رَبِّیْ
بھلا	دیکھو تو	اگر	میں ہوا	پر	دلیل	طرف سے	اپنے رب کی

دیکھو تو سہی اگر میں اپنے رب کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوا

وَاٰتٰىنِیْ مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ

وَ	اٰتٰی	نِیْ	مِنْهُ	رَحْمَةً	فَ	مَنْ	یَنْصُرُ
اور	اس نے دی	مجھ کو	اپنی طرف سے	ایک بڑی رحمت	تو	کون ہے جو	مدد کریگا

اور اس نے اپنے ہاں سے مجھ کو ایک رحمت بھی عطا کر رکھی ہو تو کون ہے جو مجھ کو

مِنَ اللّٰهِ اِنْ عَصَیْتُهٗ قف فَمَا

نِ	یْ	مِنَ اللّٰهِ	اِنْ	عَصَیْتُ	هٗ قف	فَ	مَا
	میری	اللہ کے سامنے	اگر	میں کہنا نہ مانوں	اس کا	پھر	کیا

اللہ سے بچا لیگا اگر میں اسکی نافرمانی کروں قف پھر تم مجھ کو

تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ ۶۳ وَیٰقَوْمِ

تَزِیْدُوْنَ	نِ	یْ	غَیْرَ	تَخْسِیْرٍ	۶۳	وَ	یَا
زیادہ دوگے		مجھ کو	سوا	نقصان کرنے کے	۶۳	اور	اے

سوا نقصان پہنچانے کے اور زیادہ کیا دے رہے ہو۔ (۶۳) اور اے میری

هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً

قوم	ے	هٰذِهٖ	نَاقَةُ	اللّٰهِ	لَكُمْ	اٰيَةً	فَ
قوم	میری	یہ	اونٹنی	اللہ کی	تمہارے لئے	نشان ہے	سو

قوم یہ اللہ کی اونٹنی تمہاری (فنا و بقا کی) ایک نشانی ہے ، سو

فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا

ذَرُوْ	هَا	تَاْكُلْ	فِيْٓ	اَرْضِ	اللّٰهِ	وَ	لَا تَمَسُّوْ
چھوڑ دو	اسکو	کھاتی پھرے		زمین میں	اللہ کی	اور	نہ ہاتھ لگاؤ

اسے اللہ کی زمین میں چرتی پھرنے دو ، اور اس کو کسی طرح کی

بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ ۶۴

هَا	بِ	سُوْٓءٍ	فَ	يَاْخُذَ	كُمْ	عَذَابٌ	قَرِيْبٌ
اسکو	ساتھ	برائی کے	کہ	پکڑے	تم کو	ایک عذاب	نزدیک کا

اذیت نہ پہنچاؤ ، ورنہ کوئی نزدیک کا عذاب تم کو آپکڑیگا ۔ (۶۴)

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ

۶۴	فَ	عَقَرُوْ	هَا	فَ	قَالَ	تَمَتَّعُوْا	فِيْ میں
۶۴	لیکن	ان لوگوں نے کونچیں کاٹ ڈالیں	اسکی	اس پر صالح نے	کہا	رہ لو	

پر ان لوگوں نے اس کے پاؤں کاٹ دئے ، تب (صالح ؑ نے) کہا

دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ

دَارِ	كُمْ	ثَلٰثَةَ	اَيَّامٍ	ذٰلِكَ	وَعْدٌ	غَيْرُ	مَكْذُوْبٍ
گھروں میں	اپنے	تین	دن (اور)	یہ	وعدہ ہے	نہ	جھوٹا نکلنے والا

اپنے گھروں میں تین دن اور رہ لو ، یہ وعدہ ایسا نہیں جو جھوٹا نکلے

۶۵ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا

۶۵	فَ	لَمَّا	جَآءَ	اَمْرُ	نَا	نَجَّيْنَا	صٰلِحًا
۶۵	پھر	جب	آیا	حکم (عذاب)	ہمارا	بچالیا ہمنے	صالح کو

(۶۵) ۔ پھر جس وقت ہمارا فرمان قضا آپہنچا ، ہم نے صالح ؑ کو اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغامِ اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۶	اکتوبر ۱۹۴۵ء شوال ۱۳۶۴ھ	نمبر ۱۰

مختصر ابن ابی جمرہ

(۲۳۷)

عَنْ عَائِشَةَ (رض) قَالَتْ جَاءَتْنَا امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: مَنْ يَلِي مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ ÷

ترجمہ:- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ کہا: ایک عورت ہمارے

ہاں آئی، اسکے ساتھ دو لڑکیاں تھیں۔ مجھ سے سوال کرنے لگی۔ اسکو میرے ہاں ایک ہی کھجور ملی، مینے وہ اسکو دیدی، پس اُسنے وہ اپنی دونوں لڑکیوں کو بانٹ دی۔ پھر وہ اُٹھکر چلدی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے۔ مینے آپ سے یہ حال بیان کیا، تو فرمایا: جس شخص کو ان لڑکیوں میں سے کسی کی سرپرستی دی گئی اور اس نے بہتر پرورش (اور تعلیم وتادیب) کی، تو وہ اسکے لئے دوزخ سے پردہ ہونگی*

(۲۳۸)

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رض قَالَ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ، فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا، تَسْقِي إِذْ وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ؟ قُلْنَا: لَا وَهِيَ تَقْدِرُ أَنْ لَا تَطْرَحَهُ. فَقَالَ: اَللهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذَا بِوَلَدِهَا*

ترجمہ:- عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (غزوۂ حنین سے ہوازن کے) کچھ اسیر آئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ان اسیروں میں ایک عورت ہے، جو اپنا دودھ دوہتی ہے اور جب ان اسیروں میں کوئی بچہ پاتی ہے اسکو اپنے پیٹ سے لگا کر دودھ پلا دیتی ہے۔ نبیّ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: بھلا دیکھو تو یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال دیگی؟ ہمنے کہا: نہیں [وہ] جبتک کر سکتی ہو کہ اسکو نہ ڈالے۔ پھر فرمایا: اللہ تعالٰے اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحیم ہے، جتنی کہ یہ عورت اپنے بچہ پر*

... ہمارا فرمان قضا پہنچا، ہم نے صالح کو اور

(۲۳۹)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (رض) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰہُ الرَّحْمَۃَ مِائَۃَ جُزْءٍ فَاَمْسَکَ عِنْدَہٗ تِسْعَۃً وَّ تِسْعِیْنَ جُزْءًا وَّ اَنْزَلَ فِی الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا، فَمِنْ ذٰلِکَ الْجُزْءِ یَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰی تَرْفَعُ الْفَرَسُ حَافِرَھَا عَنْ وَلَدِھَا خَشْیَۃَ اَنْ تُصِیْبَہٗ ٭

ترجمہ :۔ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا، میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : اللہ نے رحمت کے سَو حصے کئے، ننانوے تو اپنے ہاں رکھ لئے اور ایک حصہ زمین پر اتارا، اسی حصے کی وجہ سے خلقت ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہانتک کہ گھوڑی اس ڈر سے اپنا سم اپنے بچے پر سے اُٹھا لیتی ہے کہ اسکو لگ نہ جائے۔

(باب جعل اللہ الرحمۃ مائۃ جزء)

(۲۴۰)

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ (رض) یَقُوْلُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِھِمْ وَ تَوَادِّھِمْ وَ تَعَاطُفِھِمْ کَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی عُضْوٌ تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ جَسَدِہٖ بِالسَّھَرِ وَالْحُمّٰی ٭

ترجمہ :- از نعمان بن بشیر (رض) کہتے ہیں، پیغمبرِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تو مومنوں کو انکی آپس کی رحمدلی، دوستی، اور مددگاری میں ایک تن کی مانند دیکھیگا کہ جب اُسکا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو باقی جسم کو بھی بیداری اور تپ میں شریک کرلیتا ہے +

(۲۴۱)

عَنْ اَنَسٍ (رض) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَاَکَلَ مِنْہُ اِنْسَانٌ اَوْ دَابَّۃٌ اِلَّا کَانَ لَہٗ بِہٖ صَدَقَۃٌ +

ترجمہ :- انس رض سے روایت ہے، فرمایا پیغمبرِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم نے: جو بھی مسلمان کوئی پودا لگائے، پھر اس میں سے کوئی انسان یا حیوان کھائے، وہ اس (لگانے والے) کے لئے صدقہ ہوگا +

(۲۴۲)

عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ (رض) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ لَا یَرْحَمْ لَا یُرْحَمْ +

ترجمہ :- جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو کوئی رحم نہ کرے، رحم نہ کیا جائیگا -

(۲۴۳)

عَنْ عَائِشَۃَ (رض) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ : مَا زَالَ جِبْرِئِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ +

ترجمہ :- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، فرمایا: جبریلؑ مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے چلے گئے یہانتک کہ میں نے خیال کیا کہ وہ اسکو وارث بنا دینگے ۔

(۲۴۴)

عَنْ عَائِشَةَ (رض) قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ، قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكَ بَابًا ۔

ترجمہ :- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے کہا، میں نے کہا: اے پیغمبر خدا! میرے دو پڑوسی ہیں، ان میں سے کس کو میں ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا: ان دونوں میں سے جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہو ۔

(۲۴۵)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رض) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ ۔

ترجمہ :- جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، فرمایا: ہر ایک نیک کام صدقہ ہے ۔

(۲۴۶)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَاَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ اَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا ۔

ترجمہ :- ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا : یہ کہ کسی کا پیٹ پیپ سے بھرے، اسکو اس سے بہتر ہے کہ شعر سے بھرے ۔

تشریحات :-

(لَاَنْ یَمْتَلِئَ) لام ابتدا ریا قسم کے لئے ہے اور یمتلی بتاویل مصدر یعنی اِمتِلاء مبتدا اور امتلاء سے مراد یہ ہے کہ شعر اس پر حد تک غالب ہو کہ اسکو قرآن اور ذکر سے باز رکھے۔ لیکن اگر قرآن ہی غالب ہو، تو جَوف (پیٹ) کو شعر سے بھرا ہوا نہ کہینگے ۔

(جَوْفُ اَحَدِکُمْ) : ابن ابی جمرہ نے کہا : اس میں ظاہر کا بھی احتمال ہے کہ مراد سارا جَوف قلب وغیرہ سمیت ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ قلب ہی مراد ہو اور وہ اظہر ہے، کیونکہ اہل طب کا خیال ہے کہ پیپ تھوڑی بھی ہو جب قلب تک پہنچ جاتی ہے تو مریض مر جاتا ہے، برخلاف جگر اور پھیپھڑوں وغیرہ کے جو جَوف میں ہوتے ہیں۔ کہا حافظ نے : میں کہتا ہوں کہ پہلے احتمال کی تائید عوف بن مالک کی روایت کرتی ہے لَاَنْ یَمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِکُمْ مِنْ عَانَتِہٖ اِلٰی لَھَاتِہٖ ۔

دوسرے احتمال کی مناسبت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس کا مقابل جو شعر ہے اسکا محل قلب ہے کیونکہ وہ فکر سے اُپجتا ہے۔ اور ابن ابی جمرہ نے شعر سے پیٹ کے بھرنے میں اسکا کوئی امتیاز نہیں رکھا کہ وہ شعر اسکے اپنے فکر سے پیدا ہوا ہو، یا دوسرے کے اشعار یاد رکھے ہوں اور وہ ظاہر ہے۔

(قَیْحًا) وَھُوَ المِدَّۃُ الَّتِی لَایُخَالِطُھَا دَمٌ وَھُوَ مَنْصُوبٌ عَلَی التَّمیِیزِ ۔ اور (خَیْرٌ) خبر ہے مبتداء کی اور افعل التفضیل جو اس کے

باب سے نہیں ہے۔

(شعر ۱) بظاہر ہر شعر کے باب میں عام ہے باوجود اسکے کہ بعض احادیث میں شعر کی تعریف بھی آئی ہے، جیسے اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَةً ای قولاً صَادِقاً کالمواعظ و الانذار۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حسانؓ بن ثابت اور عبداللہؓ بن رواحہ نے اکثر اپنے اشعار سنائے ہیں اور کعب بن زہیر نے اپنا قصیدہ: بانت سعاد، فقلبی الیوم متبول، جس پر آنحضرتؐ نے اپنی بُردۂ شریفہ کا خلعت ان کو عنایت فرمایا۔ اور وفود آنحضرتؐ کے پاس آتے اور ان کے آگے شعر پڑھتے تھے۔ ان کے چچا ابو طالب نے ایک قصیدہ ان کی مدح میں کہا جس کا ایک شعر یہ ہے:-

وابیض یستسقی الغمام بوجهه
ثمال الیتمی عصمة للارامل

اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن شرید کو فرمایا کہ امیہ بن الصلت کے کچھ اشعار سنائے۔ اس نے پڑھنے شروع کئے اور آنحضرتؐ ہر بیت کے بعد فرماتے ھیهی (اور سناؤ) یہانتک کہ اس نے سو اشعار پڑھے جن میں سے ایک یہ تھا

وَاَحمَدُ اللهُ لَا شَرِیکَ لَهُ
وَمَن لَم یقلها فنفسه ظلما

اور آنحضرتؐ طرفہ کے قول سے تمثیل کیا کرتے

ستبدی لك الایام ما کنت جاهلا
و یأتیك بالاخبار من لم تزود

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے پوچھا: کچھ ابو بکر رضؓ کی شان میں بھی کہا ہے؟ کہا: جی ہاں، کہا ہے۔ فرمایا: کہو، میں بھی سنوں، کہا:۔

وثانی اثنین فی الغار المخیف وقد
طاف العدوّ بہ اذ صاعد الجبلا
وکان حب رسول اللہ قد علموا
من الخلائق لم یعدل بہ بدلا

آنحضرتؐ ان اشعار کو سن کر مسکرائے۔

جواب میں مذکورہ شبہ کے کہا گیا ہے کہ یہ حدیث شعرِ مذموم پر محمول ہے۔ شعرِ ممدوح، جو مدحِ مصطفےٰ، ذکر و زہد اور مواعظ پر مشتمل ہو حدیث مذکور کا محمل نہیں ہے۔

(باب ما یکرہ ان یکون الغالب علی الانسان الشعر حتی یصدہ عن ذکر اللہ والعلم والقرآن)
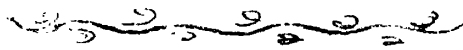
تحریکِ اصلاح

(دوسرا تبلیغی خطاب)

(از حضرت مولانا پروفیسر عبدالحمید مرزا داعی الی الحق ایم اے)

عزیزانِ محترم!

آج یومِ بدر ہے۔ ٹھیک تیرہ سو پچاس اور تیرہ برس کچھ مہینے اور کچھ دن گزرتے ہیں کہ سرورِ کونین اسی تاریخ کو اپنے نہتے اور گنتی کے چند ساتھیوں کو لیکر تپتی ریت پر چل رہے تھے۔ ان ساتھیوں کے جسم کمزور تھے۔ وہ روزہ دار تھے، اسلئے پیٹ پر شکن، اور ہونٹوں پر پپڑیاں موجود تھیں، لیکن ان کے ایمان کوہ شکن اور حوصلے فلک شگاف تھے۔ وہ آگے بڑھے اور بڑھتے گئے۔ اللہ کی رحمت کا سایہ ان کے سروں کا پاسبان تھا۔ قریشیوں کو اپنی دولت پر ناز تھا اپنی خاندانی وجاہت اور دنیوی ریاست کا ٹھاٹھ اُنھیں مغرور بنائے ہوئے تھا۔ غرور کا سر نیچا ہونا تھا، اسلئے یہ سربکف مجاہد اللہ کے نام کی بلندی کے لیے اُن مغرور سروں کو نیچا دکھانے کی خاطر خدا کی تقدیر بن کر میدانِ بدر میں چمکے۔ ایسے چمکے کہ اسلام انکے چہروں کا نور بن گیا، وہ نور جس نے دنیا کی ساری ظلمتوں میں اُجالا کر دیا۔

آج یہ کمزور اور غریب انسانوں کا اجتماع اُسی دن کی یاد میں ہے۔ آج ہم بھی روزہ دار ہیں ہمیں بھی اُن عاشقانِ حق سے ایک نسبت ہے خواہ وہ کتنی ہی حقیر ہو۔

ہمیں فخر ہے کہ ہمارے سر پُر غرور نہیں۔ ہم اپنے آقا کی سنّت کو ادا کر رہے ہیں، اسلئے مجھے حق ہے کہ مسلمانوں سے کہوں، اے میرے بھائیو! آؤ دل سے کینہ اور سر سے غرور نکال کر سنّتِ محمدی کی پیروی کریں ——— تاکہ ہم بھی بدر نہیں تو ہلال ہی بن کر چمک سکیں یہی وہ علاقہ ہے جہاں تحریکِ اصلاح کو پہلے معاونین ملے۔ کلکتہ میں کام کرنے کی ابتدا کا فخر اسی علاقہ کو حاصل ہے۔ لیکن یہ کہتے ہوئے میری طبیعت میں انقباض پیدا ہوتا ہے کہ

"اللہ کے نام" پر متحد ہونے اور اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے ذاتی آرام اور دُنیوی مشاغل کو بقدرِ ضرورت قربان کرنے کا جو عہد کیا گیا تھا، اسکو پورا کرنے میں اس علاقہ کے بھاری بھرکم اُمرا اور تاجر و کاروباری لوگ اپنی ابتدائی رُوایات کو قائم نہیں رکھ سکے۔ اب یہاں تحریک کے کام کا بوجھ زیادہ تر صرف اُن مجاہد صفت جوانوں کے کندھوں پر ہے جو "بڑوں" کی آرام طلبیوں یا حرص پسندیوں کا کفارہ ادا کرنے کا پکا ارادہ کر چکے ہیں اور یہ اُن کی اَن تھک جدوجہد کا ثمرہ ہے کہ پارک سرکس کے بعد آج یہاں بھی آپ اللہ کی رحمتوں کا نظارہ کر رہے ہیں۔

پوری انسانی تاریخ پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوگا کہ جب بھی کسی قوم کے بڑوں میں غرور پیدا ہوگیا اور وہ اپنی دولت، اپنے علم یا اپنی وجاہت کی اکڑ میں عام لوگوں کے ساتھ ملکر کام کرنے میں عار محسوس کرنے لگے۔ دنیا کی حرص اور متاعِ قلیل کی محبت ان کے دلوں میں سماگئی اور وہ جماعتی کاموں سے غافل ہوگئے تو یہی وقت تھا جب اس قوم کی تباہی کے دن گنے گئے۔

آج بدقسمتی سے مسلمان اُمرا میں بالعموم اور کلکتہ کے بعض حصوں میں بالخصوص یہ مرض سرایت کرچکا ہے۔ زمانہ وہ ہے کہ اگر ہمارے یہ بزرگ اپنی اس غفلت سے نہ نکلے تو دولت و فراوانی کے وہ عیوب جو قوموں کو بحیثیت قوم برباد کر دیتے ہیں، ان کو بھی ہلاکت سے نہ بچنے دیں گے۔

رمضان المبارک میں صبح سے شام تک ہر امیر و غریب کو بھوکا رکھنے کا مقصد یہ تھا کہ انسانی مساوات کا عام مظاہرہ کیا جائے اور دنیا پر واضح کر دیا جائے کہ اللہ کو اپنے تمام بندے پیارے ہیں، اس کا غضب صرف اُنکے لئے ہے جو مفلسی میں صبر نہ کرسکیں یا امارت کی عیاشی میں خدا کو بھول جائیں۔

دو قسم کے لوگ :-

اس علاقہ میں دو قسم کے لوگ زیادہ تر آباد ہیں۔ وہ اپنی اپنی لگن میں مست ہیں۔ ایک طبقہ ان لوگوں کا ہے جو اپنے کاروبار میں ایسے مست ہیں کہ اسلام، دین اور قوم کے تمام

الفاظ اُنکے لئے بالکل اجنبی ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں یہ الفاظ اور یہ کام صرف اُن لوگوں کا ہے
جن کا کوئی کاروبار نہیں یا جو بیکار ہیں۔
میں اس طبقہ کو آگاہ کرتا ہوں کہ خدا کے لئے آپ دُنیا کی عبرتوں سے آنکھیں بند نہ
کریں۔ انسانی تاریخ کا آخری نشانِ عبرت جو ابھی ابھی پُوری طرح جلوہ گر ہو کر ہماری
آنکھوں کے سامنے خون کی سیاہی سے درسِ عبرت لکھ گیا تمہیں کیوں بیدار نہیں کرتا
اگر کام صرف روپیہ اور کاروبار کا نام ہے تو کیا جرمنی کے یہودی آج سے
چند سال پہلے ساری دنیا میں اس لحاظ سے ممتاز نہ تھے؟
اُن کے پاس روپیہ تھا، اتنا روپیہ کہ غلام آباد ھند کے دولتمند اُس کا تصور بھی نہ
کرسکیں ——— اُن کے پاس علمی قابلیت تھی، ایسی قابلیت کہ بین الاقوامی شہرت
اُنکے قدم چُومتی تھی۔ اُن کا آئین سٹائن دُنیا بھر کے عقلمندوں کا سردار تسلیم کیا جا چکا تھا۔
لیکن آپ جانتے ہیں اُن کا کاروبار، اُنکی دولت اور اُن کا علم ہٹلر کی تنظیم کے مقابلہ
میں تنکہ برابر وزن قائم نہ رکھ سکا۔ ایک ایک دن میں ہزاروں یہودی ذبح ہو گئے اور
چند دنوں میں اُنکی ساری دولت اور سارے علم کا جنازہ نکل گیا۔ اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ
آج جبکہ ہٹلر اپنے سے بہتر تنظیم کے مقابلہ میں ہمیشہ کے لئے چت ہو گیا ہے اور برباد شدہ
ملک کو پھر زندگی مل رہی ہے تو بھی ان قومی مجرموں کو جو تنظیم پر روپیہ اور لالچ کو ترجیح دیتے
تھے، کہیں جگہ نہیں ملتی۔ وہ دربدر اور خاک بسر غیروں کے جُوتوں کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔
ہٹلر کی قوم کو آج زندگی کا سہارا مل سکتا ہے لیکن اس مغضوب قوم کو نہیں۔
قومی زندگی کی جدوجہد میں اگر ہمارے بے حس اُمراء اب بھی بیدار نہ ہوئے تو اس ملک
میں بھی آنے والے انقلاب کی چکی کے دو پاٹ (ہندو اور انگریز) اُن کو پیس کر رکھ دینگے۔
اسلئے سب سے زیادہ ضرورت اِن ہی لوگوں کو ہے کہ وہ اپنی دولت، عزت اور وجاہت کی
حفاظت کے لئے غریب بھائیوں کے کندھے سے کندھا ملا کر تنظیم اور اصلاح کا جھنڈا بلند
کریں۔
دوسرا طبقہ اُن لوگوں کا ہے جو خُود کسی تعمیر کے علمبردار نہیں، وہ کسی نصب العین کے

لئے زندہ قوموں کی طرح نہ سوچ سکتے ہیں نہ کر سکتے ہیں۔ ہاں جب مذہب، تجارت یا کسی دوسرے نام پر انکو کوئی چپت لگتی ہے تو "اسلام خطرے میں" کا نعرہ بلند کرکے ایک ہنگامہ بپا کر دیتے ہیں۔ اگر کسی دشمنِ اسلام نے اسلام کے خلاف کچھ لکھا یا کہا ـــــــ یا کسی عیسائی، مرزائی یا آریہ دہبائی کی طرف سے حملہ ہوا تو یہ مکھیوں اور کووں کی طرح جمع ہوئے، شور مچایا۔ کاغذی اور لفظی بم پھینکے۔ جلسہ و جلوس اور اشتہارات سے صدائے احتجاج بلند کرنے کا جہاد کیا اور پھر لمبی تان کر سو گئے اس خیال سے کہ اب سب کچھ ٹھیک ہو گیا ہے۔

یہ زنانہ فلسفۂ زندگی ہے کہ بین کرنے اور آنسوے بہانے کو حصولِ مقصد کا ذریعہ بنایا جائے۔ یہ غلامانہ روشِ عمل اور منفعلانہ طریقِ فکر ہے کہ صرف مدافعت کی لڑائی لڑنے کو زندگی کا عمل قرار دیا جائے۔ ایسے لوگ اس رواں دواں اور متحرک دُنیا میں آگے نہیں بڑھ سکتے۔

دُنیا کی ہر زندہ قوم کو دیکھو، ہر علمی، تجارتی اور انتظامی پروگرام میں وہ ہمیشہ سرگرمِ عمل رہتے ہیں۔ بغیر کسی اُفتاد کے اُن کے عالم تحقیق و تجسس میں سرگرداں ہیں، بغیر کسی وقتی مفاد کے اُن کے تاجر اپنے کام کو بڑھانے کی فکر میں ہیں۔ بغیر کسی جنگ کے بھی اُن کی فوجیں ہر روز پریڈ کرتی ہیں اور قومی کاموں پر اُن کا کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے تاکہ یہ ہر وقت کی تیاری اُن کو مدافعت اور جارحانہ اقدام میں ہر وقت کام دے۔

زندگی کا اصول یہی ہے کہ ہر قومی محاذ پر بغیر کسی خطرہ اور ہنگامہ کے کارکنوں کی تنظیم و قوت کا نظام قائم رکھا جائے اور اسے بہتر سے بہتر بنایا جائے۔

ادارۂ اصلاح و تبلیغ کے پیشِ نظر یہی کام ہے۔ وہ لوگ جو اس دائمی لذتِ عمل سے نہ سرشار ہیں اور نہ اپنے وقتی اور ہنگامی شور و شغب میں ہی مستقل عمل کی برکت کو سمجھ سکتے ہیں، بعض مرتبہ ڈیڑھ تولہ کی زبان ہلا کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ روز روز کے اجلاس اور اجتماع آخر کس کام کے لئے ہیں؟

میں اُن کو بتاتا ہوں کہ ہزارہا ہنگاموں اور وقتی بھیڑ کے جلسوں سے یہ بڑا کام ہے کہ ایک خاص مقصد کے ماتحت مسلمان مل کر بیٹھیں اور مستقل طور پر اس اجتماع و عمل کو اپنی زندگی کا پروگرام بنا لیں۔ اس لئے کہ یہ "منظم جماعت" ہر آڑے وقت میں سب کچھ کر سکے گی

اور تماشا دیکھنے والی بھیڑ آزمائش عمل میں فوراً بھاگ جائیگی۔

یوم بدر کا تاریخی پس منظر:-

اسلام میں اسی "تنظیم" کی رُوح کو اُجاگر کرنے کے لئے بدر کے میدان میں اپنی حفاظت کی خاطر پہلی مرتبہ سرورِ کونین ؐ نے اپنے ساتھیوں کو پکارا۔ یہ چودہ سال کے مستقل عمل کے بعد پہلی آزمائش تھی۔ ۱۷ رمضان کو آپ نے کیوں اور کس طرح جہاد کیا، یہ سمجھ لینے سے آپ ہمارے اس دائمی عمل کے پروگرام کو بھی پہچان لینگے۔

جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبری مل گئی تو آپ مکہ معظمہ میں برابر تیرہ برس تک نہایت ہی اخلاق اور امن سے کفار کو اسلام کا پیغام سناتے رہے، مگر کفار نے آپ پر اور اسلام قبول کرنے والوں پر بہت سختی کی اور آخر یہ فیصلہ کیا کہ پیغمبرِ اسلام کو شہید کر دیا جائے۔ جب یہاں تک نوبت پہنچی تو خدا نے حکم دیا کہ مسلمان مکہ کو چھوڑ کر وہاں سے تین سو میل دُور مدینہ میں جاکر آباد ہو جائیں۔ اس حکم پر تمام کے تمام مسلمان گھر بار اور مال و جائداد چھوڑ کر مدینہ میں آباد ہو گئے۔ مسلمانوں کو مدینہ میں رہتے ہوئے ابھی دو سال بھی نہ گزرے تھے کہ مکہ والوں نے ایک ہزار فوج کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر دیا اور بہانہ یہ بنایا کہ مسلمان مکہ والوں کے قافلے کو جو شام سے آرہا تھا لُوٹنا چاہتے ہیں۔ اس پر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اجازت دی کہ وہ بھی جہاد کریں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے مشورہ فرمایا۔ اس پر حضرت سعد بن معاذ رضؓ نے جواب دیا:-

"یا رسول اللہ! ہمارے جان اور مال حضور کی نذر ہیں۔ ہم ہر قدم پر حضور کے ساتھ ہونگے اور اگر حضور حکم دینگے تو سمندر کی موجوں پر چھلانگیں لگا دینگے۔"

حضرت مقداد رضؓ نے فرمایا: "یا رسول اللہ! ہم قوم موسیٰ کی طرح نہیں جو یہ کہیں کہ جاؤ تم اور تمہارا خدا دشمنوں سے لڑتے پھریں بلکہ ہم تو حضور کے آگے پیچھے، دائیں اور بائیں ہونگے اور دشمنوں سے لڑینگے"۔

اس مشورہ کے بعد حضور سرورِ عالم ۳۱۳ مسلمانوں کو لیکر لڑائی کے لئے نکلے۔ کفار مکہ کی فوج ایک ہزار تھی۔ ۱۷ رمضان کو بدر کے میدان میں جنگ ہوئی اور مسلمانوں نے کفار کی فوج کو تلوار کی نوک پر رکھ کر اس طرح دبایا کہ کفار میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ مکہ والوں کے چودہ سردار مارے گئے۔ خود ابوجہل بھی قتل ہو گیا۔ ۷۰ مقتول اور ۷۰ قیدی چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اسلام کی فتح کے نقاروں اور اللہ اکبر کے نعروں سے پہاڑ اور جنگل گونج اُٹھے۔ یہ مسلمانوں کی پہلی جنگ تھی جو ۱۷ رمضان کو جمعہ کے دن بدر کے میدان میں لڑی گئی۔ اس جنگ نے کافروں کی قوت کو توڑ دیا اور مسلمان فتح یاب ہو گئے۔ اس واقعہ کے چار سال بعد قریش مکہ نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لی اور وعدہ کیا کہ وہ مسلمانوں پر اور اُن کے دوست قبیلہ (بنو خزاعہ پر حملہ نہیں کریں گے، مگر اس صلح سے دوسرے ہی سال انھوں نے بنو خزاعہ پر حملہ کر کے انھیں تہ تیغ کر دیا۔ بنو خزاعہ کے لوگوں نے خانہ کعبہ میں پناہ لی مگر انھیں وہاں بھی مار مار کر تباہ و برباد کر دیا گیا۔

اس عہد شکنی پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجبور ہو گئے اور آپ نے ۸ھ میں دس ہزار مسلمانوں کی فوج کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کر دی۔ جس وقت کفار کو مسلمانوں کی شان و شوکت کا حال معلوم ہوا تو اُن کے جگر پانی ہو گئے۔ ۱۹ رمضان کو اسلامی فوج نے مکہ معظمہ کے سامنے ڈیرے ڈالے اور ۲۰ رمضان کو مکہ فتح ہوا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سامنے سر جھکائے ہوئے اور سورہ فتح کی تلاوت کرتے ہوئے خانہ کعبہ میں داخل ہوئے۔ اُس وقت خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔ حضور چھڑی یا کمان کی نوک سے ایک ایک بُت کی طرف اشارہ کرتے جاتے تھے اور اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے باہر پھینک دیا جاتا تھا۔ ۲۰ رمضان کو تمام خانہ کعبہ بتوں کی لعنت سے پاک ہو گیا اور اس کا صحن کروڑہا خدا پرست مسلمانوں کی اذانوں، نمازوں، سجدوں اور دعاؤں کے لئے وقف کر دیا گیا۔

اس کے بعد مکہ کے وہ تمام قاتل اور مجرم جنھوں نے ۲۱ سال تک مسلمانوں کو ستایا

...، جلایا اور قتل کیا تھا، رسول اللہ ؐ کی خدمت میں پیش ہوئے، تاکہ انھیں ۲۱ سال کے گناہوں اور جرموں کی سزا دی جائے۔ جس وقت مجرموں کی یہ بے پناہ فوج سرورِ کونین ؐ کے سامنے پیش ہوئی تو آپ نے فرمایا: اِذْهَبُوْا: تم چلے جاؤ، لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ: آج تمھیں کچھ سزا نہیں دی جائیگی ——— اس بخشش اور معافی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزاروں کفار مسلمان ہو گئے۔ مکہ اور عرب کے ہر گوشہ میں دینِ اسلام کے ڈنکے بج گئے۔

۱۷ رمضان المبارک سنہ ۲ھ کو مسلمانوں نے جہاد شروع کیا تھا اور ۲۰ رمضان المبارک سنہ ۸ھ کو فتح مکہ کے بعد تمام ملک میں خدا کی بادشاہی کا تخت ... کیا۔

اس تاریخی پس منظر کو سامنے رکھئے اور اپنے جذبۂ جہاد وحمیت اسلامی کو تازہ کیجئے۔

اُمراء سے خطاب :-

یہ علاقہ اس لحاظ سے کلکتہ بھر میں مشہور ہے کہ مسلمانوں جیسی غریب قوم میں اگر دولت کے کہیں آثار موجود ہیں تو وہ یہی جگہ ہے ——— ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ صدیوں سے ہمارے بعض بزرگ کہہ رہے ہیں: خدا کی رحمت صرف غریبوں پر ہے اور امیر خدا کے سب سے بڑے مجرم ہیں، اسلئے کہ دین اور دنیا یکجا نہیں ہو سکتے۔

وعظوں میں اکثر کہا جاتا ہے کہ اسلام غریبوں کے دم سے قائم ہے۔ اسلام غریبوں میں پھیلا اور غریبوں ہی میں رہے گا۔ اس وعظ ونصیحت کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ جہاں غربا ایک حد تک دینی کاموں میں حصہ لیتے ہیں وہاں "امراء" غیر شعوری طور پر واقعی دینی کاموں سے دُور ہوتے جاتے ہیں۔

اگر اُوپر کی حدیثوں کا مطلب یہ لیا جائے کہ ہر سچائی کی تحریک میں ابتداءً غربا شامل ہوئے اور مخلصانہ آخر تک ساتھ دیا تو یہ درست ہوگا۔

قرآن عزیز میں ذکر ہے کہ پہلے نبیوں کے غریب ساتھیوں کا اُس زمانہ کے مجرم امراء

نے اکثر مذاق اُڑایا۔

اسلام میں بھی جنابؓ۔ بلالؓ۔ عمارؓ۔ یاسرؓ۔ صہیبؓ۔ ابوفکیہ۔ سمیہؓ۔ لبینہؓ زنیرہؓ۔ نہدیہؓ۔ ام عبیسؓ (ان سب پر اللہ کی رحمتیں ہوں) طبقہ غربا کے جانباز ہیں۔ لیکن شاید دُنیا نہیں جانتی یا نہیں جاننا چاہتی کہ جہاں غربا نے ابتداءً اسلام کی ترقی کے لئے کام کیا، وہاں اس ابتدا کی پختگی میں صدیق اکبرؓ۔ عثمان غنیؓ۔ فاروق اعظمؓ جیسے اُمرا کا بھی بہت بڑا حصہ ہے۔ شوکتِ اسلام کے بڑے بڑے کام اُسی وقت انجام پذیر ہوئے، جب اُمراء و رؤساء نے غریبوں کے ساتھ مل کر علمِ اسلام کو بلند کیا۔

آج بھی اگر امیروں کے تعاون کو الگ کر دیا جائے تو کیا دیوبند اور علیگڈھ کے دینی اور دنیوی دارالعلوم صرف اسلئے قائم رہ سکتے ہیں کہ وہاں پڑھنے والے زیادہ تر غرباء ہیں۔

اسلامی تاریخ پر نظر ڈالئے تو معلوم ہو گا کہ زندگی کے ہر میدان میں امیر لوگ نیکیوں کا ایک بہت بڑا حصہ سمیٹتے دکھائی دیتے ہیں۔ اعانت و دستگیری۔ پناہ و محافظت۔ کرم و سخاء۔ بخشش و عطا۔ سلوک و احسان۔ اصلاح و تعمیر۔ خیرات و صدقات۔ زکوٰۃ و انفاق۔ حج و زیارات یہ سب مذہبی ستون زیادہ تر قوم کے امیروں ہی کے سبب بلند و استوار نظر آتے ہیں۔ یہی سبب تھا کہ غربا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ تمام نیکیاں امیر لوگ لے جائیں گے اور ہم محروم رہینگے۔ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ امراء غریبوں سے زیادہ جوش و ولولہ اور انہماک و استغراق رکھتے تھے بلکہ وجہ یہ تھی کہ انھیں نیک کاموں کے زیادہ مواقع میسّر تھے۔

غریب کے مقابلہ میں ایک امیر زیادہ نیک کام کر سکتا تھا۔ وہ اپنی دولت سے مسجد بنوا سکتا تھا۔ مقتولین کا خوں بہا ادا کر سکتا تھا۔ قیدیوں کا فدیہ دے سکتا تھا۔ غلام آزاد کرا سکتا تھا۔ حج کر سکتا تھا اور کرا سکتا تھا۔ مدرسے اور تعلیم گاہیں کھول سکتا تھا مفلس و بے بسوں کیلئے محتاج خانے بنوا سکتا تھا۔ جہاد کے لئے سامان دے سکتا تھا غرضکہ ان گنت نیکیوں کے کام محض اپنی دولت سے کر سکتا تھا جو غریب کی دسترس سے

باہر ہیں۔

دنیا میں تعمیر و اصلاح اور خیرات و حسنات کا بہت بڑا حصہ دولتمندوں کی شرکت کے بغیر تشنۂ تکمیل رہتا ہے۔ اس لئے محض غریبوں تک محدود رہ کر کوئی قوم اپنی آرزوؤں اور اُمنگوں میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی، اور نہ مشکلات میں سے گزر کر بقاء و قیام کی منزلوں تک پہنچ سکتی ہے۔

قوم کا آسمان و زمین ایک ہو جائے :۔

یاد رکھو! قوم افلاس زدہ، پریشان اور محتاج افراد کا نام نہیں۔ قوم مجموعہ ہے عوام و خواص کا بلکہ خواص ہی عوام کی بہتری کے ضامن ہیں۔ خواص بمنزلہ رُوح ہیں تو عوام بمنزلہ جسم۔

ہادیٔ پاک نے بھی امیروں کی طرف توجہ دی اور اس تڑپ کے ماتحت کہ شاید ان "معززوں" میں سے کوئی اسلام کا عزیز بن جائے۔ یہ جذبہ اتنا زیادہ تھا کہ عَبَسَ وَ تَوَلّٰی کا حکم بھی اسی سلسلہ میں آیا۔

حضورؐ نے سلاطین و امرا کو خطوط لکھے۔ خانہ بدوش عرب بدؤوں کو چیتھڑوں سے لپٹی ہوئی تلواروں کے ساتھ قیصر و کسریٰ کے درباروں میں بھیجا تاکہ شوکتِ اسلام کا سامان پیدا ہو۔

فاروق اعظمؓ نے اُمرا اور گورنروں پر اسی لئے زیادہ احتساب رکھا کہ وہ جانتے تھے کہ ایک غریب صرف اپنی ذات کو بگاڑتا یا سنوارتا ہے، لیکن امیر دوسروں کو بھی بگاڑ یا سنوار سکتا ہے۔

آج بھی اسلام اور ملت کی سربلندی صرف غرباء کی ہدایت سے نہ ہوگی بلکہ دونوں کے مجموعہ، ہم آہنگی اور یک رنگی سے ہوگی۔

امیر اور غریب کو جدا جدا رکھکر ہم کسی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔ ضرورت ہے کہ دونوں طبقوں کی غیریت دُور ہو۔ وہ باہمی یگانگت، اخوت اور ہمدردی کو سمجھیں۔ قومی زنجیر

کی یہ دو کڑیاں مل جائیں تو جبھی قوت پیدا ہوگی۔

یورپ کی زندہ اقوام کو دیکھو! ان کے ہاں عوام و خواص میں کس قدر اتحاد و اشتراک ہے۔ وہاں کوئی بھی ایسا کام نہیں جس میں صرف غریب حصہ لیتے ہوں اور امیر تماشہ دیکھتے ہوں۔ اگر ایک طرف غریب کا ایک پیسہ ہے تو دوسری طرف اس قوم کے سب سے بڑے امیر راک فیلر اور فورڈ کے کروڑوں پونڈ بھی ہیں۔ واقعی دنیا میں کوئی ایسی مثال نہ ملیگی جس کے لئے صرف غریبوں نے ہی کام کیا ہو۔

ہندو قوم کی ہوا اس دن سے بندھ گئی جس دن سیٹھ برلا کے خزانے غریبوں کے لئے کھل گئے۔ جس دن سے موتی لال کا سنگ مرمر کا آنند بھون قوم کے لئے وقف ہو گیا اور گاندھی نے غریبوں کا دل رکھنے کے لئے امیروں کو بے وقعت کپڑا پہنوا دیا۔ اور خود لنگوٹی باندھ لی۔

پس اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ کوئی تحریک کسی قوم میں اس وقت تک جڑ نہیں پکڑ سکتی، نہ کامیاب ہو سکتی ہے، نہ رہ سکتی ہے جب تک کہ اس قوم کے عوام و خواص اس میں حصہ نہ لیں اور جب تک سب سے بڑا دکھائی دینے والا انسان اپنے غریب بھائی کے ساتھ میدان میں نہ نکل آئے۔ صرف غریب دنیا میں کبھی کسی تحریک کو منزل تک نہیں پہنچا سکے۔ اسلئے کہ غریب تحریک کو ایک انچ سرکاتا ہے تو امیر ایک گز۔ اس لئے قوم کے آسمان اور زمین کو مل کر ایک ہونا ہوگا تاکہ قوم کی بگڑی بن سکے۔ مسلمان آج اسلئے کمزور ہیں کہ بقول اُن کے اسلام صرف غریبوں میں رہ گیا ہے اور دُنیا کی سربرآوردہ اقوام اس لئے سربلند ہیں کہ وہاں ہر ایک نیک کام اگر خواص سے شروع نہیں ہوتا تو کم از کم انکی سرپرستی ضرور حاصل کر لیتا ہے۔

پس اے کولوٹولہ کے مجاہد دوستو! اُٹھو مسلمانوں کی ہوا باندھنے اور ان کی بگڑی کو سنوارنے کے لئے امیروں کو ساتھ ملاؤ۔ دولت کا نشہ اور حرص کی زیادتی ان لوگوں کو تم سے دُور رکھ سکتی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ جنگ کی ہولناکیوں نے مادی طور پر اور روزہ کی برکت نے روحانی طور پر اُن کے دلوں کو ضرور نرم کر دیا ہوگا۔ اس لئے آج

مصارع الخوارج

(۲) مصرع شبیب (۳)

من عثمان بن قطن الی الحجاج

"أما بعد، فأنی أخبر الامیر أصلحه الله أن عبدالرحمن بن محمد قد حفر "جوفا" کلها خندقاً واحداً، و خلی شبیبا و کسر خراجها، وهو یأکل أهلها والسلام"

من الحجاج الی عثمان بن قطن

"أما بعد، فقد فهمتُ ما ذکرت لی عن عبدالرحمن، و قد لعمری فعل ما ذکرت، فسر الی الناس فانت امیرهم، وعاجل المارقة حتی تلقاهم، فان الله ناصرك علیهم والسلام"

بین عثمان بن قطن و شبیب

و هکذا ظفر عثمان بامارة الجیش و بعث الحجاج الی المدائن مکانه "مطرف ابن المغیرة" وحسب عثمان أنه أقدر من عبدالرحمن علی قتل شبیب و هزیمة جیشه وأظهر من الحماسة مثلما رأیناه من "سعید بن مجالد" الذی کان سببًا فی هزیمة جیش "الجزل" وهلاك نفسه. و قد

كانت عاقبة عثمان كعاقبة سعيد بن مجالد وحاق به البوار وحلت الهزيمة بالجيش.

فقد ذهب عثمان متحمساً يريد مناجزة الخوارج في الحال وألح اليه الناس أن يتريث قليلا وكان الجو عاصفاً والرياح شديدة تهب على الجيش فاقام يوما وليلة حتى اذا انتهت العاصفة عبى جيشه و زحف على شبيب وثبت وجيشه أمامه قليلا، ثم كر عليه شبيب واصحابه فقتلوه وهزموا أصحابه، وتشتت شمل الجيش بعد أن انهزم عبدالرحمن بن الاشعث فيمن انهزم وغنم شبيب من هذه الموقعة اكبر الغنائم، و زاد جيشه وأقبل عليه كثيرون من الناقمين على الحجاج والراغبين في المغانم و قوى شأنه.

و رأى الحجاج أن أمر شبيب قد استفحل وأن توالى انتصاراته يضاعف أعوانه و يفت في عضد محاربيه. فأعد جيشا كبيرًا مختارًا من صفوة الرّجال و أفذاذ القواد وجعل على رأس ذلك الجيش عتاب بن ورقاء.

عتاب بن ورقاء

"يا أهل الكوفة اخرجوا مع عتاب ابن ورقاء باجمعكم، لا أرخص لأحد من الناس في الاقامة إلا رجلاً قد

وليبلغ [illegible] من أعمالنا ألا إن المصابين المجاهدين
الكرام [illegible] لا شرقة ألا إن [illegible] الهائج
الهوان [illegible] [illegible] والذي لا إله غيره
لئن [illegible] هذا [illegible] لقد [illegible]
في [illegible] كانت [illegible] وليتكم [illegible]
خشنا ولأتركنكم كأهل ثقيل"

"من خطبة الحجاج"

كان الحجاج قد أمر عتابا بطاعة المهلب، فكبر ذلك على عتاب، ووقع بينه وبين المهلب شر كبير، حتى كتب عتاب الى الحجاج يستعفيه من ذلك ويضمه اليه، وقد أحضره الحجاج ووجهه لمحاربة شبيب على رأس ذلك الجيش.

وقد اختاره الحجاج بعد أن رأى توالى انتصارات شبيب.

قالوا: - وقام الحجاج في الناس فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: -

"أيها الناس: والله لتقاتلن عن بلادكم وعن فيئكم، أو لأبعثن الى قوم هم أطوع وأسمع وأصبر على اللأواء والقيظ منكم، فليقاتلون عدوكم، وليأكلن فيأكم"

قالوا: فقام اليه الناس من كل جانب فقالوا: -

"نحن نقاتلهم ونعتب الامير، فليندبنا الامير اليهم

بول دیا۔ تھوڑی ہی دیر وہ اس کے سامنے اپنے لشکر کے ساتھ قدم جمائے رہا۔ پھر شبیب نے اپنے اصحاب کو لیکر اس پر حملہ کر دیا۔ عثمان مارا گیا۔ لشکر نے شکست کھائی اور عبدالرحمٰن بن اشعث کی ہزیمت کے بعد ساری فوج تتر بتر ہو گئی۔ اس لڑائی میں شبیب کو بہت بڑی مقدار میں مال غنیمت ہاتھ لگا، اور اکثر لوگوں کے آملنے سے جن میں بعض حجاج سے ناراض اور بعض مالِ غنیمت کے خواہاں تھے، لشکر کی تعداد اور اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔

حجاج نے دیکھا کہ شبیب کا معاملہ بہت بھیانک ہو گیا ہے اور اس کی پے در پے فتوحات اس کے ساتھیوں کی تعداد بڑھا دینگی اور میرے لڑاکوں کا بازو توڑ دینگی، تو اس نے گنے چنے جوانمردوں اور چوٹی کے شہسواروں سے ایک بہت بڑا لشکر برساختہ کر کے عتاب بن ورقار کو اس کا سالارِ اعظم بنایا۔

عتاب بن ورقار

"اے اہلِ کوفہ! تم سب عتاب بن ورقار کے ساتھ چل نکلو۔ میں ان اشخاص کے سوا جن کو ہم نے حکومت کا کوئی کام سپرد کر رکھا ہے کسی کو اقامت کی رخصت نہیں دیتا۔

سنو! صابر مجاہد کے لئے عزّ و شرف ہے، اور پیٹھ دکھانے اور بھاگ جانے والے کے واسطے ذلت و رسوائی ہے۔ مجھ کو اس ذات کی قسم، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر تم نے اس معرکہ میں بھی وہی کچھ کیا جو پہلے معرکوں میں کر دکھایا تھا تو تم سے نہایت کرخت برتاؤ کرونگا اور بہت بھاری دباؤ کے نیچے کچلونگا"

(از خطبۂ حجاج)

حجاج نے عتاب کو مہلب کی فرمانبرداری کا حکم دیا، اور عتاب پر یہ بہت گراں گزرا اور اس کے اور مہلب کے درمیان بہت فساد بڑھ گیا، یہانتک کہ عتاب نے حجاج کو لکھ بھیجا کہ اس کو سبکدوش کرکے اپنے پاس بلالے۔ اس نے اس کو بلا کر اس لشکر کے سر پر شبیب سے لڑنے کے لئے بھیج دیا۔

حجاج نے شبیب کی پے درپے فتوحات دیکھنے کے بعد اسکو منتخب کیا تھا۔

کہتے ہیں :۔

حجاج نے لوگوں میں کھڑے ہو کر خدا کی حمد و ثنا کی

پھر کہا : تم کو اپنے ملک و دولت کے بچاؤ کی خاطر جنگ لڑنی پڑیگی اور یا مجھے ایک ایسی قوم کو پیغام دینا پڑیگا جو تم سے زیادہ سننے اور ماننے والی اور سختی اور گرمی کو تم سے زیادہ برداشت کرنے والی ہے، وہ لوگ تمھارے دشمن سے لڑینگے۔ اور تمھارا مال کھائیں گے۔

کہتے ہیں :۔

لوگ ہر طرف سے اُٹھ اُٹھ کر کہنے لگے : ہم ان سے لڑینگے اور اپنے امیر کو راضی کرینگے۔ ہمیں ہر طرح اسکی خوشی منظور ہے۔

اَلدُّرُوسُ الْعَرَبِيَّةُ

كَمَا يَدِينُ الْفَتَى يُدَانُ

خَرَجَ جَمَاعَةٌ مِنَ التَّلَامِيذِ ، لِلرِّيَاضَةِ فِي الْخَلَاءِ . فَصَعِدَ أَحَدُهُمْ ، إِلَى قِمَّةِ جَبَلٍ ، فَلَمَّا نَزَلَ ، قِيلَ لَهُ : كَيْفَ كُنْتَ تَرَانَا وَ اَنْتَ فَوْقُ ؟ قَالَ : كُنْتُ اَرَاكُمْ صِغَارًا . فَقَالُوا لَهُ : وَ نَحْنُ اَيْضًا ، كُنَّا نَرَاكَ صَغِيرًا جِدًّا ، وَ اَنْتَ فَوْقَ الْجَبَلِ .

مَنْ يَحْتَقِرِ النَّاسَ يَحْتَقِرُوْهُ .

اَلطُّفَيْلِيُّ (١)

أَوْلَمَ بَعْضُ النَّاسِ وَلِيمَةً ، وَ كَانَ بِالْمَنْزِلِ كَلْبٌ ، خَرَجَ إِلَى السُّوقِ ، فَلَقِيَهُ كَلْبٌ اٰخَرُ ، فَأَخْبَرَهُ : اَنَّ عِنْدَ صَاحِبِهِ وَلِيمَةً ، فَتَبِعَهُ إِلَى الدَّارِ . فَلَمَّا شَعَرَ بِهِ الطَّبَّاخُ ، وَرَاٰهُ غَرِيبًا ، زَجَرَهُ فَلَمْ يَنْزَجِرْ . فَقَبَضَ عَلَى ذَنَبِهِ ، وَ رَمَى بِهِ مِنَ النَّافِذَةِ ، إِلَى الْخَارِجِ .

اَلطُّفَيْلِيُّ (٢)

فَسَقَطَ مُغْشِيًّا عَلَيْهِ ، مِنْ اَلَمِ الصَّدْمَةِ . فَاجْتَمَعَ

حَوْلَهُ أَصْحَابُهُ الكِلَابُ. وَ لَمَّا أَفَاقَ، وَ انْتَفَضَ مِنَ التُّرَابِ، قَالُوْا لَهُ: لَا بَأْسَ عَلَيْكَ، أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقَالَ: كُنْتُ حَيْثُ سَاقَنِي بَطْنِي، وَ لَمْ أَدْرِ كَيْفَ وُجِدْتُ هُنَا.

فَالْمُتَطَفِّلُ مُخَاطِرٌ بِشَرَفِهِ وَ كَثِيْرًا مَا يُزْدَرَى وَ يُطْرَدُ.

شُكْرُ الْمُحْسِنِ وَاجِبٌ (۱)

أُمٌّ كَانَ مَعَهَا قِطْعَةٌ مِنَ الْحَلْوَى، فَمَا كَادَتْ تَمُدُّ يَدَهَا لِتُعْطِيَهَا وَلَدَهَا الصَّغِيْرَ، حَتَّى اخْتَطَفَهَا مِنْهَا بِوَقَاحَةٍ، وَ أَرَادَ أَنْ يَلْتَهِمَهَا بِشَرَاهَةٍ، وَ يَخْرُجَ مِنْ أَمَامِهَا. فَاسْتَرَدَّتْهَا مِنْهُ وَ أَعْطَتْهَا الْقِطَّةَ، فَأَخَذَتْهَا وَ اقْتَرَبَتْ مِنَ الْأُمِّ وَ جَعَلَتْ تَهُزُّ ذَيْلَهَا.

شُكْرُ الْمُحْسِنِ وَاجِبٌ (۲)

فَقَالَتْ لَهَا الْأُمُّ: مَا أَلْطَفَكِ أَيَّتُهَا الْقِطَّةُ! فَقَدْ عَرَفْتِ كَيْفَ تُظْهِرِيْنَ سُرُوْرَكِ وَ شُكْرَكِ، نَحْوَ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْكِ. فَفَهِمَ الْوَلَدُ غَلْطَتَهُ، وَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ، لَوْ يُعْطِهِ أَحَدٌ شَيْئًا، إِلَّا تَنَاوَلَهُ بِلُطْفٍ، وَ قَالَ لَهُ: أَشْكُرُ فَضْلَكَ.

اَلْأَقْلَامُ

تُتَّخَذُ الْأَقْلَامُ الْعَرَبِيَّةُ، مِنْ قَصَبٍ (غَابٍ) يَنْبُتُ

فِیْ بِلَادِ الْفُرْسِ . وَ یَکُوْنُ اَبْیَضَ اللَّوْنِ، وَ لٰکِنَّہٗ یَکْتَسِبُ لَوْنَہُ الْبُنِّیَّ، الَّذِیْ تَرَاہُ عَلَیْہِ، مِنْ حَرَارَۃِ الشَّمْسِ الشَّدِیْدَۃِ، اَوْ تَحْمِیْصِہٖ فِیْ تَنَانِیْرَ (اَفْرَانٍ) مَخْصُوْصَۃٍ بِطَرِیْقَۃٍ فَنِّیَّۃٍ .

ترجمہ:-

ادلے کا بدلہ

طالبانِ علم کی ایک جماعت، ورزش کے لئے صحرا کو نکلی۔ ان میں سے ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ پھر جب اُترا تو اُس سے کہا گیا: تو اوپر سے ہم کو کیسا دیکھتا تھا۔ اس نے کہا: میں تم کو چھوٹے چھوٹے دیکھتا تھا۔ انھوں نے اس سے کہا: ہم بھی تم کو جبکہ پہاڑ کے اوپر تھا بہت چھوٹا دیکھتے تھے۔

جو لوگوں کو حقیر جانتا ہے لوگ اسکو حقیر جانتے ہیں۔

ناخواندہ مہمان (۱)

کسی شخص نے ضیافت کی۔ اس کے گھر میں ایک کتّا تھا۔ وہ بازار کو نکلا تو اسکو ایک اور کتّا ملا۔ اس نے اس کو بتلایا کہ اسکے مالک کے ہاں ضیافت ہے۔ وہ گھر کو جاتے اس کے پیچھے ہو لیا۔ جب باورچی کو اس کا پتہ لگا اور اسکو اجنبی دیکھا، تو اسکو ڈانٹا۔ اس ڈانٹ کا اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ سو اس نے اسکی دُم پکڑ کر اس کو کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

ناخواندہ مہمان (۲)

وہ چوٹ کی تکلیف سے بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے ساتھی کتّے اس کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو مٹی جھاڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ انھوں نے اُس سے کہا: کچھ مضائقہ نہیں، تم کہاں تھے؟ اُس نے کہا: میں وہاں تھا جہاں میرا پیٹ مجھ کو کھینچ کر لیگیا

مجھ کو معلوم نہیں، میں یہاں کیسے موجود ہوں -

نتیجہ یہ کہ بن بلایا مہمان اپنی عزت کو خطرے میں ڈالے ہوتا ہے اور اکثر خوار کر کے دھتکارا جاتا ہے -

احسان کرنے والے کا شکریہ فرض ہے (۱)

ایک ماں تھی، اسکے پاس تھا ایک مٹھائی کا ٹکڑا - ابھی اُس نے اپنے چھوٹے بچّے کو دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا بھی نہ تھا کہ اس نے بیحیائی کے ساتھ اس سے اُچک لیا اور لالچ سے اس کو نگل جانا اور اس کے آگے سے نکل جانا چاہا - ماں نے اس سے وہ واپس لے لیا اور بلّی کو دے دیا - بلّی نے لے لیا اور ماں کے پاس ہو کر اپنی دم ہلانے لگی -

احسان کرنے والے کا شکریہ فرض ہے (۲)

ماں نے اس سے کہا: اے بلّی! تُو کیسی اچھی ہے، تُو نے جان لیا کہ کس طرح اپنی مسرت اور اپنے محسن کی شکرگزاری کا اظہار کرے - یہ دیکھ کر بچّے نے اپنی غلطی معلوم کر لی، اور اُس روز سے جس کسی نے بھی اس کو کوئی چیز دی آرام سے لے لی اور اس سے کہا: آپ کی عنایت کا شکریہ -

قلم

عربی قلم ایک قسم کے سرکنڈے سے بنتے ہیں، جو ملک فارس میں اُگتا ہے، اور سفید رنگ کا ہوتا ہے، لیکن وہ سورج کی سخت گرمی یا خاص قسم کی بھٹیوں میں ہنرمندی کے طریق پر تپانے سے قہوئی رنگ جو اس پر تم دیکھتے ہو حاصل کر لیتا ہے +

(۷) اَلْحِلْمُ سَيِّدُ الْاَخْلَاقِ

غَضِبَ اَحَدُ الْمُلُوْكِ يَوْمًا عَلٰى رَجُلٍ مِنْ حَاشِيَتِهٖ فَاَرَادَ وَزِيْرُهٗ اَنْ يَنْتَقِمَ مِنْهُ اِرْضَاءً لِلْمَلِكِ، فَاَسْقَطَ اسْمَهٗ مِنْ دِيْوَانِ الْعَطَاءِ . وَ لَمَّا عَلِمَ بِذَالِكَ اَحْضَرَ وَزِيْرَهٗ وَ قَالَ لَهٗ : اَبْقِهٖ عَلٰى مَا كَانَ عَلَيْهِ. لِاَنَّ غَضَبِيْ لَا يُسْقِطُ هِمَّتِيْ، وَعَفَا عَنِ الرَّجُلِ .

(۸) اَلْحَرَارَةُ وَ الْبُرُوْدَةُ

اَلْحَرَارَةُ تُذِيْبُ الشَّحْمَ وَ الزُّبْدَ وَ السَّمْنَ وَ الثَّلْجَ ، وَ تُفْسِدُ اللُّحُوْمَ وَ الْاَسْمَاكَ وَ الْبَيْضَ وَ الْحَلِيْبَ وَ الْبُرُوْدَةُ تُجَمِّدُ الشَّهْدَ وَ السَّمْنَ ، وَ تَحْفَظُ الْاَسْمَاكَ وَ اللُّحُوْمَ وَ الْبَيْضَ وَ اللَّبَنَ، مُدَّةً وَ هِيَ صَالِحَةٌ لِلطَّعَامِ ÷

(۹) اَلسُّفُنُ

كَانَتْ جَمِيْعُ السُّفُنِ ، فِي الْاَزْمَانِ الْمَاضِيَةِ ، تُصْنَعُ مِنَ الْخَشَبِ ، وَ تَسِيْرُ بِالْقُلُوْعِ وَ تُسَمَّى السُّفُنُ الشِّرَاعِيَّةَ . اَمَّا الْاٰنَ ، فَيُصْنَعُ الْكَثِيْرُ مِنْهَا، مِنَ الْفُوْلَاذِ ، وَ النُّحَاسِ وَ يَسِيْرُ بِالْبُخَارِ وَ الْكَهْرُبَاءِ

(۱۰) اَلْعَمَلُ وَ الْكَسَلُ

كَانَ قُدَمَاءُ الْمِصْرِيِّيْنَ يُقَدِّرُوْنَ الْعَامِلِيْنَ، وَ يَنْبِذُوْنَ الْكُسَالٰى. وَ كَانُوْا يَحْكُمُوْنَ بِالْاِعْدَامِ، عَلٰى كُلِّ فَرْدٍ، لَا عَمَلَ لَهٗ، وَ لَا حِرْفَةَ يَنَالُ مِنْهَا قُوْتَهُ الْيَوْمِيَّ. وَ لِذٰلِكَ قَلَّ الشَّحَّاذُوْنَ حَتّٰى كَادُوْا يَنْعَدِمُوْنَ مِنَ الْبِلَادِ.

(۱۱) الرِّفْقُ بِالْحَيَوَانِ

كَثِيْرًا مَا نُلَاحِظُ اَنَّ سَائِقِي الْعَجَلَاتِ (الْعَرَبَاتِ) يُسِيْئُوْنَ مُعَامَلَةَ الْحَيَوَانِ، فَيَجِبُ عَلٰى مَنْ يَرَاهُمْ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ، اَنْ يُخْبِرَ الشُّرْطِيَّ (رَجُلَ الْبُوْلِيْسِ) الْقَرِيْبَ مِنْهُ، لِيَقُوْدَ هٰؤُلَاءِ السَّائِقِيْنَ اِلَى الْمَخْفَرِ، لِمُعَاقَبَتِهِمْ عَلٰى قَسَاوَتِهِمْ.

(۱۲) لُقْمَانُ وَ الرَّاعِيْ

وَقَفَ رَجُلٌ اَمَامَ لُقْمَانَ وَ هُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ، فَقَالَ: اَلَسْتَ الَّذِيْ كُنْتَ تَرْعٰى مَعِيَ مَوَاشِيَ فُلَانٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ. قَالَ: فَمَا بَلَّغَ بِكَ مَا اَرٰى؟ قَالَ: اَلْعِلْمُ، وَ صِدْقُ الْحَدِيْثِ، وَ اَدَاءُ الْاَمَانَةِ، وَ الصَّمْتُ عَمَّا لَا يَعْنِيْنِيْ.

(۷) بردباری سرورِ اخلاق ہے

ایک دن ایک بادشاہ اپنے کسی درباری آدمی پر خفا ہوا۔ وزیر نے بادشاہ کو خوش کرنے کے لیئے اس کو سزا دینی چاہی اور اس کا نام بخشش کے دفتر (رجسٹر) سے خارج کر دیا۔ جب یہ بادشاہ کو خبر ملی تو وزیر کو بلا کر کہا: اسکو بدستور رہنے دو، کیونکہ میری خفگی میری ہمت کو ساقط نہیں کر سکتی (گرا نہیں سکتی) اور اس شخص کا قصور معاف کر دیا۔

(۸) گرمی اور سردی

گرمی پگھلاتی ہے: چربی کو، مکھن کو، گھی کو، اور برف کو، اور خراب کر دیتی ہے: گوشتوں، مچھلیوں، انڈوں اور دودھ کو، اور سردی جما دیتی ہے: شہد کو اور گھی کو اور محفوظ رکھتی ہے: مچھلیوں، گوشتوں، انڈوں اور دودھ کو مدت تک، اور کھانے کے قابل رہتے ہیں

(۹) جہاز

گئے وقتوں میں سب جہاز لکڑی کے بنتے، بادبانوں سے چلتے اور بادبانی جہاز کہلاتے تھے۔ پر اب اُن میں سے اکثر فولاد اور تانبے سے بنائے جاتے اور بجاپ اور بجلی سے چلتے ہیں۔

(۱۰) کام اور سُستی

پُرانے مصری لوگ کام کرنے والوں کی قدر اور سُستوں کی ناقدری کیا کرتے تھے، اور ہر شخص کے خلاف، جس کے پاس نہ کوئی کام ہوتا، نہ پیشہ، جس سے وہ اپنی ہر روز کی خوراک حاصل کر سکے، اسکے ہلاک کر دینے کا حکم کرتے۔ اس واسطے گداگر بلکہ ملک سے قریباً معدوم ہی ہو گئے تھے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ

وَ	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	بِرَحْمَةٍ	مِنْ نَا	وَ	مِنْ
اور	انکو جو	ایمان لائے	ساتھ اسکے	رحمت سے	اپنی	اور	

اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی مہربانی سے اور

خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ

خِزْيِ	يَوْمَ	ئِذٍ	اِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ	اَلْ	قَوِيُّ
رسوائی سے	اس دن کی	ط	بیشک	پروردگار تیرا	وہی ہے		زور آور

اس روز کی رسوائی سے بچا لیا ط یقیناً تیرا رب ہی زور آور اور

الْعَزِيْزُ ﴿۶۶﴾ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ

اَلْ	عَزِيْزُ	۶۶	وَ	اَخَذَ	اَلَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	اَلْ
	غالب	۶۶	اور	پکڑا	انکو جنھوں نے	ظلم کیا	

زبردست ہے - (۶۶) - اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو

فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۶۷﴾ كَاَنْ

صَيْحَةُ	فَ	اَصْبَحُوْا	فِيْ دِيَارِ	هِمْ	جٰثِمِيْنَ	۶۷	كَ اَنْ
چنگھاڑ نے	سو	صبح کی انھوں نے	گھروں میں	اپنے	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	۶۷	گویا

زور کی کڑک نے آ لیا جس سے وہ صبح کو اپنے گھروں میں دھرے پڑے رہ گئے (۶۷) - جیسے

لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا۟ كَفَرُوْا

لَمْ يَغْنَوْا	فِيْهَا ط	اَلَا	اِنَّ	ثَمُوْدَا	كَفَرُوْا	رَبَّ
کبھی نہ بسے تھے	ان میں ط	سن لو		ثمود نے	کفر کیا	رب سے

ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے ط دیکھو ثمود نے اپنے رب کا انکار کیا

رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ﴿۶۸﴾ وَلَقَدْ

هُمْ ط	اَلَا	بُعْدًا	لِ	ثَمُوْدَ	۶۸	وَ	لَ
اپنے ط	سن لو!	پھٹکار		ثمود کو	۶۸	اور	

دیکھو ثمود پر پھٹکار ہے - (۶۸) - اور

جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا

قَدْ	جَآءَتْ	رُسُلُنَآ	اِبْرٰهِيْمَ	بِ	اَلْ	بُشْرٰى	قَالُوْا
	آ گئے	ہمارے بھیجے (فرشتے)	ابراہیم کے پاس	لیکر		خوشخبری	انھوں نے کہا

ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس خوشخبری لیکر آئے کہنے لگے

سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ

سَلٰمًا ؕ	قَالَ	سَلٰمٌ	فَ	مَا	لَبِثَ	اَنْ	جَآءَ
سلام ؕ	کہا (ابراہیمؑ)	سلام!	پھر	نہ	دیر کی:	کہ	لے آیا

سلام ؕ اُسنے (بھی) کہا: سلام! پھر کچھ دیر نہ لگی کہ ابراہیم ایک

بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ

بِ	عِجْلٍ	حَنِيْذٍ	٦٩	فَ	لَمَّا	رَآٰ	اَيْدِيَهُمْ
	ایک بچھڑا	تلا ہوا	٦٩	پھر	جب	دیکھا	انکے ہاتھ

تلا ہوا بچھڑا لے آئے - (٦٩) - پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ

لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ

لَا تَصِلُ	اِلَيْهِ	نَكِرَ	هُمْ	وَ	اَوْجَسَ	مِنْ هُمْ	خِيْفَةً ؕ
نہیں پہنچتے	اس تک	اوپری جانا	ان کو	اور	دل میں خطرہ گیا	ان سے	ڈر کا

کھانے کی طرف نہیں بڑھتے ان کو اوپری جانا، اور دل میں ان سے خائف ہوا ؕ

قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾ ؕ

قَالُوْا	لَا تَخَفْ	اِنَّا	اُرْسِلْنَا	اِلٰى	قَوْمِ	لُوْطٍ	٧٠ ؕ
انھوں نے کہا	مت ڈر	تحقیق	ہم بھیجے گئے ہیں	طرف	قوم	لوط کی	٧٠ ؕ

انھوں نے کہا، اندیشہ نہ کرو، ہم قوم لوط کی طرف بھیجے ہوئے آئے ہیں (٧٠)

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا

وَ	اِمْرَاَةُ	هٗ	قَآئِمَةٌ	فَ	ضَحِكَتْ	فَ	بَشَّرْنَاهَا
اور	عورت	اس کی	کھڑی تھی	سو	ہنس پڑی	تو ہمنے	خوشخبری دی اسکو

اس کی بی بی (سارہ) جو (وہاں) کھڑی تھی، سنکر ہنس پڑی تو ہم نے اس کو

بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ﴿۷۱﴾

ب	اِسْحٰقَ	وَ	مِنْ	وَرَاءِ	اِسْحٰقَ	يَعْقُوْبَ	۷۱
	اسحاق کی	اور	پیچھے		اسحاق کے	یعقوب کی	۷۱

اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی بشارت دی۔ (۷۱) -

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّ

قَالَتْ	يٰوَيْلَتٰى	ءَ	اَلِدُ	وَ	اَنَا	عَجُوْزٌ	وَ
بولی	ہائے ہائے	کیا	میں جنوں گی	اور	میں ہوں	بڑھیا	اور

کہنے لگی: ہائے مصیبت! اب میں جنوں گی؟ میں بھی بڑھیا اور

هٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ط اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ

هٰذَا	بَعْلِ	ى	شَيْخًا ط	اِنَّ	هٰذَا	لَ	شَىْءٌ
یہ	شوہر	میرا	بوڑھا ط	یقیناً	یہ	تو	چیز ہے

یہ میرا شوہر بھی بوڑھا ط یہ تو بڑے تعجب کی

عَجِيْبٌ ﴿۷۲﴾ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ

عَجِيْبٌ	۷۲	قَالُوْا	اَ	تَعْجَبِيْنَ	مِنْ	اَمْرِ	اللّٰهِ
تعجب کی	۷۲	انھوں نے کہا	کیا تو تعجب کرتی ہے		سے	کام	خدا کے

بات ہے۔ (۷۲) - انھوں نے کہا: کیا تو خدا کے کام میں تعجب کرتی ہے

رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ

رَحْمَتُ	اللّٰهِ	وَ	بَرَكَاتُ	هٗ	عَلَيْكُمْ	اَهْلَ	آلْ
مہربانی	اللہ کی	اور	برکتیں	اس کی	تم پر	اے لوگو!	اس

اے اہل خاندان! تم پر اللہ کی مہربانی اور اسکی برکتیں ہیں ط

الْبَيْتِ ط اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ﴿۷۳﴾ فَلَمَّا

بَيْتِ ط	اِنَّ	هٗ	حَمِيْدٌ	مَجِيْدٌ	۷۳	فَ	لَمَّا
گھر کے ط	بیشک	وہ	سراہا ہوا	بڑائی والا	۷۳	پھر	جب

ہاں، وہ ستائش کا حقدار، بہت بڑی شان والا ہے (۷۳) - پھر جب

ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ

ذَهَبَ	عَنْ سے	اِبْرٰهِيْمَ	اَلْ	رَّوْعُ	وَ	جَآءَتْ	هُ
جاتا رہا		ابراہیم سے		ڈر	اور	آئی	اسکو

ابراہیم کا وہ ڈر جاتا رہا اور نوید اس کو پہنچ گئی

الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿۷۴﴾

اَلْ	بُشْرٰى	يُجَادِلُ	نَا	فِيْ	قَوْمِ	لُوْطٍ	۷۴
	خوشخبری	جھگڑنے لگا	ہم سے	دربارہ	قوم	لوط کے	۷۴

تو وہ قوم لوط کے حق میں ہم سے جھگڑنے لگا۔ (۷۴)

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ﴿۷۵﴾

اِنَّ	اِبْرٰهِيْمَ	لَ	حَلِيْمٌ	اَوَّاهٌ	مُنِيْبٌ	۷۵	يٰا
بیشک	ابراہیم	.	بردبار	نرم دل	رجوع لانیوالا تھا	۷۵	اے

بیشک ابراہیم بڑا بردبار نرم دل، خدا کی طرف پھر آنے والا تھا۔ (۷۵)

يٰاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ

اِبْرٰهِيْمُ	اَعْرِضْ	عَنْ سے	هٰذَا	اِنَّ	هٗ	قَدْ چکا	جَآءَ
ابراہیم	جانے دے		اسکو	تحقیق	وہ		آچکا

ابراہیم! جانے دے اس کو بات یہ ہے کہ تیرے رب کا

اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ

اَمْرُ	رَبِّ	كَ	وَ	اِنَّ	هُمْ	اٰتِیْ	هِمْ
حکم	رب کا	تیرے	اور	تحقیق	وہ	آنیوالا ہے	ان پر

حکم آچکا ہے اور ان پر ایک ایسا عذاب جو اٹل ہے

عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا

عَذَابٌ	غَيْرُ	مَرْدُوْدٍ	۷۶	وَلَمَّا	جَآءَتْ	رُسُلُ	نَا
عذاب جو	نہ	پھیرا جاسکے	۷۶	اور جب	آئے	بھیجے ہوئے	ہمارے

آکر رہنے والا ہے۔ (۷۶) ۔ اور جب ہمارے فرشتے ع

لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ

هِمْ	بِ	ضَاقَ	وَ	هِمْ	بِ	سِيْٓءَ	لُوْطًا
ان کے	بسبب	تنگ ہوا	اور	ان کے	(آنے) سے	غمناک ہوا	لوط کے پاس

لوط کے پاس آئے تو وہ ان کی وجہ سے غمگین اور ان کے آنے سے

ذَرْعًا وَّقَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ﴿٧٧﴾ وَ

وَ	٧٧	عَصِيْبٌ	يَوْمٌ	هٰذَا	قَالَ	وَ	ذَرْعًا
اور	٧٧	سخت	ایک دن ہے	یہ	کہا	اور	دل سے

دلگیر ہوا اور بولا: یہ بڑا کڑا دن ہے۔ (٧٧) - اور

جَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ

مِنْ قَبْلُ	وَ	اِلَيْهِ	يُهْرَعُوْنَ	هٗ	قَوْمُ	هٗ	جَآءَ
پہلے سے	اور	اسکی طرف	دوڑتے ہوئے	اسکی	قوم	اسکے پاس	آئی

اور اسکی قوم کے لوگ دوڑے دوڑے اسکے پاس آئے، اور وہ اس سے پہلے

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ

(ی)	قَوْمِ	يَا	قَالَ	سَيِّاٰتِ	اَلْ	يَعْمَلُوْنَ	كَانُوْا
میری	قوم	اے	کہا	برے کام		کرتے	تھے

برے برے کام کیا کرتے تھے ؕ (لوط نے) کہا: اے قوم میری

هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا

فَ	كُمْ	لَ	اَطْهَرُ	هُنَّ	ی	بَنَاتِ	هٰٓؤُلَآءِ
سو	تمہارے	واسطے	پاکیزہ تر ہیں	وہ	میری	بیٹیاں	یہ ہیں

یہ جو میری بیٹیاں ہیں وہ تمہارے لئے زیادہ طاہر ہیں، سو

اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَيْفِیْ ؕ اَلَيْسَ

اَ لَيْسَ	ی	ضَيْفِ	فِیْ	لَا تُخْزُوْنِ	وَ	اللّٰهَ	اِتَّقُوْا
کیا نہیں ہے	میرے	مہمانوں کے	درباره	نہ رسوا کرو مجھ کو	اور	اللہ سے	ڈرو

تم اللہ سے ڈرو اور مجھ کو میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو ؕ کیا تم لوگوں

مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ﴿۷۸﴾ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ

مِنْ كُمْ	رَجُلٌ	رَشِيْدٌ	۷۸	قَالُوْا	لَ	قَدْ	عَلِمْتَ
تم میں	کوئی مرد	نیک	۷۸	انھوں نے کہا	تجھ کو خوب معلوم ہے		

میں کوئی بھی بھلا مانس نہیں ۔ (۷۸) ۔ انھوں نے کہا تو تو جانتا ہے

مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ

مَا	لَ نَا	فِيْ	بَنَاتِ	كَ	مِنْ	حَقٍّ	وَ اِنَّكَ
نہیں	ہمیں		لڑکیوں میں	تیری	کوئی	ضرورت	اور تو

کہ ہم کو تیری بیٹیوں میں کوئی رغبت نہیں ۔ اور تو

لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ﴿۷۹﴾ قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ

لَ تَعْلَمُ	مَا	نُرِيْدُ	۷۹	قَالَ	لَوْ	اَنَّ	لِيْ
جانتا ہے	جو	ہم چاہتے ہیں	۷۹	اس نے کہا	کاش	کہ	میرا

جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ بھی جانتا ہے ۔ (۷۹) ۔ اسنے کہا : کاش مجھے میں

بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ﴿۸۰﴾

بِ	كُمْ	قُوَّةً	اَوْ	اٰوِيْ	اِلٰى	رُكْنٍ	شَدِيْدٍ
ہوتا ساتھ	تمھارے	کوئی زور	یا	آسرا لے سکتا	طرف	سہارے کی	مضبوط

تمھارے مقابلے کی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط سہارے کا آسرا لے سکتا ۔ (۸۰) ۔

قَالُوْا يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ

۸۰	قَالُوْا	يَا لُوْطُ	اِنَّا	رُسُلُ	رَبِّ	كَ	لَنْ
۸۰	انھوں نے کہا	اے لوط	ہم	بھیجے ہوئے ہیں	رب کے	تیرے	کبھی نہ

(مہمانوں نے) کہا : اے لوط ! ہم تو تیرے رب کے فرستادے ہیں، یہ لوگ

لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ

يَصِلُوْا	اِلَيْكَ	فَ	اَسْرِ	بِ	اَهْلِ	كَ
وہ پہنچ سکینگے	تیری طرف	سو	تو کوچ کر	لیکر	گھر والوں کو	اپنے

کبھی تجھ تک نہ پہنچ سکیں گے اب تو ایسا کر کہ اس رات کے کسی حصے میں اپنے

بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ

بِ میں	قِطْعٍ	مِنَ	اَلْ لَيْلِ	وَ	لَا يَلْتَفِتْ	مِنْكُمْ	اَحَدٌ
	ایک حصے میں		رات کے	اور	مڑ کر نہ دیکھے	تم میں سے	کوئی

گھر والوں کو لے کر نکل جا اور تم میں سے کوئی بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے

اِلَّا امْرَاَتَكَ ط اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ

اِلَّا	اِمْرَاَةَ	كَ ط	اِنَّ	هٗ	مُصِيْبُ	هَا	مَا
سوا	بیوی کے	تیری ط	تحقیق		پہنچنے والا ہے	اسکو	جو

ایک تیری بیوی کے سوا ط کہ اس پر بھی وہی مصیبت پڑنے والی ہے جو

اَصَابَهُمْ ط اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ط اَلَيْسَ

اَصَابَ	هُمْ ط	اِنَّ	مَوْعِدَ	هُمْ	اَلْ صُبْحُ ط	اَ	لَيْسَ
پہنچا	ان کو ط	بیشک	وعدہ کا وقت	ان کے	صبح ہے ط	کیا	نہیں ہے

ان پر آپہنچی ہے ط ان کے وعدے کا وقت بھی صبح ہے ط کیا یہ صبح

الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ (۸۱) فَلَمَّا جَآءَ

اَلْ	صُبْحُ	بِ	قَرِيْبٍ	۸۱	فَ	لَمَّا	جَآءَ
یہ	صبح		نزدیک	۸۱	پھر	جب	آیا

قریب نہیں ہے - (۸۱) - پھر جب ہمارا حکم

اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ

اَمْرُ	نَا	جَعَلْنَا	عَالِيَ	هَا	سَافِلَ	هَا	وَ
حکم	ہمارا	کر ڈالا ہم نے	اونچا	اس کا	نیچا	اس کا	اور

آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو تہ و بالا کر ڈالا اور

اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۵ مَّنْضُوْدٍ (۸۲)

اَمْطَرْنَا	عَلَيْهَا	حِجَارَةً	مِنْ کے	سِجِّيْلٍ ۵	مَنْضُوْدٍ	۸۲
برسائے	اس پر	پتھر		کھنگر کے	تہ بر تہ	۸۲

اور ان پر کھنگر کے پتھر لگاتار برسائے - (۸۲) -

مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ط وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ

مُسَوَّمَةً	عِنْدَ	رَبِّ	كَ ط	وَ مَا	هِيَ	مِنَ	اَلْ ظَالِمِيْنَ
نشان کئے ہوئے	پاس	رب کے	تیرے ط	اور نہیں	وہ	ظالموں سے	

جو تیرے رب کے ہاں نشاندار کئے ہوئے تھے ط اور وہ بستیاں ان ظالموں سے

بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ ع وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ط

ب بَعِيْدٍ	ع ۸۳	وَ	اِلٰى	مَدْيَنَ	اَخَا	هُمْ	شُعَيْبًا ط
دور	۸۳	اور	طرف	مدین کی	بھائی	ان کے	شعیب کو

کچھ دور نہیں ہیں۔ (۸۳) - اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا ط

قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ

قَالَ	يَا	قَوْمِ	اُعْبُدُوْا	اَللّٰهَ	مَا	لَ كُمْ	مِنْ
اس نے کہا	اے	قوم میری!	تم عبادت کرو	اللہ کی	نہیں ہے	تمہارا	کوئی

(شعیب نے) کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو، تمہارا اس کے سوا

اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ

اِلٰهٍ	غَيْرُ	هٗ ط	وَ لَا	تَنْقُصُوْا	اَلْ	مِكْيَالَ	وَ
معبود	اور سوا	اس کے ط	اور نہ	گھٹاؤ		ناپ	اور

اور کوئی معبود نہیں ط اور پیمانے اور ترازوؤں میں (ناپ تول) کی کمی

الْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ

اَلْ	مِيْزَانَ	اِنِّ	يْ	اَرٰى	كُمْ	ب	خَيْرٍ	وَ
	تول میں		میں	دیکھتا ہوں	تم کو		آسودہ	اور

نہ کیا کرو، میں تو تم کو آسودہ حال دیکھتا ہوں اور

اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

اِنَّ	يْ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ	يَوْمٍ	مُحِيْطٍ	۸۴
تحقیق	میں	ڈرتا ہوں	تم پر	عذاب سے	ایک دن	گھیر لینے والے	۸۴

اور تم پر ایک ایسے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو گھیر لینے والا ہے۔ (۸۴)

(۱۱) جانوروں سے نرمی

ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ گاڑیاں چلانے والے حیوانوں سے بُرا معاملہ کرتے ہیں۔ پس جو لوگ اُن کو ایسا کرتے دیکھیں اُن کو چاہیے کہ جو پولیس کا آدمی اُن کے قریب ہو اسکو اطلاع کردیں، تاکہ وہ اِن کو حیوانوں کو اپنی سنگدلی کی سزا پانے کے لئے پولیس کی چوکی پر پہنچادیں۔

(۱۲) لقمان اور چرواہا

ایک چرواہا لقمان کے سامنے جبکہ وہ اپنی مجلس میں تھا کھڑا ہوا، اور بولا: کیا تُو وہی نہیں ہے جو میرے ساتھ فلاں شخص کے ڈھور چرایا کرتا تھا؟ لقمان نے کہا: جی ہاں (میں وہی ہوں)۔ اس نے تجھ کو اس (مرتبہ) پر جو میں دیکھتا ہوں کس چیز نے پہنچادیا؟ لقمان نے کہا: علم نے، سچ بولنے نے، امانت ادا کرنے نے، اور بے فائدہ باتوں سے چپ رہنے سے۔

(۱۳) اَلصَّدَفُ

(۱) ذَهَبَ يَوْمًا فَرِيْدٌ مَعَ أُخْتِهٖ أَنِيْسَةَ، إِلٰى شَاطِئِ الْبَحْرِ، وَحِيْنَ وَصَلَا إِلَى الشَّاطِئِ، ابْتَدَأَ فَرِيْدٌ يَجْمَعُ الصَّدَفَ مِنْ عَنِ الرِّمَالِ، وَجَعَلَتْ أَنِيْسَةُ تُسَاعِدُهٗ.

(۲) وَكَانَ مَعَهُمَا سَلَّةٌ صَغِيْرَةٌ، وَمَا زَالَ فَرِيْدٌ يَجْمَعُ الْأَصْدَافَ وَيَضَعُهَا فِي السَّلَّةِ، وَأَنِيْسَةُ تُسَاعِدُهٗ، حَتّٰى امْتَلَأَتِ السَّلَّةُ، وَكَانَ بَيْنَ الصَّدَفِ صَدَفَةٌ كَبِيْرَةٌ حَمَلَهَا فَرِيْدٌ بِيَدِهٖ.

(۳) ثُمَّ رَجَعَ هُوَ وَأُخْتُهٗ إِلَى الْبَيْتِ، وَحِيْنَ وَصَلَا

وَجَدَا أُمَّهُمَا فِي الْجُنَيْنَةِ، فَرَكَضَا إِلَيْهَا، وَ هُمَا يَصِيحَانِ فَرَحًا، أُمِّي أُمِّي، اُنْظُرِي إِلَى هٰذِهِ الصَّدَفَةِ الَّتِي وَجَدْنَاهَا.

(٤) وَ قَالَ فَرِيدٌ، هِيَ كَبِيرَةٌ قَدْرُ الصَّحْنِ وَ تَسَعُ كُلَّ الصَّدَفَاتِ الَّتِي جَمَعْنَاهَا، ثُمَّ أَخَذَتْهَا الْأُمُّ بِيَدِهَا، وَابْتَدَأَتْ تَحْكِي لَهُمَا عَنِ الْأَصْدَافِ.

(٥) وَ قَالَتْ فِي الْبَحْرِ الْهِنْدِيِّ أَصْدَافٌ كَبِيرَةٌ جِدًّا، فَلَا يَقْدِرُ رَجُلٌ وَاحِدٌ أَنْ يَحْمِلَ وَاحِدَةً مِنْهَا وَ هُمْ يَمْلَأُونَهَا مَاءً فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ وَ يَجْعَلُونَهَا مَغْطَسًا لِلْأَوْلَادِ.

فرید و انیسۃ علی البحر

(١٤) لَطِيفَةُ وَ بَسَّتُهَا

(١) كَانَ لِلَطِيفَةَ بَسَّةٌ ظَرِيفَةٌ، وَ كَانَتْ تُحِبُّهَا كَثِيرًا فَلَا تَجْلِسُ مَرَّةً لِلْأَكْلِ، إِلَّا تَسْأَلُ عَنِ الْبَسَّةِ، وَحَيْثُ تَذْهَبُ كَانَتِ الْبَسَّةُ تَتْبَعُهَا، وَ تَمْشِي وَرَاءَهَا.

(٢) وَ فِي يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ، ذَهَبَتْ مَعَهَا إِلَى الْمَدْرَسَةِ، وَ دَخَلَتْ إِلَيْهَا عَلَى خِلَافِ الْقَانُونِ، وَ لَمَّا رَأَى الْأَوْلَادُ الْمَدْرَسَةِ الْبَسَّةَ، صَارُوا جَمِيعُهُمْ

يَضْحَكُوْنَ .

(۳) فَعَرَفَ الْمُعَلِّمُ اَنَّ التَّلَامِيْذَ يَضْحَكُوْنَ، لِاَنَّهُمْ رَاَوْا بُسَيْسَةً لَطِيْفَةً، وَ لِذٰلِكَ اَخْرَجَهَا اِلٰى خَارِجِ الْمَدْرَسَةِ .

(۴) وَحِيْنَ انْصَرَفَ التَّلَامِيْذُ خَرَجَتْ لَطِيْفَةُ مَعَهُمْ، وَ لَمَّا سَمِعَتِ الْبِسَّةُ صَوْتَهَا عَرَفَتْهَا، فَرَكَضَتْ اِلَيْهَا، وَ حَمَلَتْهَا لَطِيْفَةُ وَ رَجَعَتْ بِهَا اِلَى الْبَيْتِ .

دَخَلَتِ الْبِسَّةُ اِلَى الْمَدْرَسَةِ

ترجمہ

سیپ

(۱) ایک دن فرید اپنی بہن انیسہ کے ساتھ، سمندر کے کنارے کی طرف گیا اور جب وہ کنارے پر پہنچے، فرید ریت میں سے سیپ جمع کرنے لگا اور انیسہ اس کی امداد کرنے لگی۔

(۲) انکے پاس چھوٹی سی ٹوکری تھی۔ فرید سیپ اکٹھے کر کر کے ٹوکری میں رکھتا، اور انیسہ اسکی امداد کرتی رہی یہانتک کہ ٹوکری بھرپور ہو گئی۔ ان سیپوں میں ایک بڑا سیپ تھا، جسے فرید نے اپنے ہاتھ میں اٹھا لیا۔

(۳) پھر وہ اور اسکی بہن گھر کو واپس ہوئے، جب دونوں پہنچے تو ماں کو باغیچہ میں پایا، دونوں اسکی طرف دوڑے اور وہ دونوں چلا رہے تھے: اماں! اماں!! اس سیپ کو دیکھ جو ہمکو ملا ہے۔

(۴) اور فرید نے کہا : وہ تھالی جتنا بڑا ہے، اس میں جتنے سیپ ہم نے اکٹھے کئے ہیں سب سما جاتے ہیں ۔ پھر اسکو ماں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ان کو سیپوں کا حال سنانا شروع کیا ۔

(۵) اس نے کہا : بحر ہند میں بہت بڑے بڑے سیپ ہوتے ہیں، اکیلا آدمی تو اُن میں سے ایک کو بھی نہیں اُٹھا سکتا ۔ وہ لوگ کبھی کبھی ان کو پانی سے بھر کر بچوں کے نہانے کا ٹب بنا لیتے ہیں ۔

لکھو : فرید اور انیسہ سمندر کے کنارے

لطیفہ اور اس کی بلّی

(۱) لطیفہ کے پاس ایک خوبصورت بلّی تھی، اور وہ اسکو بہت چاہتی تھی، وہ کبھی بلّی کا پوچھے بغیر کھانے پر نہ بیٹھتی، وہ جہاں جاتی بلّی پیچھے جاتی، اور اسکے پیچھے پیچھے چلتی ۔

(۲) ایک دن ایسا ہوا کہ وہ اسکے ساتھ مدرسے جا پہنچی، اور اسکے ساتھ قانون کے خلاف اندر چلی گئی ۔ جب مدرسہ کے بچوں نے بلّی کو دیکھا، سب کے سب ہنسنے لگے ۔

(۳) معلم نے جان لیا کہ بچے لطیفہ کی بلّی کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں، اسلئے اُسنے اسکو مدرسہ سے نکال باہر کیا ۔

(۴) جب بچے گھروں کو جانے لگے، لطیفہ انکے ساتھ نکلی، بلی نے جب اس کی آواز سنی تو اسکو پہچان لیا اور اسکی طرف دوڑتی ہوئی آئی، لطیفہ نے اسکو اُٹھا لیا اور اسکو لے کر گھر آ گئی ۔

لکھو : بلّی مدرسے میں داخل ہو گئی ۔
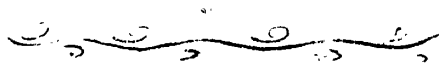
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیام اسلام
جالندھر شہر
جلد ۱۶ | نومبر ۱۹۴۵ء ۔ ذیقعد ۱۳۶۴ھ | نمبر ۱۱

"حضرت مرزا صاحب کو میں نے کبھی جھوٹا نہیں سمجھا"

اس عنوان کے تحت جناب ڈاکٹر غلام جیلانی صاحب برق ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی؛ کا لکھا ہوا مقالہ "البیان" امرتسر میں شائع ہوا اور بتقاضائے احباب "پیام اسلام" میں نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :- (ایڈیٹر)

یہ ہے وہ اعلان جو حضرت عرشی نے البیان (ماہ جون صفحہ ۴۴ سطر ۱۹) میں کیا۔ حیرت ہوئی، اگر آپ انھیں سچا سمجھتے ہیں، تو پھر مرتضیٰ خاں صاحب سے نہایت جزدی مسائل پر بحث کیوں ہو رہی ہے؟ نیز جناب عرشی ذرا مسائل ذیل پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔

۱۔ مرزا صاحب نے اپنی تحریرات میں انگریزوں کو بارہا دجّال کہا ہے۔ مثلاً :

(الف) "احادیث کا اشارہ ہے کہ گدھا دجّال کا بنایا ہوا ہوگا" (ازالۂ اوہام صفحہ ۶۵)
مرزا صاحب کا مطلب یہ ہے کہ ریل ایک گدھا ہے جو دجّال (انگریز) نے بنایا ہے۔
(ب) "سو بہت ہی خوب ہوا کہ عیسائیوں کا خدا (عیسیٰ) فوت ہو گیا۔ یہ حملہ ایک برچھی سے کم نہ تھا، جو اس عاجز (مرزا صاحب) نے ان دجّال سیرت لوگوں پر کیا جن کو پاک چیزیں دی گئی تھیں۔ مگر انھوں نے دجّال بن کر پلید چیزیں بنا دیں"۔
(ازالہ صفحہ ۴۸۷)۔
(ج) "احادیث میں وارد ہے کہ دجّال مکّے اور مدینے میں داخل نہیں ہوگا"۔
یہ حدیث نقل کرنے کے بعد مرزا صاحب لکھتے ہیں:۔
"مکّہ و مدینہ کے بغیر اور کس جگہ یہ لوگ (انگریز) نہیں پہنچے۔ تمام عالم پر دائرۂ محیط کی طرح پھیل گئے" (ازالہ صفحہ ۴۸۹)
ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ مرزا صاحب انگریز ہی کو دجّال سمجھتے ہیں۔ احادیث کے رُو سے مسیح موعود کا ایک کارنامہ قتلِ دجّال بھی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس "مسیح" نے اس "دجّال" کو کس طرح قتل کیا۔ "ازالۂ اوہام" اٹھا کر دیکھئے صفحہ ۵۵ پر یہ "ارشاد" ملے گا:۔
"عہدِ انگریزی اور عہدِ نوح علیہ السلام برابر ہیں۔ انگریز نوح علیہ السلام کے مثیل ہیں"۔
یعنی دجّال کو بیک جنبشِ قلم مثیلِ نوحؑ بنا دیا۔ آپ کا فرض تو تھا قتلِ دجّال لیکن مصروف ہیں مدحِ دجّال میں۔ یہ ہے اعجازِ نبوت!
ازالۂ اوہام صفحہ ۱۸ پر فرماتے ہیں:۔
"مسیح دنیا میں آ کر صلیبی مذہب کی شان و شوکت کو اپنے پیروں کے نیچے کچل دے گا اور بیّن حجتوں سے اسکی منکرانہ ہستی کا خاتمہ کر دے گا"
دنیا جانتی ہے کہ عیسائیت کا عروج سلطنت کا رہینِ منّت ہے۔ اگر آج عیسائی

طاقتوں سے (مسلمانوں کی طرح) سلطنت چھین لی جائے، تو معاً اس مذہب کی "شان و شوکت" مٹ جائے۔ مرزا صاحب کا پہلا فرض یہ تھا کہ دجّال (انگریز) کی سلطنت کا خاتمہ کرتے۔ اس سے کم از کم ہندوستان میں تو عیسائیت کا خاتمہ ہو جاتا۔ لیکن مرزا صاحب نے کیا کیا؟ ملاحظہ ہو ازالۂ اوہام صفحہ ۱۳۲

"ہم پر اور ہماری ذرّیت پر گورنمنٹ کی وفاداری فرض ہے۔"

یہ عجیب قسم کا مسیح ہے جس پر دجّال کی وفاداری فرض ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ ۵۴ پر ارشاد ہوتا ہے:

"ہم مکہ و مدینہ میں اتنے آسودہ حال نہیں، جتنے گورنمنٹ (یعنی دجّال) کے زیر سایہ ہیں۔ رسول اللہ صلعم کا زمانہ اتنا پُرامن نہیں تھا۔"

بالفاظ دیگر لنڈن، مکے اور مدینے سے زیادہ پُرامن ہے اور "دجّال" کا عہدِ رسول سے زیادہ بابرکت ہے! ایک مزے کی بات سنئے ۔۔۔ ازالۂ اوہام صفحہ ۲۷۶ پر فرماتے ہیں:-

"میرا فریقِ مخالف، کاذب و کافر نہیں، بلکہ مُسلم مُخطی ہے۔"

مطلب یہ کہ "مسیح موعود" کا منکر تو کافر نہیں لیکن "دجّال" کے مخالف کو معاف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ فرماتے ہیں:-

"گورنمنٹ کا مخالف بڑا گنہگار، ظالم اور خبیث ہے۔" (ازالہ صفحہ ۷۴۹)

عجیب نبی ہے کہ اس کا مخالف تو صرف مسلم خطاکار سمجھا جاتا ہے، اور انوکھا دجّال ہے جس کی وفاداری فرضِ عین ہے، اور مخالفت گناہ، ظلم اور خبث۔

ایک مرتبہ چند علماء نے کسی معاملے پر "دجّال" (حکومت) کی مخالفت کی۔ اس پر حضرت "مسیح" کو جو غصہ آیا تو زہریلے ناگ کی طرح اُبھر کر یوں پھنکارنے لگے:-

"گورنمنٹ (دجّال) کی مخالفت سخت معصیت کبیرہ، حرام اور مکروہ بدکاری ہے"

ان مولویوں نے قرنطون اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ (یعنی دجال) پر حملہ کردیا۔" (ازالہ صفحہ ۲۲۷ و ۲۰۴)۔

اگر عرشی صاحب مرزا صاحب کو جھوٹا نہیں سمجھتے، تو ذرا ان کے دعوئ مسیحیت اور حمایتِ دجالیت میں تطبیق پیدا کرکے دکھا دیں۔ ہمیں یقین ہے کہ مرزائیوں کا بڑے سے بڑا عالم بھی اس تضاد کو رفع نہیں کرسکتا۔

۲۔ قرآنِ حکیم میں کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِتَالُ کی نصِ صریح کے رُو سے مسلمانوں پر جہاد فرض کردیا گیا ہے۔ لیکن مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال"

کون سچا ہے: خدا، مرزا صاحب، یا عرشی صاحب جو مرزا صاحب کو "جھوٹا نہیں سمجھتے"؟

۳۔ "میرا مخالف مسلم مخفی ہے" (ازالہ صفحہ ۶۳۷)

"خدا نے میری وحی کو مدارِ نجات ٹھہرایا ہے۔" (اربعین ۴ صفحہ ۶)

کونسا قول درست ہے؟

۴۔ مرزا صاحب نے سات بڑی بڑی پیشگوئیاں کی تھیں، جو سب کی سب غلط نکلیں (تفصیل "الہامات مرزا" (مصنفہ مولانا ثناء اللہ) میں ملاحظہ ہو۔ بایں ہمہ اعجاز احمدی صفحہ ۱ پر مذکور ہے:۔

"میری پیشگوئیوں کے مصدق ساٹھ لاکھ انسان ہیں۔"

یہ وہ زمانہ تھا جب "نزولِ مسیح" میں مرزا صاحب نے اپنے مریدوں کی تعداد ستر ہزار بتلائی تھی۔ آپ کے مرید تو ٹھہرے ستر ہزار، یہ باقی انسٹھ لاکھ تیس ہزار کہاں سے آگئے؟ اگر باقی مسلمانوں میں اتنے افراد مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کو سچا سمجھتے تھے تو حلقۂ احمدیت میں کیوں داخل نہ ہوگئے؟ صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب

نے جھوٹ بولا ہے، لیکن ہم یہ دعویٰ کرتے ہوئے ذرا جھجکتے ہیں، اسلئے کہ حضرت عرشی انھیں "جھوٹا نہیں سمجھتے"۔

۵ - "رسول اللہ صلعم سے تین ہزار معجزے ظاہر ہوئے"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۵)

"میری نبوت کے لئے تین لاکھ نشان ہیں"۔ (اخبار بدر ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء)
مرزا صاحب کی نبوت کا زمانہ ۲۶ برس تھا۔ اس حساب سے ایک برس میں نشانات کی تعداد ۱۱۵۳۸، ایک ماہ میں ۹۶۰ اور ایک دن میں ۳۲ ہوتی ہے۔ یعنی ایک مداری کی طرح مرزا صاحب تمام دن شعبدے دکھلاتے رہتے تھے۔ پھر ہر چیز کی کوئی حد ہوتی ہے۔ اس تعداد سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نشانات دکھلانے کی کوئی مشین تھے۔

یہ ایک ایسا قول ہے جسے کوئی صحیح العقل انسان باور نہیں کر سکتا۔ یہ الگ بات ہے کہ عرشی صاحب مرزا صاحب کو بدستور سچا سمجھتے ہیں۔

۶ - "...... خاصکر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اسکے لئے آواز آئیگی: ھٰذَا خلیفۃ المھدی۔ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے، جو ایسی کتاب میں درج ہے، جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے"۔
(شہادۃ القرآن صفحہ ۴۱)۔

اٹھائیے بخاری اور اوّل سے آخر تک دیکھ جائیے۔ کہیں یہ حدیث نہیں ملیگی، اگر عرشی صاحب فرمائیں کہ یہ حدیث بخاری میں تو نہیں، فلاں کتاب میں موجود ہے اور مرزا صاحب کے حافظے نے غلطی کھائی ہے، تو پھر ہم اور عرشی صاحب متفق ہو گئے کہ "دروغ گو را حافظہ نہ باشد"۔

۷ - "مجدد سرہندی نے لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہینگے، لیکن جس شخص کو بکثرت اس مخاطبہ

مکالمہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"۔ (حقیقۃ النبوت حصہ اول صفحہ ۹۹)۔

مجدد سرہندی رح کے قول کا آخری حصہ ہے : "وہ محدث کہلاتا ہے"۔ قادیانی نبی نے نہایت "دیانتداری" سے کام لیتے ہوئے "محدث" کی جگہ نبی بنا دیا۔

۸۔ "تفسیر ثنائی میں درج ہے کہ ابوہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے۔ اسکی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے اور اس میں نقل کرنے کا مادہ تھا"۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۵)

تفسیر ثنائی میں یہ چیز قطعاً موجود نہیں۔

۹۔ "قرآن شریف میں درج ہے کہ یہ سیارات و کواکب اپنے اپنے قالبوں کے متعلق ایک ایک روح رکھتے ہیں، جن کو نفوس کواکب بھی کہہ سکتے ہیں"۔ (توضیح المرام خورد صفحہ ۴)

کیا قادیانی نبی کے پیروؤں میں سے کوئی صاحب بتلائینگے کہ یہ کس آیت کا ترجمہ ہے؟

۱۰۔ "احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ مسیح موعود ششم ہزار میں ہوگا"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۰۱)

صحیح حدیث تو رہی ایک طرف کسی غلط حدیث میں بھی یہ چیز موجود نہیں۔ اور اگر ہو تو پھر مرزا صاحب تیرھویں صدی کے آخر میں مسیح موعود کیسے بن گئے یعنی اپنے وقت مقررہ سے چار ہزار سات سو برس پہلے کیسے آگئے؟

۱۱۔ "حضرت عیسیٰ کی قبر سری نگر میں ہے"۔ (الہدیٰ صفحہ ۱۰۹)

"حضرت عیسیٰ کی قبر شہر گلیل میں ہے"۔ (ازالۂ اوہام صفحہ ۲۳۷)

"حضرت عیسیٰ کی قبر بیت المقدس میں ہے"۔ (اتمام الحجۃ حاشیہ صفحہ ۱۹)

کونسا قول درست ہے؟

۱۲۔ "اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئیگا نیا ہو یا پرانا"۔ (نشان آسمانی صفحہ ۲۸)

"رسول اللہ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کافر و کاذب سمجھتا ہوں۔"
(دین الحق صفحہ ۲۷)

"میری وحی اُسی چشمے سے نکلی ہے جہاں سے وحی نبوت نکلتی ہے" (ازالہ صفحہ ۴۲۳)

"میں براہین احمدیہ سے بھی نو برس پہلے کا مدعی نبوت ہوں"۔ (اربعین ۳ صفحہ ۷)

"مبشراً برسول یاتی ...... یہ آیت میرے متعلق ہے" (" " صفحہ ۳۸)

"میں صاحب شریعت نبی ہوں" (ملخص) (اربعین ۴ صفحہ ۷)۔

مرزا صاحب آنحضرت صلعم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر و کاذب (جھوٹا) سمجھتے ہیں اور پھر خود ہی مدعی نبوت بن جاتے ہیں۔ اپنے ہی قول کے مطابق وہ کافر بھی ہو گئے اور جھوٹے بھی، لیکن حضرت عرشی انھیں سچا سمجھتے ہیں۔

۱۳ ۔ اذ قال اللہ یعیسیٰ ءانت قلت للناس الخ ماضی کا واقعہ ہے (ازالہ صفحہ ۶۰۲)
" " " " " قیامت کا واقعہ ہے (کشتی نوح صفحہ ۶۹)

کس بات کا اعتبار کریں؟

۱۴ ۔ "اس بات کو اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح میں دو ایسی باتیں ہیں کہ وہ کسی نبی میں جمع نہیں۔ اول انھوں نے ۱۲۵ برس عمر پائی۔ دوم انھوں نے سیاحت کی"۔ (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۵۳)

اسلام کے تمام فرقے تو رہے ایک طرف اگر حضرت عرشی صرف ایک ہی فرد ایسا بتلا دیں، یا قادیانیوں کو چھوڑ کر باقی مدعیانِ اسلام میں سے ایک فرد ہی ایسا دکھا دیں جو مسیح کے متعلق ان دو باتوں کا قائل ہو، تو ہم بھی مرزا صاحب کو سچا سمجھیں گے اور اگر نہ دکھلا سکیں (اور ہرگز نہیں دکھلا سکینگے) تو "البیان" کی اگلی اشاعت میں مرزا صاحب کے کاذب ہونے کا اعلان فرمائیں۔

۱۵۔ "کنز العمال میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ خدا کے سب سے پیارے غریب ہیں۔ پوچھا کہ غریب کون ہوتے ہیں؟ فرمایا: غریب وہ ہیں جو عیسیٰ مسیح کی طرح دین لے کر اپنے ملک سے بھاگ گئے ہیں"۔ (ریویو جلد ۲۔ نمبر ۶ صفحہ ۲۳۵)۔

خط کشیدہ حصہ ایجادِ مرزا ہے۔ تعزیراتِ ہند میں اس حرکت کا نام ہے چار سو بیس۔

۱۶۔ "پھر اس جگہ وہ حدیث کہ جو کنز العمال میں لکھی ہے وہ بھی ظاہر کرتی ہے یعنی یہ کہ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح کو اس ابتلا کے زمانے میں جو صلیب کا زمانہ تھا حکم ہوا کہ کسی طرف اور کسی ملک کی طرف چلا جا"۔ (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۱۳)۔

سب سے پہلے تو فقرے کی "فصاحت" کی داد دیجئے۔ بندشیں کتنی "چست" ہیں۔ سبحان اللہ اور حشو و زوائد تو ہیں ہی نہیں، اور اسکے بعد رسولِ قادیاں کی دیانت داری کی تعریف فرمائیے کہ کنز العمال میں ایسی کوئی حدیث موجود نہیں جس میں مسیح کو کسی ملک کی طرف جانے کی ہدایت دی گئی ہو۔

۱۷۔ "جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ کا سیر کیا ہوگا اور جموں کی راہ سے کشمیر گئے ہونگے"۔ (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۶۸)

"سیر کیا ہوگا"۔ مرزا صاحب مدعی ہیں کہ ان سے تین لاکھ نشانات سرزد ہوئے ہیں۔ ان میں سے غالباً ایک یہ ہے کہ لفظ "سیر" مؤنث تھا، بیک نظر "مذکر" بنا دیا۔

"اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں"، کیا کوئی قادیانی حضرت کسی ایسی پرانی تاریخ کا نام بتائینگے جس میں مسیح کی سیاحتِ ہند کا ذکر ہو۔ اگر نہ بتا سکیں اور قطعاً نہیں بتا سکینگے، تو دیانت داری سے تسلیم کریں کہ حضرت مرزا صاحب زندگی بھر جھوٹ بولنے کی مشق کرتے رہے۔

۱۸۔ "حضرت مسیح کی عمر ۱۵۳ برس تھی"۔ (تذکرۃ الشہادتین اردو صفحہ ۲۷)۔

(۲) "حضرت مسیح کی عمر ۱۲۵ برس تھی" (مسیح ہند میں صفحہ ۵۳)

(۳) "حضرت مسیح کی عمر ۱۲۰ برس تھی" (ریویو جلد ۵ ع۵ صفحہ ۱۸۱)۔

مت سمجھئے کہ یہ فقرے کسی مخبوط الحواس انسان کے منہ سے نکلے ہیں، بلکہ القادیانی کا پیغمبرِ اعظم بول رہا ہے اور بقائمی حواسِ خمسہ۔

۱۹۔ "حضرت مسیح زندہ ہیں اور وہ دوبارہ آئینگے" (ملخص) (براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸، ۴۹۹)

"حیاتِ مسیح کا قول بے ایمانی ہے" (ازالہ صفحہ ۴۵۵)

تو مرزا صاحب کیا ہوئے؟ ۔۔۔۔۔۔ ایک قادیانی بول اُٹھیگا: "پیغمبر"۔

۲۰۔ "مسیح کے نزول کا عقیدہ ہمارے ایمانیات کا جزو نہیں اور نہ اسلام کے نقص و کمال میں اسے کوئی دخل ہے" (ازالہ صفحہ ۱۴۰)۔

"خدا نے میری وحی کو مدارِ نجات ٹھیرایا ہے" (اربعین ع۴ صفحہ ۶)

مسیح موعود کا عقیدہ جزوِ ایمان بھی نہیں اور پھر قادیانی مسیح اپنی وحی کو ہمارے لئے مدارِ نجات بتاتا ہے۔ معاملہ کیا ہے؟ قادیانی نبی کا یہ بھی ایک معجزہ سمجھئے کہ آپ کا ہر قول دوسرے سے متصادم ہو جاتا ہے۔

۲۱۔ "قرآن شریف میں مسیح کے آنے کا کہیں ذکر موجود نہیں" (ازالہ صفحہ ۲۷)

"میں اپنے آپ کو وہی مسیح کہتا ہوں جس کے آنے کا ذکر قرآن میں اجمالاً اور حدیثوں میں صریحاً موجود ہے" (ازالہ صفحہ ۱۹۱)

سمجھ میں نہیں آتا کہ مرزا صاحب کے دماغ کا ماتم کریں، یا ان لوگوں کی عقل کا جو ان کو پیغمبر سمجھ بیٹھے ہیں۔ اگر قادیانیوں کی عقل پر پتھر نہ پڑے ہوتے تو اس طرح کے مخبوط الحواس انسان کو نبی کیوں سمجھتے۔ سچ ہے جیسی روح ہو ویسے ہی فرشتے بھی مل جاتے ہیں۔

۲۲۔ "میرا دعویٰ ہرگز مسیح موعود ہونے کا نہیں بلکہ میں مثیلِ مسیح ہوں" [illegible]

مسیح کی بعض صفات مجھ میں پائی جاتی ہیں۔ جو شخص مجھے مسیح موعود کہتا ہے
وہ مجھ پر افترا باندھتا ہے" ازالہ صفحہ ۱۹۰)۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ غریب مرزا صاحب پر مسیح موعود ہونے کا افترا سب سے پہلے کس نے باندھا تھا، تاکہ اسکی خبر لی جائے۔ یہ لیجئے مفتری مل گیا۔ افسوس کہ مر چکا ہے ورنہ قادیانی اسکی تکا بوٹی کر ڈالتے۔ مفتری کی اپنی زبانی سنئے اور اسی کتاب (ازالہ) کے اگلے صفحے (۱۹۱) پر ملاحظہ فرمائیے:۔

"میں اپنے آپ کو وہی مسیح موعود کہتا ہوں جس کا ذکر قرآن میں اجمالاً اور حدیث میں صریحاً موجود ہے"

"یہ عاجز روحانی طور پر وہی مسیح موعود ہے جس کے آنے کی قرآن و حدیث میں خبر دی گئی تھی" (ازالہ صفحہ ۲۶۱)

"حضرت مسیح اپنے والد یوسف کے ساتھ نجاری کا کام کرکے چڑیاں بنایا کرتا تھا" (ازالہ صفحہ ۳۰۳)۔

اور اسی کتاب کے صفحہ ۳۷۷ پر اپنا ایک شعر درج فرماتے ہیں جس میں مسیح کو بے پدر بتا رہے ہیں:

کرمکے بودم مرا کردی بشر
اے عجب تر از مسیح بے پدر

(نیز ملاحظہ ہو ازالہ صفحہ ۶۵۹)۔

اب مرزا بشیر الدین بی) بتائیں کہ ان کے والد ماجد کے ان اقوال میں تطبیق پیدا کرے تو کون؟ اگر پیغمبر کی تعریف یہی ہوتی ہے کہ وہ صبح کی کہی ہوئی بات کی شام تک دس مرتبہ تردید اور دس مرتبہ تصدیق کرے، تو پھر واقعی مرزا صاحب

بے شک بڑے پیغمبر تھے

۲۴ - (ا) "حضرت مسیح اپنے والد یوسف کے ساتھ نجاری کا کام کر کے چڑیاں بنایا کرتا تھا۔" (ازالہ صفحہ ۲۶۱)

(ب) "حضرت مسیح قطعی اور یقینی طور پر مسمریزم سے چڑیاں بناتے تھے۔" (ازالہ صفحہ ۳۰۸)۔

(ج) "حضرت مسیح کی چڑیوں کا پرواز بطور معجزہ قرآن سے ثابت ہے۔" (آئینہ کمالات صفحہ ۶۸)۔

کیا سمجھے کہ مرزا صاحب کیا تھے ؟

۲۵ - "....... ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین - یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی دنیا میں نہیں آئیگا، کیونکہ رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ وہ علوم دینی جبرئیل کے ذریعے حاصل کرے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وحی الٰہی تا قیامت منقطع ہے۔" (ازالہ صفحہ ۶۱۴)۔

مرزا صاحب ثابت یہ کر رہے ہیں کہ حضرت عیسٰی دوبارہ نہیں آسکتے، ورنہ وحی کا سلسلہ پھر شروع ہو جائیگا، حالانکہ آیۂ بالا کے رُو سے وحی قیامت تک منقطع ہو چکی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے ازالہ اوہام صفحہ ۵۸۶، فرماتے ہیں :-

"خدا تعالیٰ ایسی ذلت و رسوائی اس اُمت کے لئے اور ایسی ہتک و کسرِ شان اپنے نبی مقبول خاتم الانبیاء کے لئے ہرگز روا نہیں رکھ سکتا کہ ایک رسول کو بھیج کر جس کے آنے کے ساتھ جبرئیل کا آنا ضروری امر ہے اسلام کا تختہ ہی اُلٹ دیوے، حالانکہ وہ وعدہ کر چکا ہے کہ آنحضرت کے بعد کوئی رسول نہیں آئیگا۔" (ازالہ صفحہ ۵۸۶)۔

اس حوالے کا خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت ؐ کے بعد مسیح کا آنا امت کی رسوائی، رسول کریم ؐ کی ہتک اور اسلام کی بربادی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا امت، مسلمہ، رسول کریم اور اسلام کو رسوا و ذلیل کرنے کیلئے کوئی نبی آیا؟ خود مرزا صاحب کی زبانی سنئے :-

"میں مسیح موعود ہوں اور احادیث میں مسیح موعود کی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نبی ہوگا یعنی خدا سے وحی پانے والے، اس لئے میں نبی ہوں۔" ملخص

(ازالہ صفحہ ۱۰۷)۔

کیسا نبی؟ بقول مرزا صاحب : "اُمت کے لئے باعثِ ذلت و رسوائی، نبی مقبول کے لئے باعثِ ہتک و کسرِ شان اور اسلام کا تختہ اُلٹ دینے والا!"

نامعقولیت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے لیکن قادیانی نبی کے ہاں اس چیز کی کوئی حد نہیں۔ ذرا منطق تو ملاحظہ ہو :-

(۱) "حضرت عیسیٰ دوبارہ نہیں آسکتا، اسلئے کہ وہ نبی ہے۔ نبی کے ساتھ سلسلہ وحی ہوا کرتا ہے۔ اور اللہ نے رسولِ کریم کے بعد سلسلہ وحی کو تا قیامت بند کر دیا ہے۔"

(۲) "میں نبی ہوں اسلئے کہ مسیح موعود ہوں۔ چونکہ مسیح موعود کو حدیث میں نبی کہا گیا ہے، اسلئے میں نبی ہوں۔ نبی خدا سے وحی پاتا ہے، اس لئے مجھ پر وحی آیا کرتی ہے۔"

کوئی پوچھے، اگر وحی کا سلسلہ آپ کے لئے شروع ہوسکتا ہے تو حضرت مسیح نے ایسا کونسا قصور کیا ہے کہ ان کے لئے تا قیامت بند رہے گا؟"

۴۶- "۔۔۔۔۔ میں مثیل مسیح ہوں۔" (ازالہ صفحہ ۱۹۰)۔

مطلب یہ کہ مرزا صاحب میں حضرت مسیح کے اوصاف پائے جاتے ہیں۔ حضرت

مسیح میں کون کون سے اوصاف پائے جاتے تھے؟ اسکی تفصیل مرزا صاحب سے سنئے :-

(ا) "معجزات میں یہودی حضرت مسیح سے بہت آگے بڑھے ہوئے تھے۔" (ازالہ صفحہ ۵۵۴)

(ب) "مسمریزم ایک مکروہ، قبیح فعل ہے، جسے میں بُرا سمجھتا ہوں ورنہ حضرت مسیح سے بڑھ جاتا۔" (ازالہ صفحہ ۳۰۹)

(ج) ازالۂ اوہام صفحہ ۳۰۳ پر آپ نے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مسیح (نعوذ باللہ من ذالک) بدکاری کا نتیجہ تھے۔

(د) "حضرت مسیح کا میل جول کنجریوں سے رہا کرتا تھا اور وہ شرابی بھی تھے۔" (ازالہ صفحہ ۹۰۷)۔

(ہ) "مسیح ایک نکما اور ضعیف انسان تھا، روحانیت اور دین کا اسمیں نام تک نہ تھا۔ جھوٹا خالق تھا۔ دوسروں کے دلوں کو سیاہ کرتا تھا اور یہی وجہ ہے کہ وہ فیل ہوا۔" ازالہ صفحہ ۳۱۰)

تو یہ ہے وہ مسیح جس کے مثیل ہونے پر مرزا صاحب کو ناز ہے۔ ان حوالوں سے آپ نے یہ بھی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ جو شخص ایک اولوالعزم رسول کے متعلق اس دریدہ دہنی سے کام لیتا ہے، نبوت تو رہی ایک طرف اس کی انسانیت کس درجہ کی تھی۔ ستیارتھ پرکاش کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کو مکتبۂ قادیاں کی طرف بھی توجہ دینی چاہئیے کہ یہاں انبیاء و رسل کی تحقیر و استخفاف کا اس قدر مواد ملیگا جسکے سامنے ستیارتھ پرکاش بھی شرما جائیگی۔

۶ - ازالۂ اوہام صفحہ ۶۸۶ نیز صفحہ ۲۴۰ پر مرزا صاحب نے دجال کے خروج کو تسلیم کیا ہے، لیکن اسی کتاب کے صفحہ ۲۳۷ پر فرماتے ہیں :-

"دجال کا آنا آخری زمانے میں سراسر غلط ہے۔"

۲۸۔ "اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ الخ، اس آیت میں مُتَوَفِّیْكَ کے وفات کے بغیر دوسرے معنی کرنا الحاد و تحریف ہے۔" (ازالہ صفحہ ۴۳۵)

لیکن براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۹ پر اسی آیت کے معنی یوں کرتے ہیں :۔

"میں تجھ کو پوری نعمت دینے والا ہوں اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔"

مرزا صاحب کی اس تفسیر کو ان کے اپنے فیصلے کے مطابق کیا کہنا چاہیئے ؟

الحاد و تحریف۔

۲۹۔ "قرآن شریف نے جو مسیح کے نکلنے کی مدت چودہ سو برس ٹھہرائی، بہت سے اولیاء بھی اپنے مکاشفات میں اس مدت کو مانتے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۱۰۵)

قرآن میں درک و بصیرت رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے۔

۳۰۔ "ہماری قبر مدینہ منورہ میں خاص روضہ شریف کے اندر ہو گی" (ازالہ اوہام طبع ثانی صفحہ ۲۳۶)

قادیانی تو یہی کہیں گے کہ مدینہ منورہ سے مراد قادیاں ہے۔ (لیکن روضہ شریف سے پھر کیا مراد ہو گی ؟ ایڈیٹر)

یہ تو تھے مرزا صاحب کے چند اقوال۔ اب آیئے اُن پر ایک اور پہلو سے نگاہ ڈالیں جب کوئی نبی دنیا میں آتا ہے، تو اپنے ہمراہ ایک انقلاب انگیز تعلیم لاتا ہے اور یہ تعلیم اس قدر بلند الفاظ میں ہوا کرتی ہے کہ بڑے بڑے فصیح البیان ادیب اس کے سامنے سر تعظیم جھکا دیتے ہیں۔ انسانی نفسیات ہی کچھ اس طرح کی ہیں کہ جب تک کوئی بات نہایت فصیح الفاظ میں نہ پیش کی جائے، سامعین پر پورا اثر نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے بلند مطالب کو فصیح ترین عبارات میں پیش کیا گیا اور یہی وہ فصاحت تھی جس نے شعرائے عرب کا غرور توڑ کر رکھ دیا تھا۔

اپنے ملک کی تاریخ پر نگاہ ڈالو۔ صرف وہی لوگ اپنی بات سنا سکے جن کے پاس فصاحت و بلاغت کا معجزہ موجود تھا۔ اقبال، ٹیگور، ابوالکلام آزاد اور مشرقی جہاں چوٹی کے ادیب سمجھے جاتے ہیں، وہیں وہ رہنماؤں کی صف اوّل میں گنے جاتے ہیں۔

اگر آپ اس نقطۂ نگاہ سے مرزا صاحب کی تصانیف کو دیکھیں گے تو آپ کو سخت مایوسی ہوگی۔ بھدی تراکیب، بودا اسلوب بیان، حشو و زوائد کا انبار، اطناب مُمل، غلط سلط عربی، مولویانہ رنگ کی پھُس پھسی اُردو، تخیل سے عاری اشعار اور بے لذت نظمیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ جو شخص اُردو کی چار سطریں لکھنے میں دس ٹھوکریں کھاتا ہے، وہ نبی کیسے بن گیا؟ نبی تو افصح الدہر ہوا کرتا ہے۔ آنحضرت صلعم ان پڑھ تھے، لیکن آپ کا ہر فقرہ جانِ فصاحت ہوا کرتا تھا اور اسی لئے تو آپ نے فرمایا تھا:۔

انا افصح العرب والعجم ولا فخر۔

میں تمام عرب و عجم میں فصیح ترین انسان ہوں اور اسمیں کوئی فخر کی بات نہیں۔

دوسری طرف مرزا صاحب باقاعدہ میٹرک فیل تھے۔ کچھ عرصہ تک کلرکی بھی کرتے رہے۔ اسی بیاسی کتابیں بھی لکھ ماریں، لیکن لکھنے کا ڈھنگ آخر تک نہ آیا اور اس پر بھی نبوت کا دعوے۔ ادبی لحاظ سے ایسے بدمذاق انسان کے دعوائی نبوت کو وہی لوگ تسلیم کر سکتے ہیں جو ذوقِ سلیم کی نعمت سے قطعاً عاری ہوں۔ اتفاق دیکھئے کہ مجھے آج تک کوئی ایسا ادیب دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا جو ادیب بھی ہو اور مرزائی بھی۔ بات یہ ہے کہ ایک بلند مذاق ادیب مرزائی ہو ہی نہیں سکتا۔

الفاظ سے معانی کی طرف آئیے۔ مرزا صاحب کی تصانیف کا ملخص صرف چند فقروں میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ میں مسیح ہوں، مثیلِ مسیح ہوں، مسیح موعود ہوں، مسیح موعود نہیں ہوں، نبی ہوں، نبی نہیں ہوں، شرعی نبی ہوں، یعنی بروزی، ظلّی اور غیر شرعی نبی ہوں، وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ نبوّت کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے، بالکل ختم نہیں ہوا، کچھ ہو بھی گیا ہے، یعنی نہیں ہوا، مجھے ماننے والا ناجی، نہ ماننے والا کافر، میرا مخالف مسلمان، میرا مخالف مردود و ملعون۔

۳۔ دجّال آئیگا، نہیں آئیگا۔

۴۔ میرے آنے پر چاند کو گرہن ہو گیا اور سورج بھی کالا ہو گیا (آپ ہوئے جو بابرکت)، فلاں جگہ زلزلہ آیا اور اتنے آدمی مر گئے۔

۵۔ پیش گوئیاں جو سب کی سب غلط نکلیں اور آپ نے بیسیوں جلدیں اُن کی تاویل میں صَرف کر دیں۔

۶۔ نبوّت ثابت کرنے کے لئے آیات و احادیث کے غلط معنی۔

۷۔ "دجّال" کی وفاداری کی تلقین، جہاد کی تنسیخ، انبیاء کا استہزاء اور اپنی تعریف بے جا۔

۸۔ مجھے فلاں الہام ہوا، مجھے حمل ہوا، مجھے حیض آیا، دردِ زہ نے ستایا، وضعِ حمل ہوا اور اپنے پیٹ سے میں خود پیدا ہو گیا (معرفت کی باتیں ہیں)۔

مرزا صاحب کی کسی کتاب کو اُٹھا کر دیکھئے۔ بس اسی قسم کے رطب ویابس سے لبریز ہوں گی۔ تمام کی تمام تصانیف پڑھ جائیے اور آپ کو ان تصانیف سے ہرگز پتہ نہیں چلیگا کہ ان کی بعثت شریفہ کا مقصد کیا تھا؟ اگر کوئی مقصد میں سمجھا ہوں تو وہ ہے: اوّل جہاد کی تنسیخ تاکہ مسلمان کافر سے بدتر بن جائے۔ دوم: "دجّال" کی وفاداری کی تلقین۔ انصاف سے کہئے، ایسا شخص خدا کا

فرستادہ ہو سکتا ہے ؟

قرآن حکیم میں وارد ہے :-

وَمَا اَرْسَلْنَا رَسُوْلاً اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ - ہم رسول کو اس کی قوم کی زبان میں پیام دیا کرتے ہیں -

لیکن مرزا صاحب پر جو الہام ہوا ، وہ عربی میں ہوا ، کیا اللہ تعالیٰ کو اُردو نہیں آتی تھی ؟ اور پھر مزہ دیکھئے کہ قرآن ہی کی آیات دوبارہ آپ پر اُترتی رہیں کیا اللہ کے ہاں عربی زبان کا ذخیرہ بھی ختم ہو چکا تھا ؟ قرآنی آیات کے علاوہ عربی کے چند اور فقرے بھی ملتے ہیں جو ادبیت کے لحاظ سے نہایت پست ہیں اور عموماً غلط - مثلاً : یا مریم اسکن - ایک جاہل بھی جانتا ہے کہ اسکن مذکر کا صیغہ ہے اور مریم مؤنث ہے - اسلئے یہ فقرہ غلط ہے - اسی طرح فبشرنی بموتہ فی ستۃ سنۃ (اور خدا نے مجھے لیکھرام کی موت کی چھ برس میں خبر دی) میں فی کا تعلق بشرا سے ہے ، قواعد کے لحاظ سے اس کے معنی یوں بنتے ہیں کہ اللہ نے لیکھرام کی موت کی اطلاع دیتے دیتے چھ برس گذار دئے - پھر قواعد کی رُو سے " ستۃ سنین " چاہیئے ، " سنۃ " یقیناً غلط ہے - اب اگر کسی احمدی سے کہیے کہ حضرت آپ کے پیغمبر نہ عربی جانتے ہیں اور نہ اُردو ، تو وہ معاً قرآن شریف اُٹھا کر اسمیں غلطیاں تلاش کرنے لگ جائینگے - عجیب پیغمبر ہے اور عجیب پیرو - ان میں سے کون زیادہ کج دماغ ، کج نگاہ اور کج بحث ہے میں آج تک فیصلہ نہیں کر سکا - سلامتِ ذوق ، منطق ، استدلال اور ادبیت کی تو اس گروہ نے مٹی پلید کر کے رکھدی ہے اور طرہ یہ کہ اعجازِ فصاحت کے بھی مدعی ہیں -

احمدی عموماً اس چیخ پکار کرتے نظر آتے ہیں کہ جی ہم نے برلن اور لندن تک اسلام کا پیغام پہنچایا اور قرآن کے درجنوں تراجم تیار کئے - یہ اینٹھنے کی بات نہیں بلکہ شرم کا

مقام ہے کہ تم نے پیدا ہوتے ہی دنیا کے ستر کروڑ مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے باہر نکال دیا، مساجد میں آنا جانا ترک کر دیا، باقی مسلمانوں سے شادی و مرگ کے تمام تعلقات منقطع کر لئے۔ کوئی مسلمان تمھیں سلام کہہ بیٹھے تو تم جواب میں وعلیکم السلام نہیں کہتے۔ اگر تمھارا باپ بھی غیر احمدی ہو اور فوت ہو جائے تو اسکے جنازے میں شامل نہیں ہوتے۔ معمولی مسلمان تو رہا ایک طرف اگر مفتیٔ فلسطین بھی فرائض امامت سرانجام دے رہا ہو، تو تم اسکے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ تو گویا ستر کروڑ مسلمانوں کا قصہ تو یوں پاک ہوا۔ باقی رہے وہ غیر مسلم جنھیں تم بزعم خود مسلمان بناتے ہو تمھارے اور اُن کے اسلام کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود ہیں۔ مسیحؑ فوت ہو چکے ہیں۔ نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا اور جہاد فی سبیل اللہ حرام ہے۔ اس ذلیل اسلام سے تو کفر ہزار درجہ بہتر ہے۔

جونہی دنیا میں آتا ہے اس کے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں الہام الٰہی کی کڑکتی ہوئی بجلیاں ہوتی ہیں۔ وہ کاشانۂ باطل پر صاعقہ بن کر گرتا ہے۔ اس کے جلو میں سمندری لہروں کا شور اور طوفانوں کا زور ہوا کرتا ہے۔ اس کی رفتار قہار فرمانرواؤں کا دل دھڑکا دیتی ہے اور اس کی ایک للکار سے کائنات دہل جاتی ہے کوئی ایسا پیغمبر جس نے اپنی زندگی میں سلطنت قائم نہ کی ہو۔ اگر کوئی ایسا ہے تو یقیناً اسکے پیروؤں نے تھوڑے ہی عرصہ میں جہاں بانی کی داغ بیل ڈال دی ہوگی ہندوستان میں رام چندر جی نے راون کو شکست دے کر لنکا کو زیر نگیں کیا۔ حضرت کرشن نے مہابھارت کی مشہور جنگ کے علاوہ تین اور لڑائیوں میں بھی حصہ لیا۔ مہاتما بدھ کے پیرو آج تک حکومت کر رہے ہیں۔ زرتشت کے پیروؤں نے بارہ سو برس تک نہایت دھڑلے سے حکومت کی۔ انبیاء کو تو رہنے دیجئے، معمولی رہنماؤں پر نگاہ ڈالئے کہ ان میں سے بیشتر اپنے ہمراہ سلطنت لائے۔ مثلاً طارق

اور عبدالرحمٰن الاوّل نے اسپانیہ میں اسلامی سلطنت کی داغ بیل ڈالی۔ ابو مسلم خراسانی سلطنت عباسیہ کے بانی تھے۔ یہی حال اسمٰعیل صفوی، مصطفےٰ کمال، رضا شاہ پہلوی، نادر شاہ، نادر خاں، محمود غزنوی اور تیمور کا ہے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے ہمراہ آزادی و سلطنت لایا۔ ان کے بعد دوسرے درجے کے رہنما آتے ہیں، جو سلطنت تو نہ لا سکے، لیکن اس مقامِ بلند تک پہنچنے کے لئے مسلسل تگا پو کرتے رہے اس سلسلے میں اسمٰعیل شہید، سید احمد بریلوی اور عہدِ حاضرہ میں جناح، نہرو، گاندھی اور آزاد قابلِ ذکر ہیں۔

دنیوی مدارج میں سب سے اونچا مقام سلطنت ہے۔ دنیا کے کسی قوم کے لیڈر پر نگاہ ڈالیے، وہ اپنی قوم کو اسی منزل تک پہنچانے کیلئے زندگی بھر جدّوجہد کرتا رہا۔ کیونکہ سلطنت کے بغیر قوم کی دنیا سنور سکتی ہے نہ آخرت۔ اور بات ہے بھی صحیح۔ بھلا جس قوم کی دولت دوسرے گھسیٹ لے جائیں، جس کی تعلیم آقاؤں کی مرضی کے مطابق ہوتی ہو، جس کے بہترین دماغ ترقی کرتے کرتے مر جاتے ہوں، جس کے علماء نانِ شبینہ کے محتاج ہوں، اور جس کے امراء ضلع کے حاکم کو خدا سے بڑا سمجھتے ہوں اور جس کے غربا کو گھاس کاٹنے، بوجھ اٹھانے، سڑکیں کھودنے اور پنکھے کھینچنے سے لمحہ بھر کی فرصت نہ ملتی ہو ایسی قوم کیا خاک ترقی کریگی؟ ترقی تو رہی ایک طرف، وہ قوم ترقی کے تخیل سے بھی محروم کر دی جاتی ہے:

مکتب از تدبیرِ او گیرد نظام　٭　تا بکامِ خواجہ اندیشد غلام　(اقبالؔ)

غلامی کے رُسوا کن نتائج سے ہر رہبر باخبر تھا اور اسی لئے ہر قوم کے ہر رہنما نے جہانبانی و آزادی کو اپنی منزل قرار دیا اور قوم کو ساتھ لیکر اس مقامِ بلند کی طرف بے تابانہ بڑھتا چلا گیا۔ صرف ایک رہنما اور وہ بھی معمولی رہنما نہیں، پورا پیغمبر ایسا آیا جس نے پہلا کام یہ کیا کہ قوم کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور دوسرا یہ کہ اپنے پیرو دل اور اپنی ذرّیت پر

"دجال" کی وفاداری فرض کر دی، اور پھر بھی یہ کہتے ہوئے شرم نہ آئی کہ میں آنحضرتؐ کا ظل اور بروز ہوں، حالانکہ آنحضرتؐ نے آتے ہی اعلان فرمایا تھا:

بُعِثتُ بالسیف بین یدی الساعۃِ: "میں قیامت سے ذرا پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہوں"

عرب کے جاہل بھی آنحضرت صلعم کے اس مقامِ بلند سے واقف تھے۔ جب کعب بن زہیر مشرف بہ اسلام ہوا اور اسلامی ادب کا وہ مشہور قصیدہ (بانت سعاد) اس موقعہ پر پڑھا تو آنحضرتؐ کے متعلق فرمایا:-

اِنَّ الرسول لسیف یُستضاءُ بہٖ - مُھَنَّدٌ من سیوف اللہِ مسئول!

(یقیناً رسولِ مقبول ایک چمکتی ہوئی ہندوستانی (فولاد کی بنی ہوئی) تلوار ہے، جسے اللہ نے اربابِ باطل کی خبر لینے کے لئے میان سے باہر نکالا)

نبی کی خوبی ہی یہ ہے کہ اس میں جمالِ یوسفی کے ساتھ ساتھ جلالِ سکندری و سطوتِ دارائی بھی موجود ہو۔ خالی غزل خواں، عنبر خوار اور مارالِلحم نوش نبی کو ہم کہاں استعمال کریں۔ ایسا نبی دجال کے کام آئے تو آئے: ورنہ اسکے سوا وہ قطعاً کسی اور مصرف کا نہیں

حریص سرمایہ پرستوں کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ دنیائے انسانی کے پہلوؤں میں جونک کی طرح چپک جائیں اور اس کے خون کا آخری قطرہ پی جائیں۔ ہر راہ نما (خواہ وہ نبی ہو یا غیر نبی) کا پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ ان جونکوں کا خاتمہ کرکے نسلِ انسانی کو نشو و نما کے مواقع بہم پہنچائے۔ صرف ایک ہی پیغمبر ایسا دیکھا ہے، جو اپنی قوم کے لئے آزادی کو سب سے بڑی لعنت اور غلامی کو سب سے بڑی رحمت قرار دیتا ہے۔ جانتے ہو ان کا اسم شریف کیا ہے؟ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود، نبی (شرعی، غیر شرعی، ظلی و بروزی) وغیرہ وغیرہ۔

مجھے امید ہے کہ ان تفاصیل کی روشنی میں حضرت عرشی اپنے نظریے پر نظرِ ثانی کرنے کی*

* [illegible] گوارا فرمائیں گے +

اَلدُّرُوسُ الْعَرَبِيَّةُ

ضَرْبُ الْأَمْثَالِ وَحَدِيثُ الْأَخْلَاقِ

(۱) مَنْ أَكْثَرَ الرُّقَادَ حُرِمَ مِنَ الْمُرَادِ۔

(۲) مَنْ تَوَاضَعَ وُقِّرَ وَمَنْ تَعَاظَمَ حُقِّرَ۔

(۳) خَيْرُ الْمَوَاهِبِ الْعَقْلُ۔

(۴) وَ شَرُّ الْمَصَائِبِ الْجَهْلُ۔

(۵) اَلْجَاهِلُ يَطْلُبُ الْمَالَ وَالْعَاقِلُ يَطْلُبُ الْكَمَالَ۔

(۶) كُمُونُ الْعَدَاوَةِ فِي الْفُؤَادِ كَكُمُونِ الْجَمْرَةِ فِي الرَّمَادِ۔

(۷) فِي الْعَجَلَةِ النَّدَامَةُ وَفِي التَّوَانِي السَّلَامَةُ۔

(۸) صِحَّةُ الْجِسْمِ فِي قِلَّةِ الطَّعَامِ وَصِحَّةُ الرُّوحِ فِي اجْتِنَابِ الْآثَامِ۔

(۹) اُطْلُبِ الْجَارَ قَبْلَ الدَّارِ وَالرَّفِيقَ قَبْلَ الطَّرِيقِ۔

(۱۰) اَلشَّبَابُ لَا يُدْرَكُ بِالْخِضَابِ وَلَا الْغِنٰى بِالْمُنٰى۔

(۱۱) لَا يُعْرَفُ الشُّجَاعُ إِلَّا عِنْدَ الْحَرْبِ وَلَا يُعْرَفُ الْحَلِيمُ إِلَّا عِنْدَ الْغَضَبِ۔

(۱۲) اَلْعِلْمُ غِذَاءُ الرُّوْحِ كَمَا اَنَّ الطَّعَامَ غِذَاءُ الْاَشْبَاحِ ۔
(۱۳) لَيْسَ مِنْ عَادَاتِ الْكِرَامِ اَلسُّرْعَةُ فِي الْاِنْتِقَامِ۔
(۱۴) اَلْعُلَمَاءُ فِي الْاَرْضِ كَالنُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ ۔
(۱۵) اَلْعِلْمُ حَيٰوةُ الْقَلْبِ وَ مِصْبَاحُ الْاَبْصَارِ۔
(۱۶) مَحَكُّ الْمَحَبَّةِ وَ الْاِخَاءِ حَالَ الشِّدَّةِ دُوْنَ الرَّخَاءِ ۔
(۱۷) اَلْاَخُ الصَّالِحُ مَنْ اَهْدٰى اِلٰى اَخِيْهِ عَيْبَهٗ وَحَفِظَ لَهٗ غَيْبَهٗ ۔
(۱۸) مَنْ اَرْضٰى وَالِدَيْهِ حَازَ دَارَيْهِ ۔
(۱۹) اَلْغَضَبُ مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ ۔
(۲۰) اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّهٗ يُفْسِدُ الْاِيْمَانَ ۔
(۲۱) مَنْ جَعَلَ التَّوَانِيْ مَطِيَّتَهٗ لَا يُدْرِكُ اَبَدًا اُمْنِيَّتَهٗ ۔
(۲۲) اَلْعَدْلُ مِيْزَانُ الرَّحْمٰنِ وَ الْجَوْرُ مِكْيَالُ الشَّيْطٰنِ ۔
(۲۳) اَلْاِنْصَافُ اَحْسَنُ الْاَوْصَافِ ۔
(۲۴) بِئْسَ الزَّادُ اِلَى الْمَعَادِ اَلْعُدْوَانُ عَلَى الْعِبَادِ ۔
(۲۵) اِذَا ظَلَمْتَ مَنْ دُوْنَكَ فَلَا تَاْمَنْ عِقَابَ مَنْ فَوْقَكَ ۔
(۲۶) اَلنَّاسُ مَجْزِيُّوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ اِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَ

اِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔

(۲۷) مَنِ اغْتَرَّ بِكَلَامِ عَدُوِّهٖ فَهُوَ اَعْدٰى عَدُوِّهٖ۔

(۲۸) مَنْ اَصْلَحَ بَيْنَ اثْنَيْنِ اِسْتَوْجَبَ ثَوَابَ الشَّهِيْدِ۔ (الحدیث)

(۲۹) طُوْبٰى لِلصَّالِحِيْنَ بَيْنَ النَّاسِ هُمُ الْمُقَرَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الحدیث)۔

(۳۰) اِذَا حَلَّتِ الْمَقَادِيْرُ ضَلَّتِ التَّدَابِيْرُ۔

(۳۱) يُدَبِّرُ الْمُدَبِّرُوْنَ وَ الْقَضَاءُ يَضْحَكُ۔

(۳۲) اَلْاِنْسَانُ عَبِيْدُ الْاِحْسَانِ۔

(۳۳) مَنْ جَادَ سَادَ وَ مَنْ سَادَ بَلَغَ الْمُرَادَ۔

(۳۴) وَضْعُ الْاِحْسَانِ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِهٖ ظُلْمٌ۔

(۳۵) اَحْسَنُ النَّاسِ مَنْ اَحْسَنَ عَيْشَ الْغَيْرِ فِيْ عَيْشِهٖ۔

(۳۶) اَلصَّبْرُ خَيْرُ لِبَاسٍ عِنْدَ الْبَاسِ۔

(۳۷) اَلْمُصِيْبَةُ وَاحِدَةٌ فَاِذَا جَزَعَ صَاحِبُهَا فَهُمَا اِثْنَتَانِ۔

(۳۸) لِكُلِّ شَيْءٍ جَوْهَرٌ وَ جَوْهَرُ الْعَقْلِ الصَّبْرُ۔

(۳۹) لَا زَوَالَ لِلنِّعَمِ اِذَا شَكَرْتَ، وَ لَا اِقَامَةَ لَهَا اِذَا كَفَرْتَ۔

(۴۰) مَنْ لَمْ يَشْكُرْ عَلَى النِّعَمِ فَقَدِ اسْتَدْعٰى زَوَالَهَا۔

(۴۱) قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَلنِّعْمَةُ دَاءٌ لَيْسَ لَهٗ شِفَاءٌ اِلَّا الشُّكْرُ۔

(۴۲) يَبْلُغُ الْمَرْءُ بِالصِّدْقِ مَنَازِلَ الْكِبَارِ۔

(۴۳) اَحْسَنُ الْقَوْلِ مَا وَافَقَ الْحَقَّ۔
(۴۴) اَحْسَنُ الْکَلَامِ مَا صَدَقَ فِیْہِ قَائِلُہٗ وَانْتَفَعَ بِہٖ سَامِعُہٗ۔
(۴۵) اَلْمَوْتُ مَعَ الصِّدْقِ خَیْرٌ مِنَ الْحَیٰوۃِ مَعَ الْکِذْبِ۔
(۴۶) اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ (الحدیث)۔
(۴۷) اَصْدَقُ النَّاسِ الثَّابِتُ عَلٰی تَوْبَتِہٖ۔
(۴۸) اِغْفِرُوْا یَغْفِرِ اللّٰہُ لَکُمْ (الحدیث)۔
(۴۹) مَنْ کَظَمَ غَیْظًا وَ ھُوَ یَقْدِرُ عَلٰی اِنْفَاذِہٖ مَلَأَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ اَمْنًا وَ اِیْمَانًا (الحدیث)۔
(۵۰) خَیْرُ الْعَفْوِ مَا کَانَ عَنِ الْقُدْرَۃِ۔
(۵۱) لَذَّۃُ الْعَفْوِ اَطْیَبُ مِنْ لَذَّۃِ التَّشَفِّیْ۔
(۵۲) زَیْنُ الْاِسْلَامِ اَلْحِلْمُ (الحدیث)۔
(۵۳) جَمَالُ الْمَرْءِ فِی الْحِلْمِ۔
(۵۴) مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ (الحدیث)۔
(۵۵) تَاجُ الْمُرُوْءَۃِ اَلتَّوَاضُعُ۔
(۵۶) تَوَاضُعُ الْمَرْءِ یُکْرِمُہٗ۔
(۵۷) اَلْقَنَاعَۃُ شَرَفُ الْمَرْءِ فِی الدُّنْیَا وَمَنْزِلَتُہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ (الحدیث)۔
(۵۸) مَنْ قَنَعَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنْ طَمَعَ صَغُرَ وَ ذَلَّ۔
(۵۹) اِنَّ مِنْ کَمَالِ الْاِیْمَانِ حُسْنُ الْخُلْقِ (الحدیث)۔
(۶۰) مَنْ لَانَتْ کَلِمَتُہٗ وَجَبَتْ مَحَبَّتُہٗ۔

(۲۱) مَنْ عَذُبَ لِسَانُهٗ كَثُرَ اِخْوَانُهٗ ۔
(۲۲) اَلْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْاِيْمَانِ (الحدیث)۔
(۲۳) اَلْوَجْهُ الْمَصُوْنُ بِالْحَيَاءِ كَالْجَوَاهِرِ الْمَكْنُوْنِ فِي الْوِعَاءِ ۔
(۲۴) مَنْ كَسَا بِالْحَيَاءِ ثَوْبَهٗ لَمْ يَرَ النَّاسُ عَيْبَهٗ ۔

ترجمہ :-
(۱) جو سویا سو کھویا (یعنی زیادہ سونا انسان کو نامراد کرتا ہے)۔
(۲) جس نے تواضع کی عزت پائی، جس نے بڑائی کی ذلیل ہوا۔
(۳) بہترین نعمت عقل ہے۔
(۴) اور بدترین مصیبت جہل۔
(۵) جاہل مال طلب کرتا ہے اور عاقل کمال۔
(۶) عداوت کا دل میں رکھنا گویا انگارہ کو راکھ میں چھپانا ہے۔
(۷) جلدی کے کام میں پچھتانا پڑتا ہے اور سہولت میں سلامتی ہے۔
(۸) تندرستی کم کھانے سے رہتی ہے اور روح کی قوت گناہوں سے بچنے میں رہتی ہے۔
(۹) مکان لینے سے پہلے پڑوسی ڈھونڈو اور سفر سے پہلے ساتھی۔
(۱۰) خضاب لگانے سے جوانی نہیں ملتی اور نہ آرزو سے دولت۔
(۱۱) بہادر لڑائی میں ہی پہچانا جاتا ہے اور بردبار غصہ کے وقت۔
(۱۲) علم سے روح تازہ ہوتی ہے جیسے کھانے سے بدن کی پرورش ہوتی ہے۔
(۱۳) کریموں کی عادت جلدی بدلہ لینے کی نہیں ہوتی۔
(۱۴) علما زمین پر ایسے ہیں جیسے ستارے آسمانوں پر۔
(۱۵) علم دل کو زندہ کرتا ہے اور آنکھوں کا چراغ ہے۔

(۱۶) دوستی اور برادری کی آزمائش تنگی کے وقت ہوتی ہے نہ راحت کے وقت۔

(۱۷) نیک بھائی وہ ہے جو اپنے بھائی کا عیب اُس پر ظاہر کرے اور اُس کا فضیحہ چھپائے

(۱۸) جس نے اپنے ماں باپ کو راضی کیا، دو جہان کی نعمت پائی۔

(۱۹) غضب ہر فساد کی کنجی ہے۔

(۲۰) غصّہ سے بچ کیونکہ یقیناً وہ ایمان کو بگاڑتا ہے۔

(۲۱) جس نے کاہلی کو اپنی سواری بنایا، وہ کبھی منزلِ مقصود کو نہ پہنچیگا۔

(۲۲) انصاف ترازوئے رحمان ہے اور ظلم پیمانۂ شیطان۔

(۲۳) انصاف بہترین اوصاف ہے۔

(۲۴) لوگوں پر ظلم کرنا بُرا توشہ ہے قیامت کا۔

(۲۵) جب تو اپنے زیردستوں پر ظلم کرے تو تجھ کو اپنے زبردستوں کی سزا سے بےخوف نہیں رہنا چاہئے۔

(۲۶) لوگوں کو اپنے عمل کی جزا ملتی ہے اچھے عمل کی اچھی جزا اور بُرے کی بُری۔

(۲۷) جو دشمن کی بات پر فریب کھاوے وہ اپنی جان کا سخت دشمن ہے۔

(۲۸) جس نے دو آدمیوں میں صلح کروا دی شہید کے ثواب کا مستحق ہوا۔

(۲۹) خوش ہوں وہ لوگ جو لوگوں میں صلح کروا دیتے ہیں، قیامت کے دن وہی مقرب ہونگے۔

(۳۰) تقدیر کی لکھی ہوئی باتوں کے آگے تدبیریں اُلٹی پڑ جاتی ہیں۔

(۳۱) تدبیر کرنے والے تدبیر کرتے ہیں اور قضا ہنستی ہے۔

(۳۲) آدمی احسان سے حلقہ بگوش ہو جاتا ہے۔

(۳۳) جس نے سخاوت کی وہ سردار بنا اور جو سردار ہوا اُس نے مراد پائی۔

(۳۴) نااہل کے ساتھ احسان کرنا ظلم ہے۔

(۳۵) بہترین آدمی وہ ہے جو اوروں کا آرام اپنے آرام میں چاہے۔

(۳۶) ناامیدی کے وقت صبر کا جامہ پہننا اور لباسوں سے اچھا ہے۔

(۳۷) مصیبت ایک ہوتی ہے اور بے صبری کرنے سے وہی دو ہو جاتی ہیں -

(۳۸) ہر چیز کا جوہر ہوتا ہے اور عقل کا جوہر صبر ہے -

(۳۹) شکر سے نعمت زائل نہیں ہوتی اور ناشکری سے نہیں ٹھہرتی -

(۴۰) جس نے نعمت کا شکر نہ کیا گویا تحقیق اُسنے نعمت کا زوال چاہا -

(۴۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نعمت ایک مرض جس سے بغیر شکر کے شفا نہیں ہوتی -

(۴۲) سچائی سے آدمی بڑوں کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے -

(۴۳) بہترین قول وہ ہے جو حق کے موافق ہو -

(۴۴) بہترین کلام وہ ہے جو کہنے والے نے سچ کہا ہو اور سننے والے کو اس سے نفع پہنچا ہو -

(۴۵) سچائی کی موت جھوٹ کی حیات سے بہتر ہے -

(۴۶) گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گناہ کیا ہی نہو -

(۴۷) نہایت سچا آدمی وہ ہے جو اپنی توبہ پر ثابت رہے -

(۴۸) اوروں کو بخشو، خدا تمہیں بخش دیگا -

(۴۹) جو اپنا غصہ پی گیا حالانکہ وہ اسکے جاری کرنے پر قادر ہے، اللہ اسکا دل امن و ایمان بھر یگا -

(۵۰) اچھا درگذر کرنا وہی ہے جو باوجود قدرتِ انتقام کے ہو -

(۵۱) درگذر کرنے کی لذت انتقام کی تسلی سے بہتر ہے -

(۵۲) اسلام کی زینت بُردباری ہے -

(۵۳) آدمی کی خوبصورتی بُردباری میں ہے -

(۵۴) جو خدا کے لئے تواضع کریگا خدا اُسکا درجہ بلند کریگا -

(۵۵) تواضع تاجِ مروّت ہے -

(۵۶) تواضع آدمی کو عزّت دیتی ہے -

(۵۷) قناعت دنیا میں آدمی کیلئے باعثِ شرف ہے اور آخرت میں باعثِ درجہ -

(۵۸) جس نے قناعت کی صاحبِ عزت و جلال ہوا اور جسنے طمع کی ذلیل و خوار رہا۔
(۵۹) خوش خُلقی کمالِ ایمان ہے۔
(۶۰) جو نرم کلام ہوا اُسکی محبت واجب ہو گئی۔
(۶۱) جس کی باتیں میٹھی ہیں اسکے دوست بھی بہت۔
(۶۲) حیا ایمان کی شاخ ہے۔
(۶۳) حیا سے ڈھپا ہوا منہ ایسا ہے جیسا دُرج میں جوہر۔
(۶۴) جو شخص شرم و حیا کا لباس پہنیگا، لوگ اُسکا عیب نہ دیکھیں گے۔
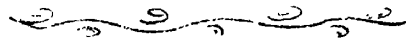
اَلصَّدَفُ

(۱) ذَهَبَ يَوْمًا فَرِيْدٌ مَعَ اُخْتِهٖ اَنِيْسَةَ، اِلٰى شَاطِئِ الْبَحْرِ. وَحِيْنَ وَصَلَا اِلَى الشَّاطِئِ، ابْتَدَأَ فَرِيْدٌ يَجْمَعُ الصَّدَفَ عَنِ الرِّمَالِ، وَجَعَلَتْ اَنِيْسَةُ تُسَاعِدُهٗ.
(۲) وَكَانَ مَعَهُمَا سَلَّةٌ صَغِيْرَةٌ، وَمَا زَالَ فَرِيْدٌ يَجْمَعُ الْاَصْدَافَ وَيَضَعُهَا فِي السَّلَّةِ، وَاَنِيْسَةُ تُسَاعِدُهٗ، حَتّٰى امْتَلَأَتِ السَّلَّةُ. وَكَانَ بَيْنَ الصَّدَفِ صَدَفَةٌ كَبِيْرَةٌ حَمَلَهَا فَرِيْدٌ بِيَدِهٖ.
(۳) ثُمَّ رَجَعَ هُوَ وَاُخْتُهٗ اِلَى الْبَيْتِ، وَحِيْنَ وَصَلَا وَجَدَا اُمَّهُمَا فِي الْجُنَيْنَةِ. فَرَكَضَا

إِلَيْهَا، وَ هُمَا يَصْرُخَانِ فَرَحًا، أُمِّي، أُمِّي، أُنْظُرِي إِلَى هٰذِهِ الصَّدَفَةِ الَّتِي وَجَدْنَاهَا.

(٤) وَ قَالَ فَرِيدٌ، هِيَ كَبِيرَةٌ قَدْرُ الصَّحْنِ وَ تَسَعُ كُلَّ الصَّدَفَاتِ الَّتِي جَمَعْنَاهَا، ثُمَّ أَخَذَتْهَا الْأُمُّ بِيَدِهَا وَ ابْتَدَأَتْ تَحْكِي لَهُمَا عَنِ الْأَصْدَافِ.

(٥) وَ قَالَتْ فِي الْبَحْرِ الْهِنْدِيِّ أَصْدَافٌ كَبِيرَةٌ جِدًّا، فَلَا يَقْدِرُ رَجُلٌ وَاحِدٌ أَنْ يَحْمِلَ وَاحِدَةً مِنْهَا وَ هُوَ يَمْلَأُونَهَا مَاءً فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ وَ يَجْعَلُونَهَا مَغْطَسًا لِلْأَوْلَادِ.

فَرِيد و انيسة على البحر

هٰذَا الْوَلَدُ يَنْجَحُ

(١) خَرَجْتُ يَوْمًا، مَعَ صَاحِبٍ لِي عِنْدَ الْعَصْرِ، نَزُوْرُ رَجُلًا جَلِيلًا فِي الْقَرْيَةِ. وَ كَانَ لِهٰذَا الرَّجُلِ بِنْتٌ وَ صَبِيٌّ يَتَعَلَّمَانِ فِي الْمَدْرَسَةِ، وَ كَانَ الصَّبِيُّ صَغِيرًا، وَ الْإِبْنَةُ أَكْبَرُ مِنْهُ.

(۲) وَ بَعْدَ اَنْ جَلَسْنَا فِیْ بَیْتِہٖ وَ اسْتَرَحْنَا، اَتَانَا الْخَادِمُ بِشَیْءٍ مِنَ التُّفَّاحِ وَ الْبُرْتُقَانِ وَ وَضَعَہٗ اَمَامَنَا فِیْ صَحْنٍ، وَ کَانَتِ الْاَثْمَارُ جَمِیْلَۃً جِدًّا۔

(۳) فَنَظَرَ فَرِیْدٌ الصَّغِیْرُ اِلٰی ذٰلِکَ، ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰی اُخْتِہٖ وَ سَأَلَھَا ھَلْ اٰخُذُ تُفَّاحَۃً، وَ ھَلْ تَرْضٰی اُمِّیْ بِذٰلِکَ؟

(۴) فَاَجَابَتْہُ لَطِیْفَۃٌ لَا یَا أَخِیْ، عَیْبٌ، اُمُّکَ لَا تَرْضٰی بِأَنْ تَاْخُذَ شَیْئًا مِنْ ھٰذِہِ الْاَثْمَارِ، لَیْسَتْ ھِیَ الْاٰنَ لَنَا۔

(۵) وَ عِنْدَ ذٰلِکَ، رَجَعَ اِلَی الْوَرَاءِ عَلٰی مَھْلِہٖ، وَ قَالَ اِذَا کَانَتْ اُمِّیْ لَا تَرْضٰی، فَأَنَا کَذٰلِکَ لَا اَرْضٰی۔

(۶) فَاَعْجَبَنِیْ خُلُقُ ھٰذَا الْوَلَدِ وَ اِنْقِیَادُہٗ اِلٰی خَاطِرِ اُمِّہٖ، اَنَّھَا لَمْ تَکُنْ حَاضِرَۃً مَعَہٗ، وَ قُلْتُ: ھٰذَا الْوَلَدُ یَنْجَحُ۔

فرید ولد نجیب

اَلْفَأْرَةُ

(۱) اَلْفَأْرَةُ لَهَا جِلْدٌ نَاعِمٌ أَبْرَشُ ، وَ لَهَا عَيْنَانِ لَامِعَتَانِ ، وَ أُذُنَانِ كَبِيرَتَانِ ، وَ أَسْنَانٌ حَادَّةٌ قَوِيَّةٌ .

(۲) وَ لَهَا فِي مُقَدَّمِ فَمِهَا ، سِنَّانِ طَوِيلَتَانِ عَرِيضَتَانِ كَالْإِزْمِيلِ ، وَ بِهِمَا تَقْدِرُ أَنْ تَنْقُبَ الْخَشَبَ .

(۳) وَ الْفَأْرَةُ تَعْمَلُ وَكْرَهَا مِنْ وَرَقٍ وَ خِرَقٍ وَ قِطَعٍ مِنَ الْخِيطَانِ . فَتَرَاهُ مُدَوَّرًا مِثْلَ الْكُجَّةِ .

(٤) وَ حِينَ يَنَامُ أَهْلُ الْبَيْتِ ، وَ لَا يُسْمَعُ لِأَحَدٍ مِنْهُمْ صَوْتٌ ، تَخْرُجُ الْفَأْرَةُ مِنْ وَكْرِهَا ، حَتَّى تُفَتِّشُ عَنْ شَيْءٍ تَأْكُلُهُ ، وَ إِذَا دَخَلَتْ إِلَى مُخْدَعٍ أَوْ خِزَانَةٍ ، تَأْكُلُ مَا تَجِدُهُ مِنَ الْخُبْزِ وَ الْجُبْنِ وَ غَيْرِهِمَا .

(٥) وَ لَيْسَ لِلْفَأْرِ مِنْ دَوَاءٍ إِلَّا الْهِرُّ وَ الْفَخُّ . فَالْهِرُّ عَدُوُّ الْفَأْرِ ، وَ حِينَمَا يَشُمُّ رَائِحَتَهُ ، يَرْصُدُ لَهُ وَ يُمْسِكُهُ ، وَ أَمَّا الْفَخُّ فَيَنْشَبُ فِيهِ الْفَأْرُ وَ يَمُوتُ .

الفارة لها اسنان حادّة

اَلزُّجَاجُ

(۱) اَلزُّجَاجُ يُصْنَعُ مِنَ الرَّمْلِ وَ الرَّمَادِ، وَ يُوضَعُ مَعَهُمَا اَشْيَاءُ اُخْرٰى، ثُمَّ تُوْقَدُ النَّارُ تَحْتَهَا، اِلٰى اَنْ تَذُوْبَ فَتَصِيْرَ زُجَاجًا.

(۲) وَ الزُّجَاجُ اَنْوَاعٌ كَثِيْرَةٌ. مِنْهَا زُجَاجُ الشَّبَابِيْكِ، وَ هُوَ يُصْنَعُ اَلْوَاحًا. تُوْضَعُ فِى الشَّبَابِيْكِ وَاسِطَةً لِدُخُوْلِ النُّوْرِ، وَ حَاجِزًا يَمْنَعُ الْهَوَاءَ وَ الْمَطَرَ عَنِ الدُّخُوْلِ اِلَى الْبَيْتِ.

(۳) وَ فِى الزَّمَانِ الْقَدِيْمِ كَانُوْا يَسْتَعْمِلُوْنَ الْخَامَ الرَّفِيْعَ، يَضَعُوْنَهُ فِى الشَّبَابِيْكِ بَدَلًا مِنَ الزُّجَاجِ. وَ النَّاظِرُ مِنْ وَرَاءِ الْخَامِ اِلَى الْخَارِجِ لَا يَقْدِرُ اَنْ يَرَى الْاَشْيَاءَ كَمَا يَرَاهَا مِنْ وَرَاءِ الزُّجَاجِ.

(٤) وَ الزُّجَاجُ فِىْ اَوَّلِ الْاَمْرِ كَانَ يَسْتَعْمِلُهُ الْاَغْنِيَاءُ فَقَطْ فِىْ قُصُوْرِهِمْ، ثُمَّ كَثُرَ

اِسْتِعْمَالُهُ حَتّٰى إِنَّكَ لَا تَرَى الْآنَ بَيْتًا
إِلَّا فِيْهِ شَيْءٌ مِنَ الْأَوَانِي الزُّجَاجِيَّةِ
كَالْأَقْدَاحِ وَ الْقَنَانِيِّ وَ غَيْرِهَا ۔

الزجاج من الرمل و الرماد

ترجمہ

سیپ

(۱) ایک دن فرید اپنی بہن انیسہ کے ساتھ، سمندر کے کنارے کی طرف گیا اور جب وہ کنارے پر پہنچے، فرید ریت میں سے سیپ جمع کرنے لگا اور انیسہ اسکی امداد کرنے لگی ۔

(۲) ان کے پاس چھوٹی سی ٹوکری تھی ۔ فرید سیپ اکٹھے کرکے ٹوکری میں رکھتا، اور انیسہ اس کی امداد کرتی رہی، یہانتک کہ ٹوکری بھرپور ہوگئی ۔ ان سیپوں میں ایک بڑا سیپ تھا، جسے فرید نے اپنے ہاتھ میں اُٹھالیا ۔

(۳) پھر وہ اور اس کی بہن گھر کو واپس ہوئے ۔ جب دونوں پہنچے تو ماں کو باغیچہ میں پایا ۔ دونوں اس کی طرف دوڑے اور وہ دونوں چلّا رہے تھے : اماں! اماں! اس سیپ کو دیکھ جو ہم کو ملا ہے ۔

(۴) اور فرید نے کہا : وہ تھالی جتنا بڑا ہے، اس میں جتنے سیپ ہم نے اکٹھے کئے ہیں سب سما جاتے ہیں ۔ پھر اسکو ماں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور سیپوں کا حال سنانا شروع کیا ۔

(۵) اس نے کہا : بحر ہند میں بہت بڑے بڑے سیپ ہوتے ہیں ۔ اکیلا آدمی

تو ان میں سے ایک کو بھی نہیں اُٹھا سکتا۔ وہ لوگ کبھی ان کو پانی سے بھر کر بچوں کے نہانے کا ٹب بنا لیتے ہیں۔

لکھو : فرید اور انیسہ سمندر کے کنارے

یہ لڑکا کامیاب ہوگا

(۱) ایک دن میں عصر کے وقت اپنے ایک دوست کے ساتھ شہر کے ایک بڑے آدمی کو ملنے کے لئے نکلا۔ اس آدمی کی ایک لڑکی، ایک لڑکا تھا دونوں مدرسے میں پڑھتے تھے۔ لڑکا چھوٹا تھا اور لڑکی اس سے بڑی تھی

(۲) ہمارے اس کے گھر بیٹھنے اور آرام کرنے کے بعد نوکر ہمارے پاس کچھ سیب اور لایا اور ان کو صحنک میں ہمارے سامنے لا رکھا۔ پھل بہت خوشنما تھے۔

(۳) ننھے فرید نے ان کو دیکھا، پھر اپنی بہن کی طرف نگاہ کر کے اس سے پوچھا: ایک سیب لے لوں، کیا میری اماں اس سے خوش ہونگی؟

(۴) لطیفہ نے اسکو جواب دیا: نہ بھائی، بری بات، تیری اماں اس سے خوش نہ ہوگی کہ تم اِن پھلوں میں سے کچھ لے لو، یہ اب ہمارے نہیں ہیں۔

(۵) اس پر فرید آہستہ آہستہ پیچھے کو ہٹا اور بولا: جب اماں جان خوش نہیں تو میں بھی خوش نہیں۔

(۶) مجھ کو اس بچے کی خُو اور اس کا اپنی ماں کی خاطر مان جانا، جبکہ وہ اس کے پاس موجود بھی نہ تھی، بہت پسند آیا، میں نے کہا:
یہ لڑکا کامیاب ہوگا۔

چُوہیا

(۱) چوہیا کی کھال نرم چکبری ہوتی ہے۔ اس کی دو چمکیلی آنکھیں ہوتی ہیں، اور دو بڑے بڑے کان ہوتے ہیں، اور تیز مضبوط دانت۔

(۲) اسکے منہ کے اگلے حصے میں دو لمبے دانت چھینی کی طرح جوڑے ہوتے ہیں، ان سے وہ لڑکیوں میں سوراخ کرسکتی ہے۔

(۳) چوہیا اپنا گھر پتوں، چیتھڑوں، اور دھاگوں کے ٹکڑوں سے بناتی ہے، تم اسکو فٹ بال کی مانند گول دیکھوگے۔

(۴) جب گھر والے سوجاتے ہیں اور ان سے کسی کی آواز سنائی نہیں دیتی، تو بی چوہیا اپنے کاشانے سے نکلتی ہیں، تاکہ کھانے کے لئے کوئی چیز تلاش کرے۔ اور جب وہ کسی کوٹھڑی یا گودام میں داخل ہوتی ہے، تو روٹی مکھن اور ان کے سوا جو کچھ پاتی ہے کھا جاتی ہے۔

(۵) چوہے کی بلّے اور پھندے کے سوا اور کوئی دوا نہیں۔ بلّا چوہے کا دشمن ہے، اور جب وہ اسکی بُو پاتا ہے، تاک لگا کر اسکو پکڑ لیتا ہے۔ رہا پھندا، چوہا اسمیں پھنس کر مر جاتا ہے۔

لکھو: چوہیا کے دانت تیز ہیں۔

شیشہ

(۱) شیشہ ریت اور راکھ سے بنایا جاتا ہے۔ اور ان میں اور چیزیں بھی ڈالی جاتی ہیں۔ پھر ان کے نیچے آگ جلائی جاتی ہے، یہانتک کہ وہ پگھل کر شیشہ

بن جاتی ہیں۔

(۲) شیشے کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ ایک تو کھڑکیوں کے شیشے ہوتے ہیں۔ وہ تختیوں کی صورت پر بنائے جاتے ہیں، اور روشنی اندر آنے کے لئے اور ہوا اور بارش کو گھر کے اندر آنے سے روکنے کی اوٹ بنانے کے لئے دریچوں میں لگائے جاتے ہیں۔

(۳) پرانے زمانے میں روئی کا عمدہ کپڑا کام میں لاتے تھے۔ شیشے کی جگہ اس کو دریچوں میں لگاتے تھے۔ کپڑے کے پیچھے سے چیزوں کو دیکھنے والا ان کو اس طرح نہیں دیکھ سکتا جس طرح شیشے کے پیچھے سے۔

(۴) شیشے کو پہلے پہل امیر لوگ اپنے محلات میں استعمال کرتے تھے۔ پھر اس کا استعمال اتنا بڑھتا گیا کہ اب کوئی گھر ایسا نہ دیکھو گے کہ جس میں کچھ شیشے کے برتن نہ ہوں جیسے پیالے، شیشیاں وغیرہ۔

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۚ وَ

إِنْ	أُرِيدُ	إِلَّا	اَلْ	إِصْلَاحَ	مَا	إِسْتَطَعْتُ ط	وَ
نہیں	میں چاہتا	مگر		سنوارنا	جہانتک	کرسکوں	اور

میں تو یہی چاہتا ہوں کہ جہانتک کرسکوں اصلاح کرتا رہوں ط اور

مَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ

مَا	تَوْفِيقِ	یْ	إِلَّا	بِ اللّٰهِ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَ
نہیں	توفیق	میری	مگر	ساتھ اللہ کے	اس پر	میں نے بھروسا کیا	اور

مجھ کو یہ توفیق اللہ ہی سے ملی ہے ط اسی پر میں بھروسا کئے ہوئے ہوں اور

إِلَيْهِ أُنِيبُ ﴿۸۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ

إِلَيْهِ	أُنِيبُ	۸۸	وَ	يَا	قَوْمِ	ـِ	لَا يَجْرِمَنَّ
اسکی طرف	میں رجوع کرتا ہوں	۸۸	اور	اے	قوم	میری	نہ باعث ہو

اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں - (۸۸) - اور اے میری قوم! کہیں میری ضد

شِقَاقِيْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا

كُمْ	شِقَاقِ	یْ	أَنْ	يُصِيبَ	كُمْ	مِثْلُ	مَا
تم کو	ضد	میری	کہ	مصیبت آئے	تم پر	جیسی	کہ

تم کو ایسے مجرم نہ بنادے کہ تم پر بھی ویسی ہی مصیبتیں آپڑیں

أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ

أَصَابَ	قَوْمَ	نُوحٍ	أَوْ	قَوْمَ	هُودٍ	أَوْ	قَوْمَ
مصیبت پڑی تھی	قوم پر	نوح کی	یا	قوم پر	ہود کی	یا	قوم پر

جیسی نوح کی قوم، یا ہود کی قوم، یا صالح کی قوم پر آپڑی تھیں ط

صٰلِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ

صَالِحٍ ط	وَ	مَا	قَوْمُ	لُوطٍ	مِنْ	كُمْ	بِ
صالح کی ط	اور	نہیں ہے	قوم	لوط کی		تم سے	

اور لوط کی قوم تو تم سے دور بھی نہیں ہے -

بعید ﴿۸۹﴾ واستغفروا ربکم ثم توبوا

بعید	۸۹	و	استغفروا	رب	کم	ثم	توبوا
دور	۸۹	اور	معافی مانگو	رب سے	تمہارے	پھر	باز آؤ

(۸۹) - اور تم اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف

الیه ان ربی رحیم ودود ﴿۹۰﴾ قالوا یشعیب

الیه	ان	ربی	رحیم	ودود	۹۰	قالوا	یا
اسکی طرف	بیشک	رب میرا	مہربان	دوستدار ہے	۹۰	انھوں نے کہا	اے

لوٹ چلو بیشک میرا رب مہربان دوستدار ہے - (۹۰) - انھوں نے کہا :

ما نفقه کثیرا مما تقول وانا

شعیب	ما	نفقه	کثیرا	مما	تقول	و	انا
شعیب !	نہیں	ہم سمجھتے	بہت سا	اس میں سے جو	تو کہتا ہے	اور	بیشک ہم

اے شعیب ! تیری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم

لنرىك فینا ضعیفا ولولا

ل	نری	ک	فی نا	ضعیفا	و	لو	لا
البتہ	ہم دیکھتے ہیں	تجھ کو	اپنے بیچ	کمزور	اور	اگر	نہ ہوتی

تجھ کو اپنے بیچ کمزور ہی دیکھتے ہیں اور اگر تیری برادری نہ

رهطک لرجمنک وما انت

رهط	ک	ل	رجمنا	ک	و	ما	انت
برادری	تیری	تو	ہم پتھراؤ کرتے	تجھ کو	اور	نہیں	تو

ہوتی تو ہم تجھ کو سنگسار کر چکے ہوتے اور تو ہمارے آگے کوئی

علینا بعزیز ﴿۹۱﴾ قال یقوم ارهطی

علینا	ب	عزیز	۹۱	قال	یا	قوم	ا
ہم پر		غالب	۹۱	اس نے کہا	اے	میری قوم !	کیا

قدر نہیں رکھتا - (۹۱) - اس نے کہا : اے قوم میری ! کیا

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ

وَ	يَا	قَوْمِ	(ى)	اَوْفُوْا	اَلْ	مِكْيَالَ	وَ
اور	اے	قوم	میری	پورا کرو		ناپ	اور

اور اے میری قوم! تم پیمانے اور ترازو کو انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو

الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

اَلْ	مِيْزَانَ	بِ	اَلْقِسْطِ	وَ	لَا	تَبْخَسُوْا	اَلنَّاسَ
	تول	ساتھ	انصاف کے	اور	نہ	گھٹاؤ	لوگوں کو

اور لوگوں کو ان کی

اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۸۵﴾

اَشْيَاءَ	هُمْ	وَ	لَا تَعْثَوْا	فِي اَلْ اَرْضِ	مُفْسِدِيْنَ	۸۵
چیزیں	ان کی	اور	فساد نہ مچاؤ	زمین میں	فسادی ہوکر	۸۵

چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو، اور مفسدین بن کر زمین میں تباہی نہ مچاؤ۔(۸۵)

بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۵ وَ

بَقِيَّتُ	اَللّٰهِ	خَيْرٌ	لَ كُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُؤْمِنِيْنَ ۵	وَ
جو بچ رہے (دیا)	اللہ کا	بہتر ہے	تمہارے لئے	اگر	ہو تم	ایماندار	اور

اللہ کا دیا نفع تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم ایماندار ہو تو اور

مَا اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿۸۶﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ

مَا	اَنَا	عَلَيْ كُمْ	بِ	حَفِيْظٍ	۸۶	قَالُوْا	يَا
نہیں	میں	تم پر		رکھوالا	۸۶	انھوں نے کہا	اے

میں تم پر کوئی محافظ تو ہوں نہیں۔(۸۶)۔ انھوں نے کہا:

اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ

شُعَيْبُ	اَ	صَلٰوةُ	كَ	تَاْمُرُ	كَ	اَنْ	نَتْرُكَ
شعیب	کیا	نماز	تیری	بتاتی ہے	تجھ کو	کہ	ہم چھوڑ دیں

اے شعیب! کیا تیری نماز تجھ کو یہی سکھاتی ہے کہ ہم جن

مَا يَعْبُدُ اٰبَاۤؤُنَاۤ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْۤ

مَا	يَعْبُدُ	اٰبَاۤءُ	نَا	اَوْ	اَنْ	نَفْعَلَ	فِيْ
جن کو	پوجتے رہے	باپ	ہمارے	یا	اس کو کہ	ہم کریں	

(معبودوں) کو ہمارے باپ دادا پوجتے رہے انکو چھوڑ دیں یا اپنے مالوں میں

اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ؕ اِنَّكَ لَاَنْتَ

اَمْوَالِ	نَا	مَا	نَشٰٓؤُا ؕ	اِنَّكَ	لَ	اَنْتَ	اَل
مالوں میں	ہمارے	جو	ہم چاہیں ؕ	بیشک		تو ہے	

اپنی مرضی کرنا ترک کر دیں ؕ تو بڑا بردبار

الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿۸۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ

حَلِيْمُ	اَلْ	رَشِيْدُ	۸۷	قَالَ	يَا قَوْمِ	اَ	رَءَيْتُمْ
بُردبار		نیک چلن	۸۷	کہا	اے میری قوم	کیا	دیکھا تم نے

بھلا مانس ہے ۔ (۸۷) ۔ (شعیبؑ نے) کہا: اے میری قوم! بھلا دیکھو تو

اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ

اِنْ	كُنْتُ	عَلٰى	بَيِّنَةٍ	مِنْ	رَبِّيْ	وَ	رَزَقَ
اگر	ہوا میں	پر	دلیل	طرف سے	میرے رب کی	اور	اس نے دیا

اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں، اور اس نے مجھ کو

مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَمَاۤ اُرِيْدُ اَنْ

نِيْ	مِنْهُ	رِزْقًا	حَسَنًا ؕ	وَ	مَا	اُرِيْدُ	اَنْ
مجھ کو	اسکی طرف سے	رزق	اچھا ؕ	اور	نہیں	میں چاہتا	کہ

ایک نیک روزی دی ہوئی ہو ؕ (تو اسکے پیغام پہنچانے سے کیسے باز رہوں) اور (دیکھو)

اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ؕ

اُخَالِفَ	كُمْ	اِلٰى	مَا	اَنْهٰى	كُمْ	عَنْ	هُ ؕ
مخالفت کروں	تمہاری	طرف	اسکی کہ	منع کروں	تم کو	اس	سے ؕ

میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ جن کاموں سے تم کو روکتا ہوں آپ اُلٹا وہی کام کرتا جاؤں ؕ

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَاتَّبَعُوْٓا أَمْرَ

إِلَى	فِرْعَوْنَ	وَ	مَلَأ	ہٖ	فَ	اِتَّبَعُوْا	أَمْرَ
طرف	فرعون	اور	سرداروں کی	اسکے	سو انھوں نے پیروی کی		حکم کی

کہ فرعون اور اس کے سرداروں کو پہنچا دے سو وہ فرعون کی بات کے

فِرْعَوْنَ وَمَآ أَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍ ﴿۹۷﴾

فِرْعَوْنَ	وَ	مَا	أَمْرُ	فِرْعَوْنَ	بِ	رَشِيْدٍ	۹۷
فرعون کے	اور	نہیں	حکم	فرعون کا		درست	۹۷

پیچھے لگ گئے اور فرعون کی بات ٹھیک نہ تھی - (۹۷)-

يَقْدُمُ قَوْمَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَأَوْرَدَهُمُ النَّارَ

يَقْدُمُ	قَوْمَهٗ	يَوْمَ	الْقِيَامَةِ	فَ	أَوْرَدَ	هُمُ	النَّارَ
آگے چلیگا	اپنی قوم کے	دن	قیامت کے	پس	لا اتاریگا	ان کو	دوزخ پر

وہ قیامت کے دن اپنی قوم کے آگے چلیگا اور انکو دوزخ کے گھاٹ لا اتاریگا ۔

وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ ﴿۹۸﴾ وَ

وَ	بِئْسَ	اَلْ	وِرْدُ	اَلْ	مَوْرُوْدُ	۹۸	وَ
اور	برا ہے	وہ	گھاٹ	جس پر	آ اترے گئے	۹۸	اور

اور بہت برا گھاٹ ہے جس پر آ اترے گئے - (۹۸)- اور

أُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِئْسَ

أُتْبِعُوْا	فِيْ	هٰذِهٖ	لَعْنَةً	وَ	يَوْمَ	الْقِيَامَةِ	بِئْسَ
پیچھے لگی انکے	میں	اس	لعنت	اور	دن	قیامت کے	برا ہے

لعنت ان کے پیچھے لگا دی گئی یہاں بھی اور قیامت کے دن بھی برا

الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَآءِ

اَلْ	رِفْدُ	اَلْ	مَرْفُوْدُ	۹۹	ذٰلِكَ	مِنْ	أَنْبَاءِ
	انعام	جو	ان کو ملا	۹۹	یہ ہیں	کچھ	حالات

ہے وہ صلہ جو اُن کو ملا - (۹۹) - یہ ان بستیوں کے کچھ

الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ

اَلْ	قُرٰى	نَقُصُّ	هٗ	عَلَيْكَ	مِنْ	هَا	قَآئِمٌ
ان	بستیوں کے	ہم سناتے ہیں	اسکو	تجھ کو	میں سے	ان	قائم

حالات ہیں جو ہم تجھ کو سنا رہے ہیں کچھ ان میں سے قائم ہیں

وَّحَصِيْدٌ ۝۱۰۰ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ

وَ	حَصِيْدٌ	۱۰۰	وَ	مَا	ظَلَمْنَا	هُمْ	وَلٰكِنْ
اور	کوئی کٹ گیا ہے	۱۰۰	اور	نہیں	ہم نے ظلم کیا	ان پر	لیکن

اور کچھ کٹی پڑی ہیں - (۱۰۰) - اور ان پر ہم نے ظلم نہیں کیا

ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ

ظَلَمُوْا	اَنْفُسَ	هُمْ	فَ	مَا	اَغْنَتْ	عَنْ هُمْ	اٰلِهَتُهُمْ
انھوں نے ظلم کیا	جانوں پر	اپنی	پھر	نہ	کام آئے	ان کے	انکے معبود

انھوں نے آپ اپنی جانوں پر ظلم کیا، سو ان کے معبود جنھیں وہ

الَّتِىْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَىْءٍ لَّمَّا جَآءَ

اَلَّتِىْ	يَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ	اللّٰهِ	مِنْ	شَىْءٍ	لَمَّا	جَآءَ
جنکو	پکارتے ہیں	سوا	اللہ کے		کچھ بھی	جب	آپہنچا

اللہ کے سوا پکارا کرتے تھے، جب اللہ کا فرمانِ عذاب آپہنچا تو ان کے کچھ

اَمْرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ ۝۱۰۱

اَمْرُ	رَبِّ	كَ ؕ	وَ مَا	زَادُوْ	هُمْ	غَيْرَ	تَتْبِيْبٍ
حکم	رب کا	تیرے ؕ	اور نہ	انھوں نے بڑھایا	ان کو	سوا	ہلاک کرنے کے

بھی کام نہ آئے ؕ اور تباہ کرنے کے سوا ان کی کسی چیز میں افزائش نہ کی

وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى

۱۰۱	وَ	كَذٰلِكَ	اَخْذُ	رَبِّكَ	اِذَا	اَخَذَ	اَلْ قُرٰى
۱۰۱	اور	ایسی ہی ہے	پکڑ	تیرے رب کی	جب	پکڑتا ہے	بستیوں کو

(۱۰۱) - اور ایسی ہی ہوتی ہے پکڑ تیرے رب کی جب بستیوں کو

أَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۖ وَاتَّخَذْتُمُوهُ

رَهْطِ	ى	أَعَزُّ	عَلَيْكُمْ	مِنَ	اللّٰهِ	وَ	اِتَّخَذْتُمْ
برادری	میری	زیادہ غالب ہے	تم پر	سے	اللہ سے	اور	ڈال رکھا ہے تم نے

میرا کنبہ تمہاری نگاہ میں اللہ سے زیادہ گرانقدر ہے اور اسکو تم نے

وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۖ إِنَّ رَبِّي

وَ	هُ	وَرَآءَ	كُمْ	ظِهْرِيًّا	اِنَّ	رَبِّ	ى
	اسکو	پیچھے	تمہارے	پیٹھ کرکے	بیشک	رب	میرا

اپنے پس پشت ہی ڈال رکھا ہے خیر جو کچھ تم کرتے ہو

بِمَا تَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿۹۲﴾ وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوا

بِ مَا	تَعْمَلُوْنَ	مُحِيْطٌ	۹۲	وَ	يَا	قَوْمِ	اِعْمَلُوْا
اس پر جو	تم کرتے ہو	گھیرا کئے ہوئے	۹۲	اور	اے	قوم میری	تم کام کرو

سب میرے رب کے قابو میں ہے۔ (۹۲) - اور اے قوم میری! تم اپنی جگہ

عَلٰى مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۙ

عَلٰى	مَكَانَةِ	كُمْ	اِنَّ	ى	عَامِلٌ	سَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ
پر	جگہ پر	تمہاری		میں بھی	کام کر رہا ہوں	آگے کو	جان لوگے

کام کئے جاؤ، میں (اپنی جگہ) کر رہا ہوں آگے کو جان لوگے

مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَمَنْ

مَنْ	يَأْتِى	هِ	عَذَابٌ	يُخْزِى	هِ	وَ	مَنْ
کون ہے کہ	پہنچتا ہے	اس کو	ایسا عذاب جو	اسوا کرے	اس کو	اور	کون ہے کہ

کہ کون ہے جس پر ایسا عذاب آتا ہے جو اسکو رسوا کردے، اور کون ہے جو

هُوَ كَاذِبٌ ۖ وَارْتَقِبُوا إِنِّي مَعَكُمْ رَقِيبٌ ﴿۹۳﴾

هُوَ	كَاذِبٌ	وَ	اِرْتَقِبُوْا	اِنِّى	مَعَ	كُمْ	رَقِيْبٌ
وہ	جھوٹا ہے	اور	تم تاکتے رہو	میں بھی	ساتھ	تمہارے	تاک رہا ہوں

جھوٹا (ثابت ہوتا) ہے اور تاکتے رہو، میں بھی تمہارے ساتھ تاک رہا ہوں۔(۹۳)

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا

۹۳	وَ	لَمَّا	جَآءَ	اَمْرُ	نَا	نَجَّيْنَا	شُعَيْبًا
۹۳	اور	جب	آیا	حکم	ہمارا	ہمنے بچا لیا	شعیب کو

اور جب ہمارا فرمان قضا آپہنچا تو ہم نے شعیب کو اور

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

وَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَ	هٗ	بِ	رَحْمَةٍ	مِّنَّا
اور	ان کو جو	ایمان لائے	ساتھ	اس کے	ساتھ	مہربانی کے	ہماری طرف کی

جو اسکے ساتھ ایمان لائے تھے ان کو تو اپنی مہربانی سے بچا لیا

وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا

وَ	اَخَذَتْ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	اَلْ	صَيْحَةُ	فَ	اَصْبَحُوْا
اور	پکڑا	اُنکو جنہوں نے	ظلم کیا		چنگھاڑنے	پس	ہوگئے صبح کو

اور جن لوگوں نے ان میں ظلم کیا تھا ان کو چنگھاڑنے آ لیا پھر صبح ہوئی

فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿۹۴﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ؕ

فِيْ دِيَارِ هِمْ	جٰثِمِيْنَ	۹۴	كَاَنْ	لَمْ يَغْنَوْا	فِيْهَا ؕ
گھروں میں اُنکے	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	۹۴	گویا کہ	نہ بسے تھے	ان میں ؕ

تو اپنے گھروں میں مر کر گھٹنوں کے بل گرے رہ گئے ۔(۹۴) جیسے ان (گھروں) میں کبھی بسے ہی نہ تھے

اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿۹۵﴾ وَلَقَدْ

ع ۸

اَلَا	بُعْدًا	لِمَدْيَنَ	كَمَا	بَعِدَتْ	ثَمُوْدُ	۹۵	وَلَقَدْ
سن رکھو	پھٹکار ہے	مدین پر	جیسے	پھٹکار لی	ثمود نے	۹۵	اور البتہ تحقیق

سن رکھو! پھٹکار ہے مدین پر جیسے پھٹکار لی تھی ثمود نے۔(۹۵) اور ہم نے

اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۹۶﴾

اَرْسَلْنَا	مُوْسٰى	بِ	اٰيٰتِنَا	وَ	سُلْطٰنٍ	مُّبِيْنٍ	۹۶
ہمنے بھیجا	موسٰی	ساتھ	اپنی نشانیوں کے	اور	دلیل	روشن کے	۹۶

موسٰی کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند عطا کر کے پیغام دیا تھا (۹۶)۔

مفید کتابیں

کتاب	قیمت
نقشِ وفا: از حضرت مولٰنا نواب صدر یار جنگ بہادر و علیا بیگم " "	۶ر
محمد اور عورت ذات	۳ر
اظہارِ حق: تفسیر سورۂ والتین	۶ر
ہمارے اعمال اور انکی قدر و قیمت	۲ر
الناموس المفصل: تفسیر سورۂ مزمل	۴ر
نور الحق: تفسیر سورۂ علق مع ضمیمہ	۳ر
اصل الاصول: اہلحدیث و اہلِ قرآن کے مناظرہ پر محاکمہ۔	۶ر
سمجھ اچھی کہ بے سمجھی: سمجھ اور بے سمجھی کی نماز پر جھگڑا	۱ر
ارشادات القرآن حصہ اول	۸ر
تندرستی ہزار نعمت: صحت کے مجرب اصول	۵ر
الاحسان: تصوف کا بیان۔	۸ر
لالۂ صحرا: از پروفیسر منیر ایم۔اے	۴ر
جبریل و ابلیس: " "	۴ر
اتاترک	۶ر
شانِ اردو: قابل ملاحظہ	۶ر
نماز بلادِ اسلامیہ میں	۲ر
سرِ دلبراں: قابل دید	۳ر
مقتول بے حجابی	۱ر
قواعدِ عربی حصہ اول: علم صرف	۱۲ر
عروسِ غربت: ایم۔ایم۔اسلم	۱عہ
بقائے دوام " " "	عہ
انتقام " " "	۳ر
پیمانِ وفا: " " "	۵
خطِ تقدیر " " "	۶ر
غزال " " "	۱۰ر
ساربان " " "	۴ر
چار سہیلیاں " " "	عہ
بڑی بی " " "	۱۲ر
نورِ ہدایت " " "	۴ر
دریائے وحدت: قرآن شریف کی آیات اور گرنتھ کے شبدوں کی یکرنگی۔	۱عہ
الفوز الکبیر: فتح الخبیر فارسی	۸ر

ملنے کا پتہ:- منیجر کتبخانہ انجمن اشاعت اسلام دار القرآن جالندھر شہر

استاد کی امداد کے بغیر عربی سکھا دینے والی کتابیں

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
معلم العربیہ	عہ	خزینۃ العلوم حصہ اول مجلد	۴ر
مدرس العربیہ	۸ر	لغات القرآن	۱۰ر
عربی ٹیچر	عہ	" " عزیزی	۴ر
عربی کا معلم جدید حصہ اول	۱۴ر	" " مصباح	۸ر
" " " دوم	۱۴ر	عربی بول چال حصہ اول	ار
کلید " " اول	۵ر	" " دوم	
" " " دوم	۵ر	کتاب الصرف	
کلام عربی حصہ اول	۱۰ر	کتاب النحو	۱۰ر
" " دوم	۱۰ر	قوانین عربی	۱۲ر
ترجمان القرآن حصہ اول، دوم،		اردو عربی ترجمہ	۸ر
سوم، چہارم، پنجم، ششم ہدیہ فی جلد	عہ	الصحیفۃ الاولیٰ	
" جلد ۲۹ و ۳۰	عہ	" الثانیہ	
ہدایت العربیہ	؏	" الثالثہ	ہر چہار حصص
اساس عربی	؏	" الرابعہ	۸ر
اللغات والامثال	؏	الدروس العربیہ حصہ اول	۸ر

ملنے کا پتہ: مکتبہ علمیہ - مدرسۃ البنات - جالندہر شہر

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

پیام اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۶ | دسمبر ۱۹۴۵ء - ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۱۲

مختصر ابن ابی جمرہ

(۲۴۷)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِنَّ الْغَادِرَ یُرْفَعُ لَہٗ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ*

ترجمہ: — عمر کے بیٹے سے (اللہ ان دونوں سے راضی ہو) روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک جو شخص عہد شکن ہے، اسکے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا بلند کیا جائیگا، اور کہا جائیگا یہ فلاں کے بیٹے فلاں کی عہد شکنی ہے*

تشریحات :-

غَادِرٌ : عہد توڑنے اور اسکو پورا نہ کرنے والا، جیسے گناہگار اور کفّار، پس ان گناہگاروں کے ہر گناہگار کے لئے جن کا اللہ اظہار کرنا چاہیگا ایک علامت ہو گی جس سے وہ پہچانا جائیگا -

لِوَاءٌ : عَلَم، جھنڈا، جس سے غدّار پہچانا جائیگا -

غَدْرَةٌ : پیمان شکنی -

فلان بن فلان : یعنی اس کا اور اسکے باپ کا نام لیا جائیگا - اس میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ پردہ پوشی کی خاطر اپنی ماؤں کے نام سے بلائے جائینگے -

(ذکرہ البخاری فی باب ما یُدعی الناس بآبائہم)

(۲۴۸)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ : لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ خَبُثَتْ نَفْسِیْ ، وَ لٰکِنْ لِیَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِیْ *

ترجمہ :- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرمایا : مت کہے تم میں سے کوئی خَبُثَتْ نَفْسِیْ بلکہ کہے لَقِسَتْ نَفْسِیْ *

تشریح :-

خَبُثَتْ نَفْسِیْ کے معنے ہیں میرا جی گندہ (خراب، بد، بُرا، نجس) ہوا - اور لَقِسَتْ نَفْسِیْ کے معنے ہیں : میرا دل متلایا - دونو لفظ اسی ایک مطلب کے

لئے بولے جاتے ہیں، لیکن خَبُثَت کے لفظ میں گھنونا پن پایا جاتا ہے اور زائد از مراد برا مطلب بھی نکلتا ہے۔

اور حدیث سے برے الفاظ اور برے ناموں سے الگ رہنے اور ایسے الفاظ اور ناموں کو اختیار کرنے کا استحباب پایا جاتا ہے جن میں کوئی قباحت نہیں (ذکرہ البخاری فی باب لا یقل خبثت نفسی)

(۲۴۹)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: یَسُبُّ ابْنُ اٰدَمَ الدَّهْرَ، وَاَنَا الدَّهْرُ، بِیَدِی اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ۔

ترجمہ:۔ ازابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا، فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: فرمایا اللہ تعالیٰ نے: آدم کا بیٹا دہر (زمانے) کو کوستا ہے، اور میں ہی دہر ہوں، رات اور دن میرے ہاتھ میں ہیں۔

تشریحات:۔

یَسُبُّ ابْنُ اٰدَمَ الدَّهْرَ: ابن آدم زمانے کو برا کہتا ہے، جیسا کہ شعراء کے اشعار سے ظاہر ہے۔

اَنَا الدَّهْرُ: یعنی زمانے کا خالق، اور اس میں سب کاموں کا مدبّر اور اسکے انقلابات کا باعث میں ہوں۔

بِیَدِی اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ: یعنی رات دن کا آنا جانا، اور ان میں امور کا اختلاف ہونا میری ہی قدرت سے ہے۔

وَعِنْدَ الامام احمد مِنْ وجهٍ آخر بسند صحیح عن ابی هریرة رضـ:

لَا تَسُبُّوا الدَّھرَ، فَإِنَّ اللّٰہَ قَالَ : أَنَا الدَّھرُ، الْاَیَّامُ وَ اللَّیَالِیْ اُجَدِّدُھَا وَ اُبْلِیْھَا و اٰتِی بِمُلُوکٍ بعد مُلُوکٍ۔

(ذکرہ البخاری فی باب لا تسبّوا الدّھر)

(۲۵۰)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : یَقُوْلُوْنَ الْکَرْمُ، اِنَّمَا الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

ترجمہ :۔ ازابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا، فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے : (درخت انگور کو) لوگ کَرْم کہتے ہیں، کرم تو مومن کا دل ہی ہے۔

تشریح :۔

کرم : (را کی فتح اور اسکے سکون سے) بمعنے کریم۔ وصف بالمصدر کعدل وضیف، اس میں مذکر مؤنث اور مفرد وجمع وغیرہ یکساں آتے ہیں، جیسے رَجُلٌ کَرْمٌ وَامْرَأَۃٌ کَرْمٌ وَ رَجُلَانِ و امْرَأَتَانِ کَرْمٌ۔ وَرِجَالٌ وَنِسْوَۃٌ کَرْمٌ۔ مطلب یہ ہے کہ زیادہ مستحق اس نام کا جو کرم سے مشتق ہو مومن کا دل ہے، یہ مطلب نہیں کہ اس کے سوا کوئی کرم کے نام سے نامزد نہیں ہو سکتا۔

قلب المؤمن : مومن کا دل اس وصف سے توصیف کئے جانے کا اس لئے زیادہ ترحقدار ہے کہ اس میں ایمان کا نور اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہوتا ہے۔ ابن الانباری کہتے ہیں، کہ انگور کا نام اسلئے کرم رکھا تھا کہ شراب جو اس سے بنائی جاتی ہے سخاوت وکرم پر ابھارتی ہے۔ انگور کو کرم کہنے سے اسلئے منع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیامِ اسلام

جالندھر شہر

جلد ۱۶ | دسمبر ۱۹۴۵ء - ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ | نمبر ۱۲

مختصر ابن ابی جمرۃ

(۲۴۷)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِنَّ الْغَادِرَ یُرْفَعُ لَہٗ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ ھٰذِہٖ غَدْرَۃُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ*

ترجمہ: — عمر کے بیٹے سے (اللہ ان دونوں سے راضی ہو) روایت ہے کہ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک جو شخص عہد شکن ہے، اسکے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا بلند کیا جائیگا، اور کہا جائیگا یہ فلاں کے بیٹے فلاں کی عہد شکنی ہے*

تشریحات :-

غَادِرٌ : عہد توڑنے اور اسکو پورا نہ کرنے والا، جیسے گناہگار اور کفّار۔ بس ان گناہوں کے ہر گناہگار کے لئے جن کا اللہ اظہار کرنا چاہیگا ایک علامت ہوگی جس سے وہ پہچانا جائیگا۔

لِوَاءٌ : عَلَم، جھنڈا، جس سے غدّار پہچانا جائیگا۔

غَدْرَةٌ : پیمان شکنی۔

فلان بن فلان : یعنی اس کا اور اسکے باپ کا نام لیا جائیگا۔ اس میں ان لوگوں کا ردّ ہے جو کہتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ پردہ پوشی کی خاطر اپنی ماؤں کے نام سے بلائے جائینگے۔

(ذکرہ البخاری فی باب ما یُدعی الناس بآبائہم)

(۲۴۸)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ : لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ خَبُثَتْ نَفْسِیْ، وَلٰکِنْ لِیَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِیْ +

ترجمہ :- عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انھوں نے روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے، فرمایا : مت کہے تم میں سے کوئی خَبُثَتْ نَفْسِیْ بلکہ کہے لَقِسَتْ نَفْسِیْ +

تشریح :-

خَبُثَتْ نَفْسِیْ کے معنے ہیں میرا جی گندہ (خراب، بد، بُرا، نجس) ہوا - اور لَقِسَتْ نَفْسِیْ کے معنے ہیں : میرا دل متلایا۔ دونو لفظ اسی ایک مطلب کے

لئے بولے جاتے ہیں، لیکن خَبُثَت کے لفظ میں گھنونا پن پایا جاتا ہے اور زائد از مراد بُرا مطلب بھی نکلتا ہے۔

اور حدیث سے بُرے الفاظ اور بُرے ناموں سے الگ رہنے اور ایسے الفاظ اور ناموں کو اختیار کرنے کا استحباب پایا جاتا ہے جن میں کوئی قباحت نہیں (ذکرہُ البخاری فی باب لا یقل خبثت نفسی)

(۲۴۹)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: یَسُبُّ ابْنُ اٰدَمَ الدَّهْرَ، وَ اَنَا الدَّهْرُ، بِیَدِی اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ۔

ترجمہ:۔ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا، فرمایا پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: فرمایا اللہ تعالےٰ نے: آدم کا بیٹا دہر (زمانے) کو کوستا ہے، اور میں ہی دھر ہوں، رات اور دن میرے ہاتھ میں ہیں۔

تشریحات:۔

یَسُبُّ ابْنُ اٰدَمَ الدَّهْرَ: ابنِ آدم زمانے کو بُرا کہتا ہے، جیسا کہ شعراء کے اشعار سے ظاہر ہے۔

اَنَا الدَّهْرُ: یعنی زمانے کا خالق، اور اسمیں سب کاموں کا مدبّر اور اسکے انقلابات کا باعث میں ہوں۔

بِیَدِی اللَّیْلُ وَالنَّهَارُ: یعنی رات دن کا آنا جانا، اور ان میں امور کا اختلاف ہونا میری ہی قدرت سے ہے۔

وَعِنْدَ الامام احمد مِنْ وجہٍ آخر بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی:

لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللهَ قَالَ : اَنَا الدَّهْرُ، اَلاَيَّامُ وَ اللَّيَالِيْ اُجَدِّدُهَا وَ ابليها و اتی بملوكٍ بعد ملوكٍ *
(ذکرہ البخاری فی باب لا تسبّوا الدّھر)

(۲۵۰)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ، اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ *

ترجمہ :۔ ازابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا، فرمایا پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے : (درخت انگور کو) لوگ کَرْم کہتے ہیں، کرم تو مومن کا دل ہی ہے *

تشریح :۔

کرم : (ر کی فتح اور اسکے سکون سے) بمعنے کریم۔ وصف بالمصدر کعدل وضیف، اس میں مذکر مؤنث اور مفرد وجمع وغیرہ یکساں آتے ہیں، جیسے رَجُلٌ کَرَمٌ وَامرأةٌ کَرَمٌ و رجلان و امرأتان کرمٌ۔ و رجالٌ و نِسْوَةٌ کَرَمٌ۔ مطلب یہ ہے کہ زیادہ مستحق اس نام کا جو کرم سے مشتق ہو مومن کا دل ہے، یہ مطلب نہیں کہ اس کے سوا کوئی کرم کے نام سے نامزد نہیں ہوسکتا۔

قلب المؤمن : مومن کا دل اس وصف سے توصیف کئے جانے کا اس لئے زیادہ ترحقدار ہے کہ اس میں ایمان کا نور اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہوتا ہے۔
ابن الانباری کہتے ہیں، کہ انگور کا نام اسلئے کرم رکھا تھا کہ شراب جو اس سے بنائی جاتی ہے سخاوت وکرم پر ابھارتی ہے۔ انگور کو کرم کہنے سے اسلئے منع

فرمایا کہ شراب کی اصل کا نام ایسے لفظ سے نہ رکھا جائے جو کرم سے ماخوذ ہو،
اور فرمایا: اس نام کا مستحق درحقیقت وہ مومن ہے جو اس کے پینے سے پرہیز
کرتا اور کرم کو اس کے ترک میں دیکھتا ہے۔
(باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الکرم قلب المؤمن)

(۲۵۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَسَمَّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ وَمَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ حَقًّا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ عَلٰی صُوْرَتِیْ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ٭

ترجمہ:۔ روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (آنحضرت نے) فرمایا: "نام رکھو میرے نام پر، اور نہ کنیت رکھو میری کنیت پر، اور جس نے دیکھا مجھ کو خواب میں تو اس نے دیکھا مجھ کو سچ مچ، کیونکہ شیطان میری صورت پر نمودار نہیں ہو سکتا۔ اور جس نے جھوٹ بولا مجھ پر تو وہ بنالے اپنی بیٹھک آگ کی۔

فائدہ:۔ کنز الاخبار میں حسن رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا چاہے تو بعد نماز عشاء کے چار رکعت نماز دو سلاموں سے پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحۃ الکتاب، وَالضُّحٰی، اَلَمْ نَشْرَحْ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ اور اِذَا زُلْزِلَتْ پڑھے۔ پھر جب سلام پھیرے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ستر مرتبہ درود شریف اور

ستّر مرتبہ استغفار پڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کرکے سوجائے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو اس کی روح بلند ہوتی جائیگی، یہانتک کہ عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریگی اور وہاں نبیّ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر مرتبہ دیکھے گی، یہانتک کہ اس کو کوئی شبہ نہ رہیگا۔

وَمَنْ كَذَبَ : جھوٹ بولنا بالاجماع حرام ہے، اور اسکی برائی میں پے در پے احادیث وارد ہوئی ہیں، ازانجملہ مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوتی ہے کہ کسی نے آپ کے اہل میں سے جھوٹ بولا ہے تو اُس سے اُس وقت تک کہ وہ توبہ نہ کرلے، اعراض فرماتے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے، تو فرشتہ اس بدبو کے سبب جو اسکے منہ سے نکلتی ہے اس سے ایک میل دُور ہٹ جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو جھوٹ سے کیونکہ جھوٹ بدکاری تک پہنچا دیتا ہے، اور بدکاری دوزخ میں لے جاتی ہے اور سچائی کا قصد کرو کیونکہ سچائی راستبازی تک پہنچا دیتی ہے اور راستبازی جنت میں لے جاتی ہے۔

(باب من تسمی باسماء الانبیاء)

(۲۵۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ ﴿

ترجمہ :- ازابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے : بدترین نام اللہ کے نزدیک قیامت کے دن اس شخص کا ہے جو اپنا نام

ملک الاملاک (شاہنشاہ) رکھے۔

(باب ابغض الاسماء الی اللہ تعالیٰ)

(۲۵۳)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یَقُوْلُ:
عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم،
فَشَمَّتَ اَحَدُھُمَا وَ لَمْ یُشَمِّتِ الْآخَرُ، فَقَالَ الرَّجُلُ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ شَمَّتَّ ھٰذَا وَ لَمْ تُشَمِّتْنِیْ، قَالَ: اِنَّ
ھٰذَا حَمِدَ اللّٰہَ وَ لَمْ تَحْمَدْہُ۔

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھینکے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اور وہ دو شخص عامر بن طفیل اور اس کا چچیرا بھائی تھے) پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کو دعائے خیر دی یعنی یَرْحَمُكَ اللّٰہ (خدا تجھ پر رحمت کرے) کہا۔ اور دوسرے کو نہ کہا، تو اس نے یعنی عامر بن طفیل نے کہا: اے پیغمبر خدا! آپ نے اس کو یرحمك اللّٰہ کہا اور مجھے نہ کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ کی حمد کی اور تو نے نہ کی۔

(باب لا یشمت العاطس اذا لم یحمد اللہ)

(۲۵۴)

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا
مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلٰی

اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ، فَاِنَّهٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ ؞

ترجمہ: - عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا: جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے: سلام اللہ پر پہلے اس کے بندوں کے، سلام جبرئیل پر، سلام میکائیل پر، سلام فلاں پر، پھر جب نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو متوجہ ہوئے ہماری طرف اور فرمایا، یقیناً اللہ ہی اَلسَّلام ہے۔ سو جب کوئی تم میں سے بیٹھے نماز میں، تو کہے: سب تحیّات اللہ ہی کی ہیں، اور صلوٰت اور طیّبات، اور سلام تجھ پر اے نبی، اور اللہ کے شائستہ بندوں پر۔ سو جب وہ یہ کہیگا، تو آسمان و زمین میں ہر شائستہ بندے کو یہ پہنچ جائیگا، اور میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود

فرمایا کہ شراب کی اصل کا نام ایسے لفظ سے نہ رکھا جائے جو کرم سے ماخوذ ہو،
اور فرمایا: اس نام کا مستحق درحقیقت وہ مومن ہے جو اس کے پینے سے پرہیز
کرتا اور کرم کو اس کے ترک میں دیکھتا ہے۔

(باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انما الکرم قلب المؤمن)

(۲۵۱)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: تَسَمَّوْا بِاِسْمِیْ وَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ وَمَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِیْ حَقًّا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ عَلٰی صُوْرَتِیْ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ٭

ترجمہ :۔ روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انھوں نے روایت کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (آنحضرتؐ نے) فرمایا: نام رکھو میرے نام پر، اور نہ
کنیت رکھو میری کنیت پر، اور جس نے دیکھا مجھ کو خواب میں تو اس نے دیکھا مجھ
کو سچ مچ، کیونکہ شیطان میری صورت پر نمودار نہیں ہوسکتا۔ اور جس نے جھوٹ
بولا مجھ پر تو وہ بنالے اپنی بیٹھک آگ کی۔

فائدہ :۔ کنز الاخبار میں حسن رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ جو کوئی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا چاہے تو بعد نماز عشاء کے چار رکعت نماز
دو سلاموں سے پڑھے اور ہر رکعت میں فاتحۃ الکتاب، وَالضُّحٰی، اَلَمْ
نَشْرَحْ، اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اور اِذَا زُلْزِلَت پڑھے۔
پھر جب سلام پھیرے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ستر مرتبہ درود شریف اور

ستّر مرتبہ استغفار پڑھ کر قبلہ کی طرف منہ کر کے سوجائے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو اس کی روح بلند ہوتی جائیگی، یہانتک کہ عرش کے نیچے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریگی اور وہاں نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ستّر مرتبہ دیکھے گی، یہانتک کہ اس کو کوئی شبہ نہ رہیگا۔

وَمَنْ كَذَبَ : جھوٹ بولنا بالاجماع حرام ہے، اور اسکی برائی میں پے درپے احادیث وارد ہوئی ہیں، ازانجملہ مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہوتی ہے کہ کسی نے آپ کے اہل میں سے جھوٹ بولا ہے تو اُس سے اُس وقت تک کہ وہ توبہ نہ کرلے اعراض فرماتے۔ اور آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی بندہ جھوٹ بولتا ہے، تو فرشتہ اس بدبو کے سبب جو اسکے منہ سے نکلتی ہے اس سے ایک میل دُور ہٹ جاتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو جھوٹ سے کیونکہ جھوٹ بدکاری تک پہنچا دیتا ہے، اور بدکاری دوزخ میں لے جاتی ہے اور سچائی کا قصد کرو کیونکہ سچائی راستبازی تک پہنچا دیتی ہے اور راستبازی جنت میں لے جاتی ہے۔

(باب من تسمی باسماء الانبیاء)

(۲۵۲)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ تَسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ ۔

ترجمہ :- ازابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: بدترین نام اللہ کے نزدیک قیامت کے دن اس شخص کا ہے جو اپنا نام

ملک الاملاک (شاہنشاہ) رکھے۔

(باب ابغض الاسماء الی اللہ تعالیٰ)

(۲۵۳)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ:
عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسلم،
فَشَمَّتَ اَحَدُهُمَا وَ لَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرُ، فَقَالَ الرَّجُلُ
يَارَسُوْلَ اللهِ شَمَّتَّ هٰذَا وَ لَمْ تُشَمِّتْنِيْ، قَالَ: اِنَّ
هٰذَا حَمِدَ اللهَ وَ لَمْ تَحْمَدْهُ ٭

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھینکے دو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اور وہ دو شخص عامر بن طفیل اور اس کا چچیرا بھائی تھے) پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کو دعائے خیر دی یعنی یَرْحَمُكَ اللہ (خدا تجھ پر رحمت کرے) کہا، اور دوسرے کو نہ کہا، تو اس نے یعنی عامر بن طفیل نے کہا: اے پیغمبر خدا! آپ نے اس کو یرحمك اللہ کہا اور مجھے نہ کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے اللہ کی حمد کی اور تو نے نہ کی ٭

(باب لا یشمّت العاطس اذا لم یحمد اللہ)

(۲۵۴)

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلٰى

اللّٰهِ قَبْلَ عِبَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰی جِبْرِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰی مِيْكَائِيْلَ، اَلسَّلَامُ عَلٰی فُلَانٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، فَإِنَّهٗ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، ثُمَّ تَخَيَّرَ بَعْدُ مِنَ الْكَلَامِ مَا شَاءَ ◆

ترجمہ :- عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہا: جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو کہتے: سلام اللہ پر پہلے اس کے بندوں کے، سلام جبرئیل پر، سلام میکائیل پر، سلام فلاں پر، پھر جب نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو متوجہ ہوئے ہماری طرف اور فرمایا، یقیناً اللہ ہی اَلسَّلَام ہے۔ سو جب کوئی تم میں سے بیٹھے نماز میں، تو کہے: سب تحیّات اللہ ہی کی ہیں، اور صلوٰت اور طیّبات، اور سلام تجھ پر اے نبی، اور اللہ کے شائستہ بندوں پر۔ سو جب وہ یہ کہیگا، تو آسمان و زمین میں ہر شائستہ بندے کو یہ پہنچ جائیگا، اور میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود

مگر اللہ اور میں یہ بھی شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندہ اور پیغمبر ہیں۔
پھر اختیار کرے اسکے بعد جو کلام وہ چاہے +

تشریحات :۔

اِنْصَرَفَ : فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوۃِ ،

هُوَ السَّلَامُ : اَیِ المُسَلِّمُ اَوْلِیَاءَہٗ : اپنے دوستوں کو سلامتی دینے والا، یا آفات و نقائص سے سلامت۔ اور قرآن مجید سے اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ کا اللہ کے ناموں میں ہونا ثابت ہے۔ اور الادب المفرد میں انس کی حدیث سے بسند حسن وارد ہے کہ اَلسَّلَامُ مِنْ اَسْمَاءِ اللہِ وَضَعَہٗ فِی الْاَرْضِ فَاَفْشُوْا بَیْنَکُمْ : اَلسَّلَام اللہ کے ناموں میں سے ہے جس کو اس نے زمین میں رکھا ہے، سو تم آپس میں اسکا افشاء (وا ظہار) کرو + وَعن ابن عباس موقوفا، اَلسَّلَام اللہ کا نام ہے اور وہ جنّت والوں کا تحیّۃ یعنی سلام ہے۔ اور شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ عارف کا وظیفہ السّلام کے اسم سے یہ ہے کہ اس سے اس طرح متخلق ہو کہ اس کا دل کینہ، حسد اور بدخواہی سے پاک ہو جائے اور اسکے اعضاء ممنوعات اور گناہوں کے ارتکاب سے، سو وہ اہلِ اسلام کے ساتھ سلامت رَو اور اُن سے مضرتوں کو دُور کرنے والا اور ہر مسلمان کو جو نظر پڑے اسکو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، سلام کہنے والا ہو جائے۔

اَلتَّحِیَّاتُ : زندگی کے نذرانے، سلامتی کی دعائیں۔

لِلّٰہِ : ای مملوکۃٌ لِلّٰہِ مِلکًا تامًّا۔

اَلصَّلَوٰتُ : نمازیں، مناجاتیں، اللہ کی خاص رحمتیں۔

اَلطَّیِّبَاتُ : پاکیزہ چیزیں، یا کلمات طیبات اور وہ اللہ کا ذکر ہیں۔

مِنَ الکَلَامِ: المتعلق بالدعاء وما ثورہ ای منقولہ افضل

ابن مسعودؓ کی اس حدیث سے امام ابوحنیفہؒ اور احمدؒ نے تشہد کو اخذ کیا اور امام شافعیؒ نے تشہد ابن عباسؓ سے لیا ہے اور وہ یہ ہے:

اَلتَّحِیَّاتُ الْمُبَارَکَاتُ، اَلصَّلٰوتُ الطَّیِّبَاتُ لِلّٰہِ، سَلَامٌ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

اور امام مالکؒ نے عمرؓ کے تشہد کو اختیار کیا ہے اور وہ یہ ہے:-

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ، اَلزَّاکِیَاتُ لِلّٰہِ اَلطَّیِّبَاتُ الصَّلٰوتُ لِلّٰہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔

(فی باب السلام من اسماء اللّٰہ)

(۲۵۵)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ کَتَبَ عَلٰی ابْنِ اٰدَمَ حَظَّہٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَکَ ذٰلِکَ لَا مَحَالَۃَ، فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنّٰی ذٰلِکَ وَتَشْتَھِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ

ذٰلِكَ وَ يُكَذِّبُهٗ ؂

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ فرمایا : اللہ غالب و بزرگ نے پسرِ آدم پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے، وہ اس کو ناگزیر پائیگا، پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے (اجنبی عورت کو یا مرد کو) اور زبان کا زنا کلام (حرام) کرنا ہے اور نفس اسکی تمنا اور خواہش کرتا ہے، اور شرمگاہ اسکی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔

(ذکرہ البخاری فی باب زنا الجوارح دون الفرج)

(۲۵۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِیْ حَلْفِهٖ بِاللَّاتِ وَ الْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ ؂

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا، پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو کوئی تم میں سے قسم کھائے اور اپنی قسم میں کہے : قسم ہے لات و عزّیٰ کی، تو اس کو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنا چاہیئے، اور جو کوئی اپنے ساتھی سے کہے : آمیں تیرے ساتھ جوا کھیلوں، تو اسکو خیرات کرنی چاہیئے ؂

(باب کل لھو باطل اذا اشغل عن طاعۃ اللہ ومن قال لصاحبہ تعال اُقامرك)

(۲۵۷)

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ، اغْفِرْ لِيْ، فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ٭

ترجمہ :- شدّاد بن اوس نے اللہ اُن سے خوش ہو، نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: افضل استغفار یہ ہے کہ تُو کہے: اے اللہ تُو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی سچّا معبود نہیں۔ تو نے مجھ کو پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں جہانتک مجھ سے ہو سکا تیرے عہد اور تیرے وعدے پر ہوں، میں جو کچھ میں نے کیا اس کی بُرائی سے تیری پناہ لیتا ہوں، میں تیرے آگے تیری نعمت کا جو مجھ پر ہے، اقرار کرتا ہوں اور میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں، تُو مجھ کو معاف کر دے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا ٭

فائدہ :-

جامع الصغیر میں ہے: جو کوئی یقین کے ساتھ یہ کلمات دن کو کہے اور اسی روز شام سے پہلے مر جائے تو وہ اہلِ جنت میں سے ہو گا، اور جو کوئی ان کلمات کو رات

کو کہے اور ان پر یقین رکھتا ہو اور اسی رات صبح ہونے سے پہلے مر جائے، تو وہ اہلِ جنّت میں ہو گا۔

اور اس حدیث نے ایسے نرالے معنے اور اچھے الفاظ جمع کئے ہیں جو اسکو سیّد الاستغفار کہلانے کا مستحق کر دیتے ہیں۔

اس میں اس حقیقت کا اقرار ہے کہ اکیلا اللہ ہی اپنی الوہیت اور بندوں کی عبودیت کا حقدار ہے۔ اور اس کے خالق ہونے کا اقرار ہے۔ اور اس عہد کا اعتراف ہے جو اللہ نے اس سے لیا ہے، اور اس کے وعدے پر امید ہے، جو بندے سے گناہ کا صدور ہوا اس سے پناہ طلبی ہے، اور اس میں نعمتوں کی نسبت ان کے خالق کی طرف ہے، اور گناہوں کی نسبت اپنے نفس کی طرف، اور رغبت ہے مغفرت کی، اور اعتراف ہے اس کا کہ اس کے سوا کوئی بھی اس پر قادر نہیں۔

(باب افضل الاستغفار)

(۲۵۸)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اِنَّ الْمُؤْمِنَ یَرٰی ذُنُوْبَهٗ کَاَنَّهٗ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ یَخَافُ اَنْ یَّقَعَ عَلَیْهِ وَ اِنَّ الْفَاجِرَ یَرٰی ذُنُوْبَهٗ کَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰی اَنْفِهٖ، فَقَالَ بِهٖ هٰکَذَا، قَالَ اَبُوْ شِهَابٍ بِیَدِهٖ فَوْقَ اَنْفِهٖ۔

ترجمہ:- عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، فرمایا: مومن اپنے گناہوں کو ایسا دیکھتا ہے گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا اس کے اپنے اوپر گر پڑنے سے ڈرتا ہے اور بدکار اپنے گناہوں کو ایسا دیکھتا ہے کہ کسی مکھی کا اسکی

ناک پر گرا ہوا تو اس نے ایسا کر دیا، کہا (ابو شہاب نے جو اس حدیث کا ایک راوی ہے) اس نے اپنی ناک پر سے اسکو اپنے ہاتھ سے ہٹا دیا +

(باب التوبة)

(۲۵۹)

وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اَللّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهِ مَهْلَكَةٌ، وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ، فَنَامَ نَوْمَةً، فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ حَتّٰى اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ، قَالَ، اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيْ، فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَاِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهٗ +

ترجمہ: — اور ان ہی سے روایت ہے، روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: اللہ تعالے بندے کے توبہ کرنے سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی منزل پر جس میں اسکی ہلاکت تھی اُترا، اور اس کے ساتھ اسکی سواری تھی جس پر اس کا کھانا پانی تھا، سو اس نے اپنا سر رکھا، پھر کچھ سو گیا، پھر جاگا تو اسکی سواری جا چکی تھی، (وہ اس کی تلاش میں گھومتا رہا، مگر وہ اسکو نہ ملی) یہانتک کہ اس پر گرمی اور پیاس کی (یا جو اللہ کو منظور ہوا اسکی) شدت ہوئی، تب اس نے کہا: میں اپنی جگہ پر لوٹتا ہوں، پھر جب وہ لوٹ آیا اور تھوڑا اسو

گیا۔ پھر اس نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہے کہ اسکی سواری اس کے پاس ہے

۲۶۰

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَ الَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَ الْمَیِّتِ ٭

ترجمہ :۔ ابوموسٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے روایت کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے: تمثیل اس شخص کی جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی جو ذکر نہیں کرتا، زندہ اور مردہ کی تمثیل ہے۔

(باب فضل ذکر اللہ)

(۲۶۱)

عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ، فَقَالَتْ عَائِشَۃُ (رض) اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِہٖ: اِنَّا لَنَکْرَہُ الْمَوْتَ، قَالَ لَیْسَ ذَاکِ وَلٰکِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَہُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰہِ وَکَرَامَتِہٖ فَلَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا اَمَامَہٗ، فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ وَ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ، وَاِنَّ الْکَافِرَ اِذَا حَضَرَ

بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰہِ وَ عُقُوْبَتِہٖ فَلَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَہَ اِلَیْہِ مِمَّا اَمَامَہٗ، فَکَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ، وَ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ ◆

ترجمہ: - عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا: جو اللہ سے ملنا چاہتا ہے، اللہ اس سے ملنا چاہتا ہے، اور جو اللہ سے ملنا پسند نہیں کرتا، اللہ اس سے ملنا پسند نہیں کرتا - یہ سُن کر عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ کی کسی بیوی نے کہا، ہم بھی تو مرنے کو ناپسند کرتے ہیں - آنحضرتؐ نے فرمایا: یہ بات نہیں، بلکہ جب مومن کی موت آ حاضر ہوتی ہے، اس کو اللہ کی خوشنودی اور انعام و احسان کی بشارت دی جاتی ہے - سو وہ اللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملنا پسند کرتا ہے، اور جب کافر کے مرنے کا وقت آتا ہے اس کو خدا کے عذاب اور اسکی سزا کی بشارت ملتی ہے تو اس کو کوئی چیز اس سے زیادہ جو اس کے آگے ہے ناگوار نہیں ہوتی، پس وہ پس وہ اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور اللہ اس سے ملنا ناپسند کرتا ہے ◆

(باب من احبّ لقاء اللہ احبّ اللہُ لقاءہ)

(۲۶۲)

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلَاثَۃٌ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَ یَبْقٰی مَعَہٗ وَاحِدٌ، یَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ، فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَ

مَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ ۔

ترجمہ :- انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا، فرمایا پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے : میت کے پیچھے جاتے ہیں، پھر دو تو واپس آجاتے ہیں اور ایک ساتھ رہ جاتا ہے۔ اس کے پیچھے جاتے ہیں اس کے اہل، اس کا مال اور اس کا عمل، اہل اور مال تو لوٹ آتے ہیں، اور عمل رہ جاتا ہے۔

(باب سکرات الموت)

(۲۶۳)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَتْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ : لَا تَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَا قَدَّمُوْا ۔

ترجمہ :- عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی، کہا، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : مُردوں کو بُرا مت کہو، کہ وہ اس چیز کے پاس جو انھوں نے آگے بھیجی تھی پہنچ چکے ہیں ۔

(باب سکرات الموت)

(۲۶۴)

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَلٰی اَرْضٍ بَیْضَاءَ عَفْرَاءَ کَقُرْصَۃِ نَقِیٍّ، قَالَ سَھْلٌ اَوْ غَیْرُہٗ لَیْسَ فِیْھَا مُعْلَمٌ لِاَحَدٍ ۔

ترجمہ :۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، مینے پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا : لوگ قیامت کو ایک سفید خاکی زمین پر جو میدے کی ٹکیا کی مانند ہوگی اکٹھے کئے جائینگے۔ کہا سہل رضؓ نے یا اس کے سوا کسی اور نے : اس میں کسی کے لئے کوئی نشان نہ ہوگا ؞

(باب یقبض اللہ الارض ای یبدلھا)

(۲۶۵)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : تُحْشَرُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ، قَالَتْ عَائِشَةُ ، فَقُلْتُ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اَلرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ؟ فَقَالَ : اَلْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُّهِمَّهُمْ ذٰلِكَ ؞

ترجمہ :۔ از عائشہ رضی اللہ عنہا : کہا رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لوگ قیامت کے روز برہنہ پا، برہنہ تن، غیر مختون اکٹھے کئے جائینگے۔ عائشہؓ کہتی ہیں، مینے کہا : اے پیغمبرِ خدا ! مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو برہنہ دیکھیں گے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا : معاملہ اس سے زیادہ سخت ہوگا کہ ان کو اس کا خیال ہو۔

(باب کیف الحشر)

(۲۶۶)

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ

الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَ يُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ +

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قیامت کے دن لوگ اتنا پسینہ کرینگے کہ ان کا پسینہ ستر گز زمین میں چلا جائیگا اور ان کو لگام دے دیگا ، یہانتک کہ ان کے کانوں تک جا پہنچے گا +

(باب کیف الحشر)

(۲۶۷)

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ بَيْنَهُ وَ بَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ ، ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرٰى شَيْئًا قُدَّامَهُ ، ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَ لَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ +

ترجمہ :- عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، کہا ، نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : تم میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نفرمائیگا ، اس حال میں کہ اللہ کے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان

نہ ہوگا، پھر وہ شخص (سامنے) نظر کریگا تو کوئی چیز اپنے آگے نہ دیکھیگا۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھیگا تو آتش اس کا استقبال کر رہی ہوگی، پس جو شخص تم میں سے کر سکے اپنے آپ کو آگ سے بچالے، اگرچہ ایک کھجور کا ٹکڑا دے کر۔

(باب القصاص یوم القیامۃ)

(۲۶۸)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یُقَالُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ: خُلُوْدٌ وَّلَا مَوْتٌ وَ لِاَهْلِ النَّارِ خُلُوْدٌ وَ لَا مَوْتٌ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا، فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: اہلِ جنت سے کہا جائیگا: ہمیشگی ہے اور کوئی موت نہیں اور دوزخ والوں سے کہا جائیگا: ہمیشگی ہے اور کوئی موت نہیں۔

(باب یدخلون الجنۃ سبعون الف بغیر حساب)

(۲۶۹)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی: لِاَهْوَنِ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ لَوْ اَنَّ لَكَ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ، اَكُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ؟ فَیَقُوْلُ نَعَمْ فَیَقُوْلُ اَرَدْتُ مِنْكَ اَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَ

أَنْتَ فِيْ صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِيْ شَيْئًا ، فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِيْ ÷

ترجمہ :- انس رضی اللہ عنہ نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص سے جس پر سب سے نرم عذاب ہوگا قیامت کے دن، فرمائیگا: اگر زمین میں جو کچھ بھی تیرے پاس ہوتا، تو تُو اس کو اپنی جان چھڑائی میں دے دیتا؟ وہ کہے گا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا: میں نے اس سے بہت سہل تجھ سے طلب کیا تھا جبکہ تُو پُشتِ آدم میں تھا، وہ یہ کہ تو میرے ساتھ کسی شئے کو شریک نہ ٹھہرائے، پر تُو نے نہ مانا مگر یہی کہ میرے ساتھ شریک ٹھہرائے ÷

(باب صفۃ الجنۃ والنار)

(۲۷۰)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ أَنَّهُ لَا يَرُدُّ شَيْئًا إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ ÷

ترجمہ :- ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا: پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے مناہی فرمائی اور فرمایا کہ وہ کسی چیز کو رد نہیں کرسکتی، ہاں اتنا ہوتا ہے کہ اس کے ذریعے کنجوس کا کچھ مال نکل جاتا ہے ÷

(باب القاء النذر العبد الی القدر)

(۲۷۱)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ، قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللهُ وَ سَقَاهُ ؂

ترجمہ: - از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا، فرمایا پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص روزے کی حالت میں بھول کر کھالے، تو اپنا روزہ پورا کر لے، کہ اس کو تو اللہ ہی نے کھلا پلا دیا ہے ؂

(باب اذا حنث ناسیا فی الایمان)

(۲۷۲)

عَنْ سَوْدَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا ؂

ترجمہ: - نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سودہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہا: ہماری ایک بکری مری، تو ہم نے اسکی کھال رنگ لی۔ پھر ہم اسمیں نبیذ بناتے رہے یہانتک کہ وہ پرانی ہوگئی ؂

(۲۷۳)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ اَوْ مِنْ

اَنْفُسِهِمْ ٭

ترجمہ :- از انس رضی اللہ عنہ ، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : قوم کا بھانجا انھی میں سے ہوتا ہے ٭

(باب مولی القوم من انفسہم و ابن اخت القوم منہم)

(۲۷۴)

عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ ، وَ هُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ ٭

ترجمہ :- سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہا ، مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے : جو کوئی اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کرے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اُس کا باپ نہیں ہے تو جنت اُس پر حرام ہو گی ٭

(باب من ادّعی الی غیر ابیہ)

(۲۷۵)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ، سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ : مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ وَ لَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ ٭

ترجمہ :- مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا ، مینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے : جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا ، وہ مجھ کو بیداری میں بھی دیکھیگا

اور شیطان میری صورت پر ظاہر نہیں ہو سکتا۔

(باب من رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام)

(۲۷۶)

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، قَالُوْا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ ✦

ترجمہ:۔ از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، کہا، مینے نبی خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نبوت میں سے مبشّرات ہی رہ گئی ہیں۔ لوگوں نے کہا مبشّرات کیا چیز ہیں؟ فرمایا: سچے خواب۔

(باب المبشرات)

(۲۷۷)

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ، فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِیْ. وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ ✦

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آنحضرتؐ نے فرمایا: جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا تو اس نے مجھ کو دیکھ لیا، اسلئے کہ شیطان میرا روپ نہیں دھار سکتا اور مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے ✦

اَلسَّارِقُ وَابْنُہٗ

(۱) كَانَ لِرَجُلٍ فَقِيرٍ وَلَدٌ صَغِيرٌ، فَقَالَ لَهٗ يَوْمًا، تَعَالَ يَا ابْنِي مَعِي، نَذْهَبُ وَ نَسْرِقُ قَلِيلًا مِنَ الْخَوْخِ، فَذَهَبَ الْوَلَدُ مَعَهٗ، وَ هُوَ يَعْرِفُ اَنَّ ذٰلِكَ غَيْرُ جَائِزٍ، لٰكِنَّهٗ لَمْ يُرِدْ اَنْ يُخَالِفَ اَبَاهُ۔

(۲) وَ لَمَّا وَصَلَ الرَّجُلُ وَ ابْنُهٗ، اِلَى الْمَكَانِ الْمَقْصُوْدِ، قَالَ لِابْنِهٖ، قِفْ هُنَاكَ وَ انْظُرْ اِذَا كَانَ يَرَانَا اَحَدٌ، فَوَقَفَ الْوَلَدُ، وَابْتَدَأَ الْأَبُ يَقْطُفُ مِنَ الْخَوْخِ ❖

(۳) وَ بَعْدَ قَلِيلٍ، قَالَ الْوَلَدُ لِاَبِيْهِ بِصَوْتٍ مُنْخَفِضٍ يَا اَبِيْ وَاحِدٌ يَرَانَا۔

(۴) فَخَافَ الْأَبُ وَ نَزَلَ، وَ سَاَلَهٗ وَ هُوَ يَرْتَجِفُ، مَنْ هُوَ هٰذَا، اَيْنَ هُوَ، فَقَالَ هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمَاءِ، فَخَجِلَ الرَّجُلُ، وَلَمْ يَسْرِقْ شَيْئًا بَعْدَ ذٰلِكَ ❖

يَا اَبِيْ وَاحِدٌ يَرَانَا

چور اور اس کا بیٹا

(۱) کسی غریب آدمی کا ایک چھوٹا سا لڑکا تھا۔ ایک دن اس نے اس کو کہا آ بیٹا! میرے ساتھ، ہم جائیں اور تھوڑے سے آڑو چرائیں۔ پس بیٹا

اس کے ساتھ چلا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ ناجائز ہے، لیکن اس نے اپنے باپ کی مخالفت کرنی نہ چاہی۔

(۲) جب وہ آدمی اور اس کا بیٹا جا پہنچے، اُس جگہ تک جہاں اُن کو جانا تھا اس نے اپنے بیٹے کو کہا، تو یہاں ٹھہر کر دیکھ کہ کوئی ہمکو دیکھتا تو نہیں؟ لڑکا وہاں ٹھہر گیا، اور باپ نے آڑو توڑنے شروع کر دئے۔

(۳) تھوڑی دیر کے بعد لڑکے نے آہستہ آواز میں اپنے باپ سے کہا: ابّا جی! ایک ہم کو دیکھتا ہے۔

(۴) باپ ڈر کر نیچے اتر آیا، اور کانپتے کانپتے اس سے پوچھا: وہ کون ہے؟ کہاں ہے؟ اس نے کہا: وہ اللہ ہے جو آسمان میں ہے، وہ شخص شرمند ہو گیا اور اسکے بعد اس نے کبھی کوئی چیز نہ چرائی ✣

ابّا جی ایک ہم کو دیکھتا ہے۔

اَلذُّبَابَۃُ

(۱)

(۱) مَا لَكَ أَيُّهَا الْوَلَدُ الصَّغِيرُ، لَا يَهْنَأُ لَكَ عَيْشٌ إِلَّا بِضَرَرِيْ. فَلَا تَرَانِيْ فِيْ مَكَانٍ، حَتّٰى تَمُدَّ يَدَكَ، وَ تُحَاوِلَ أَنْ تَقْبِضَ عَلَيَّ، مَاذَا عَمِلْتُ مَعَكَ مِنَ الشَّرِّ.

(۲) أَنَا ذُبَابَةٌ صَغِيرَةٌ ضَعِيفَةٌ، وَ أَنْتَ كَبِيرٌ قَوِيٌّ، وَ لٰكِنْ لَا تَظُنَّ أَنَّ اللّٰهَ أَعْطَاكَ الْقُدْرَةَ

لِکَیْ تَضُرَّ بِالْمَخْلُوْقَاتِ الصَّغِیْرَۃِ مِثْلِیْ ، اَللّٰہُ قَدْ وَھَبَ لِیَ الْحَیَاۃَ فَدَعْنِیْ اَحْیَ الْحَیَاۃَ الَّتِیْ وَھَبَھَا لِیَ الْخَالِقُ ۔

(۳) ھَلْ اَخْبَرَکَ اَحَدٌ عَنِ الْاَشْیَاءِ الْعَجِیْبَۃِ الَّتِیْ فِیْ جِسْمِ الذُّبَابَۃِ ، مَا اَظُنُّ اَنَّکَ سَمِعْتَ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ ، وَ اِلَّا مَا کُنْتَ تَفْرَحُ بِاِمْسَاکِیْ وَ ضَرَرِیْ ۔ اِسْمَعْ فَأَحْکِیْ لَکَ ۔

(۴) اَنَا اَقْدِرُ اَنْ اَمْشِیْ عَلَی السَّقْفِ ، وَ اَرْجُلِیْ اِلٰی فَوْقٍ ، وَ رَأْسِیْ اِلٰی تَحْتٍ ، بِکُلِّ سُھُوْلَۃٍ ، کَمَا اَمْشِیْ فِیْ اَرْضِ الْبَیْتِ ، لَا فَرْقَ عِنْدِیْ ، وَ رُبَّمَا تَتَعَجَّبُ وَ تَسْأَلُ کَیْفَ تَمْشِی الذُّبَابَۃُ عَلَی السَّقْفِ ، وَ تَخَافُ مِنَ السُّقُوْطِ ۔

(۵) اَنْتَ الْاٰنَ ، مَا زِلْتَ قَاصِرًا عَنْ اَنْ تَفْھَمَ ، کَیْفَ اَمْشِیْ وَ لَا اَسْقُطُ ، وَ قَدْ قُلْتُ لَکَ ذٰلِکَ حَتّٰی تَعْرِفَ اَنَّہٗ یُمْکِنُکَ اَنْ تَتَعَلَّمَ مِنْ مَخْلُوْقَاتِ اللّٰہِ اَشْیَاءَ مُفِیْدَۃً ۔

مکھی

(۱) ننھے بچے! یہ کیا بات ہے، کہ تجھکو مجھے دُکھ پہنچائے بغیر کل نہیں پڑتی، تو مجھ کو جہاں کہیں بھی دیکھ پاتا، جھٹ ہاتھ پھیلاتا ہے، اور مجھ کو پکڑ لینے کا قصد کرتا ہے، آخر میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے؟

(۲) میں ایک کمزور چھوٹی سی مکھی ہوں، تُو زور والا ہے بڑا ہے، لیکن یہ نہ سمجھ لے کہ اللہ تعالےٰ نے تجھ کو قدرت بخشی ہے، اسلئے کہ تُو میرے جیسی چھوٹی چھوٹی مخلوقات کو تکلیف پہنچائے۔ اللہ نے مجھ کو زندگی عطا کی ہے، اسلئے تُو مجھ کو بھی وہ زندگی جی لینے دے جو خالق نے مجھ کو عطا کی ہے۔

(۳) کیا کسی نے تجھ کو وہ عجیب چیزیں بتائی ہیں جو مکھی کے جسم میں ہوتی ہیں۔ میں خیال کرتی ہوں کہ تُو نے اس میں سے کچھ نہیں سُنا، ورنہ تُو مجھ کو پکڑنے اور تکلیف پہنچانے سے خوش نہ ہوتا۔ سُن میں تجھ سے بیان کرتی ہوں:-

(۴) میں چھت پر چل سکتی ہوں، اس حال میں کہ پاؤں میرے اوپر کو ہوں اور سر میرا نیچے کو ہو، پوری آسانی کے ساتھ، جیسا کہ میں گھر کے فرش پر چلتی ہوں میرے نزدیک کوئی فرق نہیں، اور اکثر تُو حیران ہوتا ہے اور پوچھتا ہے کہ مکھی کس طرح چھت پر چل لیتی ہے، جبکہ تُو گر پڑنے سے ڈرتا ہے۔

(۵) تو ابتک، یہ سمجھنے سے عاجز رہا ہے، کہ میں کس طرح چلوں کہ نہ گروں!! اور میں نے تجھ سے یہ بات اسلئے کہی ہے کہ تُو جان لے کہ یہ ممکن ہے کہ تُو کئی مفید چیزیں اللہ کی مخلوقات سے سیکھے۔

اَلذُّبَابَةُ (۲)

(۱) كَمْ مَرَّةً مَدَدْتَ يَدَكَ، لِكَيْ تُمْسِكَنِي، وَ لَمْ تَقْدِرْ، فَإِنِّيْ حَالَمَا كُنْتَ تَمُدُّ يَدَكَ، كُنْتُ اَطِيْرُ سَرِيْعًا، إِلٰى مَكَانٍ آخَرَ، قَبْلَ اَنْ تَصِلَ إِلَيَّ، ثُمَّ تَعُوْدُ تُحَاوِلُ اَنْ تُمْسِكَ غَيْرِيْ، وَمَا كُنْتَ تَنْجَحُ۔

(۲) اَنْتَ تَظُنُّ اَنَّ لِيْ عَيْنَيْنِ فَقَطْ مِثْلَكَ، وَ لِذٰلِكَ

تَمُدُّ يَدَكَ مِنْ خَلْفِيْ ، وَ تَجْتَهِدُ أَنْ تَخْفِيَهَا عَنِّيْ، ظَانًّا أَنِّيْ لَا أَقْدِرُ أَنْ أَرَاكَ ، مَعَ أَنَّهُ حَالَمَا تَمُدُّ يَدَكَ أَرَاكَ وَ أَهْرُبُ ، لِأَنَّ لِيْ عُيُوْنٌ كَثِيْرَةٌ، لٰكِنَّهَا ثَابِتَةٌ لَا تَتَحَرَّكُ مِثْلَ عَيْنَيْكَ .

(۳) فَإِنَّ كُلَّ عَيْنٍ مِنَ الْعَيْنَيْنِ اللَّتَيْنِ تَرَاهُمَا فِيْ رَأْسِيْ ، مُرَكَّبَةٌ مِنْ مِائَةٍ مِنْ عُيُوْنٍ صَغِيْرَةٍ ، وَ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِثْلُ رَأْسِ الْإِبْرَةِ .

(٤) وَ أَنَا أَنْظُرُ بِهَا إِلٰى كُلِّ الْجِهَاتِ ، إِلٰى قُدَّامٍ وَ إِلٰى خَلْفٍ ، وَ إِلٰى كُلِّ جَانِبٍ ، وَ بِهٰذِهِ الْعُيُوْنِ الصَّغِيْرَةِ ، أَرَى كُلَّ مَنْ يَمُدُّ يَدَهُ مِنْ وَرَائِيْ لِكَيْ يُمْسِكَنِيْ ، وَ أَطِيْرُ وَ أَسْلَمُ مِنْهُ .

(٥) إِنَّنِيْ لَسْتُ أُقِيْمُ فِيْ مَكَانٍ وَاحِدٍ، بَلْ أَطِيْرُ إِلٰى حَيْثُ أَشَاءُ ، وَ أَقَعُ عَلٰى أَطْيَبِ الْمَأْكُوْلَاتِ وَ أَحْلَى الْمَشْرُوْبَاتِ ، وَ إِذَا دَفَعَنِيْ أَحَدٌ أَذْهَبُ ثُمَّ أَرْجِعُ إِلٰى حَيْثُ كُنْتُ .

(٦) لَسْتُ أُحِبُّ كَثْرَةَ الصَّوْتِ ، فَلَا يَعْمَلُ جَنَاحَايَ صَوْتًا حِيْنَ أَطِيْرُ وَ لَا حِيْنَ أَقَعُ ، فَأَعْمَلُ كُلَّ مَا أَعْمَلُهُ مِنْ دُوْنِ طَنِيْنٍ، وَ لَا يُحِسُّ بِيْ أَحَدٌ إِلَّا حِيْنَ أَقَعُ .

الذُّبَابَةُ لَهَا عُيُوْنٌ كَثِيْرَةٌ

مکھی

(۲)

(۱) کتنی بار تو نے اپنا ہاتھ پھیلایا، کہ مجھ کو پکڑ لے، اور نہ (پکڑ) سکا، اسلئے کہ جونہی تو ہاتھ پھیلاتا تھا، میں جھٹ اُڑ جاتی تھی، کسی اور جگہ کو، تیرے مجھ تک پہنچنے سے پہلے، پھر تو میرے سوا کسی اور مکھی کو پکڑنے کا قصد کرتا، اور کامیاب نہ ہوتا۔

(۲) تُو یہ سمجھتا ہے کہ تیری طرح میری بھی دو ہی آنکھیں ہیں، اسی لئے تُو میرے پیچھے سے اپنا ہاتھ پھیلاتا، اور کوشش کرتا کہ اسکو مجھ سے چھپائے، یہ خیال کر کے کہ میں تجھ کو دیکھ نہیں سکتی، حالانکہ میں جونہی تُو ہاتھ پھیلاتا تجھ کو دیکھ لیتی اور بھاگ جاتی، اس لئے کہ میری بہت سی آنکھیں ہیں، لیکن وہ برقرار ہیں تیری آنکھوں کی طرح حرکت نہیں کر سکتیں۔

(۳) کیونکہ ان دو آنکھوں میں سے جن کو تُو میرے سر میں دیکھتا ہے، ہر ایک آنکھ چھوٹی چھوٹی سینکڑوں آنکھوں سے جڑ مِلکر بنی ہوئی ہے، اور ہر ایک سوئی کے سرے کی مانند ہے۔

(۴) اور میں اُن سے ہر طرف دیکھتی ہوں، آگے کو پیچھے کو، اور ہر طرف کو، اور میں ان چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے، ہر ایک شخص کو دیکھ لیتی ہوں جو مجھ کو پکڑنے کے لئے میرے پیچھے سے ہاتھ پھیلاتا ہے، اور اُڑ کر اس سے بچ جاتی ہوں۔

(۵) میں ایک جگہ ٹھہری نہیں رہتی، بلکہ جدھر چاہتی ہوں اڑ کر چلی جاتی ہوں اور بہت صاف ستھری کھانے کی چیزوں اور بہت میٹھی پینے کی چیزوں پر

آپڑتی ہوں، اور جب کوئی شخص مجھ کو ہٹاتا ہے، چلی جاتی ہوں اور پھر جہاں تھی وہیں لوٹ آتی ہوں۔

(۶) اور میں بہت شور نہیں پسند کرتی، اسلئے میرے پر جب میں اُڑتی ہوں اور جب میں آبیٹھتی ہوں کچھ آواز نہیں کرتے۔

(۷) پس جو کچھ میں کرتی ہوں بھنبھناہٹ کے بغیر کرتی ہوں، مجھ کو کوئی اسی وقت محسوس کرتا ہے جب میں آبیٹھتی ہوں۔

مکھی کی بہت سی آنکھیں ہوتی ہیں

اَلْبُوْمَةُ

(۱) اَلْبُوْمَةُ طَائِرٌ يَطِيْرُ فِي اللَّيْلِ وَ لَا نَرَاهُ فِي النَّهَارِ إِلَّا قَلِيْلًا، لِأَنَّ ضَوْءَ النَّهَارِ قَوِيٌّ عَلٰى عَيْنَيْهِ۔

(۲) وَ هِيَ تَخْتَبِئُ طُوْلَ النَّهَارِ فِيْ شَجَرَةٍ أَوْ فِيْ نُقْبِ حَائِطٍ، حَتّٰى تَخْتَفِيَ عَنِ النَّظَرِ فَلَا يَرَاهَا أَحَدٌ۔

(۳) وَ حَالَمَا يَجِيْءُ اللَّيْلُ، تَخْرُجُ وَ تَطِيْرُ مِنْ مَكَانٍ إِلٰى آخَرَ، تُفَتِّشُ عَنِ الْفَارِ وَ الطُّيُوْرِ الصَّغِيْرَةِ۔

(۴) حِيْنَ تَطِيْرُ لَا يُسْمَعُ لِجَنَاحَيْهَا صَوْتٌ، وَ لِهٰذَا

السَّبَبِ لَا یُحِسُّ بِهَا الْعَصَافِیْرُ وَ لَا الْفَارُ، حَتّٰی تَکُوْنَ قَدْ وَصَلَتْ إِلَیْهَا.

(۵) وَ الْعَصَافِیْرُ إِذَا رَأَتْهَا تَعْرِفُهَا، وَ تَخَافُ مِنْهَا کَثِیْرًا، وَ إِذَا اتَّفَقَ اَنَّهَا وَجَدَتْهَا فِی النَّهَارِ، تَجْتَمِعُ عَلَیْهَا، وَ تَأْخُذُ تَنْقُدُهَا بِمَنَاقِیْرِهَا.

(۶) وَ هِیَ لَا تَقْدِرُ اَنْ تَدْفَعَ عَنْ ذَاتِهَا، لِاَنَّهَا تَکُوْنُ فِی النَّهَارِ نِصْفَ عَمْیَاءَ، اُنْظُرْ إِلَی الْعَصَافِیْرِ، قَدِ اجْتَمَعَتْ حَوْلَهَا، تَنْقُدُهَا نَقْدًا شَدِیْدًا.

البومة نصف عمياء

اُلُّو

(۱) اُلُّو ایک پرندہ ہے جو رات کو اُڑتا ہے، اور دن کو ہم اسے کم ہی دیکھتے ہیں، اسلئے کہ دن کی روشنی اس کی آنکھوں پر بھاری ہوتی ہے۔

(۲) وہ سارا دن کسی درخت یا کسی دیوار کے سوراخ میں چھپا رہتا ہے، یہانتک کہ وہ نظر سے پوشیدہ ہو جاتا ہے، سو اس کو کوئی نہیں دیکھ پاتا۔

(۳) اور جونہی رات آتی ہے، نکلتا اور جا بجا اُڑنے لگتا ہے، چوہوں اور چھوٹے

چھوٹے پرندوں کو تلاش کرتا ہے۔
(۴) جب وہ اُڑتا ہے تو اس کے پروں کی آواز سنائی نہیں دیتی، اور اسی لئے چڑیاں اور چوہے اسکی آہٹ نہیں پاتے، یہانتک کہ وہ اُن تک پہنچ چکا ہوتا ہے۔
(۵) اور چڑیاں جب اسکو دیکھ لیتی ہیں، تو اس سے بہت ڈرتی ہیں اور جب ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ وہ اسے دن کے وقت پالیتی ہیں، تو اس پر اکٹھی ہو جاتی، اور اسکو ٹھونگیں مارتی ہیں۔
(۶) اور وہ اُن کو اپنے سے ہٹا نہیں سکتا، اس لئے کہ وہ دن کو نیم اندھا ہوتا ہے۔ چڑیوں کو دیکھ، وہ اس کے گرد جمع ہو گئی ہیں اور اسکو زور زور سے ٹھونگیں مار رہی ہیں۔

اُلّو دن کو نیم اندھا ہوتا ہے

اَلْقُـبَّرَةُ

(۱)

(۱) كَانَ غَنِيٌّ يَسْكُنُ فِي إِحْدَى قُرَى جَبَلِ لُبْنَانَ، وَكَانَ لَهُ أَمْلَاكٌ وَاسِعَةٌ فِي الْجَبَلِ، وَمَصِيفٌ يُصَيِّفُ فِيهِ، وَأَمْلَاكٌ فِي سَاحِلِ الْبَحْرِ، وَمَنْزِلٌ يُشَتِّي فِيهِ.
(۲) وَلَمَّا بَرَدَ الْهَوَاءُ فِي الْخَرِيفِ، نَزَلَ بِأَهْلِ

بَیْتِہٖ وَ عِیَالِہٖ ، اِلیٰ مَشْتَاہُ فِی السَّاحِلِ، وَ كَانَ ذٰلِكَ فِی شَهْرِ تَشْرِیْنَ الْاَوَّلِ .

(۳) وَ كَانَ مَوْقِعُ الْمَشْتیٰ عَلَی الشَّاطِئِ، یُطِلُّ عَلَی الْبَحْرِ، فَكَانَ اَوْلَادُهٗ یَخْرُجُوْنَ اِلیٰ اِیْوَانِ الْمَنْزِلِ، وَ یَنْظُرُوْنَ الْبَحْرَ هَادِئًا، وَ مِیَاهُهٗ تَلْمَعُ بِاَشِعَّةِ الشَّمْسِ الْوَاقِعَةِ عَلَیْهَا .

(۴) وَ یُبْصِرُوْنَ الْمَرَاكِبَ ، تَجِیْءُ كُلَّ یَوْمٍ اِلیٰ الْمِیْنَاءِ ، نَاشِرَةً قُلُوْعَهَا الْبَیْضَاءَ ، فَتَرْسُوْ بَعِیْدًا عَنِ الشَّاطِئِ ، وَ الْقَوَارِبُ تَزْدَحِمُ مِنْ حَوْلِهَا ، لِكَیْ تَنْقُلَ الشَّحْنَ مِنْهَا اِلیٰ الْبَرِّ .

(۵) وَ كَانَ اِذَا تَعِبَ الْاَوْلَادُ ، وَ مَلُّوْا مِنَ التَّفَرُّجِ عَلَی الْمَرَاكِبِ وَ الْقَوَارِبِ، یَنْزِلُوْنَ اِلیٰ الشَّاطِئِ ، یَلْعَبُوْنَ بَعْضُهُمْ مَعَ بَعْضٍ وَ یَقِفُوْنَ اَحْیَانًا یَنْظُرُوْنَ اِلیٰ اَمْوَاجِ الْبَحْرِ تَجْرِیْ اِلیٰ الشَّاطِئِ .

المشتی فی ساحل البحر

چکور (۱)

(۱) ایک دولتمند آدمی کوہ لبنان کی بستیوں میں سے ایک بستی میں رہتا

تھا۔ اس پہاڑ میں اس کی بہت سی جائیداد تھی، اور ایک گرمائی مسکن جہاں گرمی کا موسم بسر کرتا، اور ساحلِ بحر پر بھی ملکیتیں تھیں اور ایک مسکن جہاں سردی کا موسم بسر کرتا۔

(۲) جب موسمِ خریف میں ہوا خنک ہوگئی، وہ اپنے اہل وعیال سمیت، اپنے ساحلی سرمائی مسکن میں اُترا۔ یہ ماہ تشرینِ اول کی بات ہے۔

(۳) سرمائی مسکن کی جائے وقوع ساحل پر تھی، جو سمندر کو جھانکتا تھا۔ پس اس کے بچے گھر کے دیوان خانے کی طرف نکلتے اور سمندر کو سکون میں دیکھتے اور اس کے پانی سورج کی شعاعوں سے جو ان پر پڑ رہی ہوتیں چمک رہے ہوتے۔

(۴) اور وہ کشتیوں کو دیکھتے، ہر روز بندرگاہ کی طرف آتیں، اپنے سفید سفید بادبان کھولے ہوئے، پس وہ کنارے سے دُور لنگر انداز ہوجاتیں اور ڈونگیاں ان کے اِردگرد بھیڑ لگا دیتیں تاکہ اسباب کو خشکی کی طرف ڈھو کرلے جائیں۔

(۵) اور جب بچے تھک جاتے اور جہازوں اور ڈونگیوں کی سیر سے اُکتا جاتے تو کنارے پر اُتر جاتے اور ایک دوسرے سے کھیلتے اور کبھی کبھی سمندر کی موجوں کو سمندر کی طرف بہتی دیکھتے۔

سرمائی مسکن ساحلِ بحر پہ
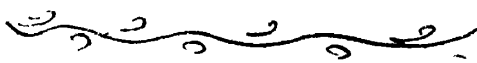
فتح الحمید

یعنی قرآن مجید مع ترجمہ جدید "فتح الحمید"

چند آراء کا خلاصہ

"یہ ترجمہ مختصر اور مطلب خیز ہے۔ زبان صاف اور شستہ، سلیس، لطیف اور دلکش ہے۔ محاورے کی پابندی کے ساتھ الفاظ کی رعایت بھی برقرار ہے۔"

(مولانا عبداللہ العمادی)

"ہم کو یہ کہنے میں ذرا تامل نہیں کہ فتح الحمید نہایت دلپسند اور صحیح و مستند ترجمہ ہے اور اسکو نئے ترجموں پر ہر قسم کی فوقیت اور فضیلت حاصل ہے۔"

(مولانا محمد حلیم صاحب ردولوی)

"ترجمہ فتح الحمید مستند، صحیح اور تمام ترجموں میں زیادہ مفید و کارآمد ہے۔"

(مولانا احسان اللہ نجیب آبادی)

"اصح التراجم اور بہترین تراجم ہے۔" (حضرت مولانا بدرالدین امیر شریعت بہار)

طباعت نفیس، خط پاکیزہ، ھدیہ بلا جلد چار روپیہ۔ اگر مجلد درکار ہو، تو جلد قسم اول ایک روپیہ ۶ر اور قسم دوم کی قیمت ۴ر علاوہ ہوگی

ملنے کا پتہ

منیجر مکتبۂ علمیہ۔ مدرسۃ البنات جالندھر شہر

وَهِيَ ظَالِمَةٌ ط إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ

وَ	هِيَ	ظَالِمَةٌ	إِنَّ	أَخْذَ	هُ	أَلِيمٌ	شَدِيدٌ
اور	وہ ہوتی ہیں	ظالم ط	درحقیقت	پکڑ	اس کی	دردانگیز	سخت ہے

ظلم کرتے پکڑ لیتا ہے ط درحقیقت اسکی پکڑ سخت رنج دہ ہے -

(۱۰۲) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِمَنْ خَافَ عَذَابَ

۱۰۲	إِنَّ	فِي ذَٰلِكَ	لَ	آيَةً	لِ مَنْ	خَافَ	عَذَابَ
۱۰۲	بیشک	اس میں		نشان ہے	اسکے لئے جو	ڈرے	عذاب سے

(۱۰۲) بیشک اس میں اس کے لئے جو آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے

الْآخِرَةِ ط ذَٰلِكَ يَوْمٌ مَجْمُوعٌ لَهُ النَّاسُ

اَلْ آخِرَةِ	ذَٰلِكَ	يَوْمٌ	مَجْمُوعٌ	لَ	هُ	اَلْ	نَاسُ
آخرت کے ط	وہ	دن ہے	اکٹھے کئے جائینگے	لئے	اسکے		لوگ

بڑی عبرت ہے ط وہ ایسا دن ہے جس میں سب لوگ یکجا ہونگے

وَذَٰلِكَ يَوْمٌ مَشْهُودٌ (۱۰۳) وَمَا نُؤَخِّرُهُ

وَ	ذَٰلِكَ	يَوْمٌ	مَشْهُودٌ	۱۰۳	وَ مَا	نُؤَخِّرُ	هُ
اور	وہ	دن ہے	حاضری کا	۱۰۳	اور نہیں	ہم دیر کرتے	اسکو

اور وہ دن ہے حاضری کا - (۱۰۳) - اور ہم اسکو ایک گنی

إِلَّا لِأَجَلٍ مَعْدُودٍ (۱۰۴) ط يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ

إِلَّا	لِ	أَجَلٍ	مَعْدُودٍ	۱۰۴ ط	يَوْمَ	يَأْتِ	لَا تَكَلَّمُ
مگر	لئے	ایک وقت کے	گنے ہوئے	۱۰۴	جس دن	وہ آئیگا	نہ بولیگا

میعاد کے لئے ہی پیچھے ڈال رہے ہیں - (۱۰۴) جس دن وہ آجائیگا کوئی

نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ ج فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ

نَفْسٌ	إِلَّا	بِإِذْنِ	هِ ج	فَ	مِنْ	هُمْ	شَقِيٌّ
کوئی شخص	مگر	اجازت سے	اس کی ج	پس	کوئی	ان میں	بدبخت ہونگے

اسکی اجازت کے بغیر بات نہ کرسکیگا ج اب کوئی ان میں بدبخت ہوگا

وَّسَعِيْدٌ ﴿١٠٥﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ

وَ	سَعِيْدٌ	١٠٥	فَ	اَمَّا	الَّذِيْنَ	شَقُوْا	فَفِي النَّارِ
اور	کوئی خوش بخت	١٠٥	پھر		جو لوگ تو	بدبخت ہونگے	سو دوزخ میں ہونگے

اور کوئی خوش نصیب۔ (١٠٥) پھر جو لوگ تو بدبخت ہونگے سو دوزخ میں ہونگے

لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ﴿١٠٦﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

لَهُمْ	فِيْهَا	زَفِيْرٌ	وَ	شَهِيْقٌ	١٠٦	خَالِدِيْنَ	فِيْهَا
انکے لئے	اس میں	چیخ	اور	دہاڑ ہوگی	١٠٦	ہمیشہ رہینگے	اس میں

جہاں اُن کو چیخ اور دہاڑ سے واسطہ ہوگا۔ (١٠٦) جبتک آسمان اور زمین

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ

مَا دَامَتْ	اَلْ	سَمٰوٰتُ	وَ	الْاَرْضُ	اِلَّا	مَا	شَآءَ
جبتک ہیں		آسمان	اور	زمین	مگر	جو	چاہے

برقرار ہیں وہ اسی میں رہیں گے، آگے جو مرضی ہو تیرے

رَبُّكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿١٠٧﴾

رَبُّكَ ط	اِنَّ	رَبَّكَ	فَعَّالٌ	لِ	مَا	يُرِيْدُ	١٠٧
رب تیرا ط	بیشک	رب تیرا	کرڈالنے والا ہے	—	اس کا جو	چاہے	١٠٧

رب کی ط بیشک تیرا رب جو چاہے کر ڈالا کرتا ہے۔ (١٠٧)۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

وَ اَمَّا	الَّذِيْنَ	سُعِدُوْا	فَ	فِي	الْجَنَّةِ	خَالِدِيْنَ	فِيْهَا
اور رہے	وہ لوگ جو	خوش بخت کیے گئے	سو	میں ہیں	جنت	ہمیشہ رہتے	اس میں

اور وہ جن کو سعادت نصیب ہوئی سو وہ جنت میں ہیں، جبتک

مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ۭ

مَا	دَامَتْ	السَّمٰوٰتُ	وَ اَلْ	اَرْضُ	اِلَّا مَا	شَآءَ	رَبُّكَ ط
جب تک	رہیں	آسمان	اور	زمین	مگر جو	چاہے	رب تیرا ط

آسمان اور زمین قائم ہیں اسی میں رہینگے، آگے جو تیرے رب کو منظور،

عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ

فِيْ	تَكُ	لَا	فَ	۱۰۸	مَجْذُوْذٍ	غَيْرَ	عَطَآءً
بیچ	رہ	نہ	سو	۱۰۸	کاٹی جانیوالی	نہ	ایک بخشش

ایک ختم نہ ہونے والی بخشش۔ (۱۰۸) سو تو ان کی پوجا سے

مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ ۭ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا

كَمَا	اِلَّا	يَعْبُدُوْنَ	مَا	هٰٓؤُلَآءِ	يَعْبُدُ	مِمَّا	مِرْيَةٍ
ویساہی جیسے	مگر	پوجتے ہیں	نہیں	یہ (لوگ) ط	پوجتے ہیں	اس سے جو	شبہ کے

کسی شبہے میں نہ رہیو ط جیسے ان سے پہلے اُن کے باپ دادا

كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ ۭ وَاِنَّا

لَ	اِنَّا	وَ	قَبْلُ ط	مِنْ	هُمْ	اٰبَاءُ	يَعْبُدُ
البتہ	بیشک ہم	اور	اس سے پہلے		ان کے	باپ	پوجتے تھے

پوجتے رہے ویسے ہی یہ پوجتے جا رہے ہیں ط اور ہم بھی ان کو

لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾

۱۰۹	مَنْقُوْصٍ	غَيْرَ	هُمْ	نَصِيْبَ	هُمْ	(نَ)	مُوَفُّوْ
۱۰۹	کم کیا ہوا	نہ	ان کا	حصہ	ان کو		بھرپور دینے والے ہیں

ان کا حصہ بے کم و کاست پورا ہی دینے والے ہیں۔ (۱۰۹)۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ

اخْتُلِفَ	فَ	كِتَابَ	اَلْ	مُوْسٰى	اٰتَيْنَا	قَدْ	وَ لَ
اختلاف کیا گیا	سو	کتاب		موسیٰ کو	دی ہم نے	تھی	اور البتہ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا کی تھی سو اس میں بھی

فِيْهِ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ

كَ	رَبِّ	مِنْ	سَبَقَتْ	كَلِمَةٌ	لَوْلَا	وَ	فِيْهِ ط
تیرے	رب کی	طرف سے	پہلے ٹھہر چکی	ایک بات	اگر نہ ہوتی	اور	اس میں ط

اختلاف کیا گیا ط اور اگر ایک بات تیرے رب کی پہلے نہ ٹھہر چکی ہوتی

لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ

لَ	قُضِيَ	بَيْنَ هُمْ	وَ	اِنَّ	هُمْ	لَ	فِيْ	شَكٍّ
تو	فیصلہ ہو گیا ہوتا	بیچ انکے	اور	تحقیق	وہ	البتہ	بیچ	شک کے ہیں

تو انکے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا اور یہ لوگ اس کی طرف سے شک میں ہیں

مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝۱۱۰ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ

مِنْهُ	مُرِيْبٍ	۱۱۰	وَ	اِنَّ	كُلًّا	لَمَّا	لَيُوَفِّيَنَّ
اس سے	متردد	۱۱۰	اور		ہر ایک کو		پورا ہی دیگا

ان کا دل نہیں جمنے دیتا۔ (۱۱۰) - اور بالیقین تیرا رب ان سب کو

رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ ۭ اِنَّهٗ بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۱۱۱

هُمْ	رَبُّكَ	اَعْمَالَ	هُمْ	اِنَّ هٗ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ	خَبِيْرٌ
انکو	رب تیرا	اعمال	ان کے	بیشک وہ	جو کچھ کہ	وہ کرتے ہیں	خبردار ہے

ان کا کیا پورا پورا ہی دیگا جو کچھ وہ کرتے ہیں وہ اس سے پورا خبردار ہے -

فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ

۱۱۱	فَ	اِسْتَقِمْ	كَمَا	اُمِرْتَ	وَ	مَنْ	تَابَ
۱۱۱	سو	تو سیدھا چلا جا	جیسا کہ	تجھ کو حکم ملا	اور	وہ جس نے	توبہ کی

(۱۱۱)- سو جیسا تجھ کو حکم ہوا، اس پر سیدھا جما رہ اور وہ بھی جنھوں نے

مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا ۭ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

مَعَكَ	وَ	لَا تَطْغَوْا	اِنَّ	هٗ	بِ	مَا	تَعْمَلُوْنَ
تیرے ساتھ	اور	حد سے نہ بڑھو	بیشک	وہ		جو کچھ	تم کرتے ہو

تیرے ساتھ توبہ کی ہے، اور حد سے تجاوز نہ کرو بیشک جو تم کرتے ہو وہ اسکو

بَصِيْرٌ ۝۱۱۲ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ

بَصِيْرٌ	۱۱۲	وَ	لَا تَرْكَنُوْا	اِلَى الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	فَ	تَمَسَّ
دیکھتا ہے	۱۱۲	اور	مت جھکو	طرف انکی جنھوں نے	ظلم کیا	کہ	لگ جائے

دیکھ رہا ہے - (۱۱۲)- اور تم ان کی طرف جو ظالم ہوئے مت جھکو کہ (ایسا کرنے سے) تم کو

اَلنَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ

کُمْ	اَل نَارُ	وَ مَا	لَكُمْ	مِنْ دُوْنِ	اَللّٰهِ	مِنْ	اَوْلِيَاءَ
تم کو	آگ	اور نہیں	تمھارے	سوا	اللہ کے	کوئی	مددگار

(دوزخ کی) آگ (تم) لگ جائے، اور اللہ کے سوا تمھارے کوئی حمایتی نہیں

ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ

ثُمَّ	لَا تُنْصَرُوْنَ	۱۱۳	وَ	اَقِمْ	اَلصَّلٰوةَ	طَرَفَيْ	(نِ)
پھر	مدد نہیں پاؤ گے	۱۱۳	اور	قائم کر	نماز کو	دونوں سرے	

پھر تمکو کوئی مدد نہ ملیگی۔ (۱۱۳) - اور تو دن کے دونوں کناروں اور رات

النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ

اَلْ	نَهَارِ	وَ	زُلَفًا	مِنَ	اَلَّيْلِ ؕ	اِنَّ	اَلْ
	دن کے	اور	کچھ ٹکڑوں میں	کے	رات ؕ	بیشک	

کے کچھ ٹکڑوں میں نماز کو درستی سے ادا کرتا رہ ؕ کیونکہ

الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى

حَسَنَاتِ	يُذْهِبْنَ	اَلْ		سَيِّاٰتِ	ذٰلِكَ	ذِكْرٰى	لِ الْ
نیکیاں	لیجاتی ہیں			برائیوں کو ؕ	یہ	یادگاری ہے	کو

نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں ؕ یہ یاد رکھنے والوں کے لئے یادگاری

لِلذّٰكِرِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ

ذَاكِرِيْنَ	۱۱۴	وَ	اِصْبِرْ	فَ	اِنَّ	اَللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ
یاد رکھنے والوں	۱۱۴	اور	ٹھہرا رہ	کہ		اللہ	نہیں ضائع کرتا

ہے۔ (۱۱۴) - اور صبر کر کہ اللہ نیکو کاروں کا اجر

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ

اَجْرَ	اَلْ	مُحْسِنِيْنَ	۱۱۵	فَ	لَوْ لَا	كَانَ	مِنَ
ثواب		نیکی والوں کا	۱۱۵	سو	کیوں نہ	ہوئے	میں سے

ضائع نہیں کرتا۔ (۱۱۵) - تو ان قرنوں میں سے جو تم سے پہلے

الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْ بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ

عَنِ	يَنْهَوْنَ	بَقِيَّةٍ	اُولُوْ	كُمْ	قَبْلِ	مِنْ	الْقُرُوْنِ
سے	منع کرتے	والے	صلاحیت پر رہ جانے	تم سے	پہلی		سنگتوں

تمھیں ایسے صلاحیت پر رہ جانے والے کیوں نہ ہوئے جو ملک میں فساد مچانے

الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ

مِنْ هُمْ	اَنْجَيْنَا	مِنْ مَّنْ	قَلِيْلًا	اِلَّا	اَرْضِ	فِي الْ	الْ فَسَادِ
ان میں سے	ہمنے بچا لیا	جن کو	تھوڑے	مگر	زمین	میں	بگاڑ

سے منع کرتے رہتے، ان تھوڑے سے لوگوں کو چھوڑ کر جنکو ہمنے انمیں سے بچا لیا تھا

وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ

وَ	فِيْهِ	اُتْرِفُوْا	مَا	ظَلَمُوْا	الَّذِيْنَ	اتَّبَعَ	وَ
اور	اس میں	عیش پایا	اسی راہ کہ	ظلم کیا	وہ جنھوں نے	چلے	اور

اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ تو وہی راہ چلے جس میں عیش پایا اور

كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ

كَ	رَبُّ	كَانَ	مَا	وَ	۱۱۶	مُجْرِمِيْنَ	كَانُوْا
تیرا	رب	ہے	نہیں	اور	۱۱۶	گنہگار	وہ تھے

وہ بدکار تھے - (۱۱۶) - اور تیرا رب ایسا نہیں کہ بستیوں کو

لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا

هَا	اَهْلُ	وَ	بِ ظُلْمٍ	قُرٰى	اَلْ	يُهْلِكَ	لِ
وہاں کے	لوگ	اور	ظلم سے	بستیوں کو		تباہ کردے	کہ

ظلم سے تباہ کردے اور باشندے ان کے اصلاح کرنے والے

مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ

جَعَلَ	لَ	رَبُّكَ	شَآءَ	لَوْ	وَ	۱۱۷	مُصْلِحُوْنَ
کر دیتا		رب تیرا	چاہتا	اگر	اور	۱۱۷	اصلاح کرنیوالے ہوں

ہوں - (۱۱۷) - اور اگر تیرا رب چاہتا تو سب لوگوں کو

النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ

اِلَّا	۱۱۸	مُخْتَلِفِيْنَ	لَا يَزَالُوْنَ	وَ	وَّاحِدَةً	اُمَّةً	النَّاسَ
مگر	۱۱۸	اختلاف پر	رہتے ہیں وہ	اور	ایک	گروہ	لوگوں کو

ایک ہی اُمت کر دیتا لیکن وہ ہمیشہ اختلاف پر رہتے ہیں (۱۱۸)- مگر

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَ

وَ	هُمْ	خَلَقَ	لِ ذٰلِكَ	وَ	رَبُّكَ	رَحِمَ	مَنْ
اور	ان کو	پیدا کیا	اس کیلئے	اور	رب تیرا	مہربانی کرے	جس پر

جن پر تیرا رب رحمت کرے اور اسی کے لئے اس نے ان کو بنایا ہے اور

تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ

وَ	جِنَّةِ	مِنَ الْ	جَهَنَّمَ	لَاَمْلَئَنَّ	رَبِّكَ	كَلِمَةُ	تَمَّتْ
اور	جن		دوزخ کو	ضرور بھرونگا	تیرے رب کی	بات	پوری ہوئی

اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی کہ میں دوزخ کو جنوں اور انسانوں سے

النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ

عَلَيْكَ	نَقُصُّ	كُلًّا	وَ	۱۱۹	اَجْمَعِيْنَ	نَاسِ	اَلْ
تجھ پر	ہم بیان کرتے ہیں	سب	اور	۱۱۹	اکٹھے	انسان سے	

بھر کر رہوں گا- (۱۱۹)- اور ہم پیغمبروں کی سب وہ خبریں

مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ

ہٖ	بِ	نُثَبِّتُ	مَا	رُسُلِ	ال	اَنْۢبَآءِ	مِنْ
اسکے	ساتھ	ہم ثابت کرتے ہیں	کہ	پیغمبروں کی		خبروں	میں سے

تجھ سے بیان کرتے ہیں جن سے ہم تیرے دل کو مضبوط کرتے ہیں

فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ

اَلْحَقُّ	هٰذِهٖ	فِيْ	كَ	جَآءَ	وَ	كَ	فُؤَادَ
حق		ان میں	تیرے پاس	آیا	اور	تیرے	دل کو

اور ان میں جو بات حق تھی اور مومنین کے لئے

وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَقُلْ

وَ	مَوْعِظَةٌ	وَ	ذِكْرٰى	لِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	۱۲۰	وَ قُلْ
اور	نصیحت	اور	یاد دہانی	واسطے	ایمانداروں کے	۱۲۰	اور کہدو

نصیحت اور جتادنی بھی وہ تجھ کو پہنچ گئی - (۱۲۰) - اور

لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنَّا

لِلَّذِيْنَ	لَا	يُؤْمِنُوْنَ	اِعْمَلُوْا	عَلٰى پر	مَكَانَةِ	كُمْ	اِنَّا
اُنکو جو	نہیں	ایمان لاتے	عمل کرو		جگہ پر	اپنی	ہم بھی

جو لوگ ایمان نہیں لاتے اُن سے کہدے تم اپنی جگہ کام کیے جاؤ، ہم

عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ وَانْتَظِرُوْا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ

عَامِلُوْنَ	۱۲۱	وَ	اِنْتَظِرُوْا	اِنَّا	مُنْتَظِرُوْنَ	۱۲۲	وَ
عمل کررہے ہیں	۱۲۱	اور	انتظار کرو	ہم بھی	انتظار کررہے ہیں	۱۲۲	اور

(اپنی جگہ) کررہے ہیں - (۱۲۱) - اور تم بھی نتیجے کے منتظر رہو ہم بھی منتظر ہیں - (۱۲۲) -

لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ

لِلّٰهِ	غَيْبُ	اَلْ	سَمَاوَاتِ	وَ	الْاَرْضِ	وَ	اِلَيْهِ
اللہ ہی کے پاس ہے	غیب		آسمانوں	اور	زمین کا	اور	اسی کی طرف

آسمانوں اور زمین کے بھید اللہ ہی کے پاس ہیں اور سب معاملوں کا

يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ

يُرْجَعُ	اَلْ	اَمْرُ	كُلُّهٗ	فَ	اُعْبُدْ	هٗ	وَ
پھیرا جاتا ہے		کام	سارے کا سارا	سو	تو عبادت		

رجوع اسی کی طرف ہوتا ہے، سو تو اُسی کی عبادت کر اور اسی پر

تَوَكَّلْ عَلَيْهِ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

تَوَكَّلْ	عَلَيْهِ	وَ	مَا	رَبُّكَ	بِ غَافِلٍ	عَنْ مَّا	تَعْمَلُوْنَ	۱۲۳
بھروسا رکھ	اس پر	اور	نہیں	تیرا رب	بے خبر	اس سے جو	تم کرتے ہو	۱۲۳

بھروسا رکھ اور جو کچھ تم کرتے ہو تیرا رب اس سے غافل نہیں ہے - (۱۲۳) -